تہذیب الخصائل
و
تہذیب الفضائل

کیفیت مجملی کتاب

یہ کتاب اصل مین ترجمہ ہے کتاب الطہارت ابو علی احمد بن محمد
بن یعقوب بن مُسکوَیہ رازی کا —
اس کتاب کو اونہون نی غالباً سنہ ۳۸۰ مین تصنیف فرمایا تھا —
کتاب اخلاق حکیم ابروس رسالہ ارسطاطالیس — مقالات حکیم
افلاطون ثانی کا یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا —
یہ ہمعصر شیخ الرئیس حکیم ابو علی بن سینا کے ہین —
اونہون نے بھی اپنی بعض کتابون مین اُنکا ذکر کیا ہے —
سنہ ۴۲۰ ہجری مین دار فانی سے انتقال فرمایا —
خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے بخواہش ناصر الدین عبد الرحیم
بن ابی منصور بادشاہ اَلمُوتُ و قُہِستَان سنہ ۶۳۳ ہجری مین بزبان
فارسی ترجمہ کرکے اخلاقِ ناصری نام رکھا —
اسی کتاب کا ذکر سنکر سلطان ایلخان ہلاکو نے حضرت محقق کو

طلب کیا خورشاہ بن علاء الدین شاہ کے واسطے سے بادشاہ
ہلاکو خان کی صحبت اختیار کی ۔۔

سنہ ۱۲۵۱ عیسوی مین اوسنے اپنے کل امور مہمہ ریاستکا انتظام
محقق کے سپرد کیا ۔

کتاب تحریر اقلیدس ۔ تحریر مجسطی ۔ تحریر متوسطات
۔ کتاب زیج ایلخانی ۔ کتاب تذکرۃ الھیئت ۔ کتاب
سی فصل نجوم ۔ بیست باب اسطرلاب وغیرہ وغیرہ مین
تصنیف و تالیف فرمائین ۔

رصدخانہ مراغاء تبریز بھی ہلاکو خان کی فرمایش سے آپنے
مرتب فرمایا تھا ۔

جسمین کوئی دوربین نہتی مگر دن کو ستارونکی حرکت محسوس
ہوتے تھے ۔

اصل کتاب الطہارۃ عربی کپتان فلی جربینس صاحب
قائمقام صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنؤ کی فرمایش سے سنہ ۱۲۷۱
ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۵۴ عیسوی مین چہپی ۔

مگر بسبب اسکے کہ زبان کتاب الطہارت کی عربی تہی اور ترجمہ
محقق کا نہایت دقیق و دشوار فہم تہا کم استعداد سمجھ نہین سکتے تہے

جناب حکیم سیّد ظفر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر
رئیس جرول آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع بہرائچ ملک اودہ
نے ان دونون کتابونکا زبان فصیح اردو مین ترجمہ کیا —
ایک تمہیدی حکایت مین ایک حکیم کی زبان سے اس کتاب کے
مطالب کو بہت توضیح و تفصیل سے بیان کیا ہے —
اکثر مطالب حسب حال زمانہ اضافہ فرمائے ہین —
مشکل مقامون کو سوالات وارد کرکے جواب مین حل کیا ہے —
اسکی دو جلدین ہین — **جلد اوّل** مین چار جلسے ہین —
جلسۂ اوّل اخلاق نیک مین یعنے انسان کی وہ ذاتی صفتین
جنسے چال چلن درست ہوتا ہے —
جلسۂ دوم اون بُرے چال چلنون کا بیان جنسے خراب
عادتین پیدا ہوتی ہین —
جلسۂ سوم بُری عادتون کے علاج کا طریقہ جسکے خیال رکھنے
سے عادات بد زایل ہوجاتے ہین —
جلسۂ چہارم گھر کے انتظام کا بیان — گھر بنانے کے اصول
— مال حاصل کرنے اور خرچ کرنے کے طریقے — لڑکون کی پر
بولنے چالنے کے آداب — چلنے پھرنے کی تہذیب — کھانا

کہانے اور ریاضت کرنے کے اصول - نوکرون سے خدمت
لینے کے قاعدے - نیک طینت ملازم کی پہچان -

دوسری جلد مین دو جلسے ہین

پہلا جلسہ آپس کے میل جول باہم لطف واتحاد دوستی کی
حقیقت اور ہر ایک کے اقسام - تمدن کی شرح - اجتماعات
مردم کا طریقہ - اور جو جو امر اسکے متعلق ہین -
دوسرا جلسہ بادشاہون - راجاؤن - تعلقدارون کا رعایا
کے ساتھ اور رعایا کا اونکے ساتھ سلوک اور اوسکے وجوہ و اسباب
- ادنےٰ و اعلےٰ ہر قسم کے لوگون سے ملنے کا طریقہ -
ہر ایک کے حدود و مراتب - باہم دوستون کے شرائط
علاوہ اسکے بہت سے مفید اصول و قواعد اسکے ذیل مین بیان
کیے گئے ہین - آخر مین حکیم افلاطون کی وصیت کا ترجمہ جو
حکمت اخلاق مین نہایت مفید ہے درج کیا گیا ہے -
زیادہ تفصیل مطالب کی ہر جلد کی فہرست صفحات سے
معلوم ہوگی - فقط

المرقوم ۶ - ربیع الثانی ۱۳۰۲ہجری مطابق ۲۳ - جنوری ۱۸۸۵ء

سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض جرول

فہرست تہذیب الخصایل فی تہذیب الفضایل جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

جلسۂ اوّل

جلسۂ دوم

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اول

فهرست جلد اول

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

مضمون کتاب	نمبر صفحہ

فهرست جلد اول

جلسۂ چہارم

مضمون کتاب	نمبر صفحہ
قاعدہ کلیہ معالجہ امراض نفس کا	۱۶۳
جلسۂ چہارم تدبیر منزل و انتظام خانہ داری	
فضایل صحبت اہل اخلاق کے اور سلاطین کا پابند اخلاق ہونا ..	۱۶۶
زمانہ کی ناقدری اور مضرتین ترک اخلاق کی	۱۶۷
حوالہ اقوال ہرمس حکیم کا اور نقل قول حکیم بوعلی سینا اور کر جناب محقق طوسی	۱۶۸
گھر بنانے کی ضرورت اور ماہیت منزل کی	۱۶۹
فرق غذائے انسان کا غذائے حیوان سے	۱۷۰
ضرورت دوسرے شخص کے واسطے بقائے شخصی و بقائے نوعی کی	۱۷۱
دفع شبہ ازدواج مکرر	۱۷۲
تحقیق ازدواج مکرر کی اور شرط عدالت زوجہ کا بیان ..	۱۷۳
عورتوں کی ایک شوہر پر حصر ہونے کی وجہ	۱۷۴
گھر میں ایک شخص کا رئیس ہونا	۱۷۵
طریقہ سلوک صاحب خانہ کا نسبت عیال کے	۱۷۶
تعریف حکمت منزل اور ضرورت مدبر منزل کی	۱۷۷
تشبیہ کامل مدبر منزل کی طبیب حاذق سے	۱۷۸
تطبیق حالات منزل کے اعضائے مریض سے	۱۷۹

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

تمام شد فہرست جلد اول
تہذیب الخصائل
تعذیب الفضائل

تقریظ

جناب مؤسس اساس علم و حکمت ✤ مؤسس ناموس شریعت و ملت ✤ معلم محاسن اخلاق ✤ متمم مکارم وفاق ✤ شراع فروع و اصول ✤ علام علوم معقول و منقول ✤ عماد الدین ✤ سناد المؤمنین ✤ آیۃ اللہ علی العباد ✤ و حجتہ فی البلاد ✤ العالم الربانی والمحقق الثانی ✤ تاج العلماء ✤ سراج الحکماء ✤ صدر الشریعۃ الغراء ✤ عین الحکمۃ البیضاء ✤ الوحید الاوحد ✤ مولانا السید علی محمد ✤ دامت انوار افاضاتہ ساطعہ ✤ و اقمار افاداتہ طالعہ ✤ یادگار حضرت سلطان العلما جناب رضوان مآب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بر کتاب تہذیب التحصیل تذہیب الفضائل

باسمہ سبحانہ
وبحمدہ ما اعلے شانہ

علمِ اخلاق کی بزرگی وعمدگی شہرۂ آفاق ہے ÷ اور اوسکی روشنی کے سامنے چاند ماند چاندنی سرد ہے ÷ سورج کا چہرہ زرد ہے ÷ دہوپ اوسکے آگے گرد ہے ÷ اسلیئے کہ منطق وغیرہ مین ثابت ہوا ہے کہ علم کی خوبی کا مدار اوسکے موضوع اور غایت کی خوبی پر ہے بلکہ مذاق حکمت اخلاق تو یہ ہے کہ خالی عمدگی موضوع کی بے سود ہے اگر غایت او نتیجہ کی عمدگی نہو الغرض انصاف کی راہ سے فضیلت اور عمدگی علم کی منحصر ہے عمدگی مین اوسکے نتیجہ اور فائدہ کی مثلاً فلسفہ اعلے اکے موضوع مین خدا کہ جو سب سے بڑہکر ہے داخل سہی لیکن صیغۂ غیب مین عقل متوسط کے بیکار ہونے کی وجہ سے اس علم کا نتیجہ جو بجز حیرت کے اور کچھ نہین ہوتا تو یہ علم ممدوح نہین رہا بلکہ عقل ہی کے راہ سے مذموم ہوگیا ہے اور اسکی کیا خصوصیت عمدہ سے عمدہ جو چیز تجویز کیجائے جب اوس مین کوشش بیکار ہوگی تو وہ سب لغو ہے پس سب سے اہم غایت کا لحاظ ہوا اور اس علم

اخلاق کہ نہایت عمدہ غایات مین سے ہے تو یہ علم بہی عمدہ ترین علوم
مین سے ہے دین کی راہ سے بہی اور عقل کی راہ سے بہی لیکن دین کی راہ
سے پس اسلیے کہ یہ قوت بازوئے علم دین کا ہے اسلیے کہ علم دین مین ز
بہی پاک عقیدون کے بعد مدار ثواب وعذاب کا چال چلن پر
رکہا ہے اور سب مذہبی عقیدے درستی چال چلن کا نتیجہ بہی
دیتے ہین پہر ایک تو مجمل علم ہوتا ہے جیسے جاہل کو اکسیر معلوم ہے
کہ یہ اکسیر ہے اور ایک تفصیلی جیسے اوسکے کاریگر مہوس کو
کہ وہ اوسکی رتی رتی ایک ایک جز کو جانتا ہے اور آنچون کی
گہٹ بڑہ سے واقف ہوتا ہے اور علم دین کے گر اور
اوسکے حکمون کی لاگین اور بہید سب اس علم کے نہین کہلتے
اور لمین معلوم نہین ہوتین حالانکہ اسکے کہلجانے سے حکم مین
بڑی پختگی ہوجاتی ہے اور مثال اوسکی یہ ہے کہ زید نے
عمرو سے کہا کہ یہ کہانا نہ کہانا + تسلیم تو کیا اور عمرو بہی اوسے
سمجہا لیکن اوسے تردد رہا کہ منشا اس حکم کا کیا تہا خود اوسکا
کہانا زید ہی کو منظور تہا یا مجہے بڑہکے کسی اور کا یا میری نالائقی
یا اس کہانے کی برائی یا ناپاکی یا زہر کا ہونا ہمین یا اپنی خست
اور علی ہذا القیاس تو ممکن ہے کہ وہ خفیف وجہون کو ترجیح

دیکھے یا اوس حکم کو بوجہ جان کے اور اوس حکم دینے والے کی
الفت پر بھروسا کر کے نافرمانی کر بیٹھے بخلاف اسکے کہ اگر زید
پہلے سے اپنا منشا بھی بیان کر دیتا کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے تو تو
کبھی عمرو بہوکے سے بھی ادہر ہاتھ نہ بڑہاتا تو اسی طرح دین
حق کی باتین سزا دینے والے تعلیم کی علم اخلاق سے کھل کے
غفلت کے پردے آنکھون سے اوٹھ جاتے ہین اور معلوم
ہوجاتا ہے کہ اللہ اکبر یہ بیوتے ہین اس حکم شرعی
کے اور عقیدہ شرع کے حکمون کا اور ناطقون یعنے پیمبرون
اور اساسون یعنے امامون کا بہت پختہ ہو جاتا ہے اور لیکن دنیا
کی راہ سے پس اسلیے کہ مدار ترقی و تنزل دنیا کا بھی چال
چلن ہی پر ہے اور جب کبھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو
ایک اچھے ہی چلن کی وجہ سے اور جب کبھی کسیکو تنزل ہوا ہے
تو ایک برے ہی چلن کی وجہ سے جیساکہ خطبہ قاصعہ وغیرہ
سے جناب امیر علیہ السلام کے ثابت ہے الغرض اس علم
کا ایک ٹکڑا آدم صورت کو آدم سیرت بناتا ہے ÷ اور
دوسرا ٹکڑا اوسے گرستی سکھاتا ہے ÷ اور تیسرا ادنے ادنے
کو راج اور سلطنت تک پہونچاتا ہے ÷ پس یہ علم ہمارے

ہمارے اقبال ہے اور شاہنشاہوں کا سرتاج ہے + اور جو اسکا پابند
نہین ضرور اوسکا گھر ایکدن تاراج ہے + اور بتدریج ہر شخص کو
اوسکی منزلت پر ضرور ہے علم و عمل دونو طریقہ سے اور اسکی
جڑون اور ٹہنیون کی جانچ اور پرکھ اسکے صاف حکمون کی او
اسکی گنجلکون کی اور شمار کرلینا اسکے بڑے چھوٹے سب گناہون
کا اور آپس مین منقسم ہوجانا اسکی پابندی پر تاکہ فضول حاجت
اور عمدہ قسم اس کا ایک جز ہوجائے اور جناب رسالتمآب
کی تعریف بطریق اوسط اوسکی طرف عائد ہو بلکہ والی ملک کو
یہ لازم ہے کہ وہ ایسی دانائی لوگون کو سکھلوائی اخلاقی مدرسے
جاری کرے کہ جنمین علم اخلاق پڑھایا جائے اور کچھ اور ایسے
مدرسے امتحانی کہ جنمین آزمایش کیجائے چال چلن کی تاکہ معلوم ہوجائے
کہ کس درجہ کا کمال حاصل ہوا کیونکہ ایسا نہو حالانکہ یہی حکمت تو
گویا کہ مرادف ہے حکمت ناموس یعنے شرع شریف کی اور اسی کے
لیئے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شرع اور حکمت جڑوان
بہنے ہین یا وہ ایک ہی سیب کے ٹکڑے ہین یا وہ دونو عقل کی
کے بھیس ہین اور اسی لیے قرآن مین بقراط و سقراط کیسی حکمت
پر اعتنا نہین کی گئی لیکن اس اخلاقی حکمت کے جو نقاد تھے یعنے

حضرت لقمان اونکی تعریف قرآن مین موجود ہے اور اسی آبدار
موتی کے لیے سمندر کی تہا مین غوطہ لگا کے جانا روا ہے + اور
اسی کے لئے دل کے خون کا سمندر بہانا بجا ہے اور سب سے
بڑہ کے اسکی پابندی لازم ہے بادشاہون اور وزیرون اور امیرون
اور عالمون کو اور شرع کے حاکمون کو + اور بعد اونکے حسب مراتب
تمام عالم کو اور کیا بڑا حق ہے اوس عالم کا کہ جو یہ فیض تمام عالم
مین پہیلائے اور انہین اسکے عمدہ نتیجون سے کامیاب فرمائے
کیونکر نہین حالانکہ جس عالم سے فیض علم کا ظہور نہین + وہ وہ آنکہ
ہے جسمین نور نہین + اور خود بہی اوسے عمل مین لائے + اور ورنہ
بہی اوسکا پابند بنائے + کیونکر نہین حالانکہ عالم کا بیعمل ہونا روا ہے
اسلیے کہ جس سرج مین نور نہو وہ کالا توا ہے + اور انہین نکتہ تازہ
اس آدمی کے عالیجناب + معلے القاب + متکی اریکہ علم و
کمال + متوسد وسادۂ جاہ وجلال + عالم علامہ + فرد فہامہ +
سید سند + وحید اوحد + حسیبی + مولوی + حکیم سید ظفر مہدی
صاحب تعلقدار جرول ہین کہ اونہون نے اس زمانہ کساد بازار
علم وہنر مین سعی بلیغ فرماکے اس فن شریف + اور علم لطیف
مین کتاب + مستطاب + تہذیب الخصایل + تہذیب الفضایل

نوکریز قلم + ہدایت رقم + فرمائی واقعی یہ کتاب اور کتابون سے
اس فن کی ممتاز ہے + مضامین عالی ایکطرف عجیب و غریب
اسکی پردازہے + پس منصفون کو چاہیے کہ اس کوشش بلیغ
کو رائگان نجانین + بلکہ اس دُرِ بے بہا کی قدر پہچانین +
دل سے اسکی پابندی کرین + اور اسکے بڑے نتیجون کو ہاتھ سے
نہ دین کہ عمدگی مضامین عالیہ + و مطالب فائقہ + مین یہ
رسالہ بے نظیر ہے + اور پردازمین بہت دلپذیر ہے + اسکا
طرز طرزِ جدید ہے + دین و دنیا مین یہ انشاءاللہ مفید ہے +
واللہ الموفق +

حررہ بیمناہ خادم الشریعہ علی محمد عفی عنہ

مہر طغرا
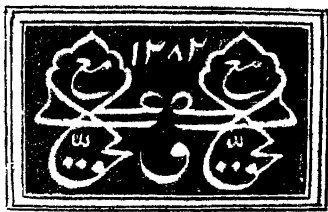
۱۲۸۲

مہر سادہ

سید علی محمد

قطعۂ تاریخ طبع کتاب تہذیب الخصائل و تہذیب الشمائل از حضرت مصنف

چو شد طبع تہذیب اخلاق اینک بتائید و توفیق خلاق اکرم

بہ تسوید این لعل گشتہ دلم خون پی این گہر بسکہ غوطہ خوردم

بیابد کتابی کہ چون خضر رہبر ہدایت بفرماید از بہر عالم

بہر نکتہ رازی بہر حرف رمزی بہر لفظ پندی باندرز باہم

بلفظش فصاحت بمعنیش بلاغت بنحوش متانت بحجت مسلّم

معلّم بصبیان ناصح بشبّان بپیری صاحب حکم قانون محکم

ہر آن باشعوری کہ زو پند گیرد کند سر بتعمیل احکام او خم

رساند باخلاق قدسی مآلش خصال بہیمی زداید ز آدم

پی اہل ملت اصول شریعت پی اہل حکمت حکیمی معظم

عروسی مزیّن بملبوس ہندی ز زیبا رخی گشتہ حسن مجسّم

دل پیر کنعان و چشم زلیخا بنظارہ اش گشتہ یکجا فراہم

چو این یوسف مصر خوبی بیاید بجان می خریدش عزیز مکرّم

اثیم از پی سال [illegible] ندا داد ہاتف کہ اکسیر اعظم

۱۳۰۴ھ

تہذیب الخصائل
و
تسہیل الفضائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و ستایش و سپاس ✤ اور حمد و ثنائی بیقیاس ✤ اوس خداوند حقیقی کی شان
عالی شان کو سزاوار ہی جسکے صفات باکمال عین ذات لایزال ہین ✤ اور آثار
سلطنت اوسکے بے نقص و زوال ہین ✤ صحن جلوخانہ عظمت اوسکا ایسا
وسیع ہی کہ عقل دوربین اوسکو احاطۂ تصور مین لا نہین سکتی ✤ اور کنگرۂ بارگاہ
عزت اوسکا ایسا رفیع ہی کہ کمند وہم و گمان وہان تک جا نہین سکتی ✤
نعمت اوسکی تمام ہی ✤ اور رحمت اوسکی عام ہی ✤ معدوم سے ہمکو موجود
کیا ✤ محض بندہ نوازی سے جنس اشرف المخلوقات مین محسوب و معدود کیا ✤
چشم بینا و گوش شنوا عطا کیئے ✤ فہم و ادراک کیواسطے حواس ظاہری و باطنی
دیئے ✤ ہدایت کیواسطے انبیا بھیجے ✤ تعلیم علم و عمل کے واسطے حکما و علما پیدا
کیئے ✤ افعال حمیدہ اور خصائل پسندیدہ پر وعدۂ اجر و ثواب فرمایا اور کردار

خطبہ

زشت وعادات ذمیمہ پر عذاب وعقاب سے ڈرایا ✤ زبان گویائی اوسکی توصیف قدرت مین لال ہے ✤ مخلوق سے بیان نعمت خالق محال ہے ✤ جب کلمۂ ماعرفناک زبان وحی ترجمان رسول سے جاری ہو ✤ تو بیدائی ناپیدا کنار مدحت مین پائے فکر بشر کو لغزش نہ کیونکر طاری ہو ✤ ✤ ✤

نعت سرور کائنات مفخر موجودات حضرت خاتم المرسلین اشرف النبیین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین المعصومین

درود نامحدود اوس رسول کریم ✤ منطوق انک لعلی خلق عظیم ✤ کے ہدیۂ بارگاہ کے لائق ہی ✤ کہ دین جسکا تمامی ملل وادیان پر فائق ہی ✤ اوسیکے وجود باجود کے فیض سے بنی نوع انسان اشرف المخلوقات کہلائے ✤ اور اوسیکے یمن قدم سے اہل عرب حالت بہیمی کو چھوڑ کر جامۂ آدمیت مین آئی ✤ اوسکی شریعت سراپا حکمت مجموعۂ اخلاق ہی ✤ اوسیکے فضائل باکمال کا آوازہ شہرۂ آفاق ہی ✤ ماسوائے اللہ سے ایک حرف نہ سیکھا نہ پڑہا ✤ اسکے نشان علم محیط اوسکا کہانسے کہانتک چڑہا ✤ شاہراہ خداشناسی کو چراغ ھدایت سے روشن کردیا ✤ اور چمنستان ایمان کو جو خار وخاشاک کفر والحاد سے بھرا تھا پاک کرکے گلشن کردیا ✤ اوسیکے نشان دہی سے حدود حق وباطل نمایان ہوگئے ✤ اور اوسیکے فیض ارشاد سے طریقے اعمال صالح کے آسان ہوگئے اوسکی برکت قدم سے ہر طالب آخرت کے واسطے راہ نجات کشادہ ہی ✤

خطبہ

اوسیکے خوان کرم پر ہر نعمت دنیوی واخروی مہیا و آمادہ ہے یعنے سردار
اولیاؑ اشرف اصفیاؑ خاتم انبیا ٭ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور تحفہ سلام اونکے برادر ٭ بجان برابر ٭ نفس رسول ٭ زوج بتولؑ
باب مدینہ حکمت وعلم ٭ حصن حصین وقار وحلم ٭ شاہنشاہ اقلیم شجاعتؑ
خدیو بارگاہ عصمت وطہارت ٭ سلطان ممالک فتوت ومروت ٭ مہوس
اساس نصفت وعدالت ٭ بانی مبانی ارکان علم وحکمت ٭ مشید قواعد
صداقت ومحبت ٭ صاحب المفاخر والمناقب ٭ مولانا امیر المومنین
علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیبا ہے جنکے کلام حکمت
نظام نے دفتر نصائح قدیمہ کو تقویم پارینہ بنادیا ٭ اور مواعظ حسنہ نے
قلوب زنگ آلود کو صیقل کرکے آئنہ بنادیا ٭ ایسے ایسے خطب انشا کئے
کہ کلمات حکماء متقدمین سہو محو ہوگئے ٭ اور ایسے ایسے مکاتیب احکام اپنے
ولات وحکام کو تحریر فرمائے کہ اسفار سابقین صفحہ عالم سے دہوگئے ٭ قلم
دوزبان ذوالفقار سے نام ونشان جہالت کو قلم کرکے علم ہدایت کو محکم
کردیا ٭ اور آب شمشیر آبدار سے خارستان ضلالت نشان کو گلستان حکمت
بناکر رشک باغ ارم کردیا ٭ حضرت واہب العطیات نے
آپکو وہ ملکہ فضایل عطا کیا ٭ کہ معاضدین سے احصا ٭ اور معارضین سے
اخفا ممکن نہوا صلواۃ اللہ علیہ وعلی اولادہ الطیبین الطاہرین الی یوم الدینؑ

سبب تالیف

امّا بعد خدمات عالیہ اصحاب طیاب * وارباب الباب * مین یہ از رخ خوان لوح ابجد خوانی * کوس نواز اقلیم ہیچمدانی * بندہ سقیم * ظفر مہدی اثیم بن سید حسن زکی موسوی نیشاپوری اسبل اللّٰہ علیہ سجال الغفران * وحلّل الرضوان * ملتمس ہے کہ ایک روز فقیر بالش استراحت پر سر تفکّر کو رکھے ہوئے اپنے ابنائے جنس و اہل زمانہ کے حال پُراختلال پر نظر بصیرت اور تغیّرات و تبدّلات زمانہ پر عبرت * کر رہا تھا افراط قلق سے کف افسوس ملتا تھا * ہر دم نالہ سرد دل پر درد سے نکلتا تھا * جب کثرت تفکر سے جی گھبرا یا اضطراب خاطر نے اوٹھا کر بٹھایا * گردن کو سینے کی طرف جھکایا * دفعتًا لوح دل پر اس آیہ مبارک کو تحریر پایا * اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ * یعنے خداوند متعال * کسی قوم کی عزّ و جلال * حشمت و اقبال * کو نہین بدلتا جب تک وہ اپنے نفوس کی خرابی کے درپے نہین ہوتے * اپنے ہاتھون سے اپنی عزّت و آبرو نہین کھوتے * سمجھا کہ فی الحقیقت ابناء روزگار کی زیادہ ابتری کا باعث خرابی اخلاق ہے * جملہ اہل حکمت و اصحاب شریعت کا اس امر پر اتفاق ہے * حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے اکثر مقامات قرآنی مین بھی ارشاد کیا ہے * خطبہ قاصعہ وغیرہ مین جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بھی بالتفصیل بیان فرمایا ہے * تاریخ و سیر کے مطالعے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

سبب تالیف

تجربہ چشم دید سے بہی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ادبار و انکسار او سیوقت اپنا جلوہ دکہاتا ہے * جب کسی گروہ کے خلق و حکمت و دین و ملت مین فتور آتا ہے * جہل مرکب سے کوس لمن الملک بجاتے ہین * خودرائی سے دعوۂ انانیت فرماتے ہین * پابندی سے کنارہ کرتے ہین * بے راہ قدم دہرتے ہین * جس کی صحبت مین بیٹھہ جاتے ہین * اوسکی پرداز اوٹھاتے ہین * علم و حکمت کو چہوڑتے ہین * اصول تمدن سے منہ موڑتے ہین * ظاہری باتون پر مائل ہین * مآل کی برائیون سے غافل ہین * دنیا مین ایسا تو کوئی بشر نہین جسمین کچہہ بہی اچہی بات کا اثر نہین * مگر نفع و ضرر کا سمجہنا بشر کا کام ہے * بارہ برس کا آگا پیچہا سوچنا اسیکا نام ہے * ایسے مضامین کو تصور کرکے فقیر نے ارادہ کیا کہ کوئی کتاب حکمت اخلاق مین لکہون * مگر تردد تہا کہ کس کتاب کو پیش نظر کرون * اسوجہ سے کہ اخلاق مین دو قسمین ہین * ہر ایک قسم مین مختلف تصنیفین ہین * ایک وہ قسم ہے جو قرآن و حدیث سے اخذ کیگئی * جیسے کتاب اخلاق محسنی و اخلاق جلالی وغیرہ دوسری قسم جو اقوال حکماء سابقین * و علماء محققین * سے بدلایل و براہین عقلی ضبط تحریر مین آئی ہے * ہرچند دونو اصل مین ایک ہین * اور دونو کے نتیجے نیک ہین * مگر پہر بہی قسم اول کو ایک قسم کی خصوصیت ہے * اور قسم دوم اوس سے زیادہ عام پسند و کثیر المنفعت ہے * اس قسم کے عمدہ ترین کتب کامل ترین مصنفات مین وہ کتاب ہے جسے جناب عالم خبیر * حکیم بصیر * نقاد علوم حکمیۂ حلال

سبب تالیف

غوامض طبیّہ جامع علوم ؛ کہف اولی الحلوم ؛ صاحب نفس زکی ؛ حکیم ابوعلی احمد بن یعقوب بن مسکویہ خازنِ رازی نے زمانہ حکومت و سلطنت بادشاہ جہان پناہ ؛ مؤیّد من اللہ عضد الدولہ و معزّ الدّولہ مین تحریر فرمائی تہی اور کتاب الطہارة نام رکہا تہا ؛ اوسی کتاب کا ذکر ہے کہ ایک روز حکیم ابوعلی سینا کا مجلس جناب ممدوح مین گذر ہوا امتحاناً ایک دانہ جو پیش کرکے جناب ممدوح سے کہا کہ آپ اسکی پیمایش از روے شعیرات کر دیجیے ؛ حکیم ابوعلی مسکویہ نے کتاب الطہارة کا ایک جز و شیخ کو دیکر فرمایا کہ آپ اپنے اخلاق کو اس کتاب سے درست کیجیے ؛ چنانچہ حضرت محقّق طوسیؒ طاب ثراہ نے کتاب اخلاق ناصری مین اوس کتاب کی بہت مدح و ثنا فرمائی ہے ؛ اور بمقتضائے رعایت حقوق متقدّمین ترجمہ کی نسبت بہی اوسی کیطرف دی ہے ؛ حقیر نے بہی چاہا کہ اوسی کتاب کے ترجمہ پر جرأت کرون ؛ تاسپی سیرت محقق پر قدم رکہون ؛ مگر غوامض اوس کتاب کے ایسے نہ تہے کہ لفظی ترجمہ اوسکا مفید ہوتا ؛ سوا حذف روابط کے کوئی فائدہ نہ نکلتا شاید اسیوجہ سے حضرتِ محقّق نے بہی اخلاق ناصری مین ترجمہ پر اکتفا نہین فرمائی بہت سے مضامین عالی بڑہا کر جودت طبیعت دکہائی ؛ چند اوراق کا ترجمہ حقیر نے اخلاق ناصری سے لکہا ہرچند عبارت اوسکی فارسی ہی ؛ مگر دقایق حکمت و اصطلاحات صنعت سے نہایت دقیق ہوگئی ہے ؛ بے وقفیت کامل و عبور مسایل اسکا

سبب تالیف

سمجھنا بھی دشوار ہے ⁂ اشخاص زمانہ کیواسطے یہ راہ بھی مشکلگذار ہے ⁂ تب خیال ایا
کہ ایک حکایت کے پیرایہ مین اس مطلب کو ادا کرون ⁂ سوالات وارد کر کے
ابواب متعلقہ کو وا کرون ⁂ چنانچہ بعض علماء اعلام کے سامنے بھی فقیر نے ان مطالب
کا اظہار کیا ⁂ بخیال مزید احتیاط اس سلسلہ استفسار کیا ⁂ اونکی رائے رزین نے
بھی اس طریقے کی تحسین کی ⁂ اونکا صنفین سابقین ذکر فرما کر دیے قلب مضطرب
کی تسکین کی ⁂ الحمد للہ کہ باوجود کثرت اشغال ⁂ و توزع بال ⁂ بہت کم زمانہ مین
فقیر نے اس کتاب کی تحریر سے فراغ حاصل کیا ⁂ بقدر وسعت و طاقت سلاست
و متانت و تہذیب و ترتیب مین کامل کیا تہذیب الخصائل و تہذیب
الفضائل نام رکھا ناظرین نقاد ⁂ و طالعین وقاد ⁂ خود نظر فرماینگے کہ فقیر نے
کیا جانفشانی و عرقریزی کی ہے ⁂ اور کسقدر تنقیح و توشیح مطالب مین
داد محنت و مشقت دی ہے ⁂ انشاء اللہ حظ وافر اوٹھائینگے ⁂ خود سمجھ جائینگے
کہ آیا یہ کتاب محض تالیف ہے ⁂ یا از نو تصنیف ہے ⁂ خصوصاً اوس وقت مین
جب اصل کتاب الاخلاق حضرت محقق علیہ الرحمہ کو مطالعہ فرمائینگے ⁂ اور
مضامین محققہ و لطائف ترجمہ کو نظر مین لائینگے ⁂ الحاصل اصحاب باخبر
و ارباب فضل و ہنر ⁂ مین گزارش ہے کہ اگر فکر نارسا سے کہین انکشاف
مدعا یا ادائے مطلب مین کسیطرح کی غلطی یا تسامح ہوا ہو تو ذیل کرم سے
چھپائین ⁂ یا قلم اصلاح اوٹھا کر محو و اثبات سے مزین فرمائین ⁂

ورنہ زبان طعن کو نہ ہلائین ؛ اور عفو و اغماض کو کام مین لائین وما توفیقی
الا باللہ سبحانہ وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

آغاز داستان نو ایجاد ؛ و حکایت طبعزاد ؛

آغاز حکایت تمہیدی

سرزمین مغرب مین ایک بادشاہ تھا بھرام شاہ نام ؛ عقل و خرد کا خام ؛
شراب ثروت سے مدہوش ؛ کثرت غیظ و غضب سے ہمہ تن جوش ؛ قوت
مین پہلوان تھا ؛ سن مین جوان تھا ؛ ارکین دولت پر مدار تھا ؛ فقط عہدہ
شاہی پر اجراے کار تھا ؛ تھوڑی سی خطا پر سزاے سخت دیتا تھا ؛ اندک
خلاف پر گھر بار لوٹ لیتا تھا ؛ بادشاہ کا ایک چھوٹا بھائی تھا خسرو مرزا
نام عقیل و فہیم ؛ شجاع و حلیم ؛ ہر ہونگ دیکھکر امور سلطنت سے کنارہ کش
رہتا تھا ؛ کسی کام مین دخل ندیتا تھا ؛ مفسدون نے بادشاہ کے کان بھرے
اور بجاے خود کہنے لگے ؛ کہ حضور کے بھائی صاحب حسد کے مارے جلے جاتے
ہین ؛ دربار مین بھی کم آتے ہین ؛ فرمان روائی کی تاک ہے ؛ منظور دشمنونکا
ہلاک ہے ؛ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو بہت سعادتمند ہے مجھکو بہت چاہتا ہے

مفسدہ پردازی

ایسا گمان کیونکر کرون اون مفسدون نے کہا کہ یہ حضرت کی صاف باطنی کا
منشا ہے ورنہ حضرت یوسف کے بھائیون نے بواسطہ حسد اپنے بھائی سے
کیا نہین کیا بندگان حضور کو احتیاط ضرور ہے ؛ اور جان بوجھکر عرض
نکرنا خیر خواہی سے دور ہے ؛ بادشاہ سنکر چپ ہو رہا ؛ دلمین اندیشہ

حکایت تمہیدی

پیدا ہوا ٭ شدہ شدہ خسرو مرزا کو بھی خبر پہونچی بھائی کے قلت فہم سے اندیشہ پیدا ہوا ٭ اور بعد غور و فکر کی اسبات پہ رای کو قرار دیا ٭ کہ سرکار ناپرسان مین جو کچھہ نہو جائے تعجب ہے بہتر ہے کہ کسی حیلے سے جان و آبرو کا حفظ کرکے یکسیطرف کو نکل چلون ٭ رزق کا ضامن خدا ہے ؎

خلاف رای سلطان رای جستن | بخون خویش باشد دست شستن

ایک عرضداشت بادشاہ کو لکھی

مضمون عرضداشت مشعر طلب اجازت سفر حج بیت اللہ

عرضداشت بحضور فائز النور حاشیہ بوسان لبساط فیض مناط حضرت قبلہ ارباب عقیدت و کعبہ اصحاب ارادت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ سایۂ عاطفت و امان دولت بندگان دار اصولت مین وہ آسایش پائی اور اس بفکری سے بعیش و کامرانی بسر کی کہ ناز پروری اعلی حضرت فردوس آشیان کی بہول گئی حضرت حق جل و علی آفتاب اقبال عدو مال بندگان عالی کو تا دیرگاہ افق عروج پر روشن و تابان رکھے ایسے آقائے قدردان سے زیادہ مہربان کے قدمون سے دوری اختیار کرنا کسیطرح گوارا نہین ہے مگر حج بیت اللہ الحرام ذمۂ غلام واجب ہے از آنجا کہ حیات ناپائدار ہی اور رفتار عمر بے اعتبار ہے اگر تفضلات شاہنشاہی حال غلام پر مبذول ہے تو بندۂ گنہگار ہمین انفاس خدام فرض خداوند غفار سے سبکبار ہو جاوے

حکایت تمہیدی

لہذا امیدوار مراحم و بندہ نوازی ہون کہ رخصت انصراف زمین حجاز و اجازت
بجا آوری فریضہ خداوند کارساز عطا فرمائی جاوے کہ بمیامن الطاف بندگان
دادرسان منزل مقصود کو پہونچکر اور شرف آستانہ بوسی بیت اللہ الحرام
مشرف ہو کر بدعائی ازدیاد عمر و دولت و ترقی جاہ و سلطنت مشغول
رہون جب عرضداشت ملاحظہ بادشاہ سے گذری سماعت کرکے دلمین
کہا کہ مفت بلا ٹل گئی دستخط کیا کہ ہرچند مفارقت برادر عزیز تر از جان کی
ناگوار خاطر بابدولت و اقبال ہے مگر ادائی فریضہ سے باز رکھنا مناسب نہین
لہذا رخصت منظور ہے بعد اطلاع منظوری خسرو مرزا نے سامان سفر کیا تاریخ
معین پر ملازمت کیواسطے در دولت پر حاضر ہوئے باریاب کورنش ہوکر بعطائے
خلعت رخصت و زاد راہ کے سرفراز ہوئے ایک خواص کو مع چند مردم فوج کی
حکم معیت کا ہوا زوجہ اور فرزند مسمی والا گہر کو ہمراہ لیکر روانہ منزل مقصود
ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل مکہ معظمہ مین پہونچے بعد فراغت اعمال
حج و زیارت کے متوجہ عراق عرب ہوئی اور دار العلم بغداد مین سکونت اختیار
کی والا گہر کو تحصیل علوم کے واسطے مدرسہ مین سپرد کیا اور آپ گوشہ عافیت
مین بستر توکل پر تکیہ کرکے دروازہ آمد و شد کا بند کر لیا تین برس کے بعد
زوجہ خسرو مرزا نے راہ آخرت لی مصیبت تنہائی اور غم جدائی نے کاہش
جان کی دو برس بعد خسرو مرزا نے جہان گذران کو چھوڑا دنیا اور اہل دنیا سے

حکایت تمہیدی

منحصہ سوّرا و الاگھمر دریتیم ہو گیا درد تنہائی سے دل دو نیم ہو گیا مگر عقل خداداد اور علم و استعداد سے مالامال تھا ثابت قدمی کو ہاتھ سے ندیا اور شغل درس و تدریس کو بدستور جاری رکھا یہانتک کہ جملہ علوم سے فراغ حاصل کیا اور فاضل کامل ہوا باقتضاے راے زرین و ہدایت خرد دوربین ایک عرضداشت اپنی چچا بھرام شاہ بادشاہ کی خدمتمین لکھی اور بعضے از تاجران کے ہاتھ بھیجی

سواد عرضداشت والاگھمر بنام بھرام شاہ مشعر اخبار فوت مادر و پدر و استجازت حضوری آستان بادشاہ

عرضداشت بحضور آستان بوسان در دولت فلک صولت حضرت سکندر شوکت فریدون حشمت خدیو گیہان خداوند دین و ایمان ظل السبحان خلیفۃ الرحمان ادام اللہ مملکتہ و سلطنتہ و افاض علی العالمین برہ و کرامتہ جبس روز سے فلک کجرفتار نے قدم مبارک بندگان عالی شان سے جدا کرکے آوارۂ غربت کیا پے درپے ہدف سہام مصیبت بلیا پہلے والدۂ ماجدہ عازم خلد برین ہوئین من بعد ایک مہینہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ جناب والد ماجد اعلی اللہ مقامہ نے سفر آخرت اختیار کیا ہنگام انقطاع نفس والپسین مکرر زیارت جمال باکمال کے محرومی کا تاسف کیا اور خانہ زاد عقیدت بنیاد کو استعداد بندگی خدّام عالی کی وصیت فرمائی اب علاوہ بلاے یتیمی و غربت کے آرزوے پابوس میمنت مانوس خدّام سوہان روح غلام ہے لہذا بعد

حکایت تمہیدی

التماس حال شکستہ کی عرض ہے کہ اگر قلم فیض رقم مجاز ارشاد ہو تو غلام عقیدت طراز سر کو بجای قدم فرسودۂ راہ نیاز کر کے حاضر آستان معدلت نشان بندگان دارا دربان ہو کر سعادت زیارت بہترین عبادت سے مشرف ہو اور مادام حیات موظف بدعای ترقی عمر و دولت رہے جب تاجر نے عرضداشت کو درگاہ بادشاہ مین گذرانا بعد ملاحظہ کے منشی الملوک کو حکم ہوا کہ جواب مین شقہ مشعر دلجوئی و طلب تحریر کرے اور خلعت ماتم پرسی کا اور زادراہ بھیجے اور ایلچی خوان خواص کو حکم ہوا کہ شقہ و خلعت ہمراہ لیکر جائے اور شاہزادے کو لے آئے

سواد فرمان بہرام شاہ بنام شاہزادہ والا گہر مشعر ماتم پرسی و دلجوئی و طلب

سواد فرمان بہرام شاہ

قرۂ باصرۂ شہریاری و جہان پناہی راحت روح شاہنشاہی بہار بوستان سعادت و اقبال اختر سپہر ابہت و اجلال محفوظ بحفظ جناب الٰہی و محظوظ بعواطف شاہنشاہی بودہ بداند نکہت ریاض سعادت و ہدہد سبای حسن عقیدت یعنی عرضداشت عزیز وافر تمیز ملاحظۂ اشرف و اعلے سے گذری ادراک رحلت برادر عزیز از جان تَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْ سَیِّاٰتِهٖ وَاَدْخَلَهٗ فِي الْجِنَانِ سے کدورت و غبار ملال باعث تکدر آئینۂ خاطر قمر تمثال ہوا از انجا کہ ہر نوش کو لازمہ نیش اور ہر ذی حیات کو یہی راہ تیرہ و تار درپیش ہے بجز صبر و شکیبائی کے راہ چارۂ انسان مسدود ہے اور ہر ذی وجود کے واسطے گزند اجل موجود ہے لازمۂ سعادت

حکایت تمہیدی

خردمندی یہی ہے کہ دامن استقلال کو ہاتھ سے نہ دو اور حضور با دولت و اقبال کو زیادہ تر مغفور مسافر عدم سے متوجہ شفقت و عاطفت اپنے حال پر سمجھو اور حضور کو ہمہ تن مشتاقِ دیدارِ فرحت آثار اپنا تصور کرکے بجز و صدور رشقۂ شفقت مرقع کے عزیمت مستقر الخلافت درست کرو اور جسوقت سرحدِ مملکت آبائی سے پر پہونچو حکّامِ ولایاتِ بادشاہی کو اپنی ورود سے آگاہ کرو تمہارے استقبال کو آئینگے اور اپنے اپنے حدود سے بخیر و عافیت باہر پہونچائینگے اور شرح اشتیاقِ دیدار زبانی ایلچ خان کے کہ مع خلعت ماتم و زادراہ کے آتا ہے حالی خاطر سعادت ماثر ہوگی واللہ اعلم ایلچ خان حسب الحکم سرعت سیر کو کام مین لا کے وارد بغداد ہوا اور بعد ادائے مراسم تعزیت و عطائے خلعت و فرمان شاہی زاد راہ کو حاضر کرکے منتظر ہوا کہ اب حضور سفر مین تعجیل فرمائین القصہ والا گہر نے بسرعت تمام سامان سفر کو انجام دیکر اور احمال و اثقال کو ہمراہ لیکر بغداد سے وطن آباو اجداد کیطرف راہ لی جب سے کہ اپنی آبائی ملک مین داخل ہوئے ہر ولایت سے حکّام استقبال کرتے تھے اور اپنے حدود سے باعزاز و احترام تجاوز کر کے رخصت ہوتے تھے بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر دولت آباد دار الخلافت بہرام شاہ تین کوس کی فاصلہ پر رہ گیا خستگی راہ نے قدم پکڑے اور مصلحت ایزدی نے اجازت آگے بڑہنے کی ندی اوسی مقام پر شب بسر کی صبح کو علے الصبّاح مع لشکر و سپاہ نقارہ دیتے ہوئے اور سلامی لیتے ہوئے دروازۂ

حکایت تمہیدی

شہر پناہ پر پہونچے یہان کچھ اور ہی سامان نظر آیا سپاہ متعینۂ شہر کو سر بزانوئے
تشویش پایا گھبرایا حال پوچھا معلوم ہوا کہ رات کو ایک بجے حضرت کی آنکھ کھلی
ایک درد کی اتصالِ فم معدہ مین شکایت کی اطبّا و حکما طالب ہوئے ہنوز
کوئی پہونچنے نپایا تھا کہ وجع الفواد دمبدم زیادہ ہوا عرصۂ قلیل مین روحِ
اقدس عازم ریاضِ جنّت ہوئی نہ اور کی سُنی نہ اپنی کہی شہر مین کہرام ہے
محل سرائے خاص مین ماتم عام ہے یہ سنکر والا گہر نے مندیل کو سر سے پھینک
دیا گھوڑے کو ڈپٹا نقّارہ واژون اور نشان سرنگون ہوگئے روتا ہوا در دولت
پر آیا دکّانون کو بند اور تمام شہر کو سنسان پایا جی مین کہا کہ بہت بہتر ہوا کہ
کل شبکو مین یہان نہین پہونچا ورنہ اربابِ فساد ہزار طرح کی گمان بد میری
طرف لیجاتے ارکینِ دولت جو باہر تھے سلام کرکے ہمراہ ہوئے خوابگاہ
شاہی پر پہونچے یہان وزیر و امرا جمع تھے سبکے سر زانوئے تفکّر پر جھکے
تھے باہم تشویش کی باتین تخت نشینی کی مصلحتین ہو رہی تھین کوئی
کہتا تھا کہ بادشاہ مغفور کے اگرچہ بیٹا نتھا دختر تو ہے اوسیکو تخت پر
بٹھا دو کیا عورتین صاحب تخت و تاج ہوتی ہی نہین دوسرا کہتا ہے
کہ سبحان اللہ عورتین خلق مین واسطے امور خانہ داری کے ہین نہ کہ
واسطے سروری اور شہریاری کے ایسے خیالات کا دلمین گذرنا گویا ناموس
شاہی کی پردہ دری کرنا ہے ایک جواب دیتا ہے کہ بادشاہ بیگم صاحبہ

حکایت تمہیدی

خود ہی زمام امور سلطنت کو اپنے ہاتھہ مین لین اور تاج و تخت شاہی کو
زینت دین کیا سلطنت بے بادشاہ رہیگی اسی اثنا مین والا گہر نے گھر مین داخل ہوتے
سبھون کی زبان پر بالاتفاق جاری ہوا کہ لو وارث تخت و افسر آ گئے اور وہ اور
نگین و کجکلاہی آ پہونچا حق تعالی نے غیب سے حفظ سلطنت کا سامان
کر دیا والا گہر نے سب کا سلام تو لیا مگر کسی کا جواب ندیا چچا کی نعش پر جا کر
گر پڑا اور ڈاڑہین مار مار کر رونے لگا وزیر نے ہاتھہ باندہ کر کہا یہ وقت گریہ و
رقت نہین بلکہ ہنگام انتظام سلطنت ہے حضرت غفران پناہ کی اولاد مین
سوای ایک شاہزادی کے کوئی اولاد نرینہ نہین ہے جانشینی بندگان سلطانی
کا کوئی قرینہ نہین ہے حضور کو سب سے زیادہ استحقاق تاج و تخت ہے ایسے
وقت مین حضور رونق افزاے دارالخلافت ہوے یہ بھی خواہش بخت ہے ہم
خانہ زاد و نکو دو پہر فکر و تشویش کرتے گذرے اور تیر ذہن ہدف مقصود پر
نہین پہونچا اگر دفن سے فراغت ہو جائیگی اور تخت نشینی کی نوبت نہ آئیگی تو یقین
ہے کہ شہر ہین بلکہ ملک مین غدر ہو جاوے اوباشون اور بدمعاشونکی بن آئے
اس خانہ بے چراغ کو براے خدا روشن فرمائیے اور ہم سب بندگان شاہی کو عذاب
سخت سے چھوڑائیے والا گہر نے کہا کہ امر سلطنت نہایت صعب و دشوار ہے
اور بادشاہ واسطہ درمیان بندہ و پروردگار ہے والی ملک درحقیقت ودیعت
خدا کا امانت دار ہے مین ایسی لیاقت نہین رکھتا اور یہ بار گران مجھہ سے سنبھل

حکایت تمہیدی

نہین سکتا اور قطع نظر اسکے جب والد بزرگوار عازم بیت اللہ ہوئی تھے مین طفل
مکتب تھا من بعد مسافرت مین بسر کی دستور سلطنت اور طریقۂ معدلت سے
ناواقف محض ہون اور تیسری یہ بات ہے کہ جناب چچی صاحبہ بجای حضرت کے
اور میرے والدین کے میری مالک ہین بے اونکی مرضی کے مجھکو کمر بھی کھولنا
منظور نہین چہ جائے سلطنت وزیر نے عرض کی البتہ یہ بات حضور کی لایق
تسلیم ہے ابھی مین جاتا ہون اور پیشگاہ جناب ملکۂ عالم سے اجازت لاتا ہون
نواب وزیر الممالک حرم سرا کی ڈیوڑھی پر حاضر ہوئے اور محلدار سے عرض کرائی
اگرچہ یہ وقت لایق عرض و معروض کے نتھا مگر مجبوری ہے امور سلطنت مین
اختلال آتا ہے بنا ہوا گھر ایک ساعت مین بگڑ جاتا ہے حضور بیگم صاحبہ
ایکدم کیواسطے صبر کی سل سینۂ مبارک پر رکھ لین اور ڈیوڑھی تک تشریف
لائین اور دو باتین ضروری سماعت فرمائین محلدار نے عرض کی اخبار سلطنت
سُنکر غم و اندوہ بھول گیا آنکھون مین آنسو خشک ہوگئے پریشان ہوکر بادشاہ بیگم
ڈیوڑھی پر آئین وزیر نے عرض کی کہ مشیت پروردگار یہی تھی جو ظہور مین
آئی بادشاہ مغفور نے نہ کسی کو وارث تخت چھوڑا نہ وصیت کا موقع ملا
دفعتہً آسمان مصیبت پھٹ پڑا اگر قبل دفن کسیکی جانشینی نہین ہوتی ہے
تو یقین ہے کہ شہر و ملک مین غدر ہوجائی حسب المطلب حضرت مغفور
کے حضور کا بھتیجا والا گہر اسیوقت وارد ہوا ہے نعش عم بزرگوار پر

حکایت تمہیدی

رورہا ہے اگر حضور مناسب سمجھیں تو اوسکو تاج بخشی کریں خانہ زاد کی راے
مین حق بہ حقدار پہونچیگا بیمحل نہوگا بادشاہ بیگم نے روکر کہا کہ ہزار شکر خدا کا
کہ اوسنے ایسے وقت مین بھیجدیا والا گہر کے ہوتے ہوے اور کون ہے جسے
تخت نشین کروگے بہتر ہے کشتی خلعت کی اور والا گہر کو میرے پاس بھیجدو
نوابصاحب تسلیم بجالا کر رخصت ہوے سب کوٹھون مین قفل پڑے تھے
اوسکی تعجیل مین نکلنا خلعت کا متعذر رہا بہرام شاہ کے سر کا تاج اور قلمدان
خاص کشتی مین لگا کر محل مین بہیجا والا گہر کو ساتھ لیکر ڈہوڑہی پر آئے محلدار نے
شاہزادیکو ہمراہ لیکر اندر گئی والا گہر چچی کے قدمون پر گر کے بے اختیار رو
لگا بیگم صاحبہ نے سر بھتیجے کا اوٹھا کر چھاتی سے لگایا اور کہا کہ بیٹا موقع
رونے اور بیقرار ہونیکا نہین ہے گھر کو دیکھو اور سلطنت موروثی کو سنبھالو
یہ کہکر تاج سر پر رکھدیا اور قلمدان ہاتھ مین دیا والا گہر نے اوٹھکر تسلیم
کی اور کہا کہ مین غلام فرمان بردار ہون جو ارشاد کیجیے اوسکی تعمیل مجھپر واجب ہے
یہ کہکر باہر آیا ارکین دولت نے لیجا کر تخت شاہی پر بٹھایا نذرین گذرین
توپین سلامیکی سر ہوئین ڈھنڈورا پٹا دہائی پھری تمام شہر مین شہرت
ہوگئی من بعد بہرام شاہ کا غسل و کفن کر کے دفن کیا حکام سلطنت کو
احکام تحریر ہوے دوسرے روز جشن قرار پایا بار عام ہوا ارکان دولت کو
علی قدر مراتب خلعت عنایت ہوے مہر کندہ کی گئی سکہ پڑا عادل شاہ

حکایت تمہیدی

پیش کش سوالات

لقب ہوا برخواست کیوقت حکم دیا کہ شام کو شہر کے حکما اور علما اور فضلا اور
شعرا جو اپنے اپنے علم و ہنر مین کامل ہون حاضر آوین دیوان خاص مین روشنی
ہوئی اہل کمال کی ملازمت ہوئی علے قدر لیاقت خلعت و انعام تقسیم ہوا
وزیر الممالک سے عادل شاہ نے کہا کہ ہم بیگانہ وار اس دیار مین وارد ہوے
تقدیرات الٰہی نے خاک سے اوٹھا کر اوج افلاک کو پھونچایا ہم نہین جانتے کہ ہمارے
گھر مین خرچ کسقدر ہے اور آمدنی کتنی ہے اور صرف سالانہ کسقدر ہے اور خزانہ مین
نقد و جنس کتنا ہے اور حکّام ہمارے ملک مین کتنے ہین اور کیا مشاہرہ ہے
اور کس لیاقت کے ہین اور صدر مین عمّال کتنے ہین اور صرف کتنا ہے اور عملداری
کا دستور ہمارے گھر مین کیا ہے ہم ان سب باتونکو معلوم کرنا چاہتے ہین وزیر نے
عرض کی زہے طالع ہمارے اور خوشا نصیب اس سلطنت کے جو حضور ایسا
بادشاہ بینا ہمکو ملا آجتک ان باتونکا کوئی پوچھنے والا نہ تھا خیرخواہ اور بدخواہ
سب ایک گھاٹ اوتارے جاتے تھے اب جس جس تفصیل کے ساتھ ارشاد ہو
کاغذ مرتب کرکے حاضر کرون بادشاہ نے کہا کہ فوج مین ایسا کاغذ مطلوب ہے
جس سے نام اور قوم اور عہدہ اور مشاہرہ اور عمر معلوم ہو اور یہ ظاہر ہو کہ کہان
متعین ہے اور کیا کام کرتا ہے اور کب سے نوکر ہے اور کیا کیا ہنر جانتا ہے اور
اسیطرح جملہ ملازمین اور عہدہ داران و منصب داران اور وظیفہ خوران کی بہ نسبت
مطلوب ہے اور دفتر مال کا بھی خلاصہ ایسا ہو جس سے کمی اور بیشی جمع کی بہ نسبت

تفصیل کاغذات مطلوبہ

حکایت تمہیدی

سالہائے گذشتہ و پیوستہ کے معلوم ہو اور محبرائی و منہائی اور وصول وباقی
دریافت ہوسکے اور خزانہ اور توشکخانہ اور دواب کی موجودات کی فہرست بقید
نوعیت چاہیے بہت جلد ان سبکو درست کرکے پیش کیجیے اور یہ تو تمکو معلوم
ہوگا کہ نالشات رعایا مقدمات فوجداری اور دیوانی اور مال مین کیونکر گذرتی تھین
اور انجام اونکا کیا ہوتا تھا اور یہ بھی معلوم ہوسکتا ہے کہ کتنے مقدمات کس سال مین
دائر ہوے اور کتنے فیصل ہوے اور کتنے خارج ہوے اور نتیجہ کیا نکلا وزیرالممالک نے
عرض کی کہ پیر و مرشد کاغذات جو حضور نے ارشاد فرماے تلاش و تجسس سے مرتب
کرکے حاضر کرنا ممکن ہے مگر نالشات کا کوئی حساب نہین مل سکتا دادرسی کا
تو دروازہ ہی بند تھا عرضیان اہل حاجت کی اگر گذرتی تھین تو حکام ماتحت کے
نام دستخط ہوکر بھیج دیجاتی تہین مگر کبھی نہین معلوم ہوتا تھا کہ انجام اونکا کیا ہوا
بادشاہ نے کہا کہ یہ بھی دریافت ہونا ضرور ہے کہ کتنے آدمی محبس مین قید ہین
اور کیا علت ہے اور کتنے اضلاع مین اور کتنے فوج مین نظربند ہین اسکی
فہرست بھی تیار کرکے جلد حاضر کرو وزیر نے بہت خوب کہکر تسلیم عرض
کی اور اپنی کچہری کو گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب مراتب کو منشی الملوک
بذریعہ حکم قلمبند کرکے پاس وزیرالممالک کے بھیجے اور حکم دیا کہ ایک اشتہار اس
مضمون کا تحریر ہوکر مقامات صدر مین مشتہر ہو اور ہر صوبہ و ضلع و
قصبہ مین آویزان کیا جائے کہ جو شخص جس فن مین اور جس ہنر مین اور جس علم مین

حکایت تمہیدی

اور جس صنعت مین دستگاہ کامل رکھتا ہو اور اپنے فیض کو عالم مین شایع کرنا
چاہتا ہو چاہیے کہ بواسطہ حکام یا بلا واسطہ حضور مین اطلاع کرے بعد امتحان کے
حسب لیاقت اوسکے پرورش کیجاویگی بادشاہ یہ احکام دیکر تخلیہ مین گئے
اور ارکین دولت محکمہ وزارت مین آئے وزیر نے تمام عملہ کو مخاطب کر کے
کہا کہ حضرت نے جو حکم دیا ہے وہ تم سبنے سنا اور سمجھا اب وہ دن اندہا دھند
کے گئے شخص بیدار سے سابقہ ہے نالائق کا گذارا نہین ہے اپنے سررشتے کا
کام جو شخص ہوشیاری سے انجام دے سکے وہ اپنی کارگذاری دکھاوے
اور جسکو لیاقت نہو اوسکو مناسب ہے کہ استعفا دیکر کنارہ کش ہو جاوے
اس عہد مین ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق عزت و منصب پائیگا یہ کہکر اجراے
امور سلطنت مین مصروف ہوا تمام عملہ کے دلون مین تھرتھری پڑگئی اور خوف
بازپرس سب پر طاری ہوا بادشاہ نے اپنا دستور مقرر کیا کہ تھوڑی رات
رہے بیدار ہو کر بعد فراغت ضروریات کے حمام کرنا و تبدیل لباس کر کے
نماز پڑہنا سوار ہو کر تفریح کے واسطے جانا جاتے ہوے سواری کو تیز لیجانا
پھرتے ہوئے آہستہ آہستہ آنا راہ مین ہر طرح کی تفتیش کرنا اور مستغیثو نکی
عرایض لینا اور متوجہ ہو کر سننا پلٹ کر دربار عام مین سب مجرائیون کا سلام
لینا دربار خاص مین بیٹھکر کاغذ ملاحظہ کرنا امور کلیات سلطنت کو نافذ کرنا
اور دستورات قدیم کو اصلاح و ترمیم کرنا اور قواعد نامناسب کو منسوخ کرنا

تقسیم اوقات
عادل بادشاہ

حکایت تمہیدی

تقسیم عمل

اور قواعد جدید عدل و انصاف کے جاری کرنا و ہان سے اوٹھکر محل مین جاکر
بادشاہ بیگم کو تسلیم بجالانا اور وہین خاصہ نوش فرمانا اور کلمات اطاعت و
تسکین زبان پر لانا و ہان سے خوابگاہ مین اکر کتب کا مطالعہ فرمانا نماز کو وقت پر
ادا کرنا تیسرے پھر کو بعض متنازعات جو لائق خود ملاحظہ فرمانیکے ہون اونکو
فیصل کرنا اور بعد نماز شام تخلیہ کرکے علما اور فضلا سے صحبت مین علم کا تذکرہ
کرنا اور قریب نصف شب کے خاصہ نوش کرکے استراحت کرنا اسیطرح سے
جب چالیس روز گذر گئے اور مراسم چہلم بہرام شاہ کے ادا ہوچکے بادشاہ بیگم نے
وزیر الممالک کو ڈیوڑہی پر طلب کرکے کہا کہ خدا کی مشیّت مین میرے اولاد

نسبت شادی نیک اختر و ماہ ملک

نرینہ ہونا مقدر نتھا تو اوسکا شکوہ کیا شکر ہے اوس کا کہ سلطنت اس
خاندان سے باہر نہین گئی جو مستحق و لائق اسکے تھا اوسیکو ملی میرا دل چاہتا ہے
کہ مین بعد کو میری سلطنت میری نسل دختری سے باہر نجائے تمہاری بھی صلاح
ہو تو مین شادی نیک اختر کی والا گہر کے ساتھ کردون گھر کی گھر ہی مین
رہیگی اور اگر چراغ لیکر ڈہونڈہونگی تو ایسا لائق داماد نہ ملیگا وزیر نے عرض کی
کہ خدا حضور کو سلامت رکھے فدوی کے دل مین کئی بار آیا کہ مین یہ مشورہ حضور مین
عرض کرون مگر رعب حضور کا مانع میری جرات کا ہوا نہایت مناسب ہی
اگر اجازت ہو تو خدمتمین جہان پناہ کے عرض کرون اور فدوی کو باور ہے کہ وہ
ایسے سعادتمند اور صاحب عقل سلیم فہم مستقیم مین کہ اگر حضور کو اپنی کنیز کے ساتھ

حکایت تمہیدی

شادی کرنا منظور ہو تو وہ کبھی انکار نکرینگے اور یہ تو اونکے چچا کی بیٹی ہے ہر طرح
سے پلّہ برابر ہے بیگم صاحبہ نے فرمایا بہت اچھا اونکا استمزاج لیکر ایسا عرض
کرو وزیر نے تخلیہ مین عادل شاہ سے مکنون خاطر بادشاہ بیگم کا ظاہر کیا گردن
جھکا کر کہا کہ مین بہر حال تابع فرمان ہون جو اونکی مرضی ہے اوس مین مجھکو مجال
عذر و تامّل کیا ہے مین غلام بے زر ہون اگر مجھکو بیچ ڈالین تو عذر نہین ہی الغرض
تاریخ معین ہوئی بڑی دہوم دہام سے شادی ہوگئی عادل شاہ شبانہ روز
مصروفِ انتظام تھے کاغذات کا دیکھنا اور حسب مناسب عزل و نصب کرنا
ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر لائق اور ہوشیار اور ممتحن اور کار گذار افسر و حکّام مقرر کرتے
جاتے تھے اور نالائقون کو نکالتے جاتے تھے کسیکو انعام دیکر عہدے سے موقوف
کیا کسی کو مادام حیات جاگیر یا تنخواہ خانہ نشینی مقرر کر کے رخصت کیا مردم جنگی مین
جو مردمان کمرو اور کمزور اور مسن تھے اونکو نکالکر نظامت مین بھرتی کر کے تحصیل کا
کام کرنیکو مقرر کیا سپاہ جنگی کو زور آور و قد آور آدمیون سے آراستہ
کیا ایسی خوش اسلوبی سے انتظام کیا کہ جسکو معزول و موقوف کیا وہ بھی
مدّاح و معترف احسان و سلوک گیا ہر ولایت اور ہر صوبہ و ضلع سے اہل کمال
چلے آتے تھے اور بعدِ امتحان حسب لیاقت عہدہ و منصب پاتے تھے ایکروز
ایک خبردار نے پرچہ گذرانا کہ بڑے چوک مین ایک شخص وارد ہوا ہے حالتِ
ظاہری اوسکی سقیم ہے مشہور حکیم ہے گزی او کمّل کے سوا کوئی لباس نہین ہے

حکایت تمہیدی

بجز چند کتابون کے کچھہ پاس نہین ہے اوسنے ایک اشتہار بقلم جلی نہایت خوشخط لکھکر اپنی فرودگاہ کے دروازے پر چسپان کیا ہے امور عجیبہ کا اوسمین ذکر لکھا ہے نقل اشتہار منسلک پرچہ اخبار نظر اقدس سے گذرتی ہے -

نقل اشتہار فیض آثار

مضمون اشتہار حکیم

ہر خاص و عام پر واضح ہو کہ مین ایک بندہ ذلیل خدا ہون وطن مالوف سے جدا ہون فقیر دولتمند ہون مقلد حکماے خردمند ہون جو دولت حق تعالی نے مجھکو دی ہے اوسکا نفع خلق کو پہونچانا مقصود ہے جسکی تفصیل ذیل مین مجدود ہے وہ وہ کمال کاسۂ فقیر مین موجود ہے اول مردونکو جلاتا ہون دوم بہائم کو آدمی بناتا ہون سوم کور مادر زاد کو بینائی دیتا ہون چہارم خانۂ تار کو بے مشعل و شمع کے روشنائی دیتا ہون پنجم محتاجون کو راہ دولت کہاتا ہون ششم نامردون کو مردمی کی قوت لاتا ہون اَلعَبدُ بَندَہ ذَمِیمِ عَبدُ الحَکِیمِ اس خبر کو

عادل شاہ کا حکیم کو طلب کرنا

دیکھکر عادل شاہ نے کہا یہ عبارت لائق فکر و غور ہے اسکا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے بیشک یہ شخص جامع کمالات ہے لائق ملاقات ہے اپنے معتمدین سے ایک شخص کو حکم دیا کہ تو جاکر ہماریطرف سے بعد سلام پیام دے کہ ہمکو تمہاری ملاقات کا اشتیاق ہے اگر ہرج اوقات نہو تو تکلیف فرمائیے فرستادہ نے جاکر پیغام بادشاہ کا پہونچایا اوسنے سر تسلیم کو باادب جہکایا اور زبان پر لایا کہ مین فقیر دہ بادشاہ جہانگیر میر الباس گدایانہ لائق دربار شاہانہ نہین ہے

حکایت تمہیدی

بالفرض اگر جاؤن تو نذر کو زر و دینار کہاں سے لاؤن اگر اس تہیدستی پر بھی طلب
مین اصرار ہے تو بشرط منظوری چند شرائط البتہ حاضری سے رفع انکار ہے
اوّل یہ کہ اراکین سلطنت و دولت پیشوائی کو آئین دوم یہ کہ وزیر الممالک
در دیوان خاص سے ہمراہ لیجائین سوم یہ کہ حضرت ظلّ سبحانی سر وقد تعظیم
کرین اور اپنے برابر جگہ دین اگر یہ التماس منظور نہین تو فقیر کو بھی ملازمت کچھ
ضرور نہین پیغام برنے تمام تقریر کو حضور بادشاہ مین عرض کیا عادل شاہ نے
بعد غور کے کہا کہ ہمکو یہ سب منظور ہے دوسرے روز پر ملاقات کا حوالہ ہوا
اور وزیر کو استقبال کا حکم ملا جب وقت آیا چند خواص طلب مین روانہ ہوئے
حکیم نے کمّل کی عبا اوڑہ لی ایک لکڑی ہاتھہ مین لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور دولت
پر اراکین سلطنت نے سلام کیا اور ہمراہ ہوے دروازۂ دیوان خاص پر وزیر الممالک
نے آکر بعد سلام ہاتھہ مین ہاتھہ دیا کلمات شوقیہ کہتے ہوئے ساتھہ چلے جب
بادشاہ کے سامنے لب فرش پہونچے عادل شاہ خود اوٹھہ کھڑے ہوئے ایک
قدم بڑھکر ہاتھہ پکڑ لیا بغلگیر ہو کر برابر بٹھا لیا معانقہ کو نسبت بشرائط
مقبولہ اضافہ کیا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ اسم شریف جواب مین حکیم نے کہا
عبد الحکیم سوال وطن مالوف جواب مسقط الرّاس حوالی یونان مسکن آبا
مازندران سوال عمر شریف جواب اسّی برس سے متجاوز سوال اشتہار مین
معنی لفظی مراد ہین یا اصطلاحی جواب معنی مصطلح مقصود ہین سوال

شرائط ملاقات حکیم

سوالات بادشاہ و جوابات حکیم

حکایت تمہیدی

مطالب اشعار کی تفصیل چاہتا ہون جواب بیان اجمالی یہ ہے کہ سب
فواید علم و حکمت کے ہین اور بیان تفصیلی ہر فقرہ کا جدا ہے سوال فقرہ اول
کا کیا بیان ہے جواب علم بمنزلۂ حیات کے ہے اور جہل ممات ہے جسطرح
میت کسی کو نہ نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر یونہین جاہل قدرت کسی کی
نفع و ضرر پر نہین رکھتا اور صاحبِ علم آپ خود بھی منتفع ہو سکتا ہے اور غیر کو
بھی نفع و ضرر پہونچا سکتا ہے سوال جاہل او میت کی تشبیہ تام نہین
جواب تشبیہ مین ہر جز و مشبہ کو مشبہ بہ سے مقابل ہونا ضرور نہین بلکہ تشبیہ
دینے والا جس امر خاص سے ارادہ کرے اوسی سے مشابہت مقصود ہوتی ہے
شیر کی شجاعت سے اگر انسان کو تشبیہ دین تو کہینگے کہ زید مثل شیر کے ہے
تو کیا سمجھا جائیگا کہ زید کے پاؤن چار ہین اور دُم بھی ہے اور درندہ بھی ہے اور
اگر کسی کو خوبصورتی مین چاند سے تشبیہ دین تو کیا یہ بھی مقصود ہوگا کہ چہرہ
اوسکا بالکل گول ہے اور کوئی علامت منہ اور ناک و آنکھ کے بھی اوسمین نہین
اسمقام مین مقصود میت سے اوسکی بے اختیاری ہے نفع و ضرر پہونچا نہین
سوال میت کے جسم کو اگر کوئی اوٹھا کر دوسرے شخص پر گرا دے تو
یقیناً اوسکی چوٹ لگیگی اور سگ و شغال اور مچھلیان اوسکے گوشت سے
نفع بھی اوٹھا سکتے ہین جواب میت کے اختیار سے کوئی امر نہوا بلکہ
غیر کے اختیار سے ضرر و نفع دونون ظہور مین آئے اسیطرح سے جاہل کا بھی فعل

وجہ تشبیہ جہل و ممات

رفع دخل تشبیہ

حکایت تمہیدی

اضطراری بطور عادت کے ہے اوسکے انجام کو اچھا سوچکر نہین کرتا ہے اور
کسی نے اگر سمجھ بوجھکر کیا ہے تو اثر اوس عقل کا ہے جو اوسکے ساتھ پیدا
ہوئی ہے اور جاہل کی عقل بھی لائق اعتبار نہین ہے اسلیے کہ روشنی چشم
انسان کی حدِّ نگاہ سے زیادہ نہین دیکھ سکتی اگر کوئی شئی دور ہو تو کوئی بے عینک
اور دوربین کے دیکھ نہین سکتا اور اگر کوئی شے نہایت باریک ہو تب بھی اوسکی
ماہیت کو پہچان نہین سکتا اگرچہ نہایت قریب ہو لیس قوّت بصر بشری
کو عقل سمجھنا چاہیے اور علم کو عینک اور خوردہ بین اور دوربین تصور کرنا چاہیے
اور دوسری وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جاہل جب مرجاتا ہے تو اوسکا قول و فعل
سب مرجاتا ہے اور صاحبِ علم جب مرجاتا ہے تو اوسکا فعل شخصی البتہ
مرجاتا ہے مگر قول اوسکا اور تصنیف اور تحریر اوسکی نہین مرتی اور جو عمل نیک
اوسنے جاری کیا ہے اور خلق نے اوسکو اختیار کر لیا ہے وہ سب اوسکے وجود
پر گواہی دیتے ہین اور جو فیض اوسکی ذات سے پیدا ہوا ہے جبتک خلق میں
باقی رہیگا تب تک عقلا اوسکو زندہ تصور کرینگے اس فقرے سے میرا مقصود
یہ ہے کہ مین انسان کو علم تعلیم کرتا ہون جس سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے
سوال فقرۂ دوم کی شرح بیان کیجیے جواب اسکا بیان یہ ہے کہ جانور
اور انسان دونون پر تعریف عام حیوان کی صادق ہے اور فرق درمیان
بہایم و انسان کے عقل و فہم ہے اور علامتِ ظاہری انسان کی نطق ہی

تشبیہ علم اور دوربین اور عینک

حیات ابدی

حکایت تمہیدی

دلیل فضیلت انسان بر حیوان

اسی وجہ سے بہایم کو حیوان صامت اور انسان کو حیوان ناطق کہتے ہین اور
بسبب اسکے انسان کو فضیلت ہے اور وجہ فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نے انسان مین تین قوتین پیدا کی ہین اقوّت بہیمی جسکو نفس امّارہ کہتے ہین اور
۲ قوّت سباعی جسکو نفس لوامہ سے تعبیر کرتے ہین اور ۳ قوّت ملکی جسکو نفس مطمئنہ
بولتے ہین اگر انسان نے نفس بہیمی کی اطاعت اختیار کی جانورون سے بدتر
ہوگیا اگر قوّت ملکی کے خصائل کو اختیار کیا تو ملائکہ سے ترجیح لیگیا اور ماہیّت
افعال و خواص کی بیعلم کے دریافت نہین ہوسکتی جاہل ہمیشہ متابعت نفس
امّارہ کی کریگا اور خصائل بہائیم اوسمین پیدا ہونگے میرا مطلب اس فقرے سے
یہ ہے کہ مین علم سکھا کر انسان کی نگاہ مین فرق درمیان بہایم و انسان کے
جلوہ گر کر سکتا ہون جب انسان واقف ہوگا اور خصایل بہایم کو چھوڑ دیگا
اور جو صفات کہ انسان کے لائق ہین اونکو اختیار کریگا آدمی ہو جائیگا سوال
اس مطلب کی تفصیل اور توضیح اور خصائل سہ گانہ بتصریح بیان کیجیے اوّل قوّت ملکیہ
کی خاصیت ہے فکر کرنا دریافت مین ہر شے کی حقیقت اور ماہیّت کے
اور تمیز کرنا ہر شے کی کیفیّت و کمیّت اور نفع و ضرر مین دوم قوّت غضبی جسکو
سباعی کہتے ہین باعث ہوتی ہے دلیری اور سختیون کے اوٹھا لینے کی
اور شوق سرداری و طلب جاہ کی سوم خاصہ قوّت بہیمی کا یہ ہے کہ کھانے
پینے کی لذّت کیطرف رغبت کرے اور رفع شہوات اور جذب منفعت پر

حکایت تمہیدی

توجہ طبیعت ہو سوال ہر گاہ یہ قوتین انسان مین از روئے خلقت کے پیدا ہین
تو انسان پر الزام عیب کا کیون ہوتا ہے جواب استعداد ان سب قوتونکی
از روئے خلقت ہے مگر جب یہ قوتین اعتدال پر ہونگی تو صفات حمیدہ پیدا ہونگے
اور جب اعتدال سے زیادہ یا کم ہونگے تو عیب ہوجائیگی اور سمجھنا انکا علم پر منحصر
ہے جسکو علم ہے وہ اپنے عیب پر واقف ہوگا تو کم کو زیادہ اور زیادہ کو کم کرکے
اعتدال پر لاسکیگا اور جاہل کے عیوب ترقی کرتے جائینگے سوال کسیقدر
عیوب قوت بہیمیہ اور قوت غضبیہ کے بیان کیجیے جواب اول قوت بہیمیہ
جب حالت افراط یا تفریط مین ہوگی تو اوس سے افعال ذمیمہ پیدا ہونگے
مگر جسقدر قلت اور کثرت قوت کی ہوگی ویسی ہی مراتب مین تفاوت ہوگا
جیساکہ ہر قسم کے جانورون کی عادات اور افعال مین تفاوت ہوتا ہے
ویسا ہی آدمیون کے افعال و عادات مین تفاوت ہوتا ہے تحصیل
معاش مین بعضون کی مشابہت کتّے کی ہوتی ہے کہ ایک گھر پر قناعت
نہین کرتا ہے اور تلاش خورد نیمین دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور چرا کے
چھپا کے جسطرح بنتا ہے اپنا قوت حاصل کرتا ہے اور پھر خواہش اوسکی
کم نہین ہوتی اور بعضے کتّے ایسے بھی ہوتے ہین کہ ایک گھر سے دوسرے
گھر نہین جاتے اور یہ بات اکثر اثر تعلیم سے پیدا ہوتی ہے اور بعض آدمیونکی
مشابہت بکریون کی ہوتی ہے کہ اگر اونکو باندہ کر کھلائین تو آسودہ نہین

حکایت تمہیدی

ہوتی اور لاغر ہوجاتی ہے اور چھوڑ دو تو پہلے اوسی چیز پر رغبت کریگی جو
کسی کے حرج ونقصان کے ہو ایکطرف کو جنگل کی گھانس سبز وشاداب
لگی ہے اور ایکطرف پھولونکے درخت ہین اور چھوٹے قد ایسے ہین کہ بکریکے
دو لقمے بھی نہون پہلے اوسی پر جھکے گی اور گھانس پر رغبت نکریگی یہی
حال بعض آدمیون کا ہے کہ جو ممنوعات عقلی اور شرعی ہین اونھین کیطرف
توجہ کرتے ہین رو معیشت کہ جو طریقہ مناسب سے ہو اوسکی نسبت توجہ بھی
نکرینگے اور اپنی تن پروری سے غرض رکہینگے کسیکا نقصان ہو تو کچہہ غم نہین اپنے
واسطے ذلت ورسوائی ہو تو کچہہ پروا نہین اور بعض کی مشابہت چیونٹی کی
ہوتی ہے کہ غیر کا نقصان شدید کر کے اپنی حاجت قلیل کو رفع کرتے ہین
ایسے لوگون سے ایسے افعال ہوتے ہین کہ اپنی شکم پروری کیواسطے غیرونکا
زوال نعمت کر ڈالتے ہین اور اکثر آپ محروم رہ جاتے ہین اور پھر اوسی حرکت
کو کیے جاتے ہین اور یہی حال ہے جلب منفعت کا کہ اپنی رفع حاجت اور
حصول منفعت کیواسطے جھوٹ بولتے ہین فریب دیتے ہین چوری کرتے
ہین ڈاکہ مارتے ہین رہزنی اختیار کرتے ہین پیشۂ رذیل اور حرفۂ ذلیل گوارا
کرتے ہین ذلتین اوٹھاتے ہین مارے جاتے ہین قید ہوتے ہین اور باز نہین
آتے ہین اور رفع شہوات مین بھی مراتب ہین بعضون کی مشابہت بکری اور
خوک کی ہے کہ اپنے غلبۂ شہوت مین دیوانے ہوجاتے ہین حلال وحرام اور نیک

بکری کی مشابہت

چیونٹی کی مشابہت

حکایت تمہیدی

سگون کی مشابہت

وبدکی کچھ پروا نہین کرتے اسی شوق مین از خود رفتہ رہتے ہین اور بعض کی
مشابہت کتون کی اور دیگر درندہ جانورون کی ہوتی ہے کہ جب موسم انکی
مستی کا آتا ہے تو کھانا پانی آرام کرنا سب بھول جاتے ہین اور ان اقسام کے لوگ
خوبی و زشتی پر نظر کمتر رکھتے ہین اور بعض فی الجملہ نفاست کو دخل دیتے ہین اور
حسن پرستی اور عیش پسندی مین افراط کرتے ہین ایسے لوگون کا انجام اونسے
زیادہ بد ہوتا ہے ایسے ہی عشقبازی اور حسن پرستی مین ہزارون گھر خاک مین
ملگئے ریاستین اور سلطنتین فنا ہوگئین اعزا و اقارب چھوٹ گئے اکثرون کے ہاتھ پاون
ٹوٹ گئے اکثر مالدار افلاس مین مبتلا ہوے اکثر امراض سخت مین گرفتار بلا ہوئے
اکثرون نے اپنے کو اس آگ سے جلا کر خاک کر ڈالا بہتون نے زہر کھا کر اپنی
جان عزیز کو ہلاک کر ڈالا بعضے امرا ہین کہ جنکی ازواج کی انتہا نہین اگر اپنی اوقات
عزیز کو مصاحبت نسوان مین صرف کرین تو آٹھوین ماہ پابند رہوین روز بھی باری
نہ آوے اسپر توارد اور تواتر ازدواج کا منقطع نہین ہوتا اگر کوئی نصیحت کرتا ہی
تو اوسکا جواب دیتے ہین کہ ہماری زبان انواع اغذیہ کی خوگر ہو گئی ہے ایک
قسم کے کھانے پر ہمسے قناعت نہین ہو سکتی حالانکہ علت غائی سب کی
ایک ہے اور مقصود اصلی افراط مین ضایع ہوتا ہے اور وہ قباحتین پیدا ہوتی ہین
جنکا دفع کرنا دشوار ہے اور دنیا و آخرت دونو خراب جاتے ہین دوم قوت
غضبیہ اور سباعیہ کا خاصہ کثرت قہر اور شدت غلبہ اور شوق انتقام اور

نتیجہ حسن پرستی

بیان قوت غضبیہ

حکایت تمہیدی

خشن مزاجی اور درشت طبعی اور طلب رفعت و ثروت اور خواہش جنگ و صولت
ہوتا ہے ذراسی بات خلافِ مزاج ہوجانے پر بگڑ جانا کلمات سخت منہ سے
نکالنا مار بیٹھنا اور درپے ہلاکت ہوجانا بیضرورت عقلی لڑ بیٹھنا اور کو بھی
ہلاک کرنا خود بھی صدمہ اوٹھانا خاصّہ جانورانِ درندہ کا ہے جیسے شیر اور
بہیڑیا وغیرہ مشہور ہے کہ شیر کے بچّے بہت ہوتے ہین شیر کی مادہ کو جب بچّے
دودہ پینے کے لیے بہت گہیرتے ہین اور سب اپنی اپنی طرف منہ لگا کر چوستے ہین وہ
ناخوش ہوکر بعض بچونکو پاؤن سے یا ہاتھ سے جہٹک دیتی ہے ناخن تیز
اوسکا اونکی جلد نازک مین لگجاتا ہے اوسی صدمے سے وہ مرجاتے ہین
بعضے درندہ جانور بہوک کی شدت مین اپنے بچونکو کہا جاتے ہین یہی حال ہے
بعضے غصّہ ور جاہلون کا کہ اپنی اولاد کو تربیت کرنا نہین جانتے اندک ناخوشی کے لیے
اونکے ہلاک کا باعث ہوجاتے ہین اور اپنی احتیاج پر بیٹا بیٹی کو بیچ دالتے
ہین بعض قوی درندے ضعیف جانورونکو مار کر کہا لیتے ہین جاہل بھی اسیطرح
اندک ملال پر آدمیون کو مار ڈالتا ہے اور حالتِ غضب مین مدت العمر کی
دوست کا دشمن ہوجاتا ہے آہوان صحرائی اور دیگر جانورون مین یہ خصلت
ہوتی ہے کہ ہر غول مین ایک افسر ہوتا ہے سب اوسکے تابع ہوتے ہین
اگر کوئی اونکے غول کا باہر نکلے تو اوسکو مارتے ہین اور جانے نہین دیتے اور
دوسرے غول کے جانور کو آنے نہین دیتے ہین انسان بھی طمع ثروت و

حکایت تمہیدی

وجب جاہ مین ایسے ہی خود رفتہ ہوتے ہین کہ اپنی اولاد کی پیش روی گوارا
نہین کرتے چہ جاکہ غیر کی اور کتنے بیٹون نے طمع حکومت مین اپنے باپکو
مار ڈالا اگر چشم بینا سے دیکھیے تو ہزارون نظیرین اسکی موجود ہین سوال
صفات قوت ملکیّہ کی کیا ہین جواب صراحت اسکی ذکر اخلاق مین
گذارش کیجائیگی مگر عموماً خاصہ قوّت ملکیّہ کا یہ ہے کہ صاحب قوّت ملکیّہ
صفات شہوانیّہ اور صفات غضبیہ سے کارہ اور محترز رہتا ہے اور
ہمیشہ ہمّت اوسکی کشف حقایق موجودات اور تحقیق حالات کائنات
پر متوجہ رہتی ہے اور فکر معاش پر معاد کو مقدم رکھتا ہے اور ہستی دنیا کو
چند روزہ اور بیوجود اور آخرت کو باقی سمجھتا ہے سوال قوّت ملکیّہ
کیا قوّت بہیمیّہ اور قوّت سباعیّہ کو بالکل معدوم کردیتی ہے جواب
اعتدال ہر قوّت کا ممدوح ہے اور افراط و تفریط مذموم ہے جب قوّتِ
ملکیّہ اپنے اعتدال پر ہوتی ہے تو شدّت اور حدّت کو دونو قوّتون کی
گھٹا دیتی ہے اور بقدر ضرورت اونسے اپنی متابعت مین کام لیتی ہے
یہ دونون قوّتین اوسیطرح سے قوّت ملکیّہ کی مطیع ہو جاتی ہین جسطرح
غلبۂ قوّتِ بہیمیّہ اور قوّت سباعیّہ مین قوت ملکیّہ ضعیف و مضمحل ہو جاتی
ہے سوال فقرۂ سوم کی تصریح کیجیے جواب بیعلم کے آدمی اندھا ہی
کیسا ہی عمدہ مطلب لکھکر اوسکے ہاتھہ مین دیدو اوسکی خوبی سے واقف

غلبہ قوت ملکیہ کا
بہ نسبت دونون قوتون کے

بیان فقرۂ سوم کا

ہوگا اندہے کے ہاتھہ مین جہوٹا اور سچا موتی رکہدو تو وہ اوسکی اچہائی اور
برائی کیا سمجہیگا اندہے کے ہاتھہ مین ایک دوربین نہایت عمدہ جو ہزارون
روپیہ کے صرف سے طیار ہوئی ہو دیجائے تو بجز اسکے کہ اوسکو وہ ٹٹول کر
سمجہے کہ ایک ڈہولنا ہے کسی کہیل کے واسطے بنایا گیا ہے اور کیا تمیز کریگا اور
اوسکے فوائد او منافع کو کیا جانیگا اسیطرح جاہل کے سامنے ایک اصطرلاب یا
کرۂ زمین بنا ہوا بہت اچہا رکہدیجیے تو وہ بجز اسکے کہ اوسکو لڑکونکا
کہلونا سمجہے اور کیا کریگا پس اندہا اور جاہل دونو یکسان ہین جب انسان سے
ظلمت جہل دور ہوجائیگی اور شہر مین جو صنایع بدایع بہرے ہوے ہین پہچاننے
لگیگا تو اوسپر اندہے سے بینا ہوجانا صادق آئیگا یہی مطلب ہے فقرۂ
سوم کا **سوال** فقرۂ چہارم کا حاصل بیان کیجیے **جواب** فقرۂ چہارم کا
یہ مطلب ہے کہ جاہل کا دل ویسا ہی اندہیرا ہے جیسا اندہیرا گہر ہوتا ہے
مثلاً ایک مکان نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر طرحکی زینت سے سجا ہوا ہے
فرش بچہا ہوا ہے اپنے اپنے موقع پر کرسیان اور میز اور ڈنگل لگے ہین الماریان
دہری ہین آلات روشنی چنے ہین کسی اندہے کو حالت روشنی مین یا کسی بینا کو
جو ناواقف ہو اندہیرے مین لیجاکے اوس مکان مین چہوڑدین تو بجز اسکے کہ وہ
ٹہوکرین کہائے اور صاحب مکان کو الزام دے کہ بیوقوفی سے راستہ مین
ٹہوکر لگنے والی چیزین رکہدین ہین لطف عمارت اور حسن آراستگی اوسکو کیا

بیان فقرۂ چہارم کا

بیان فقرۂ پنجم

علم و دولت میں
اور حرص کا

حاصل ہوگا اسیطرح سے دیکھیے کہ حق تعالے نے ہر جسم انسان مین عجائب صنعت اور انواع حکمت خلق کئے ہین اور عالم مین صنائع گوناگون اور بدایع بوقلمون پیدا کیے ہین اور دلِ جاہل کا بے شمعِ علم کے اندہیرا ہے نہین جانتا کہ جسم انسان مین کیا کیا عجیب باتین اللہ نے پیدا کی ہین اور دنیا مین طرح طرح کی حکمتین دیکھکر نہین سمجہتا ہے کہ انکے منافع کیا ہین اور مضار کیا ہین جب بہوکہا ہوتا ہے اور کہانیکو نہین ملتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا نے بہوک کو ناحق پیدا کیا کہ اسکے سبب سے بہیک مانگنی اور مزدوری محنت کرنی پڑتی ہے اگر علم کے نور سے دل انسان کا روشن ہو جاوے تو ہر چیز اپنی خوبصورتی دکہانے لگے اور ہر چیز کا فائدہ نظر آنے لگے **سوال** فقرۂ پنجم کا کیا مطلب ہے **جواب** اسکا یہ مفہوم ہے کہ علم عجب طرح کی دولت ہے خرچ کرنیسے کم نہین ہوتی بلکہ ترقی کرتی ہی اور بے علم کے آدمی محتاج ہے **سوال** اس مجمل کی توضیح کیجیے **جواب** دولتمندی سے مراد ہے آسودگی اور استغنا اور خلاف اسکا احتیاج ہے عالِم اور حکیم کے پاس ہر طرح کی احتیاج آدمی لاتے ہین اور جو علم و کمال حاصل کرتا ہے وہ دولتِ علم سے غنی اور غیر کی طرف احتیاج لیجانے سے مستغنی ہوجاتا ہے جاہل مریض طبیب کا محتاج ہے کروڑون روپیہ کی دولت حالتِ مرض مین جنگل کی ایک بوٹی کی برابری نہین کرسکتی ضرور ہے اگر دولتمند

حکایت تمہیدی

مریض ہو تو طبیب کے پاس احتیاج لاوے اگرچہ طبیب مفلس و نادار ہو اور
کسی سمجھہ دار جاہل کو اگر یہ خیال آئے کہ جاڑون کے موسم مین کنوے کا پانی کیون گرم
ہوتا ہے اور گرمیون مین کیون سرد ہوتا ہے اور آسمان سے تارا ٹوٹ کر گرتا ہی
اور زمین تک نہین پہونچتا ہے یہ کیا چیز ہے تو بجز اسکے کہ کسی صاحب علم
کے پاس جاکے سوال کرے اسکا انکشاف کیونکر ہوگا لاکھون روپیہ خرچ کرے
تب بھی بغیر صاحب علم کے اسکی لِم دریافت نہین ہو سکتی یہ علم وہ دولت ہی
کہ اسکی طرف ہر شخص کو احتیاج ہے اور بے علم کا آدمی محتاج ہے سوال
فقرہ ششم کی کیا حقیقت ہے جواب اس فقرے کا مفہوم اور مقصود
یہ ہے کہ مردمی سے مراد نہ صرف رجولیت و شہوت ہے اور نہ صرف تاب
لڑنیکو کہتے ہین یعنے عرف مین دونو طرح سے مشہور ہے اور اصطلاح حکما مین
مردمی سے مراد وہ صفات ہین جو ذکر فضائل مین بیان ہونگے از انجملہ علوے ہمت
اور بلندی عزیمت ہے اور جہل تینون طرح کی مردمی کو زائل کرتی ہے علم
طب کی جہالت سے رجولیت مین فرق آتا ہے اور مصالح حرب وضرب کے
لاعلمی سے انسان ہتک و بعزّتی کو گوارا کر کے میدان سے بھاگ جاتا ہے اور
علوے ہمّت کے منافع کی لاعلمی سے اور نادانی سے قصور ہمّت کرتا ہے
اور بڑے بڑے عمدہ کامون کے عمل مین لانے سے محروم رہجاتا ہے جب علم
حاصل ہوگا تو تینون قسمون کی نامردی زائل ہو جائیگی اور قوت مردمی آویگی

بیان فقرہ ششم

حکایت تمہیدی

صادق آئیگی سوال اس مطلب کے بیان کو وسعت دینا چاہیے جواب
بلحاظ معنی رجولیت کے جب علم حاصل ہوگا تو اسباب زوال رجولیت سے
احتراز کریگا مثلاً بعد مباشرت کے آب سرد سے فوراً طہارت کرنا یا
مقتضاے حرص سے زیادہ تولید خون سے مباشرت مین افراط کرنی یا
نادانی سے تجرد اختیار کرنا اور معاشرت لنسوانسے قطعاً کنارہ کشی عمل مین لانا
اور جب علم ہوگا تو ایسے کام کیون کریگا کہ جس سے زوال باہ ہو اور اگر کسی
سبب سے قصور و نقصان باہ عارض ہوجائیگا تو فوراً مطلع ہوکر علاج
کریگا اور اچھا ہوجائیگا اور بربناے معنی دوم جنگ وجدال دو طرحسے
ممدوح عقل ہے یا حفظ ناموس آلہی یعنی حفظ شرلعیت کیواسطے جسکو اہل
شرلعیت جہاد کہتے ہین یا واسطے حفظ آبرو کے جسکو شجاعت کہتے
ہین دونو امر منحصر ہین حصول معرفت پر جو شخص وجود خدا کا قائل ہے
اور صاحب شرلعیت پر خالصًا ایمان لایا ہے اور بحکم خدا و پیغمبر کسی فرقہ
منکر شرلعیت سے لڑنیکو جائیگا اگر وہ شخص عارف کامل ہے کبھی ہزمیت
نہ اوٹھائیگا اور جو مطلب شرلعیت کو اچھی طرحسے نہین سمجھتا ہے اور مراتب
خدائی اور بندگی کو اچھی طرحسے نہین جانتا ہے وہ اندک لغزش مین بھاگ
جائیگا اور جو اقتضاے عقل و حکمت سے لڑیگا وہ اپنی موت کو زندگی
سے بہتر جانیگا کبھی مقابلہ دشمن سے قدم نہ ہٹائیگا اور جو جہالت مین

حکایت تمہیدی

مبتلا ہے اور ملامت عقلا سے خوف نہین رکھتا ہے وہ جان چرائیگا اور
پیٹھ دکھائیگا سوال اس مطلب کو واضح تر بیان کیجیے جواب مثلاً کوئی
مرد عاقل یکّہ وتنہا کسی ایسے دشمنون کے غول مین آگیا ہے کہ اوسکو یقین معلوم
ہے کہ اگر ہم انسے لڑینگے توبھی مار ڈالے جائینگے اور اگر نہ لڑینگے توبھی مارے
جائینگے تو ایسے وقت مین مقتضائے عقل یہ ہے کہ بیخوف مرنے پر کمر باندہ کے
لڑے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرے اگر غالب آگیا تو جان بھی بچی
اور عزّت بھی رہ گئی اور اگر مارا گیا تو جان بلا سے گئی آبرو تو رہ گئی اور بر بنائے
معنی سوم علوئے ہمّت کا سبب علم و معرفت ہے اور قصور ہمّت کا سبب
جہالت ہے جب انسان کا علم کامل ہوگا اور منافع کو خوب سمجھے گا تو تحصیل
مرتبہ کمال مین قصور ہمّت نکریگا سوال اس بیان کو نظائر کے ساتھ بیان
کیجیے جواب کتب تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ متوکّل عباسی نے
امام حسین علیہ السّلام کی قبر کھودنیکا اور خراب کرکے زراعت کرنیکا حکم دیا
اور اوسکے اہلکارون نے شروع بہ تعمیل کی عبداللہ یمنی نے کہ دانایان عصر
سے تھا سُنا اور مقتضائے حمیّت دینی اوسپر بہت سخت گذرا باوجود فقر
و درویشی کے کمر ہمّت کو مضبوط کرکے بغداد کو آیا اور بہلول دانا کو جو دیوانے
بنے ہوے تھے اپنا ہمراز پایا حرف مطلب کو زبان پر لایا بہلول نے متوکّل
سے کہا کہ ہمیشہ تو ہمکو گھر بنانیکی ترغیب دیتا تہا اب ہمکو گھر بنانا منظور ہے

ذکر عبداللہ یمنی

حکایت تمہیدی

جگہ دے تو ہم گہر بناوین بادشاہ نے کہا جہان پسند کرو بنالو بہلول نے
کہا ایک حکم اپنی مہر و دستخط سے تحریر کر دے کہ جہان ہم گہر بناوین کوئی
ہم سے تعرض نکرے اوسنے لکھدیا یہ اوس تحریر کو لیکر کربلا مین آئی اہلکارونکو
دکہایا اور کہا یہان ہم گہر بناوینگے سب خاموش رہ گئے بہلول او عبیداللہ
یمنی نے یکدم مین مٹی سے خام ایک مکان بنا کے مزار کا حفظ کیا کوئی
متعرض نہو سکا ایسا کار نمایان جو انسے سرزد ہوا غیر عارف جاہل سے
ممکن نتھا دوسری نظیر یہ ہے کہ کلمبس حکیم نے اپنے علم کی قوت سے
معلوم کیا کہ ایک خطۂ زمین تختہ تحتانی بحر اعظم کا پانی سے نکلا ہونا چاہیے
اس بنا پر سامان مہیا کر کے او مہینون کے عرصہ مین راہ دریا طے کر کے
امریکن مین پہونچا اور اوس ملک پر قبضہ حاصل کیا بہلا جاہل بھی ایسے
ارادہ سخت کو خیال مین لا سکتا ہے اور شخص بعلم بھی اپنی جان کو ایسی
ہلاکت مین ڈال سکتا ہے **سوال** بادشاہ نے کہا کہ مین مطلب اشعار کو
سمجھا اور کمال آپکا مجہپر ظاہر ہوا یہ سب فضائل حق ہین لیکن مجھکو تعجب ہے
کہ آپنے میرے پاس آنے مین استقبال ارکان شاہی اور تعظیم کی شرط کی حالانکہ
اس اعزاز ظاہری کو آپ بے وجود سمجھتے ہین اسکی خواہش کی وجہ کیا ہی **جواب**
فقیر کے نزدیک واقع مین تعظیم او عظمت ظاہری ایک امر اعتباری ہی
او منشا جاہ طلبی کا ہے مگر فقیر نے جو درخواست استقبال ارکین سلطنت

حکایت تمہیدی

اور تعظیم خدام خود بدولت کی کی اسکی دو وجہین تہین اول یہ کہ فقیر کو منظور
تہا کہ مقدار شوق خدام کو بنسبت علم اور اہل علم کے دریافت کرون کہ کسقدر ہے
اگر قدر علم وکمال کی نظر انور مین بمرتبہ نہایت ہے تو ایسے امور اعتباری مین
حضور دریغ نفرمائینگے ورنہ ایک فقیر ذلیل کے واسطے اتنا بڑا اعزاز ظاہری
کب گوارا ہوگا **دوم** یہ کہ جسوقت یہ خبر عالم مین شایع ہوگی کہ بادشاہ قدردان
نے ایسی اہل علم کی توقیر فرمائی تو ہر طالب علم کو طرف تحصیل علم کے شوق
کامل ہوگا اور اگر ایسا ہی چرچا رہا تو تہوڑے عرصہ مین ملاحظہ فرمائیے گا کہ کتنے
اہل علم وکمال حضور کے ملک مین پیدا ہوئے **سوال** بادشاہ نے کہا
حق تعالے آپکو جزائے خیر عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ جس علم کی صفت
آپنے شرح اشتہار مین بیان کی ہے اوسکو بیان کیجیے کہ علم کیا چیز ہے اور اقسام
اوسکے کتنے ہین **جواب** عرف حکما مین حکمت سے مراد ہے جاننا ہر شے
کی ماہیت کا جیسے کہ وہ ہے اور کرنا ہر کام کا جیسا کہ از روئے عقل کے کرنا
چاہیے بقدر امکان بشری کے اسوجہ سے حکمت کی دو قسمین ہین ایک علم
دوسرے عمل علم تصور ہے حقیقت موجودات کا اور تصدیق ہے اوسکی احکام
کی جیسا کہ واقع مین ہو بقدر قوت انسانی کے اور عمل کام مین لانا ہے اون
حرکتون کا اور صنعتونکا موافق قدرت بشری کے جسمین عیب اور نقصان
اوس کمال کا نہو جسکی طرف نفس انسان متوجہ ہے اور جسکو یہ دونو باتین

بیان تعریف حکمت

حاصل ہون وہی حکیم کامل ہے اور وہی انسان صاحب فضائل ہی اور
مرتبہ اوسکا بلند ترین مراتب انسانی ہے چنانچہ حقتعالے قرآن مجید مین
فرماتا ہے یُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ
خَيْرًا كَثِيرًا یعنے حقتعالے حکمت عطا فرماتا ہے جسکو چاہتا ہے اور
جسکو حکمت عطا کی ہے اوسکو بہت سی نیکیان عطا کین جب یہ معلوم ہوا
کہ حکمت مین علم سے مراد جاننا ہے ہر شے کا جیسی کہ وہ ہو تو جتنی قسمین موجودات
کی ہونگی اوتنی ہی قسمین علم کی بھی ہونگی اور موجودات کی دو قسمین ہین ایک
وہ ہے جو تصرف و تدبیر جماعت انسان پر موقوف ہو اور ایک وہ ہے
جسکا وجود قدرت و اختیار انسان سے باہر ہو قسم دوم کو حکمت نظری
کہتے ہین اور قسم اول کو حکمت عملی کہتے ہین اور موجودات قسم اول دو حال
سے خالی نہین یا وہ ایسے اشیا ہین کہ جنکا وجود محتاج مادہ کا نہین ہے یا وہ
ایسے ہین کہ جو بے مادہ کے وجود پذیر نہین ہو سکتے اور جو اشیا بے مادہ کی
موجود نہین ہو سکتے انکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسکی تعقل مین مادہ
معین کی شرط نہو اور دوسرے وہ کہ جسمین مادۂ معین مشروط ہو پس حکمت
نظری کی تین قسمین ہوگئین پہلی کو علم مابعد الطبیعیہ کہتے ہین اور دوسری کو
علم ریاضی کہتے ہین اور تیسری کو علم طبیعی کہتے ہین اور ہر ایک علم کے کئی اجزا
ہین بعض اجزا بجائے اصول کے ہین اور بعض اجزا بجای فروع کے ہین

علم مابعد الطبیعیہ
علم ریاضی
علم طبیعی

حکایت تمہیدی

پس اصول مابعد الطبیعہ کے دو ہین اوّل معرفت جناب احدیت کی اور
مقربان درگاہ عزت کی مثل عقول ونفوس کے کہ حکم پروردگار سے سبب
اور باعث دیگر موجودات کے ہوئے ہین اور احکام اُنکے اس علم کو علم الٰہی
کہتے ہین دوّم معرفت امور کلّی موجودات کے مانند وحدت وکثرت وجوب
وامکان وحدوث وقدم اور اوسکے متعلقات کی اسکو علم فلسفہ اولےٰ
کہتے ہین اور اس علم کے فروع ہین مثل معرفت نبوت وشریعت وامامت
ومعاد وغیرہ کی اور جو مثل اسکے ہے اور اصول علم ریاضی چار ہین اوّل
معرفت مقادیر ہین اور اوسکے احکام ولواحق ہین اسکو علم ہندسہ کہتے ہین
دوّم معرفت اعداد ہین اور اوسکے خواص واحکام ہین اسکو علم عدد وعلم
حساب کہتے ہین سوّم معرفت اوضاع اجرام علوی کے ساتھ اجرام سفلی
کے اور معلوم کرنا اونکے اختلاف کا اور مقدار کا اور حرکات کا اور ابعاد کا
اسکو علم نجوم اور علم ہیائت کہتے ہین اور احکام سعادات اور نحسات نجوم
اس علم سے باہر ہین چہارم معرفت نسبت مولفہ کے باعتبار مناسبت آواز
کے اور گھٹنا بڑہنا اوسکا اور جو اوسکے متعلق ہے اسکو علم موسیقی کہتے ہین اور
فروع علم ریاضی کے کئی ہین جیسے علم مرایا اور علم جبر ومقابلہ اور علم جرثقیل
اور مثل اسکے اور اصول علم طبیعی کے آٹھ ہین اوّل معرفت مبادی متغیرات
کے مثل تغیّر زمان ومکان وحرکت وسکون اور نہایت وغیرہ کے اسکو

اصول مابعد الطبیعہ
علم الٰہی
فلسفۂ اولیٰ
فروع علم فلسفہ
اصول علم ریاضی
علم ہندسہ
علم حساب
علم نجوم و ہیئت
علم موسیقی
فروع علم ریاضی

حکایت تمہیدی

علم سما طبیعی کہتے ہین دوم معرفت اجسام بسیطہ و مرکبہ کی اور احکام
بسایط علوی اور سفلی کے اسکو علم سما و عالم کہتے ہین سوم معرفت ارکان
و عناصر اور تبدل صورتون کا مادہ مشترکہ سے اسکو علم کون و فساد کہتے ہین
چہارم معرفت اون اشیا کی جو سبب ہین حوادث ہوائی اور ارضی
کے مانند رعد و برق و صاعقہ و باران و برف وغیرہ کے اسکو علم آثار
علوی کہتے ہین پنجم معرفت مرکبات کے اور کیفیت ترکیب اونکی اسکو
علم معدنیات کہتے ہین ششم معرفت اجسام نامیہ کی اور اونکے
نفوس و قوت کی اسکو علم نباتات کہتے ہین ہفتم معرفت احوال اجسام
متحرکہ کی اور اونکے نفوس و قوت کی اسکو علم حیوانات کہتے ہین ہشتم
معرفت نفس ناطقہ انسانی کی اور اوسکی تدبیر و تصرف کی بدن مین اور
غیر بدن مین اسکو علم نفس کہتے ہین اور فروع علم طبیعی کے بہت ہین جیسے
علم طب اور علم احکام نجوم اور علم فلاحت وغیرہ یہ گویا فہرست اجمالی
علم حکمت نظری کی ہے جو گذارش ہوئی سوال اس فہرست مین
علم صرف و نحو و منطق و معانی و بیان و ادب کا کچھہ ذکر نہین آیا کیا یہ علوم
حکمت سے باہر ہین جواب معرفت علم صرف و نحو کی واسطے صحت
الفاظ کے ہے اور علم معانی و بیان واسطے حفظ غلطی معانی کے ہے اور
علم منطق واسطے اکتساب مجہولات کے اور علم بدیع واسطے حسن فصاحت

علم سما و عالم
علم کون و فساد
علم آثار علوی
علم معدنیات
علم نباتات
علم حیوانات
علم نفس
علم طب
علم احکام نجوم
علم فلاحت
علم صرف و نحو
علم منطق و
معانی و بیان
علم بدیع

حکایت تمہیدی

اور لطفِ بلاغت کے ہے کلام مین گو تعریف علومِ حکمیہ سے یہ علوم باہر
ہین لیکن بمنزلہ آلات اور ادوات علومِ حکمیہ کے ہین اور وسیلہ ہین تحصیل
علمِ حکمت کے سوال اب تفصیل حکمتِ عملی کی بیان ہونا چاہیے
جواب حکمت عملی سے مراد ہے جاننا مصالح حرکات ارادی کا اور فوائد
اعمال صناعی نوع انسان کا جسطرح پر کہ انتظام احوال معاش و معاد کا
اقتضا کرے اور ذریعہ حاصل ہونے اوس کمال کا ہو جسکی طرف نفس متوجہ
ہے اور یہ علم دو قسم پر ہے اوّل وہ ہے جو بہ شخص کی ذات کیطرف
راجع ہو اور دوم وہ ہے جو طرف ایک جماعت کے بشارکت راجع ہو
قسم دوم بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جو اوس جماعت کے ساتھ متعلق ہو
جو ایک گھر مین شریک ہون دوسرے وہ ہے جو متعلق اوس جماعت
کے ہو جو شہر و ولایت اور اقلیم و مملکت مین شریک ہون اس راہ سے
حکمتِ عملی کی بھی تین قسمین ہین اوّل کو تہذیب اخلاق کہتے ہین دوم کو
تدبیرِ منزل اور سوم کو سیاست مدن کہتے ہین سوال اس تفصیل سے
علمِ تفسیر اور علمِ حدیث اور علمِ فقہ کے مطالب باہر معلوم ہوتے ہین جواب
مبادی مصالح اعمال اور محاسن افعال نوع بشر جو متضمن انتظام امور
معاش و معاد ہون اصل مین یا از روے طبع کے ہون یا از روے وضع کے
جسکا مبدا طبع ہے اوسکی تفصیل اوسکی موافق راے اہل بصیرت اور تجربہ اربابِ

بیان حکمت عملی

قسم اول راجع بذات شخص

قسم دوم راجع بجماعت خانہ

قسم سوم راجع بجماعت شہر و ولایت و اقلیم

تہذیب اخلاق

تدبیر منازل

سیاست مدن

حکایت تمہیدی

فراست کے ہوئی ہیں اور اختلاف روزگار اور انقلاب آثار سے مختلف
اور متبدل ہو وہ سب احکام اوسی حکمت عملی کے ہین اور جسکا مبدا وضع
ہے وہ دو حال سے خالی نہین ہے یا سبب وضع اتفاق راے کسی جماعت
کا ہے تو اوسکو ادب اور رسوم کہین گے یا سبب وضع کا اقتضاے راے
کسی بزرگ کا ہے مانند پیغمبر اور امام کے اوسکو ناموس الٰہی کہینگے اوسکی بھی
تین قسمین ہین جو ہر شخص کی ذات سے تعلق رکھے وہ عبادات و احکام ہین دوم
جو گھر والون کی نسبت مین مشترک ہین اوسکو عقود اور معاملات کہتے ہین
سوم جو فیما بین اہل شہر و اقلیم کے مشترک ہے وہ حدود و سیاسات ہین
ان سب کو علم فقہ کہتے ہین اور ماخذ علم فقہ کا علم تفسیر اور علم حدیث ہے
مگر فہرست علوم حکمیہ مین جو ان علوم کو شمار نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے
کہ حکیم متوجہ اون علمون کا ہوتا ہے جنمین اختلاف زمانہ اور انقلاب روزگار
سے زوال اور انتقال واقع نہو اور اون علوم مین نسبت تبدیل ملت کے
اور اختلاف شریعت کے تجاوز اور تفاوت ہو جاتا ہے اسوجہ سے تعریف
اجمالی حکمت عملی مین یہ علوم بھی داخل ہین اور تفصیل سے خارج ہین اور
شرح اسکی اپنے محل مین مذکور ہے سوال بادشاہ نے کہا مین آپکے علم و
کمال سے بہت راضی ہوا اب چاہتا ہون کہ آپ سے مطالب حکمت
عملی یاد کرون اور اوسکو اپنا معمول بہ گردانون اوسکو بفرصت مختلف

حکایت تمہیدی

بیان شرف انسان

نباتات کی ترجیح جمادات پر

جلسون مین استفاضہ کرونگا اسوقت چند مطالب کا بیان چاہتا ہون

اوّل یہ کہ انسان کس وجوہ سے اشرف مخلوقات ہے **جواب** عالم سفلی
مین موجودات کی تین قسمین ہین جمادات اور نباتات اور حیوانات اور
یہ تینون قسمین بجہت اسکے کہ حدّ معنوی مین سب شامل ہین اور اجسام طبعی
سب کو حاصل ہین سب یکسان ہین لیکن بعد امتزاج عناصر اربعہ کے جیسے قابلیت
جسمین پیدا ہوے اوسکے واسطے ویسی فضیلت بھی ہے مثلاً جمادات مین
زمین ہے اور جو زمین قابلیت زراعت کی رکھتی ہے بہ نسبت اوس زمین کے
جو لیاقت اوسکی نہین رکھتی ہے ضرور ہے کہ بہتر اور افضل کہی جاے اور سنگ
معدنی بہ نسبت سنگ کوہی کے اور آب شیرین بہ نسبت آب شور کے افضل
و اشرف کہا جاے اور نباتات بہ نسبت جمادات کے اسواسطے اشرف ہین کہ
بہ نسبت جمادات کے نباتات مین قابلیّت قبول اشکال مختلف کے اور نفع
خلق کا زیادہ ہے اوس جنس مین جسمین استعداد زیادہ ہے اوسیکو فضیلت زیادہ
ہے مثلاً بہ نسبت اوس گھانس کے جو تاثیر ہوا سے بے تخم کے خود بخود پیدا ہوتی
ہے اور تھوڑے دنون کے بعد فنا ہو جاتی ہے وہ درخت افضل ہین جو تخم سے
پیدا ہوتے ہین اور ایک مدّت معیّن تک بقا کرتے ہین اور اونکی جڑ سے اور
پھول سے اور پھل سے اور پتّون سے خلق کو منافع مختلف پہونچتے ہین اور
پھر تخم اونکا اپنے نوع کے پیدا کرنیکا باعث ہوتا ہے ایسے درختون سے

حکایت تمہیدی

انجا بسیوہ دار فضیلت رکھتے ہین اور بہ نسبت نباتات کے حیوانات اس وجہ
سے فضیلت رکھتے ہین کہ وہ اپنے ارادہ سے حس و حرکت کرتے ہین ان ہین
بھی جسمین جسقدر طاقت حرکت ہے اوسکی رتبہ مین اوتناہی تفاوت ہے
مثلاً ایک کیڑا ہے جو باقتضائے فصل تاثیر ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور بے اسکے
کہ توالد اور تناسل کرے فنا ہو جاتا ہے اسکے بہ نسبت وہ کیڑا جو توالد اور
تناسل کرتا ہے افضل ہے اور کیڑون سے پس وہ جانور افضل ہین جو چار پاؤن سے
چلتے ہین یا پرون سے اوڑتے ہین اور اپنی قوت کے حاصل کرنیمین کوشش
کرتے ہین اور اپنے بچون کی پرورش کرنے اور اپنے ضرر سے خائف
رہتے ہین اور بہترین بہایم وہ جانور ہین جنمین فراست زیادہ ہے اور اثر تعلیم
اونپر جلد موثر ہوتا ہے جیسے گھوڑا اور باز جرّا اور انمین جسکو ادراک تعلیم زیادہ
ہے اوسکو فضیلت زیادہ ہے اور یہ انتہا مرتبہ بہایم کی اور ابتدا مرتبہ
انسان کی ہے اور انسان کو حیوانات پر اسوجہ سے فضیلت ہے کہ انسان
صفت نطق سے موصوف ہے اور بسبب اس صفت کے انسان سب
اقسام اجسام سے ممتاز ہے مگر نطق سے مراد فقط بولنا اور باتین کرنا نہین
ہے بلکہ مراد اس سے قوت ادراک معقولات ہے اور قدرت اس بات کی
کہ نیک اور بد مین تمیز کرے اور خیر کو شر سے جدا کرکے پہچانے اور اسی وجہ سے
حق تعالے نے انسان کے جملہ حوائج کو حوالہ راے اور تدبیر اور صناعت

وجہ ترجیح حیوانات بر نباتات

وجہ ترجیح انسان بر حیوانات

تعریف نطق

سپردن جملہ حوائج انسان بعقل و تدبیر او

حکایت تمہیدی

رکھا ہے دیکھیے بہایم کو کہ حفظ سرمایہ کیواسطے اونکی کھال موٹی اور بال گنجان
دراز پیدا کئے اور پیدایش کے ساتھہ اونکے دانت ہوتے ہین تا وہ غذا اپنی نباتات
سے حاصل کرین اور انکی زبانون کو اچھے ذائقہ کا آشنا نہین کیا تا وہ ہرطرح
کی گھانس اور پتی کھانے سے نفرت نکرین اور دفع ضرر کیواسطے اونکو
ہتیار بھی عطا کیے کسیکو شاخین دین اور کسیکو سم اور کسیکو دانت دیے اور
پرندونکو پر عطا کیے تا بذریعہ پرونکے اوڑین اور جہان رازقہ اپنا پاوین
حاصل کرین اور جسکے واسطے جیسی غذا مناسب ہے اوسکے لیے ویسی ہی منقار اور
اور پاؤن خلق کیے جو چڑیان دریائی ہین کہ بے شناوری اونکی کارسازی رزق
کی نہین ہوتی اونکے پاؤن چھوٹے اور پیرونکی اونگلیون مین پردے پیدا کئے
تا اوسکے ذریعہ سے باسانی شنا کر سکین اور جنکی غذا پانی مین کھڑے رہنے
سے ہے اونکے پاؤن دراز پیدا کیے اور بقدر حاجت اونکے مزاجون کو متحمل
گرمی اور سردی کا پیدا کیا اور کوئی کارسازی اونکی منحصر صناعت پر نہین
رکھی اور جسکو محتاج صناعت کیا ہے اونکو صناعت بھی تعلیم کردی کہ
دوسرے جنس کی اعانت اور امداد کے محتاج نہین ہین بخلاف انسان کے
کہ انسان کی غذا اور لباس اور جلب نفع اور دفع ضرر سب منحصر صناعت پر
ہے جبتک کہ زمین کو جوت کر تخم نہ بویا جاوے اور غلہ نہ پیدا ہوا اور کوٹا اور
پیسا اور بنایا اور پکایا نجاوے رازقہ بشر کا بہم نہین پہونچتا اور جبتک روئی

حکایت تمہیدی

یا پشم وغیرہ کا تا نجائے اور بنا نجائے اور درخت نہو تب تک لباس ممکن
نہوا وران سب باتون کی استعداد اور قوت بشر مین پیدا کی تا اپنی صناعت
سے اور اپنی راے و تدبیر سے سامان اپنی معیشت کا مہیا کرے اور اسیطرح
نیکی اور بدی معاد کو بھی انہین کی راے اور تدبیر پر حوالہ کیا کہ چاہین
اپنے افعالِ نیک سے حُسن آخرت اختیار کرین اور چاہین بدافعالی سے
اپنا سوء خاتمت اختیار کرین اور نوع بشر مین بہ نسبت نباتات اور حیوانات
کے تفاوت مراتب کا بہت ہے بعض بشر ہین جو صورت انسان کی
رکھتے ہین اور خصائل اونمین بہائم کے ہین اور بعض ایسے ہین جو بہ نسبت
اونکے کسیقدر سمجھتے ہین اور کسیقدر فکر معیشت کرتے ہین اور فضیلت ایک کو
نسبت مین دوسرے کے اوسیقدر ہے جتنا فہم اوسکا زیادہ ہے اور صناعت
اوسکی نازک اور دقیق ہے مثلاً مزدور ٹوکری کا اوٹھانیوالا دو آنے روز پاتا
ہے اور بیلدار جو مٹی کھود کر خمیر کرتا ہے اور دیوار بناتا ہے وہ تین آنے
روز پاتا ہے اور معمار چار آنے روز پاتا ہے اور جو معمار نقاشی کا کام کرتے ہین
وہ چھہ آنے روز پاتے ہین اور مصور اور نقاش جو باریک اور عمدہ کام کرتے
ہین وہ اس سے بھی زیادہ پاتے ہین اسیطرح جسکا فہم اور علم اور کمال جتنا
زیادہ ہے اوتنی ہی اوسکو فضیلت زیادہ ہے جو لوگ امور معاش کیطرف
صرف بقدر ضرورت توجہ کرتے ہین اور ہمہ تن اصلاح امور معاد مین متوجہ

تفاوت مراتب

حکایت تمہیدی

رہتے ہین اور نفس اونکا ہمیشہ طالب کمال رہتا ہے اونکو تمام نوع بشر پر
ترجیح اور فضیلت ہے اور جنکے قلوب خیانت سے بالکل پاک ہین اور جملہ
امور جزئی و کلی اونکے اعلے درجے کے کمال کے طالب ہین اونکو حق تعالے
وحی اور الہام سے تائید فرماتا ہے اونکی مثال ویسی ہی ہے جیسے اون آدمیونکی
جنکی صورت انسان کی اور خصائل بہایم کے ہین اسیطرح سے یہ اشخاص جو
ایسا کمال رکھتے ہین اونکی صورتین بظاہر انسان کی ہین اور خصائل اونکے
فرشتونکے ہین بلکہ فرشتون پر بھی نوع بشر کو فضیلت اسیوجہ سے ہے
کہ فرشتون کو حق تعالے نے صرف نور اور روح سے پیدا کیا ہے اور قوت
ملکیہ اونمین جبلی ہے اور قوتِ غضبیہ اور بہیمیہ انمین پیدا نہین ہوئی
وہ موافق اپنی خلقت کے کام کرتے ہین اور انسان باوجود اسکے کہ اوسمین
قوت غضبیہ بھی پیدا ہے اور وہ لوگ اپنی نفسونکو حرکات بہیمی اور غضبی سے
بچا کر خصائل ملکوتی کو فعل مین لاتے ہین اسوجہ سے زیادہ فرشتون سے
مستحق فیضان انوار الٰہی کے ہوتے ہین اور ایسے ہی لوگ شرف نبوت اور
مرتبہ امامت اور رتبہ ولایت پر سرفراز ہوتے ہین اور چونکہ یہہ لوگ جنس
انسان مین ہین انہین کے سبب سے نوع انسان کو اشرف الموجودات کہتی
ہین اور یہی معنی ہین آیہ فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ کے دوم یہ خلق
کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتا ہے اور تغیر اخلاق کا ممکن ہے یا نہین جواب

فرشتون پر انسان کی ترجیح

خلق کیا چیز ہے

حکایت تمہیدی

خلق مراد ہے اوس ملکہ سے جو نفس انسان کو حاصل ہوتا ہے اور بسبب اوسکے انسان بے غور و فکر کے کسی فعل کو عمل مین لاتا ہے اور نفس انسان مین پیدا ہونا ملکہ کا دو طرح سے ہے ایک طبیعت سے دوسرے عادت سے جو طبیعت سے ہے وہ اسطرح ہے کہ اصل مزاج اوس شخص کا اوس فعل کے صادر ہونیکا اقتضا کرے مثلاً ایک شخص ہے کہ تھوڑی سی تحریک مین غصہ اوسکا جوش مین آتا ہے یا ایک شخص ہے کہ بمجرد سُننے کسی آواز کے یا دیکھنے کسی چیز کے خوف اور بددلی اوسپر عارض ہوجاتی ہے یا کوئی شخص ہے کہ ذری سی بات مین رنج و اندوہ اوسپر بہت طاری ہوجاتا ہے یا کسیکو تھوڑی سے تعجب مین ہنسی بہت آتی ہے اور عادت وہ ہے کہ کسی شخص نے کسی کام کو بارادہ اپنے اختیار کیا ہو اور کرتے کرتے اوس کام سے طبیعت کو موانست ہوگئی اور کثرتِ مزاولت سے غور و فکر کی احتیاج نرہی اور نہایت سہولت سے وہ کام اوس سے ہونے لگا اور حکما کے اقوال اس باب مین مختلف ہین بعض کا قول ہے کہ طبیعت انسان کی اصل مین نیک پیدا ہوئی ہے اور افعال بد اوس سے بسبب اسکے صادر ہوتے ہین کہ تربیت اور تعلیم اوسکی اچھی نہین ہوئی ہے اور صحبت اچھی نہین پائی اور بعض کا قول ہے کہ نفسِ انسان بالطبع شریر ہے اور خیر و سعادت اوسمین حُسنِ تربیت اور حسنِ صحبت سے پیدا ہوتی ہے اور مذہب جالینوس کا یہ ہے کہ بعض لوگون کی طبیعت

نفس انسان مین ملکہ دو طرح سے ہے

اختلاف حکما بیچ اصل مادہ خلقت مین

حکایت تمہیدی

اصل مین نیک خلق ہوئی اور بعضونکی طبیعت اصل مین بدخلق ہوئی ہے اور
باقی اوسط مین ہین کہ اونمین استعداد نیکی کی بھی ہی اور مادہ بدی کا بھی ہی اور استعداد
دونونکی قبول کرلینے کی بھی ہی اور مشاہدہ سے یہی بات پائی جاتی ہی کہ طبیعت
بعضون کی ابتدا سے نیک ہوتی ہی اور باوجود صحبت بد کے اور سوء تربیت
کے بدی کیطرف مائل نہین ہوتی اور طبیعت بعضون کی ابتدا سے بد ہے
کہ باوجود حسن تربیت اور خوبی صحبت کے بھی بدی اوسنے زائل نہین ہوتی
اور اکثر لوگ ایسے ہین کہ ابتدا سے بدی کی طرف راغب تھے نیک تربیت ہی اور اچھی صحبت
سے اچھے ہوگئے اور بعض ایسے ہین کہ ابتدا سے نیک باتونکی طرف مائل تھی اور صحبت بد
اور بری تربیت سے بد ہوگئی اور اسمین بھی درجات ہین بسبب کمی وبیشی استعداد کی نیکی و بدی
پیدا ہوتی ہی اور بعضے ایسے ہین کہ بسبب بعض افعال کے اثر تادیب اونمین ظاہر ہوتا ہی اور بعض طبیعتون
مین مطلق اثر نہین ظاہر ہوتا اور جسطرح سے صورتین انسان کی ایک دوسرے سے
کمتر مشابہ ہین اوسیطرح سے افعال واخلاق بھی کمتر مشابہ ہین اور طریقہ تعلیم
بھی ہر شخص کیواسطے اور ہر مزاج کے واسطے مختلف ہے کسیکو وعظ و نصیحت
سے نفع ہوتا ہی کسیکو خوف سیاست سے تنبیہ ہوتی ہی اور افعال بد ترک کردیتا
ہے اور کسیکو ضرب و توبیخ سے اصلاح ہوتی ہے پچھلے سوء ادب اور مصلح اہل
شریعت ہین کہ وہ افعال نیک کے فضائل اور ثواب اور افعال بد کے رذائل
اور عذاب بیان کرتے ہین اور سیاست واقامت حدود سے بھی تادیب

حکایت تمہیدی

کرتے ہین دوسرے مودب ارباب عقل وفراست وصاحبان علم وحکمت
ہین پس والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو بچپلے سے تعلیم شریعت کا مقید کرین
اور طرح طرح کی تادیب وتفہیم سے اونکی عادتون کی اصلاح کرین اور اگر ضرورت
ہو تو اجباراً واکراہاً متوجہ کرین تاکہ نیک باتون کی عادت اونمین پیدا ہو
اور جب عقل وہوش اونکے کمال کو پہونچین تب صحبت عقلا وحکما مین
لیجائین حسن عقلی اور قبائح عقلی کو معلوم کرین اور حسب کمال کی طرف توجہ
ہو اونمین دستگاہ حاصل کرین تتمہ بیان یہانتک تقریر پہونچی تھی کہ
دس بجے حکیم نے عرض کی رات بہت آئی حضرت کے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت آگیا اجازت ہو تو فقیر رخصت ہو پھر جب ارشاد ہوگا حاضر ہونگا
بادشاہ نے وزیر سے اشارہ کیا کہ خلعت منگواؤ بمجرد اشارہ کے بہت
بھاری خلعت اور ایک توڑا زرسفید کا حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
عمامہ حکیم کے سر پر رکھا حکیم نے تسلیمات بجالا کر عرض کی کہ عطایائے سلطانی
سے انکار موجب ملال خاطر اقدس ہوگا ورنہ فقیر کے نہ گھر نہ مکان نہ ساز
نہ سامان کہان لیجا کر رکھون اور کس صرف مین لاؤن حضرت نے عنایت
فرمائی فقیر کی عزت ہوئی مگر داروغہ توشک خانہ کو حکم ہو کہ امانت فقیر
کی رکھے جب حاجت ہوگی لیلونگا بادشاہ نے کہا اسکا مضائقہ نہین
ہے جسمین تم خوش ہو اور حکم فرمایا کہ منجملہ مکانات شاہی کے ایک مکان

حکایت تمہیدی

ترتیب دولتخانۂ
شاہی کے ضروریات سے آراستہ کرکے حکیم صاحب
کے رہنے کو دیا جائے اور چار خادم متعین رہین اور خاصہ دسترخوان
سے جایا کرے اور جو غذا موافق مزاج ہو طیار ہوا کرے حکیم صاحب
رخصت ہوے اہل کاران شاہی ہمراہ ہوے جو مکان معین
ہوا تھا اوسمین لیجا کر اوتارا سامانِ راحت سب مہیا تھے اور ہر طرح کی
ضروریات موجود تھی حکیم صاحب نے اپنے وقت پر کچھہ کھالیا
اور اپنے شغل مین مصروف ہوے اور منجملہ زر انعام کے
کسیقدر خدامِ شاہی کو دیا اور باقی ماندہ سپرد خادم کیا اور
وہان بادشاہ محل مین داخل ہوے خاصہ نوش فرما کر استراحت
فرمائی دوسرا روز ہوا موافق دستور کے صبح سے تا شام کام کیا
امور سلطنت کو انجام دیا بعد مغرب مین پہر حکیم صاحب کو
یاد کیا اور اوسیطرح سے تعظیم کرکے پاس بٹھایا
مزاج پوچھا اور کہا مین چاہتا ہون کہ آج آپ
تہذیب اخلاق کو بیان فرمائیے حکیم صاحب نے
عرض کی بہت خوب

جلسۂ اول بیان میں تہذیب اخلاق کے
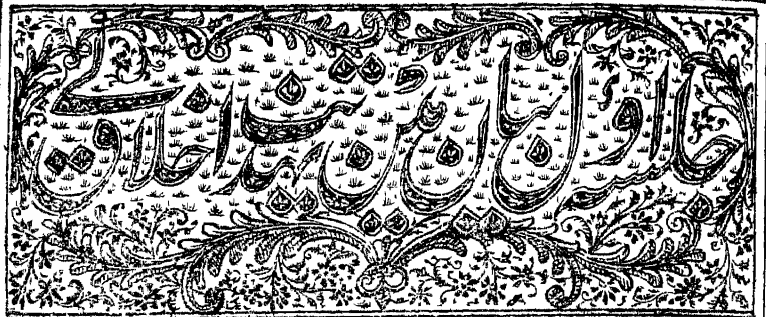
بادشاہ نے کہا کہ پہلے آپ بیان کریں کہ اخلاق حمیدہ کتنے ہین اور کیونکر پیدا
ہوتے ہین جواب علم النفس مین قرار پا چکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ہر ایک
دوسرے کے خلاف ہے انہین قوتون کے اقتضا سے افعال مختلف اور حرکات
ارادی سرزد ہوتے ہین اور جب کوئی قوت اون تینون قوتون مین سے کم
ہو جاتی ہے تو اور قوتین مغلوب ہوتی ہین اور وہ تینون قوتین وہی ہین جو
مذکور ہوئین یعنے اول قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی کہتے ہین اور مبدا فکر و تمیز کا اور
منبع شوق تحقیق حقایق امور کا وہی ہے اور دوسری قوت غضبی جسکو
نفس سبعی کہتے ہین اور وہی باعث ہے غضب اور دلیری اور سختیون کے
تحمل اور شوق ترفع و مزید جاہ کا سوم قوت شہوانی جسکو نفس بہیمی کہتے ہین
اور یہی سبب ہے شہوات کا اور مبدا ہے شوق لذت و طلب غذا اور خواہش ماکولات
و مشروبات و مناکح کا اور شمار اخلاق موافق عدد انہین قوتون کے ہے مگر اخلاق
حمیدہ اوسوقت حاصل ہوتے ہین جب قوتین حد اعتدال مین ہوتی ہین نفس ناطقہ
کی حرکت جب اعتدال پر ہوگی تو متابعت کریگی عقل کی اور اکتساب کمال کا

جلسۂ اول
در تہذیب اخلاق
سبب بیان حمیدہ

انسان میں
تین قوتیں ہیں

قوت ناطقہ
قوت غضبی
قوت شہوانی

اعتدال نفس ناطقہ
فضیلت علم [illegible]
[illegible]
لازم آتی ہے

جلسۂ اوّل تہذیب اخلاق

شوق پیدا ہوگا اور توجہ اس بات پر ہوگی کہ ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو
معلوم کرے اوس طرح پر جیسی کہ وہ ہوویں بطور تحقیق اور یقین کے اس سے حاصل
ہوگی فضیلت علم کی اور وہی باعث ہوگی حصول حکمت کی **سوال** فضیلت
علم کو آپنے بیان کیا کہ علم ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو معلوم کرنا ہے از روے
تحقیق اور یقین کے جیسی کہ وہ شے حقیقت مین ہو اسکو واضح تر بیان کیجیے
جواب اطفال خوردسال جب شب ماہ مین اپنے کھیل سے فارغ ہوکر ماں باپ
کے پاس بیٹھتے ہین اور چاند کو دیکھتے ہین اوسوقت قوّتِ نفس ناطقہ جو بالطبع طرف
دریافت حقایق کے شایق ہے چاند کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہتی ہے تب
لڑکے ماں باپ سے پوچھتے ہین کہ یہ کیا چیز ہے اور اسمین دہبّا کیسا ہے ماں
باپ اونکے بھلانیکو کہدیتے ہین کہ یہ اللہ تعالے کا چراغ ہے اور یہ دہبّا ایک
درخت ہے اوسکے نیچے ایک بوڑھیا بیٹھی ہوئی چرخا کاتتی ہے وہ اس بات کو
مان لیتے ہین اور چونکہ عقل اونکی ابھی کامل نہین ہے وہ دلیل کے طالب نہین
ہوسکتے اسوجہ سے جہل عارض ہوتی ہے اور علم یقینی وہ ہے کہ جبتک دلائل
عقلی اوسپر قایم نہون تب تک قبول نکرے اور جب دلائل قطعی سے ثبوت
ہوجاتا ہے تب مرتبہ یقین کا حاصل ہوتا ہے **سوال** اب آپ اور فضائل کا
بیان کرین **جواب** اسیطرح سے جب حرکت نفس سبعی کی اعتدال پر ہوگی
تو بمتابعت عقل کے قناعت کریگی اوتنی بات پر جسکو عقل نے پسند کیا ہے اور

اور بے محل جوش مین نہ آویگی اس سے فضیلت حلم کی حاصل ہوگی اور اوسکے
ساتھہ فضیلت شجاعت لازم ہے اور حرکت نفس بہیمی کی جب اعتدال پر
ہوگی تو اطاعت کریگی عقل کی اور اقتصار کریگی ایسی چیزون پر جسکو عقل پسند
کریگی اور اپنی خواہشون کے حاصل کرنے مین عقل کے مخالفت نکریگی اس سے فضیلت
عفت کی حاصل ہوگی اور اسکے ساتھہ فضیلت سخاوت کی لازم آویگی اور جب
یہ تینون فضیلتین حاصل ہونگی اور تینون آپس مین مخلوط اور ممزوج ہونگے تب ایک
حالت ایسی پیدا ہوگی جو اون سب کی تکمیل کا باعث ہوگی اور اوسی حالت مرکب کا
نام ہے عدالت اور حکماے سابقین و لاحقین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ
اصول اقسام فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور
کوئی شخص عقلا کی نزدیک لائق مدح و ثنا کے نہین مگر کہ اوسکو ان فضائل سے
ایک یا دو یا سب حاصل ہون اور یہ بھی حکما کے نزدیک مسلم ہے کہ صاحب فضائل
اوسوقت مستحق مدح ہوتا ہے جب اثر اوس فضیلت کا دوسرون تک پہونچے
اور اگر وہ شخص اپنے ذات سے موصوف ہے اور صفت اوسکی غیر کو تعدی نہین
کرتی ہے تو اوسکو ممدوح عقل نہ کہینگے جیسے صاحب سخاوت کہ اگر فیض اوسکا
ارباب استحقاق کو نہ پہونچے تو اوسکو منفاق کہینگے نہ کہ سخی اور صاحب شجاعت
اگر نفع غیر کو نہ پہونچاۓ تو غیور کہینگے نہ کہ شجاع اور صاحب حکمت بے
فیض کو مستبصر کہینگے نہ کہ حکیم اور فضیلت جب اپنی حد کو پہونچیگی اور اثر اوسکا

لازم حلم
و شجاعت

مرکب صفت
عدالت از شجاعت
و سخاوت و عفت

فرق درمیان حکیم
و مستبصر

اور دن کو سرایت کریگا تب اوس فضیلت سے اغیار کو امید بھی پیدا ہو گی
اور خوف بھی پیدا ہو گا جیسے سخاوت جاے امید اور شجاعت موجب خوف ہے
اور علم سے امید بھی ہے اور خوف بھی دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور جب امید
اور خوف کہ دونون سبب بزرگی کے ہین حاصل ہونگے تب مدح لازم ہوگی

سوال بادشاہ

سوال یہ تو اصول فضائل تھے جو آپنے بیان کیے اب انکے فروع اور
توابع کو بیان کیجیے جواب ان چارون فضیلتون کے تحت مین جسقدر فضیلتین
ہین اون سب کا ذکر اور بیان خالی تطویل عبث سے نہین ہے مگر جو فضائل
کہ مشہور تر ہین اونکو ذکر کرتا ہون حکمت کے تحت مین سات فضیلتین ہین

اقسام حکمت ہفتگانہ

اوّل ذکا دوم سرعتِ فہم سوم صفائی ذہن چہارم سہولت تعلم
پنجم حسنِ تعقل ششم تحفظ ہفتم تذکر سوال ان الفاظ کی تصریح
کرنا چاہیے جواب ذکا اوسکو کہتے ہین کہ کثرتِ مزاولت سے ایسا ملکہ ہو جاے
کہ جو مقدمہ اور جو قضیہ یا مسئلہ پیش آوے اوسکے نتیجہ پر ایسی جلد بے غور و فکر
نظر پہونچ جائے کہ گویا برق چمک گئی سرعتِ فہم اوسکو کہتے ہین کہ نفس

سرعت فہم

انسان کو ایسا ملکہ ہو جائے کہ جب کوئی امر پیش آوے بمجرد اوسکے خیال
کے جتنی باتین اوسکو لازم ہون سب سمجھہ مین آجائین اور تامل و تشویش کی

صفائی ذہن

احتیاج نہو صفائی ذہن اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو بے اضطراب
و تشویش کے استخراج مطلوب کے ایسی استعداد پیدا ہو جاے کہ کسی تیج

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

سہولت تعلم

اور وہ تجسس سے مکدر نہو سہولت تعلم اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان تیزی
پیدا کرے کہ جس امر کی تحصیل پر یا تحقیق پر توجہ کرے باوجود پیش آنے موانع
کے خاطر اوسکے پریشان نہو اور اپنے مطلوب پر متوجہ رہے اور آسانی سے

حسن تعقل

حاصل کرے حسن تعقل اوسکو کہتے ہین کہ جس شے کی دریافت حقیقت مین
بحث و غور کرے ایک حد اور مقدار اوسکی ایسی ملحوظ رکھے جیسی کہ چاہیے ہو
تاکہ اوس حد کے اندر غور مین اہمال نکرے اور مقدار سے باہر توجہ نکرے تحفظ
اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو کہ عقل یا وہم از روے فکر و تخیلہ کے پیدا کرے
اوسکو قوت حافظہ اچھی طرح سے محفوظ اور مضبوط رکھے اور غلط نکرے تذکر

اقسام فضائل تحت شجاعت

اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو قوت حافظہ نے محفوظ رکھا ہے جسوقت
چاہے اوسکا ملاحظہ کرنا بآسانی حاصل ہو سوال اب جو فضائل تحت
مین شجاعت کے ہین اونکو بیان کیجیے جواب جو فضائل تحت مین شجاعت
کے ہین وہ گیارہ ہین اول کبر نفس دوم نجدت سوم بلند ہمتی
چہارم ثبات پنجم حلم ششم سکون ہفتم شہامت ہشتم تحمل
نہم تواضع دہم حمیت یازدہم رقت سوال ان الفاظ کے

کبر نفس

معنی اصطلاحی بھی بیان کیجیے جواب کبر نفس اوسکو کہتے ہین کہ
نفس انسان کو کسی بزرگی و دولت سے بالیدگی اور کسی ذلت و خواری
سے پروا اور اندیشہ نہو اور کسی چیز کے میسر آنے سے اور کسی چیز کے تلف

ہوجاے کا التفات نکرے بلکہ امور ملایم اور غیر ملایم کے اوٹھانے پر قادر ہو۔ **شجاعت** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان اپنے ثبات پہ ایسا مضبوط ہو کہ حالت خوف مین بیتابی اوسپر طاری نہو اور اضطراب مین حرکات غیر مناسب اوس سے سرزد نہون **بلند ہمتی** اوسکو کہتے ہین کہ جو کام کرے اوسکو فی نفسہٖ اچھا سمجھکے کرے اور سجبز نکو ئی آخرت دنیا مین اوسکے عیوض مین اجرت کا طالب نہو اگر لوگ اوسکے کرنے پر مدح وثنا کرین تو خوشدل نہو اور اگر بدنام کرین تو آزردہ و دلتنگ نہو اور ہمت اوسکی ہمیشہ بلندی مراتب اخروی پر مصروف رہے **ثبات** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو قوت برداشت کرنے رنج وشداید کی ایسی پایداری حاصل ہو کہ کسی صدمے اور قلق کے عارض ہونے سے دل شکستہ نہو اور آثار تغیر اوسکے بشرہ اور حرکات سے پیدا نہون **حلم** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان ایسا مطمئن ہوجائے کہ غصہ اوسپر غالب نہ آوے اور اگر کوئی امر مکروہ پیش آوے تو قوت غضبی اوسکو جوش مین نہ لاسکے **سکون** اوسکو کہتے ہین کہ جو خصومت اور جولڑائی واسطے حفظ حرمت یا واسطے حفظ شریعت کے لازم آوے خفت اور سبکی اوسکی گوارا نکرے **شہامت** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت وافر ہو ایسے امور عظیمہ کے بجالانے پر جس سے اہل خرد کے نزدیک نیکنامی باقی رہے **تحمل** اوسکو کہتے ہین کہ نفس

شجاعت
بلند ہمتی
ثبات
حلم
سکون
شہامت
تحمل

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

انسان بہی تکلیف بدنی کو ریاضت پسندیدہ اور افعال حمیدہ کے بجالانے
مین گوارا کرے تواضع اوسکو کہتے ہین کہ جو لوگ مراتب مین اپنے سے کم ہون
اونکو انسان ذلیل وقلیل نہ سمجھے حمیت اوسکو کہتے ہین کہ جن باتون سے
حفاظت حرمت کی اور شریعت کی ضرور ہو اوسکی حفاظت مین سستی اور
تہاون نکرے رقت اوسکو کہتے ہین کہ انسان جب اپنے ابناے جنس کو
مبتلاے رنج والم دیکہے تو دل اوسکا متاثر ہو اور نیت اوسکی اس بات پر متوجہ
ہوجاے کہ اوسے اوس الم سے نکالے مگر مشاہدہ سے ایسے حالات کے اضطراب
اوسکے حرکات اور حالات مین حادث نہو سوال اب عفت کے تحت
مین جو فضائل ہین اونکا بیان کیجیے جواب تحت فضیلت عفت بارہ
فضیلتین ہین اوّل حیا دوم رفق سوم حسن ہدے چہارم مسالمت
پنجم دعت ششم صبر ہفتم قناعت ہشتم وقار نہم ورع دہم انتظام
یازدہم حرّیت دوازدہم سخا سوال ان الفاظ کی شرح بہی بیان
کیجیے جواب حیا اوسکو کہتے ہین کہ جب کوئی کام پیش آوے اور عقل
انسان کو آگاہ کرے کہ اس کام کے کرنے مین عقلا مذمت کرینگے اوسوقت مین بخوف
مذمت عقلا اوس کام کے کرنے سے احتراز کرے رفق اوسکو کہتے ہین
کہ نفس انسان کو اس بات کا ملکہ حاصل ہو کہ جب محل اور موقع آجاے
تو نرم خوئی کے ساتھ اپنے ابناء جنس پر احسان کرنیکے لیے متوجہ

تواضع
حمیت
رقت
اقسام دوازدہ گانہ عفت
حیا
رفق

ہوجائے حسن ہدی اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت خاص اور شوق
صادق ہو اس بات کا کہ لباس ہنر او زیور کمال سے اپنے کو آراستہ کرے
مسالمت اوسکو کہتے ہین کہ جب کسی امر مین اختلاف وتنازع واقع ہو تو اوسوقت
جو فعل اور قول کہ ستودہ عقل ہو اختیار کرے اور کثرت اختلاف سے اضطراب
اوسکے قول اور فعل مین طاری نہو دعت اوسکو کہتے ہین کہ ہنگام غلبہ شہوات
انسان اپنے ارادے کی باگ کو روکے رہے اور ضرورت عقلی سے جو زاید ہو
اوسپر از روے اختیار مبادرت اور اقدام نکرے صبر اوسکو کہتے ہین کہ نفس
انسان مقابلہ کرے خواہش ہائے نفسانی کا اور متابعت لذات قبیحہ کی اختیار
نکرے اور جو رنج والم اوسکے ترک مین لازم آئین اون سب کو گوارا کرے
قناعت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان راضی ہوجائے اوسیقدر آب و
غذا و لباس پر جسقدر اوسکی رفع احتیاج ضروری کو کافی ہو چاہے وہ اچھا ہو یا
برا ہو وقار اوسکو کہتے ہین کہ جب انسان مصروف ہو کسی چیز کی طلب و
تلاش مین اوسوقت ایسی جلد بازی اور شتاب روی سے باز رہے جو حد مناسب
سے زیادہ ہو اور اسقدر سستی بھی نکرے کہ مطلب فوت ہوجائے ورع اوسکو
کہتے ہین کہ نفس انسان التزام کرے اعمال نیک اور افعال پسندیدہ کا اور کمی
وبیشی کو اوسمین راہ نہ دے انتظام اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو ملکہ
ہوجائے کہ ہر کام کی مقدار اور ترتیب کو خوبصورتی اور مصلحت بینی کے

حسن ہدی
مسالمت
دعت
صبر
قناعت
وقار
ورع
انتظام

حریت

ساتھہ لحاظ رکھے اور اوسکے خلل کو روا نرکھے حُرّیت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان قادر ہوجاے اس بات پر کہ مال کو کسب جمیل اور وجہ احسن سے پیدا کرے اور راہ نیک مین بطور مناسب صرف کرے اور احتراز رکھے اوس کسب معاش سے جو برے طور سے حاصل ہو اور اوس خرچ سے جو بد طریقہ مین صرف ہو

سخا

سخا اوسکو کہتے ہین کہ نفسِ انسان پر سہل اور آسان ہوجاے صرف کرنا مال کا راہ نیک مین جیسا کہ مقتضاے عقل ہو اور سلیقہ ہو اسکا کہ اوس مال کو اہل استحقاق تک پہونچا سکے سوال عفو اور مروّت جو عمدہ صفات ہین اونکا آپ نے ذکر نہین کیا جواب صفت سخاوت کی ایسی وسیع ہے کہ اوسکے تحت مین بہت سے صفات ہین تعریف عالِم سخا کی ضمن عفّت مین بیان ہوچکی اور بعض صفات جو لوازم سخا سے ہین گذارش کرتا ہون اول کرم دوم ایثار سوم عفو چہارم مروت پنجم نبل ششم مواسات ہفتم سماحت سوال ان الفاظ کی بھی شرح بیان کیجیے جواب کرم اوسکو کہتے ہین

کرم

کہ نفسِ انسان کو سہل ہوجائے اور خوش گوار معلوم ہو مال کثیر کا صرف کرنا بمقتضاے مصالح عقلی ایسے کام مین جسکا نفع عام ہو اور قدر اوسکی بزرگ ہو

ایثار

ایثار اوسکو کہتے ہین کہ انسان اوس چیز سے ہاتھہ کھینچ لے باوصف احتیاج خاص کے اور دیڈالے وہ چیز ایسے شخص کو جسکی احتیاج کو اوسی شے کی طرف اپنی احتیاج سے زیادہ تصور کرتا ہو عفو اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے

عفو

ساتھہ بدی کر رکھی ہو اور انسان کو قدرت اوسکے انتقام کی اور معاوضہ
کی حاصل ہو تو اوسوقت مین اوس بدی کا معاوضہ بدی کرنیوالے سے نکرے
اور درگذر کرے اور اگر کسی کے ساتھہ نیکی کر رکھی ہو تو شخص ممنون سے
طالب عیوض کا نہو مروت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت صادق
ہو اس بات پر کہ جہانتک ممکن ہو خلق کو فائدہ پہونچاوے اور تا امکان نیکی
امید کو قطع نکرے نبل اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان خود لازم کرے اپنے
اوپر افعال ستودہ کا کرنا اور رسم پسندیدہ کا عمل مین لانا اور جب اس طریقے پر
کسیکو ملتزم دیکھے تو خوش ہو مواسات اوسکو کہتے ہین کہ اعانت کرے
اپنے دوستون کی اور مستحقون کی معیشت مین اور شریک کرے اونکو اپنے
نفع مین اور قوت مین سماحت اوسکو کہتے ہین کہ انسان درگذر کرے
بعض ایسی چیزون سے جنکا درگذر کرنا ضروری نہو اور صرف کرنا بعض
ایسے مال کا جسکا صرف کرنا ضرور ہے سوال تین فضیلتون کے فروع
آپ نے بیان کیے اور مینے سُنے اب اون فضائل کا بیان چاہیے جو فضیلت
عدالت کی تحت مین ہین لیکن مجھکو اس مقام مین ایک خدشہ واقع ہوا ہے
اوس مین میرا اطمینان کر دیجیے تب اونکے فروع کا بیان کیجیے وہ یہہ ہے
کہ آپ سابقاً ذکر کر چکے ہین کہ تین فضیلتین یعنے حکمت و شجاعت و عفت
جب اعتدال پر ہونگی تو عدالت پیدا ہوگی اور بیان ارشاد فرماتے ہین کہ عدالت

مروت

نبل

مواسات

سماحت

اعتراض

متمم اور مکمل ان صفات کے ہے ہرگاہ اعتدال صفات سہ گانہ کا باعث تولید عدالت ہی اور پھر عدالت متمم ٹھہری تو دور لازم آتا ہی جواب نظر بدیہی مین صورت دور کی پیدا ہوتی ہی لیکن غور سے ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوجائیگا کہ بیان مُقیر کا صحیح ہے مینے گذارش کی ہی کہ اعتدال اون صفات کا سبب تولید عدالت ہے یہ نہین عرض کیا تہا کہ وجود اون صفات کا باعث تولید عدالت ہے اور جب اعتدال وہ ان صفات کا متمم صفات مذکورہ کا ہے تو دور کہان رہا اس وجہ سے کہ جبتک اعتدال حاصل نہو تکمیل اونکی نہوگی اور جب اعتدال کے ساتھہ ترکیب اونکی حاصل ہوے تو عدالت پیدا ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اوسی اعتدال کا نام عدالت ہے مثال اسکے یہ ہے کہ لکڑی اور اینٹ اور چونہ سے عمارت طیار ہوئی گو ہر ایک چیز اپنی حالت پر موجود ہے لیکن سب کے ترکیب سے ایک حالت ایسے پیدا ہوگی جسکا نام جدا وضع کیا گیا اسیطرح سے صفات مذکورہ بعد کامل ہونے کے اپنی اپنی جگہہ پر موجود رہتی ہین اور اونکی ترکیب سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اوسکو عدالت کہتے ہین سوال اب مجھکو اطمینان ہوگیا اب آپ اون فضایل کا بیان کیجیے کہ جو فضیلت عدالت کی تحت مین ہین جواب یہ فضیلتین بھی بہت ہین مگر بارہ مشہور تر ہین اول صداقت دوم الفت سوم وفا چہارم شفقت پنجم صلہ رحم ششم مکافات ہفتم حسن شرکت ہشتم حسن قضا نہم تودد دہم تسلیم یازدہم توکل دوازدہم عبادت سوال ان الفاظ کی تعریف بیان کیجیے جواب صداقت نام ہے

فضایل تحت عدالت

صداقت

جلسۂ دوم صفات متشابہ

اوس محبت صادق کا جو باعث ہو اسکی کہ دوست اپنی مال سے اوسکی امداد کرے **الفت** کہتے ہین اوس اتفاق رائے کو ایک گروہ کے جو باہم ایک دوسرے کے امور مین امداد و اعانت کرے **وفا** اوسکو کہتے ہین کہ جو عہد وپیمان افعال نیک کے بجالانیکا کسیکے ساتھہ کرے اپنے قصد و ارادے سے اوسکے انجام دہی پر امادہ رہے اور اوس سے تجاوز کرنا جائز نرکھے **شفقت** اوسکو کہتے ہین کہ اگر اپنی جنس سے کسیکو مبتلا کسی رنج وبلامین دیکھے تو دل اوسکا مہربان ہوجای اور اپنے ارادہ کو اوسکے دفع پر متوجہ کرے **صلۂ رحم** اوسکو کہتے ہین کہ اپنے عزیزون اور قریبون کو اپنے منافع دنیوی مین شریک رکھے **مکافات** اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے ساتھہ نیکی کی ہو تو اوسکے ساتھہ احسان کرے زیادہ اوسکے احسان سے اور جسنے بدی کی ہو اوسکے ساتھہ عیوض کرے کمتر اُسکے کرنے سے **حسن شرکت** اوسکو کہتے ہین کہ داد وستد معاملات مین ایسی خوب صورتی سے اپنا دستور رکھے کہ جسکو سب پسند کرین **حسن قضا** اوسکو کہتے ہین کہ حقوق غیرون کے جو اغیار کے ذمے ہون اوسکو تصفیہ کرکے دلادے اور ایسی خوبی سے ہو کہ کیسیکو ندامت حاصل نہو اور نہ اپنے احسان کا بار کسی کے اوپر رکھے **تودّد** اوسکو کہتے ہین کہ اپنے ہمچشمون سے اور اہل فضل وکمال سے مراسم محبت کو بڑہاوی اور اپنی خوش روئی اور شیرین سخنی سے اور امور ضروری

الفت
وفا
شفقت
صلۂ رحم
مکافات
حسن شرکت
حسن قضا
تودّد

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

مراعات سے

سے اپنی محبت اونکے دلون مین قائم

کرے **تسلیم** اوسکو کہتے ہین کہ جو فعل

حق تعالی سے یا ایسے اشخاص سے تعلق رکہتا ہو جنکے قول

و فعل پر اعتراض جائز نہو راضی رہے اور اونکے احکام کو خوش

روئی اور خوشدلی سے قبول کرے اگرچہ موافق اپنی طبیعت

کے نہو **توکل** اوسکو کہتے ہین کہ جن امور مین قوت بشری

کافی نہو اور تدبیر اور تصرف انسانی اوس مین موثر

نہو اوس مین انسان زیادتی او نقصان اور تقدیم و تاخیر طلب نکرے

اور اوسکے خلاف پر راغب نہو **عبادت** اوسکو

کہتے ہین کہ تعظیم مین اپنے خالق کی اور مقربان درگاہ کبریا کی مثل

انبیا و ائمہ و اولیا علیہم السلام کے اور متابعت مین اونکی

اور رضا صاحب شریعت کی اور امر و نواہی کی تعمیل مین نفس کو ملکہ ہوجاے اور تقوی

جو مکمل و متمم عبادات کا ہی اوسکا شعار اختیار کرے جب کلام یہانتک پہونچا حکیم

صاحب نے عرض کی کہ اب حضرت بھی استراحت فرمائین

فقیر رخصت ہوتا ہے حاضر ہوکر ارشاد عرض کرونگا

تسلیم

توکل

عبادت

خاتمہ دوم
قانون حفظ صحت و

جب موافق معمول کے حکیم صاحب صحبت بادشاہی مین حاضر ہوئے بعد مراسم تحیت کے بادشاہ نے کہا سوال فضائل کو تو آپنے بیان خوب کیا ہمنے سنا اب چاہتا ہون کہ آپ اون اخلاق کا بیان کرین جو عیب ہین جواب اصول فضائل کے چار ہین جیسا کہ عرض کیا گیا بنظر اجمالی مین ضد فضیلت کی بھی چار ہونا چاہیے جیسے حکمت کی ضد جہل ہے اور شجاعت کی ضد جبن ہے اور عفت کی ضد شرہ ہے اور عدالت کی ضد ظلم ہے لیکن جب بنظر غور سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق انسانی جب درجۂ اعتدال پر ہوتے ہین تب فضیلت کہلاتے ہین اور اگر اپنے اعتدال سے بڑھ جائے تب بھی عیب ہی اور گھٹ جائے تب بھی عیب ہی اس سے ثابت ہوا کہ ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور دونون جانب مین اوسکے رذیلت ہے اصول فضائل کے دونو طرف مین وہ رذیلتین ہین جو اصول رذائل ہین جنسے اور رذیلتین پیدا ہوتی ہین اوسیطرح سے جیسے اصول فضائل سے اور اجناس فضائل پیدا ہوتے ہین چار فضیلتین ہین تو آٹھہ رذیلتین ہین فضیلت حکمت کی دونو طرف مین دو رذیلتین ہین طرف افراط مین حکمت کے سفہ ہی یعنے استعمال قوت فکریہ کا از روے ارادے کے اوس امر مین جسمین غور و فکر کی ضرورت نہو یا زیادہ ضرورت سے اور طرف تفریط مین بلہ ہے یعنے معطل رکھنا قوت فکریہ کا از روے ارادہ کے اوس امر سے جسمین غور و فکر کی ضرورت ہو اور دو رذیلتین ہین دونو طرف مین شجاعت کی طرف افراط مین تہور ہے یعنے

حکمت مین طرف افراط سفہ
طرف تفریط مین بلہ
شجاعت مین طرف افراط تہور

سبے ضرورت عقلی و شرعی کے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالدے اور طرف تفریط مین جبن ہے یعنے باز رکھنا اپنے نفس کو اوس کام سے جسمین مبادرت کی ضرورت ہو اور ترک اوسکا معیوب ہو اور دور ذلیلتین دو نو طرف مین حاشیۂ عفت کے ہین طرف افراط مین شرہ ہے یعنے حرص کرنا تحصیل لذات مین زیادہ مقدار واجب سے اور طرف تفریط مین خمود شہوت ہے یعنے باز رہنا طلب لذت ضروری سے جسکو عقل اور شرع نے اجازت دی ہو اور یہ معنی صادق آئینگے درصورت اختیار نہ از راہ نقصان خلقت اور دور ذلیلتین دو نو طرف عدالت مین ہین طرف افراط مین ظلم ہے یعنے حاصل کرنا وجوہ معاش کا طریقۂ ذمیمہ سے اور طرف تفریط مین ہے انظلام یعنے ظالم کو قوت و اقتدار ظلم کا اور غارت و غصب حقوق کا دنیا اور لینا ایسے مال کا بے استحقاق کے از روے ذلت کے **سوال** جتنے فروع فضائل آپنے بیان کئے ہین اوس کی ہر ایک فرع کے ساتھہ دو دو ذلیلتین ہین **جواب** ہر ایک فضیلت کے ساتھہ دو دو ذلیلتین ہین **سوال** آیا ہو سکتا ہو کہ ہر ایک فضیلت کے ساتھہ جو دو ذلیلتین ہین اون سب کا بیان کیا جائے **جواب** غور و فکر سے عاقل خود تمیز کر سکتا ہے اسواسطے کہ فضیلت وہی ہے جو درجہ اوسط مین واقع ہے اور حد فضیلت کی معین ہے جو اوس حد سے بڑہ جائے یا گھٹ جائے وہ رذیلت ہے انہین سے بعض رذیلتین تو ایسی ہین کہ جو خاص نام کے مشہور ہین اور بہت سے ایسے ہین کہ اونکے واسطے خاص کوئی نام

دو طرف تفریط مین جبن
طرف افراط مین شرہ
تفریط مین خمود
طرف افراط مین ظلم
تفریط مین انظلام

ہر لغت مین جو صنع ہوا ہو یا ہوا ہو اسواسطے عاقل کو اشارہ کافی ہے سوال
جتنے فضائل بیان کئے ہین اس قاعدہ کے روسے دوچند رذایل سے چاہیے
کم و زیادہ بھی ہین جواب البتہ جتنے فضائل ہین اوسکے دوچند رذایل ہین مگر بعض
رذایل ایسے ہین کہ اونکے توابع بہت ہین اور ایک رذیلت کی تبعیت مین بہت سے
رذایل لازم آتے ہین جیسے بعض اقسام تپ مین اعضا شکنی اور دردسر اور تشنگی
اور خشکی زبان اور بیخوابی اور بیہوشی اور ہذیان اور مثل اسکے عوارض لازم آتی ہین
اوسیطرح امراض نفس یعنی رذیلت مین ایک رذیلت کے ساتھہ بہت سے
عوارض لازم آتے ہین مثلاً کذب ہے کہ جب انسان نے جھوٹھہ بولنا اختیار
کیا اور خوف ملامت باقی نرہا تو افترا اور بہتان اور حلف دروغ اور گواہی
دروغ اور بنانا وثائق مصنوعی و جعلی کا ایسے شخص سے دشوار نہین ہے جتنا اثر
قوت کا ہوگا ویسی ہی رذایل اوس سے سرزد ہون گے اور اسی طرح سے شرہ
جو افراط مین درجہ عفت کی ہے جب انسان مناکحت اور مزاوجت شرعی کا
پابند نرہا اور عیاشی اور شہوات پرستی اختیار کی اور زنان بازاری اور
غیر محارم سے صحبت اختیار کی تو صرف زر کی احتیاج ہوئی جبتک اپنی
بضاعت خوشنودی محبوب کو کافی ہوی صرف کرتا رہا جب امکان قاصر
ہوا تو جھوٹھے وعدون پر چندے قضاے حاجت ہوئی من بعد قرض و
استعارہ سے کارسازی ہوئی جب یہ راہین بھی بند ہوئین تب مال مردم پر

نظرگذر سرقہ پر نوبت آتی ہی مبادرت اور مزاولت ہوتے ہوتے پرائے
گھر مین پہاندنا اور قطاع الطریقی کرنا اور انسان کے قتل پر اقدام کرنا اور
اوسطرح سے مال بہم پہونچے کر بیٹھنا اونکو کچھہ دشوار نہین ہے اسیطرح پر سلسلہ
رذایل کا بہت دور تک چلاجاتا ہے اور صدہا اور ہزارہا رذیلت کی نوبت
آجاتی ہے **سوال** معرفت کلی اہل فضیلت کے اور ارباب رذیلت کے
کیونکر ہے اکثر لوگ ایسے ہین کہ مجمع عام مین مسائل حکمیہ اور مصالح عقلیہ اور
نکات علمیہ بیان کرتے ہین اور جب اونکے حالات واقعی سے اطلاع ہوتی ہے
تو افعال اونکے خلاف اونکے علم کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح سے بعض
اشخاص کام بہادرون کا کرتے ہین اور دیگر حالات اونکی نہایت خراب
نظر آتے ہین پس فرق درمیان فضایل اصلی کے اور درمیان اون حالات
کے جو مشابہ فضایل سے ہین بیان کرنا چاہیے تا حقیقت فضایل کی
اچھی طرح سے واضح ہوجائے **جواب** بجا ارشاد کیا حضور نے اکثر لوگ
ایسے ہوتے ہین کہ تیزی طبیعت سے مسایل علوم کو یاد کرلیتے ہین اور
صحبت مین بیعلمون کے بیٹھہ کر ایسی طرح سے بیان کرتے ہین کہ سننے
والے تعجب کرتے ہین اور اونکے علم وکمال کی گواہی دیتے ہین اور حقیقت
مین دقایق علمی اور نکات حکمی سے وہ بے بہرہ ہین اور قلب اونکا علم
یقینی سے مطمئن نہین ہے بلکہ حیرت اور شکوک اونکے عقاید مین مستولی

متشابہ حکمت

مرتبۂ عفت

ہین مثال اونکے اون چڑیون کی ہے جو انسان کی طرح سے باتین کرتی ہین یا
مثال اون لڑکون کی ہے جو دیکھنے مین بالغ اور عاقل دکھائی دیتے ہین ایسے
لوگ حکمائے متشابہ ہوتے ہین اور چونکہ وجود حکمت کا نفس ناطقہ سے تعلق
رکھتا ہے اسکے مغالطہ مین اصلیت حکمت کی کمتر واضح ہوتی ہے اسیطرح سے
افعال اصحاب عفت کے صادر ہوتے ہین اون لوگون سے جو درحقیقت صفت
عفت سے عاری ہین جیسے بعض اشخاص ہین کہ بانتظار کسی امر کے لذات
اور شہوات دنیاوی سے کنارہ کش رہتے ہین یا بعض ایسے ہین کہ جنگل و صحرا
مین عمرین اونکی بسر ہوگئین ذائقہ لذات سے اجنبی ہین اور اونکے دل و زبان
لذات اور شہوات کے ذائقہ سے آگاہ نہین ہین یا بعض ایسے ہین کہ اونکو ابتدائے
شباب مین کثرت استعمال سے نقصان باہ ایسا عارض ہوتا ہے کہ حقیقت
مین لیاقت افراط کی نہین رکھتے اور دیکھنے والے اونکو پرہیزگار سمجھتے ہین
یا خلقی ضعیف الباہ ہین یا کسی خوف سے کارہ ہین ایسے لوگ ظاہر مین عفیف
معلوم ہوتے ہین حالانکہ اصل مین وہ ایسے نہین ہین اور صاحب عفت اوسکو
کہینگے جو باوجود قدرت کے حدود عفت کو نگاہ مین رکھے اور حد سے تجاوز
نکرے اور سمجھے کہ بقا نوع انسان کی بے توالد و تناسل کے ممکن نہین ہے اور
تحفظ امور خانہ داری کا بے نسوان کے متعذر ہے اور بے کسی غرض شہوانی کے
محض بنا بر مصلحت عقلی اختیار کرے اور اسیطرح سے جملہ اقسام مرغوب کو

بقدر حاجت جیساکہ عقلاً وشرعاً چاہیے ہو موافق مصلحت کے بہم پہونچانے
اور اس سے بھی غرض سوائے رفع ضرورت کے اور رفع حاجت کے
اور کچھہ مثل لذت وزینت ونمایش کے نہو اور اسیطرح کا کام اہل سخاوت
کے اون لوگون سے سرزد ہوتے ہین جو درحقیقت سخی نہین ہین بعض لوگ
ایسے ہین کہ مال کو صرف کرتے ہین واسطے حاصل کرنے شہوات کے یا نام
اپنا مشہور کرنیکے واسطے یا خلق کو دکہانے کے واسطے یا کسی امیر اور
بادشاہ کی مصاحبت اور منزلت حاصل کرنے کے واسطے یا ایسے
شخصون کو دیتے ہین جو اہل استحقاق نہین ہین یا ارباب رقص وسرود
کو اور صاحبان لہو ولعب کو واسطے تماشے کے دیتے ہین سبب اسکا
مختلف ہوتا ہے بعضون کی طبیعت مین استعداد حرص وشرہ کی ہوتی
ہے اور بعضون مین طبیعت لاف زنی کی ہوتی ہے بعض کو ریا پسند
ہوتی ہے اور بعض ایسے ہین کہ طبیعت اونکی اسراف پر مائل ہوتی ہے
اور سبب اسراف کا یہ ہوتا ہے کہ قدر مال کی نہین جانتے یا مان باپ کی
کمائی دفعتاً ہاتھہ آئی اور اسکی قدر سے واقف نہین ہین کہ اس مال
کو کیونکر پیدا کیا ہوگا وہ لوگ صرف بیجا کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ مال
کی مداخل مشکل اور کم ہوتے ہین اور مخارج سہل اور زیادہ ہوتی ہین
جسطرح سے کہ سنگ گران کو نشیب سے بلندی پر لیجانا دشوار ہوتا ہے

اور بلندی سے نیچے گرا دینا آسان ہے اسواسطے کہ طریقے کسب مال کے
وجہ جمیل سے کم ہین اور طریقے مال پیدا کرنیکے بری طرحون سے بہت ہین
اسی سبب سے عقلا کے پاس مال کم ہوتا ہے اور جو لوگ بلا لحاظ وجہ مناسب
اور غیر مناسب کے کسب مال کرتے ہین انکو فراغت معیشت بہت
ہوتی ہے بعضے خیانت اور سرقہ سے مال کسب کرتے ہین بعضے اپنے
ہمچشمون پر اور ضعیفون پر ظلم کر کے مال جمع کرتے ہین بعضے مکر و دغا سے
اور بعضے فسق و فجور سے بعضے فاسقون کی دلالی کر کے اور بعض کھوٹا
مال بنا کر بجائے اصلے کے فروخت کر کے اور بعضے امرا کی صحبت مین اونکی
بد افعالی پر خوشامد سے تحسین و آفرین کر کے اور بعضے چغلی اور غیبت کر کے
اور بعض فتنہ و فساد کر کے مال بہم پہونچاتے ہین اور عوام مین بدنامی سے
اور عقلا کی ملامت سے پروا نہین کرتے اور سخی حقیقت مین وہ ہے
کہ جو مال صرف کرے محض اس راہ سے کہ سخاوت کی صفت فی نفسہ
بہتر ہے اور غیر کو نفع پہونچاوے محض ترحم قلب اور شفقت دل
سے اور اوسکے عیوض مین نیکنامی اور مداحی اور کسیکی خوشی کا طالب نہو
تا کہ کمال حقیقی اوسکو حاصل ہو اور اسیطرح سے افعال شجاعون کے اونسے
صادر ہوتے ہین جو درحقیقت شجاع نہین ہین مثل اون لوگون کے کہ
طلب مال مین یا طلب ملک مین یا طلب شہوات مین یا طلب نام و نمود مین

بے ضرورت عقلی و شرعی کے سخت لڑائیون پر اور بڑے بڑے معرکہ آرائیون پر آمادہ ہوجاتے ہین یہ شجاعت نہین ہے اسوجہ سے کہ جانِ عزیز کو معرض ہلاکت مین اور مصائب سخت مین ڈالنا واسطے طلب مال کے یا طلب مین اوس چیز کے جو قایم مقام مال و جاہ کی ہو نہایت پستی ہمت ہے اور بمرتبہ خساست طبیعت ہی اور عقلا کے نزدیک موجب ملامت ہے بعضے چور عیار پیشہ اور قطاع الطریق اور راہ زن ہین کہ طلب مال مین مباورت سخت کر بیٹھتے ہین اور جب گرفتار ہوتے ہین تو کوڑے کہاتے ہین اور ناک اور کان اور ہاتھہ کاٹتے جاتے ہین اور انواع شداید و عقوبت مین مبتلا ہوتے ہین مگر ان آلام کو منظور کرلیتے ہین تاکہ اونکے ابنائے جنس ہین اونکو نیک نامی کے ساتھہ لوگ یاد کرین اور اونکے تابعین اُنکی روش کو افتخاراً اختیار کرین اور بعضے ایسے ہین کہ حسب اتفاق دو ایکبار اونکو حرب و ضرب کا اتفاق ہوگیا اور صحیح و سلامت ظفریاب نکل آئے اونکو اپنے ثبات و استقلال پر وثوق ہوجاتا ہے اور اوسی بہروسے عَلَم شجاعت بلند کرتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ تمنائے محبوب مین اور شوق لقائے معشوق مین اپنی جان کو انواع مصائب و مہالک مین مبتلا کرتے ہین اور شجاع حقیقی وہ ہین جو حفظ آبرو یا حفظ شریعت کے واسطے کوشش کرین اور بے آبروئی اور ننگ شریعت کو بمقابلہ

جلسۂ دوم صفات متشابہ

مرگ کے دشوار سمجھے اور حیات ذلیل کو ترک کرکے موت جمیل اور
ذکر جمیل کو اختیار کرے اور شجاعت کی ابتدا مین تو خوف ہلاک ہوتا ہے
اور آخر مین لذت ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس صفت کے ساتھ موصوف
ہے جانیگا کہ حیات دنیا چند روزہ ہے اور ہزار طرح کے رنج و آلام اور
امراض اوسکو لاحق ہین اور آخر کار مرگ ہے اگر آبرو ضائع کرکے یا ہتک
اسلام کو گوارا کرکے اور ہدف سہام ملامت عقلا ہوکر چند روز زندہ رہا
تو کیا اس سے بہتر ہے کہ جان عزیز کو راہ خدا مین یا مصالح عقلی و شرعی مین
لڑائے اور حیات ابدی اور رضائے خداوند سرمدی کو حاصل کرے ایسے
اشخاص امداد دین مین اور حفظ حرمت مین بقصد رضا جوئی جناب باری
جہاد کرتے ہین اور فرار و گریز سے احتیاط و انکار رکھتے ہین اور جو بزدل
اور نامرد ہین وہ بہاگتے ہین اور طالب اوس حیات کے ہوتے ہین جو کسیطرح
بقا نہین کرینگی اور چہوڑ دیتے ہین اوس حیات ابدی کو جو ہمیشہ باقی رہیگی اور
مرد عاقل کبہی طلب مین چیز فانی کے ذلت و رسوائی کو گوارا نکریگا اور مقابلہ
مین حیات ابدی اور رضائے جناب احدی اور نعمات سرمدی کی زندگانی
بے بقا اور ملامت عقلا اور طعنہ زنی اغیار و احبا کو اختیار نہین کریگا
اور جو لوگ فقر و درویشی کے قلق مین یا زوال جاہ کے صدمہ مین یا کسی
امر قبیح کے عارض ہونے مین اپنی جان کو گلا گھونٹ کر یا تلوار مار کر یا پہانسی

لگاکر یا دریا و چاہ مین اپنے کو گرا کر ہلاک کر ڈالتے ہین او نکو شجاع نہ کہنا
چاہیے بلکہ اونکو جبن اور بددلی کے ساتھ صفت کرنا چاہیے اسواسطے
کہ صبر کرنا شدائد پر اور تحمل کرنا مصائب پر لائق [illegible] باعث [illegible] اور تحمل
ایسے امور کا نہونا بددلی اور جبن سے [illegible] و بہت عقلا اور ارباب حکمت
کے نزدیک تعظیم ایسے شخصون کے جو صفت شجاعت سے موصوف ہون
واجب ہے اور بالتخصیص بادشاہون کو اور اون لوگون کو کہ امور دین کا اہتمام
جنکے قبضۂ قدرت مین ہو زیادہ تر قدر شناسی اور اعزاز شجاعون کا ضرور ہے
اور تمیز کرنا درمیان شجاع حقیقی کی اور شجاع مصنوعی کے لازم ہے کہ شجاع
حقیقی عزیز الوجود ہوتے ہین اور ایسے اشخاص شدائد و آلام کو اپنے محل پر
نہایت سبک و آسان سمجھتے ہین اور بڑی بڑی لڑائیون سے مطلق اونکی
دلون کو اضطراب نہین ہوتا اور غصہ اون پر مستولی نہین ہوتا مگر او سوقت مین
کہ جب ضرورت عقلی و شرعی داعی ہوتی ہے اور ایسے شخص پر غضبناک
ہوتے ہین جو عقلاً و شرعاً مستحق ایذا و قتل کا ہو اور ان باتون کے مراتب کا
پہچاننا اور درمیان صفات حقیقی کے اور اخلاق مصنوعی کے فرق کرنا
ہر جاہل کا کام نہین ہے اسکو بھی فیض علم و حکمت چاہیے تاکہ ہر قوت کے
فعل کو اپنے محل مین صرف کرے اور ایک قوت کو دوسرے پر غالب
نہونے دے اور جو امور اوسکی ذات سے خارج ہین بلکہ بشرکت دوسرے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

شخص کے ہین مثل عدالت کے اونمین بھی اسیطرح کی احتیاط کر مرعی
رکھے اور نظر اوسکی ہمیشہ تکمیل فضیلت عدالت پر متوجہ رہے جب
معرفت اخلاق کے اور اعتدال ہر ایک کا اور مراتب تجاوز و تفاوت
ہر ایک کے اچھی طرح سے نظر مین آجائینگے اوسوقت صفات حقیقی مین
اور صفات مشتبہ مین تمیز واقعی حاصل ہوگی سوال چار فضیلتین آپنے
اصول فضائل کے بیان کین انمین سب فضائل مراتب مین یکسان ہین
یا کسیکو ترجیح اور اشرفیت ہے اور فضائل پر اور ہے تو کس ترتیب سے
جواب فضیلت عدالت کو سب فضائل پر اشرفیت حاصل ہے
سوال کن وجوہ سے عدالت کو دیگر فضائل پر ترجیح اور شرافت ہے
جواب وجہ یہ ہے کہ عدالت سبب انتظام امور معاش و معاد بنی نوع
انسان ہے اور ہر شخص اپنے معاملات مین عدالت کا بہت محتاج ہے بخلاف
اور فضائل کے سوال اس مطلب کو صراحت سے بیان کرنا چاہیے
جواب عدالت کا مفہوم ہے مساوات یعنے ایک شے کو دوسرے
کے برابر کر دینا اور اس برابر کر دینے سے یہ ضرور نہین ہے کہ ہر چیز
ایک دوسرے کے برابر ہو جائے بلکہ اقتضا عدالت و مساوات کا
یہ ہے کہ اشیائے مختلف کو باہم ایسا انتظام دیدے کہ ایک کو دوسرے
سے مناسبت صحیح ہو جائے مثلاً علم موسیقی مین ایک صدائی راست

وجوہ فضیلت عدالت

معنے مساوات

مثال علم موسیقی

بیسے کھرج کا سُر جب یہ سُر ایک شخص نے بھرا اور دوسرے نے
اوس سے گھٹ کر بھرا یا بڑہ کے سر لگایا تو اوسنی سُر کی نسبت دگی
اون سُرون کے تفاوت مین کہ فلان کا سُر نصف گھٹ کے لگا
اور فلان کا سُر دونا بڑہ گیا پس اس تفاوت کی تمیز کر لینے اور کم
کو زیادہ اور زیادہ کو کم کر دینے کا نام مساوات ہے اور ایک کو
دوسرے سے نسبت ہے دوسری مثال یہ ہے کہ ایک خط فرضی
پر چار شکلین مربع متساوی الاضلاع کی ایسی بنائین کہ بہ نسبت اول
کے دویم کا ہر ضلع دوچند ہے اور بہ نسبت اول کے سوم کا ہر ضلع
سہ چند ہے اور بہ نسبت اول کے چہارم کا ہر ضلع چہار چند ہے پس
جب اونکو مساحت کرینگے تو مربع دوم کو بہ نسبت اول کے
از روے رقبہ چار کی نسبت پائی جائیگی اور سوم کو بہ نسبت اول
کے سولہ کی نسبت پائی جاویگی اور جو نسبت اول کو دوم کے ساتھہ
ہے وہی نسبت دوم کو چہارم کے ساتھہ ہے پس جو امور کہ انتظام
معیشت کے متعلق ہین وہ تین قسم پر ہین ایک وہ جو تقسیم اموال
کے ساتھہ تعلق رکھتے ہین اور دوم معاملات اور معارضات سے
تعلق رکھتے ہین سوم تادیبات اور سیاست سے تعلق رکھتے ہین
قسم اول مین کہا جائیگا کہ زید کو ایک روپیہ یا ایک دوشالہ قیمتی

اشکال مربعات

تقسیم امور انتظامی معیشت

قسم اول تقسیم مال

پانچ سو روپیہ کا ملتا تھا اور بکر رتبہ مین مثل اور مانند زید کا ہے اسکو بھی اوسیقدر
انعام دیا جاے یا یہ کہ کہا جاے بہ نسبت زید کے بکر فلان لیاقت مین اوسیقدر
زیادتی رکھتا ہے اسکے انعام مین ایک گھوڑا اضافہ کیا جاے اور قسم دوم

قسم دوم معاملات

مین لکھینگے کہ جتنا استحقاق اس بزاز کا ہے بواسطہ ایک تھان کپڑے کے
اوتنا ہی استحقاق اس نجار کا ہے بواسطہ اس کرسی کے یا یہ کہین کہ یہ تھان
کپڑیکا دس روپیہ کی مالیت رکھتا ہے فلان بزاز کو دیے جائین اور اسیقدر
مالیت اس کرسی کی ہے فلان نجار کو دی جاے یا کرسی بزاز کو دی جاے
اور اوسکے معاوضہ مین کپڑا نجار کو دیا جاے اور قسم سوم مین لکھینگے کہ

قسم سوم سیاسیات

زید نے ایک مہینہ بکر سے اپنی خدمت لی ہے اور کچھہ نہین دیا دس روپیہ
اوسکو دلانا چاہیے یا بکر نے زید کو فلان قسم کا ضرر پہونچایا ہے اوسکو بھی
اوسی قسم کا ضرر یا مثل اوسکے پہونچانا چاہیے اور عادل وہ شخص ہے جو
مناسبت اور مساوات دے اشیاے نامناسب اور مختلف مین مثلاً
ایک خط مستقیم طول مین آٹھہ انچہ ہے اوسکو کہا گیا کہ دو حصہ کردے
اوسنے دو حصہ کیا کہ ایک حصہ اوسکا تین انچہ ہے دوسرا پانچ انچہ ہے

صفات عادل

عادل کا کام یہ ہے کہ پانچ انچہ سے ایک انچہ گھٹا کر تین انچہ مین ملادے
تاکہ دونو برابر ہوجائین یہ بات اوسکو میسر ہوتی ہے جسکی طبیعت
حدِ اوسط مین واقع ہوئی ہو اور استعداد باطنی ایسی رکھتا ہو کہ ہر ایک

جانبِ دوم صفحات متشابہ

امر کی مقدار اور نسبت اور مساوات اور استحقاق کو بخوبی جان سکے اور
ایسے مناسبات کو وضع اور ایجاد کر سکے اوسکو ناموس الٰہی کہینگے اسواسطے
کہ حقیقتاً ہر شے کے مساوات کا اور مقادیر کا ایجاد کرنیوالا اور بنانیوالا
خالق عالم ہے اور ناموس الٰہی اوسکے حکم سے اور تعلیم سے وضع اور ایجاد
ایسی باتوں کا کرتا ہے اور چونکہ معیشتِ انسان کا سامان بیکدیگر کی معاونت
اور امداد پر موقوف ہے تاکہ ایک دوسرے کی خدمت کرے اور مخدوم خادم کو
کچھہ دے اور کچھہ لے جیسے کہ نجار نے ایک ہل مُزارع کو بنا دیا اور مُزارع نے
چار سیر گیہوں نجار کو دیے اور ایسا ہی ہو سکتا ہے کہ اجرت نجار کی چار سیر گندم
سے زیادہ ہو یا کم ہو پس کوئی شے ایسی ضرور ہے کہ جسکے ذریعہ سے کم کو
بیش اور بیش کو کم کر سکیں وہ شے سکہ ہے اوسط کے مدارج کا صحیح کرنیوالا
دنیا میں لیکن عادل بے زبان ہے اور عادل ناطق کا محتاج ہے تاکہ اگر
باہم سعاوضۂ مال و دینار میں مخاصمت و تفاوت واقع ہو خلق میں تو اوس
عادل ناطق کیطرف رجوع لیجائینگی اور وہ عادل صامت یعنے دینار کی اعانت کریگا تا نظام معیشت
خلل پذیر نہو اور وہ عادل ناطق انسان ہوگا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ
حفظ عدالت کیواسطے درمیان خلق کے تین چیزوں کی ضرورت ہی یعنے
ناموس الٰہی اور حاکم انسانی اور دینار اور اوس ناموس الٰہی کو چاہیے کہ
خالقِ عالم کے حکم سے مامور ہو تا نقصان اور زیادتی سے محفوظ رہے اور

ضرورت سکہ سنائی

ضرورت ناموس الٰہی

ناموس اکبر ناموس دوم دینار سے مساوات تعین مقدار درہم و دینار

ناموس دوم یعنے حاکم بتجویز ناموس اکبر کے ہوگا اور جملہ امور مین ناموس اکبر
کی اقتدا کریگا اور تیسرے دینار ہے کہ وہ بھی حسب بتجویز کسی ناموس کے
جاری ہوگا اور دینار کی طرف خلق کو احتیاج اسوجہ سے ہے کہ سوا دینار
کے اور کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جس سے تعین مقدار کا اور مساوات اشیا کا
ہوسکے اگر سکہ نہو تو اشیائے کثیرہ کی قیمت مختلف اور حساب معاملات
مشترکہ اور داد وستد اور کاریگرون کی اجرت اور معاوضہ محنت
کسیطرح سے درست و معین نہوسکے اور درہم و دینار سے یہ حاصل ہے
کہ ہر شے کی مالیت اور لیاقت دینار سے مشخص ہوجاتی ہے اور تعین
حقوق مین دقت نہین رہتی مثلاً کاشتکار نے کسی آہنگر یا درودگر سے
کام لیا اور اوسکو مزدوری مین غلہ دینا چاہا اور باہم اختلاف ہوا تو بسبب
درہم کے آسان ہے کہ ایک دن کی اجرت حداد و نجار کی مشخص کرین
کہ ایک درہم ہوے اور جسقدر غلہ ایک درہم کی قیمت کو وفا کرے
حداد اور نجار کو دیا جاوے اور اختلاف رفع ہوجاے سوال
جو شخص ناموسہاے مذکورہ کو پسند نکرے اونکو کیا کہینگے اور ایسے
لوگ کس فرقہ مین شمار کیے جاتے ہین جواب ناموس الٰہی کا منکر ظالم اور
مفسد کہلاتا ہی اور اسکی تین قسمین ہین اول وہ ہے جو ناموس اکبر الٰہی
کی اطاعت نکرے دوسرا وہ شخص ہے جو ناموس دویم کی اطاعت سے

انحراف کرے سوم وہ ہے جو دینار کے مساوات کو ضایع کرے اور
ان تین ظالمون اور مفسدون سے بڑے بڑے فساد عالم مین ہوتے
ہین اور جسطرح سے ناموس اکبر چاہتا ہے کہ تمام عالم مین صفات جمال
اور اخلاق صالحہ شایع ہون اور اسی امید پر جن لوگون کو سزاوار اور
شجاع سمجھتا ہے اونکو ترغیب جہاد پر کرتا ہے اور اوسکے مصالح اونکو
تعلیم کرتا ہے اور جس کسی مین استعداد حکمت پاتا ہے اوسکو تاکید اور
ترغیب کرتا ہے اس بات پر کہ کتابین علوم کی تصنیف کرین اور
مطالب دقیق کو حل کرین اور مسایل مشکلہ کو آسان کرین اور تعلیم و تعلم پر
لوگون کو رغبت دلاوین اور خود تعلیم کرین اور جسمین استعداد عفت پاتا ہے
اوسکے مصالح کے موافق اوسکو ترغیب کرتا ہے اور عامہ خلایق سے صفت
عدالت کا ترصد کرتا ہے اور ظلم وجور اور بدمعاملگی اور کذب و دروغ
اور فتنہ و فساد سے باز رکھتا ہے اور عادل استعمال عدالت کرتا ہے پہلے
اپنی ذات مین بعدہ اپنے شرکا کے باب مین پہر اہل شہر و قصبہ کے
امور مین سوال ہرگاہ فضیلت عدالت کیطرف سبکی احتیاج ہے
تو ضرور ہوا کہ صاحبان فضائل دیگر یعنے حکیم اور عفیف اور شجاع عادل
کی طرف رجوع لیجائین اور جسطرح عدالت اور فضائل کو انجام پہونچاتے
ہین اور مدد دیتے ہین اسیطرح عادل صاحبان فضائل کو مدد دیتے

ناموس اکبر چاہتا ہے کہ تمام عالم مین صفات جمال شایع ہون

حکیم اور عفیف اور شجاع عادل کیطرف رجوع لیجاوین

جلسۂ دوم صفات متشابہ

صفت عدالت سے جملہ فضائل کی تکمیل ہوتی ہے

اور جور ذلیلتین طرف مخالف عدالت مین ہین وہ بھی چاہیے کہ ایسے ہون
جو سب رذیلتون سے قوی تر ہون اور اون رذیلتون کو قوی کرین جو
مقابلہ مین حکمت اور شجاعت اور عفت کے ہین جواب بیشک فضیلت
عدالت ایسی ہی صفت ہے کہ جس سے سب فضائل کو تکمیل ہوتی ہے اور
امداد قوی ملتی ہے اور چونکہ عادل استحقاق ریاست و امارت رکھتا ہی تو ضرور
ہی کہ عادل حقوق مردم کو تلف نکرے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ شخص عادل
ارباب فضائل کے حقوق کو تلف کرے اور اونکی قدر و منزلت و اعزاز و اکرام
نکرے اور اونکی اعانت و امداد نکرے ایسے ہی وجوہ سے لائق سرداری
اور ریاست کے وہی شخص ہے جو عادل ہو اور اسمین بھی شک نہین ہے
کہ ظلم و جور جو رذیلتین طرف مخالف مین عدالت کے واقع ہین یہ بھی انتہا کی
رذیلتین ہین اور انواع فساد انتظام عالم مین اسی سی پیدا ہوتے ہین اور
صدہا رذیلتین اونسے پیدا ہوتی ہین جسطرح سے صفت عدالت محیط ہی
سب صفتون پر اوسیطرح سے ظلم بھی محیط ہے سب رذیلتون پر
اور جب نظر غور سے دیکھیے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ اقسام ظلم بہت ہین بعض
انمین سے قوی تر ہین مثلاً اخذ مال کرنا کسی سے بطور ناجائز چوری یا
دغابازی سے یا فسق و فجور سے یا دہوکہا دینے سے یا جھوٹھہ بولنے سے
یا جھوٹھی گواہی دینے سے یا مثل اسکے یہ اقسام قوی ہین مگر ان سب مین

جور ذلیلتین طرف مخالف عدالت مین ہین یہ انتہا کی رذیلتین ہین

ایک پردہ ہے اور از روے قدرت کے ظاہر نہین بلکہ اور کسی مخفی واسطہ
اور حیلہ سے ہین اور اس سے قوی تر ہین جیسے قید مین گرفتار کر رکھنا اور
اور مغلول و مسلسل رکھنا یا ڈاکہ زنی کرنا یا قطاع الطریقی کرنا یا مثل اسکے
اور بعض اقسام ایسے ہین کہ انسان دوسرے کے ضرر کا خواہان ہوتا ہے
بواسطہ تحصیل مال کے اور اس سے قوی تر وہ ہے جو اضرار غیر کا باعث
ہوتا ہے بغیر غرض مال کے بلکہ محض حسد اور شرارت سے سوال عدالت
کے اقسام بھی ہین یا نہین جواب البتہ بلحاظ اون مقامات کے جہان
عدالت کو صرف کرنا چاہیے تین قسمین ہین اول وہ ہے کہ جو بندونکو
اپنے خالق کے مقابلہ مین بقدر طاقت و امکان عمل مین لانا چاہیے
اور اسی کے ذیل مین ہے حفظ حقوق انبیا اور اوصیا اور مقربان
خدا اور علما اور فضلا اور اولیا کا دوم وہ ہے جو انسان کو مقابلہ
مین آبا و اجداد و ازواج و اولاد و اعزا و اقارب کے لازم ہے اور اسمین
داخل ہین حقوق ابنائے جنس کے خواہ از روے نسب ہون خواہ از روے
جوار یا از روے وطن کے یا از روے صورت کے یا از روے مذہب کے
یا از روے روحانیت کے اور اسی مین شامل ہین معاملات اور ادائے
امانات سوم وہ ہے جو فیما بین دو شخصون کے یا زاید کے واسطے رفع
خصومت اور صفائے منازعت کے کرنا چاہیے سوال حقوق

اقسام عدالت
اول بمقابلہ پروردگار عالم
دوم بمقابلہ آبا و اجداد و ازواج وغیرہ

حقوق حقتعالیٰ کے بندون پر

جلسۂ دوم صفات متشابہ

حق تعالے کے بندون پر کیا ہین اور بندون کو مقابلہ مین اپنے پروردگار
کے کیا کرنا چاہیے اور نسبت مین انبیا اور اوصیا کے کیا عمل مین
لانا چاہیے جواب از آنجا کہ اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ جو شی کسی سے
لے یا کوئی اپنی نسبت عطا و سلوک کرے معاوضہ اوسکا ضرور ہے
اور بیادلہ اوسکا نکرنا ظلم ہے اور حق سبحانہ تعالے کی نعمتین نسبت
بندون کے بیحد و نہایت ہین اوسکا بھی معاوضہ ضرور ہے قیاس کرنا چاہیے
کہ اگر کوئی کسی بھوکے کو کہانا کہلاوے یا پیاسے کو پانی پلاوے یا کوئی
حاجت کسی کی روا کرے یا کسی بیمار کی دوا کرکے اچھا کرے یا کوئی نسخہ
نیک بتاوے تو انسان کسقدر ممنون اوسکا ہوتا ہے اگر قادر ہوتا ہے
تو موافق اپنے امکان کے سلوک کرتا ہے ورنہ شکرگذاری اور اظہار
احسان سے ہمیشہ اوسکا مداح رہتا ہے اور جو ایسا نہین کرتا ہے اوسکو
لوگ برا کہتے ہین پھر کیونکر عقل پسند کریگی کہ حق تعالے کی پے در
پے نعمتون کا عیوض بقدر امکان بھی بشر نکرے مثلاً ایک بادشاہ
ہے کہ اوسکے عدل و انصاف سے اور حسن سلوک سے ملک اوسکا
آباد ہے اور ہر شریف و وضیع اوسکے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ
سے دل شاد ہے اور ہیبت معدلت سے کوئی قوی کسی ضعیف پر
ظلم نہین کرسکتا ہے اور ابواب راحت و نعمت خلق پر کہلے ہوئے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

ہین اور وزیر و امیر و اہل لشکر اور اقویا و ضعفا پر علےٰ قدر لیاقت احسان
اوسکا جاری ہے پس معاوضہ احسان ایسے بادشاہ کا بہی ہے کہ
ہر شخص موافق اپنی لیاقت کے نیک نیتی اور خوشدلی سے خیر خواہی
کرے اور عموماً ہر شخص خلاص اور محبت کے ساتھ اوسکے واسطے
دعا کرے اور اوسکے محامد اور مناقب کو ذکر کرے اور جملہ افعال نیک
مین اوسکی پیروی اور تاسّی کرے اور اپنی اہل و عیال کے ساتھ اور
اپنے تابعین کے ساتھ ویسی ہی سلوک سے پیش آوے اور خصوصاً
ملازمین اوسکے کام مین جان و دل سے کوشش کرین اور جو امر اوسکے
نفع کا ہو اوسکو فرو گذاشت نکرین اور جو امر اوسکی
مضرت کا ہو اوسکو دفع کرین اور جس امر مین خود قادر
نہون اوس سے بادشاہ کو مطلع کرین اور بادشاہ
کے حق واجب کے ادا کرنے مین اپنی مستعدی ظاہر کرین
اگر ایسا نکرین بلکہ راہ خلاف چلین تو اونکو ظالم کہینگے حالانکہ
بادشاہ رعایا اور ملازمین سے مستغنی نہین ہی اور ارکان دولت
اور اہل لشکر اور رعایا کی مستعدی اور خیر خواہی سے بادشاہ منتفع
ہوتا ہے اور بدخواہی اور غفلت سے نقصان اوٹھاتا ہے اسلئے
بھی بادشاہ کے حقوق کا ادا کرنا جیسا کہ ذکر ہوا عقلاً واجب ہی

جلسہ دوم صفات متشابہ

نعمات پروردگار

اس پر قیاس کرنا چاہیے حقوق پروردگار عالم کے جسکا احصا نہین
ممکن پہلی نعمت اوسکی یہ ہے کہ معدوم سے موجود کیا نباتات مین
نہین خلق کیا ذی روح کیا کنکر پتھر نہین بنایا چرند پرند حشرات مین
نہین پیدا کیا اشرف الموجودات بنی نوع انسان مین خلعت وجود عنایت
کیا چشم بینا اور گوش شنوا ہاتھہ پاؤن حواس ظاہری اور باطنی دئے
قوائی قوی عقل وفہم دی اور مادۂ ادراک تمیز خیر وشر اور معرفت نفع وضرر
اور عیب وہنر عطا کیا اور جملہ انواع کی حکمتین اور تمام اقسام کی نعمتین جسم انسانی مین
خلق کین جنکے ادراک مین عقل بشری حیران ہے اور سامانِ معیشت
اور اسباب راحت مہیا کر دیے اور ہمیشہ ہر ساعت وہر لحظہ تواتر نعمت
اوسکا موقوف نہین ہے ایسی نعمتون کے عوض مین اگر انسان کچہہ
نکرے تو یہ ظلم سب طرح کے ظلمون سے اقبح ہے اور چونکہ انسان کسی
ایک نعمتِ پروردگار کا عوض اوسکے مثل و مانند نہین کر سکتا ہی
اسواسطے مقتضائے عدالت یہ ہے کہ انسان اوسکی نعمتون کا
شکر بجالانے مین جہان تک اوسکا امکان کافی ہو تہ دل سے
کوشش کرے سوال طریقہ شکر بجالانے کا کیا ہے جواب
اس امر مین حکمانے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ شکر سے
مراد ہے عبادت اور عبادت کی تین قسمین ہین ایک وہ جو اعضائے

شکر سے مراد عبادت ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

بدن سے متعلق ہے جیسے صلوۃ وصوم وحج وغیرہ دوسرے یہ کہ جو نفوس وارواح سے متعلق ہے مانند اعتقادات صحیح کے مثل توحید وتفکر حکمت باری تعالے شانہ تیسرے جو مشارکت خلق مین لازم ہے مانند انصاف کے معاہدات ومناکحات وادائے امانات ونصائح ابنائے جنس مین اور بعضون نے کہا ہے کہ عبادت حقتعالے کی تین طرح کی ہے اعتقاد حق قول صواب عمل صالح اور انصاف یہ ہے کہ طریقہ شکر کا وہی احسن ہے جو حق سبحانہ وتعالے کو پسند آوے اور اوسکے پسند کا حال معلوم نہین ہو سکتا بجز اُسکے رازدارون کے پس چاہیے کہ انبیا اور اوصیا اور علما جو بندون کو راہ ہدایت اور طریق عبادت بتانے کے واسطے مامور ہین کچھہ بتاوین مطابق اوسکے رجوع قلب اور خوشی خاطر سے عمل کرے اور اسی مین شمار ہے اطاعت وفرمان برداری انبیا اور اوصیا اور علما اور مقربان خدا کی اسوجہ سے کہ انھون نے حق سبحانہ وتعالے کے حکم سے بندون کی ہدایت مین انواع اقسام کی ایذائین اور طرح طرح کی تکلیفین اوٹھائین اور کوئی دقیقہ ہدایت کا فروگذاشت نہین کیا اور بندون سے اجرت کے طلبگار نہین ہوئے اور انھین کے سبب سے معرفت پروردگار اور طریقہ عبادت

اقسام ثلٰثہ عبادات

طریقہ شکر کا وہی ہے جو حقتعالے کو پسند ہو

جو انبیا تعلیم کرین وہی طریقہ ہے

خداوند کردگار معلوم ہوا انکے حقوق بھی ایسے ہین کہ جسکا معاوضہ
انسان سے مثل اوسکے ممکن نہین ہے الّا اسکا معاوضہ یہ ہے کہ انکے
احکام کی اطاعت کرے اور اونکے نصائح کو دل سے سُنے اور
تہ دل سے اونکو دوست رکھے اور اونکے دوستون کو دوست رکھے
اور اونکے دشمنون کو دشمن سمجھے اور انکے اعزاز واحترام مین کبھی کوئی امر
فروگذاشت نکرے **سوال** حقوق ابا واجداد کے اور اولاد کے
اور اقارب کے اور ابناے جنس کے کیونکر ہین اور اونکے مقابلہ مین
کیا کرنا چاہیے **جواب** اسطرح کے حقوق بہت ہین اور ہر ایک کے درجات
ومراتب ہین جسقدر قرب زیادہ ہے اوتنا ہی حق زیادہ ہے ہر ایک کا
بیان تفصیلی طولانی ہے مختصر گذارش کرتا ہون سب سے مقدم
حق والدین کا ہے اور حق والدین کا بعد حق خدا و رسول کے بہت
بڑا ہے اسوجہ سے کہ والدین وسیلہ ہین خلقتِ اولاد کے اور محنت
ومشقت والدین کی پرورش اولاد مین ایسی ہے کہ سوا اونکے عالم
مین کوئی متحمل اوسکا نہین ہوسکتا اور معاوضہ حقوق والدین کا بھی
بجز اسکے کہ اونکی اطاعت کرے اور ہمیشہ اونکی رضاجوئی کرتا رہے
اور اونکی راحت رسانی مین کوشش کرے اور کسیطرح نہین ہوسکتا
اور حقوق اولاد کے یہ ہین کہ اونکی پرورش وتربیت کرے

حق والدین سب سے مقدم ہے

حقوق اولاد

جلسۂ دوم صفات متشابہ

حقوق اعزا واقارب

اور اونکو تعلیم نیک کرے اور اخلاق حسنہ سکہاوے اور حقوق اعزا
واقارب مثل بہائی اور بہن اور چچا اور ماموں اور خالہ اور پہوپہی اور
دادی اور دادا کے یہ ہین کہ اون سے بہ لطف ومحبت زندگانی
کرے اور اونکے حوائج ہین جو اس سے متعلق ہون اعانت کرے
اور اگر وہ صاحب احتیاج ہون اور خود معیشت کافی رکہتا ہو
تو اپنی حیثیت سے اونکی کفالت اور اعانت کرے او ایمین درجات
کو ملحوظ رکہنا چاہیے اور قریب کو بعید پر مقدم کرنا چاہیے اور یہی
خلاصہ ہے صلہ رحم کا اور تفصیل حقوق ازداج واولاد کے تدبیر منازل
مین انشاءاللہ گذارش ہوگی اور حقوق ابنائے جنس کے بحسب
اقسام منقسم ہین اول بنو اعمام نسبی ہین اونمین قریب ترجیح رکہتے ہین
بعید پر مثلاً سادات فاطمی کو تقدیم ہے صلہ رحم مین علوئین پر اور
علوئین کو ہاشمیین پر اور ہاشمیین کو قریش پر اور قریش کو دیگر صنائف
پر اور بلحاظ ایمان واسلام کے جسقدر جنسیت قریب زیادہ ہوگی
اوتنی ہی رعایت لازم ہوگی یہان تک کہ ہم مذہب اپنے ہم مذہب
کی تائید کرے اگرچہ کسیطرح کی قربت ازروے نسب نرکہتا ہو
اپنے حقیقی بہائی کے مقابلہ مین جبکہ بہائی خلاف رکہتا ہو مذہب
مین اور بعد ان کے حمایت اہل جوار کی اور سن بعد حقوق جنسیت مین

قریب کو بعید پر مقدم کرے

اہل جوار

جلسہ دوم صفات متشابہ

تمام بنی آدم کے اور انمین بھی بلحاظ اسباب قریب کے ایک کو دوسرے پر ترجیح ہوگی بعد اسکے رہی جنسیّت روحانی جیسے پاس حیوانات کا مثلاً معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھی یا گھوڑا یا باز یا کبوتر دو روز کے فاقے سے ہے یا کسی بلا مین مبتلا ہے تو جنسیّت روحانی اقتضا کریگی کہ تا امکان اوس جانور کی اعانت کیجاے اور بے سبب اوسکے ایذا اور تکلیف کو گوارا نکرے اسیمین شمار ہے انصاف کرنا درمیان معاملات کے اور ادا کرنا دیون اور امانات کا اور نیت کا خوش معاملگی اور امانت داری پر متوجہ رکھنا اور ظاہر کرنا اوسکا موافق نیت کے سوال رفع منازعات اور فصل قضایا مین کیا لازم ہے جواب شخص عادل جب کوئی امر خلاف عدل و انصاف دیکھیگا اور سنیگا تو ملکہ عدالت ضرور تقاضا کریگا کہ اسکو رفع کرے مثلاً فیما بین دو شخصون کے کچھ شکایت باعث رنجش ہے اوسکا رفع کرا دینا یا یہ کہ ایک شے پر دو شخص مدعی ہین اور اوسکی حقیقت کو سمجھکر حقدار کو کامیاب کرا دینا اور فریق ثانی کو سمجھا کر خصومت سے باز رکھنا یا دو شخصون نے کسی امر نزاعی مین حکم قرار دیا اوسوقت مین امر واقع کو دریافت کر کے صاحب استحقاق کو ظاہر کرنا اور خصومات کو برطرف کرا دینا یا یہ حاکم کے سامنے متخاصمین حاضر آئے اونکے درمیان مین صلح یا تصفیہ کرانا

جلسۂ دوم صفات متشابہ

طریق اکتساب فضایل

اور حقدار کو کامیاب کرنا مگران سب صورتون مین فریقین مین کسی طرف میل خاطر نہو ورنہ نیت ظلم کی پیدا ہو جائیگی سوال فضایل کے اکتساب کا کیا طریق ہے جواب علم حکمت مین مقرر ہے کہ جو حرکات انسانی ابتداسے انتہا تک متوجہ کمال کے ہین دو حال سے خالی نہین ہین یا سبب اوسکا طبیعت ہے یا صناعت ہے طبیعت کی مثال ہی نطفہ کہ نطفہ جب رحم مین قایم ہوا اور طبیعت نے اوسمین تصرف کیا آنًا فآنًا حالات اوسکے ایک حال سے دوسرے حال پر مبدل اور ایک درجہ سے دوسری درجہ پر ترقی کرجاتی ہین کہ نطفہ سے مضغہ ہوا اور مضغہ سے جسم کی صورت بنا ہاتھ پاؤن ناک کان مونھہ آنکھہ اعضاے ظاہری اور دل و جگر و دماغ وغیرہ اعضاے باطنی پیدا ہوے روح جاری ہوئی حرکت کرنے لگا ہڈیان گوشت خون بڑہنے لگا یہانتک کہ شکم مادر سے نکلکر فضاے عالم مین آیا غذا کا طالب ہوا فضلات جدا ہونے لگے رفتہ رفتہ دانت نکلے بیٹھنے لگا چلنا کہانا پینا شروع کیا ہوش و حواس درست ہوے نیک و بد اور نفع و ضرر مین تمیز کرنے لگا یہانتک کہ درجۂ کمال کو پہونچا اور صناعت کی مثال ہی لکڑی کی کہ بواسطہ آلات کے اور کاریگرون کے لکڑی کاٹی گئی چیری گئی گڑہی گئی یہانتک کہ تخت یا صندوق جو بنانا مقصود تہا طیار ہوا مگر طبیعت مقدم ہے صناعت پر پیدایش مین بہی اور ترتیب مین بہی

صناعت مین تتبع طبیعت کا

اول طبیعت بعدہ

کسواسطے کہ ظاہر ہونا افعال طبیعی کا محض حکمت الٰہی سے ہے اور صناعت
ارادۂ انسانی سے ہے بعد امور طبیعی کے پس طبیعت بمنزلہ معلم اور استاد
کے ہے اور صناعت بطور شاگرد کے ہے اور چونکہ کمال ہر مشبہ کا مشبہ بہ
کی مشابہت مین ہے پس معلوم ہوا کہ کمال صناعت کا مشابہت طبیعت
مین ہے اسطرح سے کہ بنانی اور ایجاد کرنی اور ترتیب دینی اور ترویج
و اشاعت کرنیمین اور تعجیل و تاخیر مین صناعت اقتدا کرے طبیعت کی تاکہ حسن کمال
کیطرف طبیعت کو قدرت الٰہی نے متوجہ کیا ہے صناعت سے ازروے
تدبیر کے حاصل ہو اور جو فضیلتین کہ صناعت سے متعلق مین حاصل ہونا
اونکے کمال کا موقوف ہی ہے ارادہ و مشیت انسانی پر اور جب وہ ارادہ
اتمام کو پہونچ جائیگا تب کوئی کمال اوس سے ایسا نمایان ہوگا کہ ایک لطف
تازہ پیدا کریگا مثلاً کوئی شخص بیضہ ہاے مرغ کو جمع کرکے ایسی جگہہ مین رکھے
جہان حرارت مناسب سینہ مرغ کے ہو تو اوس سے تھوڑے عرصہ مین بچے
نکل آوینگے اور جو کمال کہ طبیعت سے مقصود تھا وہ صناعت سے اور
تدبیر سے حاصل ہوگیا اور ایک لطف زایدیہ ظاہر ہوا کہ تھوڑے سے زمانہ
مین بہت سے بچے ایک دفعہ حاصل ہوگئے کہ اسقدر بچون کا ایک ساتھہ مہیا
ہونا خالی زحمت و دقت سے نتھا جب یہ تمہید قایم ہوچکی تو اب سمجھنا
چاہیے کہ تہذیب اخلاق و تحصیل فضایل ایک امر صناعی ہے پس صناعت کو

امر صناعی تہذیب اخلاق

جلسۂ دوم صفات متشابہ

اور تحصیل کمال مین تقلید طبیعت کی لازم ہے پس چاہیے کہ ہم غور کرین کہ جو قوائے بشری کا ابتدائے خلقت مین ایک بعد دوسرے کے کیونکر ہے تاکہ اوسی تدریج کو تحصیل اخلاق مین رعایت کرین اور معلوم ہے کہ لڑکون مین جو سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے وہ قوت اشتہا ہے یعنے قوت طلب غذا کی کہ جب لڑکا شکم مادر سے جدا ہوتا ہے فوراً بے تعلیم کے دودہ کا طالب ہوتا ہے اور جب وہ قوت زیادہ ہوتی ہے تب اواز گریہ سے اپنی خواہش کو ظاہر کرتا ہے تہوڑے دنون مین صورت ماں کی اور دایہ کی پہچانتا ہی تب قوت غضبی اوسمین پیدا ہوتی ہے جو موانع اوسکے نفع کے یا سبب اوسکے ایذا کے ہین اونکو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً پستان مادر پر اگر کپڑا حائل ہوجاتا ہے تو اوسکو چاہتا ہے کہ درمیان سے اوٹھہ جائے اور بدن مین اگر کہین خراش ہوتی ہے تو کہجانا چاہتا ہے اگر خود کر سکتا ہے تو خود کرتا ہے ورنہ ماں سے یا دایہ سے اعانت چاہتا ہے جب یہ قوتین زیادہ ہوجاتی ہین تب اوسمین قوت حیا پیدا ہوتی ہے کہ اپنے اعضاے مستور کو چہپانا چاہتا ہی اور شرم کرنے لگتا ہی اور یہی ابتدا ہی قوت تمیز کی اور یہی دلیل ہی اچہا اور برا پہچاننے کی جب یہ قوت ترقی کرکے اپنے کمال پر پہونچتی ہے تب شوق نکاح اور مزاوجت کا کرتا ہے اور یہ خواہش طبیعت کی ہی واسطے حفظ نوع کے اور قوت غضبی جب انتہا کو پہونچتی ہے تب شوق تحصیل

لڑکون مین پہلے قوت اشتہا پیدا ہوتی ہے

قوتون کے زیادہ ہونے پر قوت حیا پیدا ہوتی ہے

قوت حیا کی تکمیل پر شوق مزاوجت پیدا ہوتا ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

معاش کا اور حوصلہ ترفع اور ریاست کا پیدا ہوتا ہے اور تیسری قوت
تمیز جب اپنے کمال کے نزدیک پہونچتی ہے تب ہر چیز کی ماہیت
اور منافع اور مضار کے ادراک کا شوق کرتی ہے اوسوقت اوسکو
عقل و عاقل کے ساتھہ صفت کرتے ہین اور انسانیت بالفعل
اوسپر صادق آتی ہے اور افعال طبیعی اپنے کمال کو پہونچ جاتے
ہین اسکے بعد نوبت صناعت کی پہونچتی ہے تاکہ انسانیت جو
بواسطۂ طبیعت کے تمام ہوئی ہے بواسطہ صناعت کے استحکام
پاوے اور بقائے حقیقی حاصل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے
کہ تحصیل مین اوس کمال کے جسکی طرف متوجہ ہے اسی قانون
طبیعت کی اقتدا کرے اور تہذیب اخلاق مین ترتیب افعال
طبیعی کے اختیار کرکے ابتدا کرے اس سے کہ پہلے قوت شہوانی
اعتدال پر آوے من بعد قوت غضبیہ کے اعتدال پر لانے کی تدبیر کرے
بعد اسکے قوت تمیز کو اعتدال پر لانے کی سبیل کرے اگر بچپن سے
موافق حکمت کے تربیت اوسکی ہوئی ہے تو یہ ایک بڑی نعمت
ہے پروردگار عالم کی اور ہزار شکر پروردگار کا سزاوار ہے اور طریقہ
پرورش اطفال کا موافق حکمت کے انشا اللہ تدبیر منازل مین بیان
ہوگا اور واضح ہو کہ اگر ابتدا سے ترتیب و تدبیر بوجہ احسن ہوی ہے تو

تہذیب اخلاق مین ترتیب افعال طبیعی کی چاہیے

طریقہ طلب فضایل کا اوس پر نہایت سہل و آسان ہوئیگا اور اگر ابتدا
مین خلاف مصالح حکمت کر اوسکی ترتیب ہوئی ہے تو اوسکے چھوڑانیمین
کوشش کرنا چاہیے اور بسبب صعوبت کے نا امید نہونا چاہیے اور
اہمال نکرنا چاہیے کہ ہر روز زوال اوسکا مشکل تر ہوتا جائیگا اور
جب مزاج اوسکا استعداد سرکشی پیدا کریگا اور اخلاق ذمیمہ
راسخ ہوجائینگی تب بجز تاسف و تلہف کے کچھہ فائدہ نہوگا اور
جاننا چاہیے کہ کوئی شخص فضیلت کو ساتھہ لیکر نہین پیدا نہوا ہے
بلکہ سب فضایل صناعت سے تعلق رکھتے ہین ہان البتہ از روی
خلقت کے بعض طبایع مین استعداد قبول فضیلت کی زیادہ ہوتی
ہے کہ اندک تعلیم و تربیت اونکو نفع کثیر دیتی ہے اور قاعدہ ہی کہ جس
امر کو انسان اختیار کرنا چاہے اوس کام کی ابتدا کرے پھر مزاولت
اور مداومت کرنے سے وہ صناعت حاصل ہوکر ملکہ ہوجاتی ہی اور جس
امر کو ترک کرنا چاہے تو آہستہ آہستہ بسہولت ترک ہوجاتا ہی مثلاً
فن کتابت ہے کہ مشق کرنے سے خوش نویس ہوجاتا ہے اور بہت سے
افعال ذمیمہ ہین کہ ترک کرنے سے چھوٹ جاتے ہین اگر طالب فضیلت
متوجہ تحصیل کمال ہے تو اوسکو چاہیے کہ وہ فضیلت جس امر کا
اقتضا کرے اوسکو عمل مین لاوے اور مہارت حاصل کرے اور

بعض طبایع مین استعداد قبول فضیلت کی زیادہ ہوتی ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

جب انسان متوجہ تحصیل کمال ہو اور اسقدر مناسبت علمی رکھتا ہو
کہ علوم ابتدائیہ کو پڑہ سکتا ہو اور اوسکے مطالب کو سمجہہ سکتا ہو تو چاہیے
کہ پہلے ابتدا کرے فن طب سے کہ فن طب کو علم اخلاق سے بہت مناسبت ہے
اسواسطے کہ مقصود علم طب کا صحت بدن ہے اور مقصود علم اخلاق کا تکمیل
نفس ہے اور اسیوجہ سے بعض حکمانے اس علم کو طب روحانی کہا ہے
اس لئے کہ جس طرح طب کی دو قسمین ہین ایک صحت حاصلہ کو محفوظ رکہنا دوسری
امراض کو دور اور زایل کرکے صحت کو پہیر لانا اوسیطرح سے اس علم
کے بھی دو فن ہین ایک وہ جو فضیلت حاصلہ کو محفوظ رکھے اور دوسرے
وہ کہ رذایل کو زایل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے کہ پہلے غور کرے
کہ نفس اپنے حال مین معتدل ہے یا اعتدال سے منحرف ہے اگر اعتدال
حاصل ہے تو تدبیر حفظ صحت و تکمیل نفس کا انتظام کرے اور اگر نفس انسان
مین رذایل ہین تو تدبیر اوسکے زوال کی کرے اور جب انسان متوجہ ادراک
حالات نفس ہو تو چاہیے کہ پہلے قوت شہوانی کے حالات پر نظر کرے
بعد اوسکے حالات قوی غضبی کو دیکھے اور جس قوت کو اعتدال سے منحرف
پائے پہلے تدبیر ایسی کرے کہ نفس انسان اعتدال پر آوے من بعد تحصیل
کمال نفس کا ملکہ کرے جب ان دونو قوتون کے حالات کے ملاحظہ و اصلاح
سے فارغ ہو تب قوت نظری کے ملاحظہ پر مشغول ہو اور اوسکی ترتیب

علم اخلاق کو بعض طب روحانی کہتے ہین

ترتیب حفظ صحت

جلسۂ دوم صفاتِ متشابہ

کی رعایت کرنا چاہیے پہلے اس فن کو حاصل کرے جو ذہن کو بہکنے سے بچاوے اور طرف اقتباس علوم متعارفہ کے ہدایت کرے اور عقل کو ایسی قوت دے کہ وہم وحیرت وخبط پر غالب آوے اور ذہن اوسکا دریافت حقایق مین مرتبہ یقین کا حاصل کرے جب اس قوت کی اصلاح بھی کر چکے تب قواعد عدالت کے حفظ مین کوشش کرے تاکہ اعمال ورمعاملات موافق اقتضائے عدالت کے کرنے لگے اور ملکہ ہو جاوے اوسوقت مین معنے انسان بالفعل کے اوسپر صادق آوینگے اسکے بعد اگر شوق وتوفیق ہو تو سعادات خارجی اور سعادات بدنی کی تحصیل کرے اور سعادات کی تین قسمین ہین ایک سعادتِ نفسانی جسکی شرح بیان ہوئی اور ترتیب اوسکی تحصیل کی اسطرح سے کرنا چاہیے پہلے تہذیب اخلاق دویم علم منطق سوم علم ریاضی چہارم طبیعی پنجم الٰہی اور دوم سعادت بدنی اور اس سعادت سے مراد ہے تحصیل کرنا اون علوم کا جس سے خیر وصلاح بدن کی متعلق ہو جیسے علمِ طب اور علمِ نجوم اور سوم سعادت مدنی اور یہ مراد ہے اون علوم سے جو نظام حال ملت ودولت وجمعیت امور معاش سے تعلق رکھتے ہین جیسے علم شریعت مثل فقہ اور کلام اور اخبار اور تنزیل اور تاویل کے اور علوم ظاہر مثلِ ادب وبلاغت ونحو وکتابت وحساب ومساحت وغیرہ کے

اوس فن کو حاصل کرے جو ذہن کو بہکنے سے بچاوے بعد اسکے قواعد عدالت کے حفظ مین کوشش کرے بعد اسکے سعادت بدنی کو تحصیل کرے پہلے تہذیب اخلاق دوم علم منطق سوم علم ریاضی چہارم علم طبیعی پنجم الٰہی

جلسۂ دوم صفات متشابہ

سوال اب مین چاہتا ہون کہ اب طریقہ حفظ صحت فضایل کا بیان کیجیے

جواب جب نفس انسانی تابع عقل ہوا اور شوق تحصیل سعادت کا پیدا ہوا اوسوقت مین چاہیے کہ انسان صحبت اور ملاقات ایسے اشخاص کی اختیار کرے جو اس فن مین ماہر و کامل ہون اسواسطے کہ علم طب مین طریقہ حفظ صحت کا یہی ہے کہ سکونت وہان رکھے جن بلاد کی آب و ہوا موافق مزاج کے ہو اور وہ غذا استعمال مین لاوے جو مزاج اصلی کو تقویت بخشے اور ہواے مضر اور اشیاے مضر سے احتراز رکھے ویسا ہی تحصیل کمال نفس مین ضرورت ہے ایسے اشخاص کی صحبت کی جو ایسے علوم مین کامل ہون تاکہ ہمیشہ قوت زیادہ ہوتی جاوے اور پرہیز رکھے ایسے اشخاص سے جو خلاف اسکے مثلاً جاہل ہون یا مسخرہ و ضحکہ و لہو و لعب کی عادت رکھتے ہون یا لذت پسند ہون اور عیش دوست ہون اور پرہیز ایسے شخصون سے عمدہ شرایط سے اس فن کے ہے اور جیساکہ ایسی صحبتون سے حذر لازم ہے اوسیطرح سے احتیاط چاہیے سننے سے اور دیکھنے سے ایسی کتابون کے جسمین باتین اور حکایتین اور اشعار اوس قسم کے ہون اسوجہ سے کہ ایک خبر و روایت خلاف کے سننے سے یا ایک شعر کا مضمون ذہن مین گر جانے سے اسقدر خبث اور کدورت پیدا ہو جاتی ہے کہ طہارت اور زوال اوسکا نہایت دشوار

ہوجاتا ہے اور یہ وہ فساد ہے کہ ایسے اسباب سے علما و فضلا کے قدم
لغزش کر گئے ہین اور جوانان ناتجربہ کار کا کیا ذکر ہے اور سبب اسکا یہ ہے
کہ محبت لذات بدنی کی اور شوق راحت جسمانی کا انسان کی طبیعت
مین موجود ہے پس پرہیز ایسی باتون سے مقدم تر ہے اور صحبت
و اختلاط اصحاب فضایل مین بھی اس امر کا لحاظ یہ ضرور ہے کہ وہ
لوگ بصورت اعتدال عادت گیر اخلاق حمیدہ کے ہون اور
خصایل پسندیدہ کا ملکہ رکھتے ہون خواہ وہ علم ہو یا عمل اوسکی مزاولت
اور مہارت کو ترک نکرے اور طبیعت کو ہمیشہ اوسی جانب مصروف
رکھے اور کسل و کاہلی کو اوسمین دخل ندے کہ یہ امر حفظ صحت نفس مین
ایسا ہے جیسا علم طب مین ریاضت بدنی ہے بلکہ اطبّاے نفس انسان
نی نسبت مین اطبّاے جسم کی اس امر مین نہایت مبالغہ کیا ہی کیونکہ
جب نفس انسان غور و فکر سے معطل ہوگا تو بلادت مین مبتلا ہوگا اور
کسل سے مانوس ہوگا اور پھر توجہ کرنا اوسکا اس طرف دشوار ہوگا اور
انسان انسانیّت سے پھر طرف خصایل بہیمیّہ کے رجوع کر جائیگا
لہذا شغل و مداومت غور و فکر حکمت کی ضروری ہے جب انسان
تحصیل علوم کا عادت گیر ہوگا صدق و راستی سے اوسے الفت
ہوگی تو مشقت و محنت کو تحصیل علوم اور فہم و ادراک معانی حقیقی

صحبت و اختلاط انسان اصحاب فضایل سے جو بصورت اعتدال عادت گیر اخلاق کے ہون

کاہلی مزاولت علم کی ایسی ہے جیسے علم طب مین عدم ریاضت

تحصیل علم سے صدق و راستی کی طرف الفت ہوتی ہے

جلسئہ دوم صفات متشابہ

یمن سہل و آسان سمجھنے لگیگا اور طبیعت اوسکی حق سے مانوس ہوگی اور باطل سے نفرت کریگی اور سماعتِ دروغ سے محترز ہوگی یہان تک کہ نظر اوسکی دقیق ہوتی جائیگی اور شوق اوسکا مطالعہ حکمت مین بڑہتا جائیگا اور رغبت اوسکی انکشاف غوامض اسرار مین ترقی کرتی جائیگی یہان تک کہ انتہاے مرتبہ کمال کو پہونچ جائیگا اور طالب علوم اور مشتاق کمال نفس جب اپنے اقران وامثال سے فایق ہوجاے اوسوقت مین چاہیے کہ اپنے علم وکمال پر مغرور نہوا ور زیادتی علم وعمل کا ہمیشہ طالب رہے اور یہ چاہیے کہ پڑہنے مین اور پڑہانے مین جو بات اوسکو حاصل ہو اوسکے حاصل ہونے کو غنیمت جان کر اوسکی مہارت ومزاولت سے کاہلی کرے بلکہ اوسکے ساتہ اسقدر مشقت کرے کہ ملکہ ہوجاے اور خوف نسیان باقی نرہے کہ علم کیواسطے نسیان بہت بڑی آفت ہے اور حافظ صحت کو ایسا سمجھے کہ وہ نعمتہاے جلیلہ اور دولتِ نامتناہی کی حفاظت پر ماموز ہے اور سمجھنے کی بات ہے کہ بیمال کی خرچ کیے ہوئے اور بے مشقت مین پڑے ہوے ایسی نعمتین اور کرامتین کیونکر حاصل ہوسکتی ہین اور تہوڑی سی غفلت وکاہلی وتساہل مین اوسکو برباد کرنے اور خالی ہاتہہ رہ جانے مین ایسا شخص بڑی ملامت کا سزاوار ہے

مغرور نہو طالب علم
حصیل کرنے علم کی

علم کیواسطے نسیان بڑی آفت ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

ہتیں دیکھتے کہ طالبان نعمات دنیوی کیسی کیسی مشقتیں سفر
دور دراز کی گوارا کرتے ہیں اور کیسے کیسے بیابان اور کوہ بے آب
و دانہ کو طی کرتے ہیں اور بڑے بڑے دریائے خوفناک آفت خیز سے
عبور کرتے ہیں اور انواع مکارہ و آلام بھوک اور پیاس کے
اور قلت خواب اور حرارت آفتاب اور برودت ہوا اور جھونکے آندھی
اور جھینٹے بارشوں کے اوٹھاتے ہیں اور اپنی جان کو خطرہ میں رہزنوں
اور چوروں اور قزاقوں کے ہاتھ میں ڈالتے ہیں تب منفعت تجارت بخوبی
حاصل کرتے ہیں اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایسے ایسے مصائب
اوٹھاکر بضاعت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں منفعت کو کون کہے
بلکہ اور ایسی ندامت اوٹھاتے ہیں کہ موجب اونکے ہلاک
اور تلف جان کا ہوتا ہے اور اگر منفعت سے کسیطرح کامیاب
ہوے تو خوف تلف اوسکا ہمیشہ اوسکے ساتھ ہے اور اوسکے
بقا پر کسیطرح یقین نہیں کرسکتے کسواسطے کہ جب مہیا ہوا تھا
تو اوسکے اسباب خارجی سے تھا ویسا ہی زوال اوسکا عوارض
خارجی سے ممکن ہے اور اگر شخص طالب دنیا بادشاہ ہے
یا وزیر یا کوئی مقرب بادشاہ کا ہے تو اوسکے واسطے اسباب
مکارہ و آلام زیادہ قسم اول سے ہیں اور منازعت حاسدوں کی

طالبان نعمات دنیوی کے مصائب شدید ہیں

بادشاہ اور وزیر کو مکارہ و آلام زیادہ تر ہیں

جانسہ دوم صفات متشابہ

اور خصومت دشمنان اور اصلاح فوج اور تربیت اہل قلم اور
زینت خدم وحشم اور رعایت حقوق احباب اور حفظ وصیانت
کید اعدا علاوہ اوسکے ہے اور اعزا واولاد واحباب ازولی
واغیار نزدیک ودور سب زیادہ اپنی لیاقت سے خواہان اور
طلبگار خدمات اور آرزومند مراعات کے ہین اور یہ شخص بعض کی
راضی اور خوشنود کرنے پر قادر نہین ہے چہ جاکہ سب کے رضامندی
کیونکر کرسکیگا ہر شخص شاکی ہوگا اور اعتراض کریگا اور عیب ڈہونڈہ لگا
اور درپے اوسکی ہلاک اور زوال نعمت کا ہوگا اور ایسے ایسے کلمات
اونکی زبانون سے نکلین گے کہ سننے سے اوسکے جو رنج وقلق اور
غم وغصّہ دل پر مستولی ہوگا ضبط کرنا اوسکا دشوار ہوگا اور
بعض حالات مین تلف جان پر آمادہ ہوگا اور جسقدر تابعین اور
لشکری زیادہ ہونگے اوتنی ہی مشغولی خاطر زیادہ اور ضرورت
نگرانی زیادہ ہوگی کہ بے ترتیبی ایسے لوگون کی اور زیادہ باعث رنج
وتعب کا ہوتی ہے ایسا شخص بظاہر خلق کی نگاہون مین تونگر اور بے نیاز
دیکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت مین سب سے زیادہ درویش ہے
اسوجہ سے کہ درویشی مراد ہے احتیاج سے اور احتیاج فقیر کی اسیقدر ہے
کہ پیٹ بھر کے روٹی ملجائے اور کہالے اور دوسرے وقت تک کو مطمئن ہوجائے

سلاطین زیادہ محتاج ہین

صاحب عیال کی احتیاج اوس سے زیادہ ہی کہ اپنی ذات کی بہی اور عیال
کی بہی سب طرح کے ضرورت کی حاجت رکہتا ہے اور بادشاہ کی احتیاج
سب سے زیادہ ہے جو کسی حالت مین قطع نہین ہوتی مصرع آنانکہ غنی
تراند محتاج تراند ؛ اور جسکی احتیاج کم ہے اوسکی تونگری زیادہ ہی اسیوجہ
سے غنی الاغنیا ذات ہے پروردگار عالم کی کہ وہ احتیاج سے مطلقاً بری
ہی دیکہنے والے بادشاہون کی حالات مثل کثرت باج وخراج و زینت
تخت وتاج ولباس زرین و طعامہاے لذیذ و نمکین ہجوم کنیز و غلام
اور افراط اسباب و اعلام دیکہکر گمان کرتے ہین کہ کسقدر مسرت اور لذت
اونکو حاصل ہوگی حالانکہ ایسے لوگون کی فکر و تشویش شبانہ روز
ایسی ہوتی ہے کہ اوتنی کسیکو نہین ہوتی مصرع آنراکہ عیش بیش غم روزگار
بیش ؛ اور اگر کسی نو دولت کو یا گرفتار نشۂ عشرت کو چندے
بیفکری اور لذت حاصل ہوئی تو اوسکو وہ آلام پیش آتے ہین کہ عیش وآرام
سابق سب بہ ندامت و پشیمانی ہوجاتا ہے اور جسکی حکومت و دولت
کو چندے امتداد ہوا اور جسقدر اوسکو حاصل ہے بطور عادت ہوگیا
تب نگاہ اوسکی دوسری چیز پر جاتی ہے جو اوسکے دخل و تصرف مین
نہین ہے یہان تک کہ اگر تمام دنیا اوسکے زیر حکم ہوجاے تو حکومت
عالم بالا کی تمنا کرے یا اپنی حیات کی طول کی آرزو کرے ایسا ہی

فراغت دست طمع کو دراز کرتی ہے

نعمات حقیقی کے زوال نہین ہے

حال ہے نعمت ہاے مجازی کا اور نعمات حقیقی جو عطیہ منعم حقیقی فضلا اور
حکما کو حاصل ہین اور زوال اونکا کسیطرح نہین ممکن ہے اگر ہمسے اطاعت
منعم حقیقی کی اور تحفظ اون نعمتون کا بخوبی بن پڑے تو آناً فاناً نعمت
اوسکی ترقی کرتی جاے یہانتک کہ نعمت ابدی حاصل ہو اور اگر انسان
اوسکی نعمتون کی قدر نجانے اور ضایع کرے شقاوت و ہلاکت و بدبختی مین مبتلا
ہوگا اور اس سے زیادہ نادانی اور حماقت کیا ہوگی کہ جواہر نفیس بیش بہا
جو سامنے موجود ہون اونکو چھوڑ دے اور کنکر پتھر بے ثبات کی تلاش
مین دوڑتا پھرے اگر وہ کنکر پتھر ہاتھہ بھی آئے تو وحال سے خالی
نہین ہی یا وہ اشیا جنکی تلاش مین اسقدر رنجش اٹھائی ہے تمہارے سامنے
سے اوٹھا لیجائینگے اور تم دیکھا کروگے اور بجز حسرت و افسوس کے
کچھہ نکرسکوگے اور یا وہ سب بجاے خود رکھی رہینگی اور تم خود وہان سے
اوٹھا دیے جاوگے حکیم ارسطاطالیس کہتا ہی کہ جسکو بقدر اوقات
بسری کے میسر ہو اور وہ تھوڑی معیشت مین بسر کر سکے اوسکو بچانا ہے
کہ طلب زیادتی مین مصروف ہو اسواسطے کہ زیادتی کی کچھہ انتہا نہین
ہی اور اوس زیادتی کے ساتھہ جتنے مکارہ ہین اونکی بھی انتہا نہین ہے
اور مراد صحیح اور غرض اصلی معیشت سے دوا اون امراض کی ہی جو انسان
کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین یعنے بھوکھہ پیاس کا دفع کرنا تاکہ بسبب

اور بیان اوسکا کہ غرض اصلی معیشت

انکی تکلیف دہی کے انسان اپنے مقصود سے باز رہے اور غرض کہانے پینے سے یہ نہین ہی کہ ایسی اشیا تلاش کرے جو درحقیقت اچھی مرض و تکلیف ہین بلکہ ایسے تردد و تلاش ہین جو بغرض لذت کے ہے نہ صحت ہے نہ لذت ہے اور انسے احتراز کرنے مین صحت بھی ہے اور لذت بھی ہے اور جسکو بقدر ضرورت بھی ممکن نہو اوسکو اوسیقدر کوشش کرنا چاہیے لیکن احتیاج سے زیادہ اپنی اوقات عزیز کو اونکی کوشش و تلاش مین ضایع نکرے طالب علم کو جو معیشت کی حاجت رکھتا ہو پیروی کرنا چاہیے اوس طالب علم کی جو ایک روز مزدوری کرتا تھا اور جو کچھ اجرت پاتا تھا اوسمین تین دن کا قوت مہیا کرتا تھا دو روز مطمئن ہو کر تحصیل علم کرتا تھا یا غور کرنا چاہیے جانورون پر کہ جب اپنی غذا کی طرف محتاج ہوتے ہین تب تلاش کو نکلتے ہین بعض انمین سے فقط جیفہ و کرم پر قناعت کرتے ہین اور جو اونکو ملتا ہے اوسی پر قناعت کرتے ہین اور ایک دوسرے کی غذا کا مانع و مزاحم نہین ہوتا پس جبکہ حیوانات بقدر دسترس اپنی غذا پر رضامند ہو کر دست حرص و طلب کو کوتاہ کرتے ہین تو انسان کو بھی لازم ہے کہ بقدر رفع ضرورت و احتیاج اوسیقدر غذا کو کافی سمجھے اور اس امر مین جانورون کی روش اور طریقہ کو اختیار کرے اور اپنے ابنائے جنس سے زیادتی

تلاش لذت خود مرض ہے

انسان کو قناعت مثل حیوانات کے چاہیے

اور عمدگی کی خواہش نکرے اور غذا کی لطافت اور کہانون کی نفاست
اور لذت کے اہتمام والنصرام مین عمر عزیز کو رایگان نکرے اور اسیطرح اوسا
مقدار ضروری کی طلب و تلاش مین کوتاہی نکرے جسکی طلب و تلاش لابدی
ہے اور سمجہہ لے کہ زیادتی کی خواہش از روے تقاضائے مادۂ طبیعت
ہی نہ از روے عقل کے اسوجہ سے کہ طبیعت اوسقدر غذا کی طالب
ہی جس سے قوت باقی رہے اور مادّہ خرچ کو اس قسم کی ضرورت نہین ہے
بلکہ ہمیشہ ارادہ اوسکا اسیطرف متوجہ رہتا ہے کہ جگہ کو خالی کر دے اور فضلات
کو خارج کر دے پس ایسی صورت مین عقل کو اوس سے کچہہ تعلق نہین ہا
اور عقل کا تصرف اور تمتع ان امور مین ویسا ہی ہی جیسے کوئی بزرگ بضرورت
کسی ادنے کی خدمت کرے اور یہ بھی لازم ہے کہ انسان حفظ نفس
کے واسطے قوت شہوت اور قوت غضبیہ کو ہیجان مین نہ لاوے کسیوقت
مین بلکہ انکی تحریک کو اصل طبیعت کے اقتضا پر چہوڑ دے اسلئے کہ ایسا
اکثر ہوتا ہے کہ کسی لذت کے ذکر سے یا کسی شہوت کے استعمال سی یا کسی رتبہ
بلند حاصل ہونے سے شوق اوسکے حصول و اعادہ کا پیدا ہوجاتا ہی اور یہ شوق مبدا
ہوجاتا ہے اس امر کا کہ طبیعت کو اوس شوق کی چیز کی طرف مائل کرے
اور نفس کو اس خواہش کا مطیع کرے اسلیے کہ بے اسکے خواہش اوسکی
حاصل نہین ہوسکتی اور مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی شہر یا بیل یا گیند

درندہ کو چھیڑے اور جب وہ حملہ کرے تو اوس سے بچنے کی فکرین کرے
اور یہ بات سوا دیوانونکے کسی فہمیدہ سے کاہیکو ہوگی کہ خود سے بلامین مبتلا
ہو پس عاقل کو لازم ہی کہ ان دونو قوتون کی خواہشون کو مزاج پر چھوڑدے
تاکہ مزاج خود اونکی خواہشونکو بقدر ضرورت مہیا کرے اسلیئے کہ اوسکو مدد
کیواسطے فکر و ذکر کی چندان ضرورت نہوگی بلکہ اگر حفظ صحت اور بقائے
نسل کی ضرورت سے حاجت ہوگی تو طبیعت خود بواسطہ فکر
و ذکر کے اوس مقدار ضروری کو معین کرلیگی تاکہ حد سے تجاوز نہو اور اسیطرح
انسان کو ہر وقت نہایت تامل در غور و فکر وقت نظر سے اپنے جملہ افعال و
اقوال و حرکات و سکنات اور تدابیر و تصرفات کو عمل مین لانا چاہیے
تاکہ کوئی قول و فعل اسکا از روے عادت کبھی ضرورت عقلی سے خالی نہو
اور اگر دوایک مرتبہ عادت بلاارادہ عقل کے خلاف جاری ہوجائے
تو اوسکو سزائے مناسب دینے کا التزام کرے اگر نفس مضر شیا کیطرف
مبادرت اور بدپرہیزی کرے اوسوقت مین جب ضرورت پرہیز
کی ہو تو اوسکو کہانے سے بالکل باز رکھے اور روزہ رکھنا اختیار کرے
جسوقت اسکی ضرورت معلوم ہو اور اس عادت کے چھوڑانے کے
واسطے انواع واقسام کی ایذا و تکلیف نفس کو دے اور اگر کسیوقت
مین غضب بیمحل آجاے تو اوسکی سزا کیواسطے کسی ایسے شخص سے

تعرض کرے کہ وہ بے اندیشۂ شان و منزلت بُرا کہے یا اور کوئی فعل مثل اسکے جو دشوار ہو اختیار کرے **حکایت** حکمانے لکھا ہے کہ اقلیدس کا دستور تہا کہ جب اوسکو اس قسم کی ضرورت ہوتی تہی تو بیوقوف اور بد تمیز لوگون کو اپنے شہر سے اجرت دیکر ساتھہ لیجاتا تہا وہ اوس سے سخت کلامی کرتے تھے اور اس وجہ سے اوسکے نفس کو ایک طرح کی سرزنش ہوتی تہی اور سزا ملتی تہی اور اگر انسان اپنے نفس مین مین استعداد کسل کی ہیجل دیکھے تو نفس کو بواسطہ اعمال صالحہ مشقت شدیدہ مین مبتلا کرے اور اذیت و تکلیف کے کام اختیار کرے اور ایسے چند امور کا التزام کرے اور کسیوقت اوس سے غافل نہو تاکہ نفس کو مجال کسل کی نملے اور پھر کبہی عقل کے خلاف نکرے اور لازم ہے کہ جملہ اوقات مین ایسے لوگون سے احتیاط و کنارہ کشی رکھے جو مرض کسل نفس مین مبتلا ہوئے اور تہوڑے سے گناہ عقلی کو کمتر نہ سمجھے اور اوسپر عمل کا ارادہ نکرے اسواسطے کہ رفتہ رفتہ نفس کو بڑے گناہون کے کر بیٹھنے کی جرت حاصل ہوگی اور جو شخص عنفوان جوانی مین نفس کو شہوات کی متابعت سے باز رکھیگا اور حلم و بردباری کو ہیجان غضب کیوقت صرف کرتا رہیگا اور زبان کو روکے رہیگا اور اپنے امثال و اقران کے شدائد پر آشفتہ نہوگا اوسکو ان امور کا ملکہ حاصل ہو جانا کچھہ دشوار نہین ہے اسلیے کہ جو لوگ

حکایت اقلیدس حکیم

علاج کسل نفس اجتناب از اہل کسل

احتراز از صحبت اہل کسل

تحصیل حلم و بردباری

جلسۂ دوم صفات متشابہ

بے وقوفون کی خدمتمین مبتلا ہوجاتے ہین اور اونکی گالیون اور برا بھلا کہنے
کے خوگیر ہوجاتے ہین اونکو پھر اثر ایسے کلمات سے نہین ہوتا بلکہ غضب
لانے والی باتون کو سنکر ہنستے ہین حالانکہ قبل اس کے اور اسکی عادت
ہونیکے وہ ایسے افعال کو برا جانتے تھے اور اوسوقت مین اگر کوئی
اونکو ایسے کلمات کہتا یا ایسے حرکات اونکے ساتھہ کرتا تو وہ ہرگز جواب
دینے سے باز نرہتے اور ایساہی حال ہے اوس شخص کا جو غرور کو پسند
کرتا ہو اور اپنی افضلیت کے گھمنڈ مین کم رتبہ اور بے تمیز آدمیون کی
ملاقات وصحبت سے کنارہ کش ہونا یہ بھی حد اعتدال کے خلاف ہے
اور انسان کو لازم ہے کہ غلبۂ شہوت وغضب سے پیشتر اپنے نفس کو
صبر وحلم کا عادی کرے جسطرح سے بادشاہان سنجیدہ ودور اندیش مقابلہ
دشمن سے پہلے اپنے زمانہ فراغت اور مدت مہلت مین قلعون کا استحکام
اور اسلحہ حرب کی درستی کر رکھتے ہین اور سامان جنگ پہلے سے مہیا
وآمادہ رکھتے ہین ایسے افعال مین ہر انسان کو پیروی دل سے بادشاہون
کی کرنا چاہیے اور جو شخص صحت نفس کے حفظ کا طلبگار ہو اوسکو لازم ہے
کہ اپنی چھوٹے بڑے سب عیبون پر اطلاع وآگاہی حاصل کرے اور پھر
بھی اون پر قناعت نکرے زیادتی واقفیت کا طلبگار رہے جالینوس
حکیم نے ایک کتاب مخصوص عیوب کے پہچاننے مین اور نقایص ذاتی کے دریافت

ترجمہ قول حکیم جالینوس درباب اطلاع معائب نفسانی

کرنے مین تحریر کی ہے اوس مین لکھا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہو اور اپنے نفس کے معائب کو باوجود ظہور کے نجانتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ اوس عیب کے دفع کرنیکے واسطے کسی ایسے فاضل کامل سے صحبت اختیار کرے جو فضائل کمال کا جامع ہو اور اوسکو آگاہ کر دے کہ مین زیادہ تر اس ضرورت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ براہ صداقت صادقہ مجھکو میرے معائب پر آگاہی دیجیے اور اس امر کا عہد استوار اوس سے لے اور اوسکے اس کہنے پر راضی نہو جاے کہ آپ مین کوئی عیب نہین ہے بلکہ اس تقریر کو ناگوار کرے اور اس خیانت کا الزام دے اور عہد اول اوسکو یاد دلائے اور پھر اصرار بلیغ کرے اور الحاح سے اس امر کے بہر درخواست کرے اور اگر اسپر بھی وہ انکار کرے تو اپنا ملال ظاہر کرے تاکہ کسیقدر اوسکو خیال ہو جائے اور پھر وہ انکار نکرے اور جسوقت وہ مجبورانہ منظور کرے اور اسکے معائب کو اس سے بیان کرے تو بشاشت اپنی ظاہر کرے اور مقام خلوت مین اوسکی شکر گذاری بجالائے تاکہ وہ دوست اس اطلاع دہی کو اوسکے واسطے ہدیہ و تحفہ تصور کرے اور پھر اطلاع معائب مین کوتاہی نکرے اور جس عیب کو وہ بیان کرے اوسکی علاج کی فکر کرے تاکہ اوسکو یقین حاصل ہو جائے اور وہ معائب دفع ہو جائین یہانتک خلاصہ تھا کلام جالینوس کا مگر فقیر کی نظر مین

در اطلاع دوست کے معائب پر اصرار کرنا

جلسۂ دوم صفات متشابہ

قول لقمان اطلاع معائب میں

ایسا دوست دنیا مین کمیاب بلکہ نایاب ہی اور ایسے اشخاص کا ملنا نہایت
دشوار ہے ہان دشمن سے اس بارہ مین زیادہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے
اسلیئے کہ وہ بلا محابہ جسقدر عیب ہونگے ظاہر کردیگا اور ہرگز کوتاہی
نکریگا بلکہ اصل سے زیادہ تہمت اور بہتان بھی کریگا یہ فعل اوسکا اگرچہ
عداوت سے ہے مگر طالب حفظ کے حق مین مفید ہے مگر اسکو لازم ہے کہ
اوسکے افترا و بہتان و اتہام کو بھی عیب اصلی سمجھکر احتیاط کرے اور
اوس فعل کو عمل مین نہ لاوے جیسا کہ جالینوس نے دوسرے مقام مین
لکھا ہے کہ اچھی لوگون کو دشمنون سے بھی فائدہ پہونچتا ہے اس فقرہ کا
مطلب بھی یہی ہے اور یعقوب کندی نے جو حکماے اسلام سے ہے
کہا ہے کہ طالبِ فضیلت کو لازم ہے کہ ہمچشمون کے عادات
و افعال کو اپنے نفس کیواسطے آئینہ بنائے تاکہ جو فعل بد اون سے

معائب ابنائے جنس سے نصیحت حاصل کرنا

سرزد ہو اوس سے خود پرہیز کرے اور لوگون کے عیوب کو اس نظر سے
دیکھے کہ خود اپنے معائب کو ویساہی جان کر دفع کرے اور انکے افعال
بد کو دیکھکر اپنے نفس کو ملامت کرے اسطور سے کہ گویا یہ فعل اوس سے
سرزد ہوا ہے اور ہر روز و شب کے آخر مین اپنے تمام افعال جزئیہ کو
غور کرکے یاد کرے اور ہرگز اون جزئیات کو شمار اور احصا کرنے
مین کوتاہی نکرے اگرچہ سنگریزہ اور سوکھی گھانس وغیرہ کے مثل

مین ہو یعنے وہ فعل ایسا بے وقعت ہو کہ ہونا اور نہونا اوسکا برابر ہو اوسکو بھی
نگاہ مین رکھی اگر وہ بدی ہی تو اوس سے پرہیز کرے اور اگر نیک ہی تو اوسکا ارادہ
مصمم کری اور گناہان گذشتہ پر نفس کو ملامت کرے اور ایک سزا اوسکو واسطے
ایسی مقرر کرے کہ اوس امر بد کے عمل کرنے پر اور امر نیک کے ترک پر بیا درت
نکرے اور رفتہ رفتہ نفس کو برائیون سے نفرت اور نیکیون سے رغبت بہم پہونچے
اور ہمیشہ چاہیے کہ نیکی اور بدی جو سرزد ہو اوسکو خیال مین رکھے تاکہ
وہ بدی پھر عمل مین نہ آئے اور وہ نیکی ترک نہونے پائے اور اوسی حکیم کندی
کا قول ہی کہ یہ بات کام کی نہین ہی کہ فائدہ خلق کیواسطے اسرار حکمت کو دفتر کے
دفتر جاری کرین اور کتابین تصنیف کرین اور خود اوس سے بے بہرہ رہین
اور سنگ فسان یعنے سان کے مثل ہو جائین کہ چاقو اور چھری اور
تلوار کو برش دین اور آبدار کرین اور خود کسی چیز کو کاٹ نہ سکین
بلکہ ہمین چاہیے کہ ہم اپنے کو مثل آفتاب کے بنائین اور فیض نور کا
اپنی ذات سے تمام عالم کو پہونچائین اگرچہ ہمسے اخذ نور کرکے
کوئی مثل ماہتاب کے بنے اور ہمارا مثل ہو جائے مگر پھر بھی
فیض پہونچانا آفتاب کا کم نہین ہوتا یہانتک محصل تھا کلام
کندی کا اس تقریر کے بعد حکیم صاحب بادشاہ سے رخصت
ہوکر اپنے خوابگاہ پر گئے
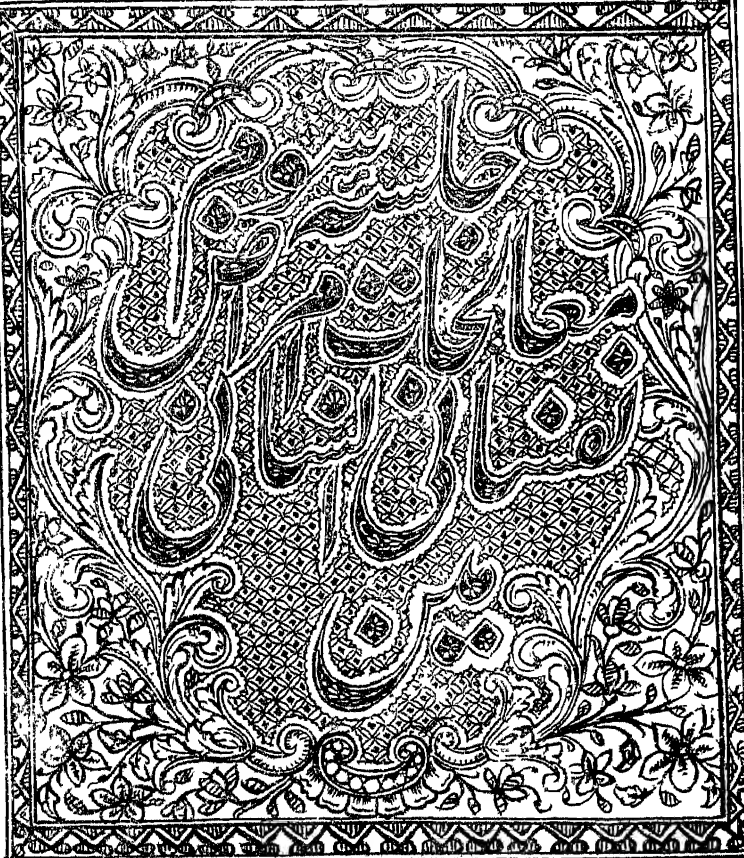
معالجات امراض نفس

جب حکیم صاحب مطابق معمول کے خدمت مین بادشاہ کے حاضر ہوے بعد حال پرسی کے بادشاہ نے کہا سوال اب عود صحت یعنے معالجات امراض نفس کو بیان کیجیے جواب علم طب بدنی مین قاعدہ کلیہ مقرر ہے کہ علاج امراض کا ضد سے کرتے ہین یعنے مادہ حار مین ادویۂ بارد سے اور مادہ بارد مین اجزائے حار سے اسیطرح طب نفسانی مین علاج رذایل کا ضد رذایل سے کرتے ہین اور فقیر پہلے گذارش کر چکا ہے کہ اجناس فضایل چار ہین اور اونکے افراط مین اور تفریط مین جو رذایل ہین وہ بھی

علاج رذایل کا ضد رذایل سے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی مین

شمار کرچکا ہون کہ آٹھہ ہین اور قاعدہ ہے کہ ایک چیز کی ضد بھی ایک ہی
ہوگی جیسے حرارت کی ضد برودت ہے اور سیاہی کی ضد سپیدی ہے
اور یہان جو ایک فضیلت کے ساتھہ دو رذیلتین گذارش ہوئی ہین
یہ رذایل دونو ایک ہی چیز سے ہین ایک افراط مین ہے اور ایک تفریط
مین انکو مجازًا ضد کہہ سکتے ہین اور طریقہ علاج کا یہ ہے کہ پہلے اسباب و علامات
سے مرض کو پہچانتے ہین من بعد علاج مین مصروف ہوتے ہین اور اعتدال
سے مزاج کے منحرف ہونیکو مرض کہتے ہین اور مزاج کو اعتدال پر پہیر لانیکو
علاج کہتے ہین اور بیان ہوچکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ایک قوت
تمیز یعنے قوت ملکیہ دوسری قوت دفع یعنے قوت غضبیہ سوم قوت
جذب یعنے قوتِ بہیمیہ اور ہر قوت کے امراض تین قسم سے خالی نہین
ہین یا بواسطہ تفریط یا بواسطۂ افراط یا بواسطۂ ردائت کے قوت تمیز
کی افراط مین مکاری و حیلہ گری پیدا ہوتی ہے اور وہم تسلط کرتا ہے
ایسا کہ امور وہمیہ کو یقین کر دیتا ہے اور تفریط مین بلاہت و بلادت
پیدا ہوتی ہے عملیات مین اور قصور نظر کا نظریات مین اور ردائت
مین شوق علم جدل اور سفسطہ کا پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے قول جا
و بیجا پر ہٹ کرنے لگتا ہے اور جو سمجھہ مین آتا ہے اوسپر یقین کر لیتا ہے
اور علم کہانت و شعبدہ وغیرہ کو واسطے حصول شہوات خسیسہ کے استعمال

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی مین

استعمال کرتا ہے اور قوت غضبیہ کی افراط مین شدت غصہ کی اور افراط
شوق انتقام کا اور عبرت بیمحل پیدا ہوتی ہے اور تفریط مین بے حمیتی
و بدلی اور مشابہت عورتون کے افعال و حرکات کی پیدا ہوتی ہے
اور ردائت مین غیظ اور غصہ جمادات اور بہایم پر پیدا ہوتا ہے او
انسان پر بھی جبکہ محل غصہ کا نہو اور افراط قوت بہیمیہ مین شکم پرستی او
حرص اکل و شرب کی پیدا ہوتی ہے اور عشق و شیفتگی ایسے لوگون کے
ساتھ جو محل شہوت نہو اور تفریط مین کسل کرنا تلاش معیشت ضروری
مین اور قطع کرنا النسل کا اور زایل ہونا شہوت کا اور ردائت مین شوق
مٹی کہانیکا اور رغبت مقاربت ذکور کی یا ازالہ شہوت کا بصورت جلق
کے یہ اقسام ہین اجناس امراض بسیطہ کے جو قوی نفس مین حادث ہوتے
ہین اور مرکب ہونے سے ان اجناس کے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین
جسکا مرجع بہی اقسام مذکورۂ بالا ہین اور بعض ان امراض سے مہلکہ ہین
مثل حیرت اور حیل کے اور علاج انکا نہایت دشوار ہے اور سبب امراض
کے دو طرح پر ہین ایک نفسانی اور ایک جسمانی اور تغیر نفس کا باسباب
نفسانی یا جسمانی ہوتا ہے مثلاً افراط غضب سے یا عشق سے یا تواتر
اندوہ سے صورت اور تدبیر مین تغیر آجاتا ہی جیسے اضطراب اور لاغری
اور تاثر بدن کا امراض و سقام سے جب کسی عضو شریف مین کوئی امر حادث

مرکب ہونے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین

ہوگا مثلاً دل و دماغ مین تو نفس کے حال مین بھی تغیر واقع ہوگا اور نفس کو جیسا
چاہیے تفکر اور تخیل اور تصرف ملکات کا ویسا نکر سکیگا پس معالج نفس کو لازم ہے
پہلے سبب حدوث مرض کا دریافت کرے اگر مبدا مرض کی جسمانی ہے تو پہلے طریقۂ
طبی سے اوسکا علاج کرے تاکہ اجسام و اعضائے شریفہ اپنی حالت اصلی پر عود کرین
اوس وقت علاج امراض نفس کا کرے کہ جب سبب زایل ہوجائیگا مسبب بھی
زایل ہوجائیگا اور طب مین چار طریقے علاج کے ہین غذا سے اور دوا سے
اور سم سے اور داغ اور قطع سے اور اسیطرح پر امراض نفسانی مین بھی خیال
کرنا چاہیے اسطرح پر کہ پہلی قباحتین اوس رذیلت کی جسکا زوال
کرنا منظور ہے اسطرح اپنی خاطر مین لاوے کہ شک و شبہات کو اوسمین
گنجایش نہ ہے اور بسبب اوس رذالت کے جو فساد دینی و دنیوی پیدا
ہونیوالے ہون اونسے اچھی طرح سے واقف ہوے پس بارادۂ مستحکم
اوسکے دفع پر مستعد ہو اگر اسیطرح سے وہ رذیلت ترک و زایل
ہوجاوے تو بہتر ورنہ جو فضیلت مقابلہ مین اوس رذیلت کے ہو
اوسکی مداومت مین زیادتی کرے مثلاً بخل رذیلت ہے اور سخاوت
اوسکے مقابلہ مین فضیلت ہے جب افہام عقلی سے بخل زایل نہو
تو چاہیے کہ طبیعت پر زور ڈالے اور مال کو وجہ مناسب مین صرف کرنا
شروع کرے یہ طریقہ بمقابلہ علاج غذائی کے ہے اور اگر اس طریقے سے

بھی مقصود حاصل نہو اوسوقت مین نفس کو ملامت اور مذمت اور توبیخ
کرے خواہ از راہ فعل کے خواہ بطریق قول کے خواہ بطریق غور و فکر
کے اور جب [illegible] شہوانی اور اعتدال پر لانا کسی ایک قوت کا قوت شہوانی
یا غضبی سے شروع ہی ہو تو اسوقت مین دیکھے کہ وہ رذیلت جسکا دفع
مدنظر ہے غلبہ قوت شہوانی سے ہے یا غلبہ قوت غضبی سے اگر غلبہ
قوت شہوانی سے ہے تو استعمال قوت غضبی سے علاج کرے اور اگر
غلبہ قوت غضبی سے ہے تو استعمال قوت شہوانی سے علاج کرے اسواسطے
کہ کھانا کھا لینا اور کچھ پی لینا اور سو رہنا جو متعلق قوت شہوانی کے ہی غصہ کو
فرو کرتا ہے اور حالت غضبی مین اشتہا کھانے پینے کی اور رغبت خواب
اور استراحت کی گھٹ جاتی ہے اِنمین سے جب ایک قوت کو غلبہ ہوگا
ضرور ہے کہ دوسری قوت کو ضعف ہو جائے اور جب یہ دونو قوتین
آپسمین ملجائینگی تو قوت تمیز کو غلبہ ہوگا اور وہ اپنا اثر ظاہر کر سکیگی
اسطرح کا علاج مقابلہ مین علاج دوائی کے کہا جاتا ہے اور جب ایسی
تدبیر سے کافی نہو اوسوقت مین دوسری رذیلت جو مقابلہ مین اوس
رذیلت کی ہے اوسکو استعمال مین لاوے یعنے جس رذیلت کا دفع منظور ہے
اگر مرتبہ افراط مین ہے تو اوس رذیلت کو ایسے جنس سے
استعمال کرے جو مرتبہ تفریط مین ہے یا برعکس اسکے مثلاً سخاوت کے

غلبہ قوت شہوانی مین استعمال قوت غضبی کا اور بالعکس طریقہ علاج دوائی کا

جائزہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

مرتبہ افراط مین اسراف ہی اور مرتبہ تفریط مین بخل ہے اگر علاج بخل کا
منظور ہے تو اسراف کا استعمال کرے اگر اسراف کا دفع منظور ہے
تو بخل سے علاج کرے مگر اوسیوقت تک کہ جب تک وہ رذیلت
اپنی حد سے گھٹ کر یا بڑہ کر مقام اعتدال مین نہ آوے اور
جب اعتدال پر آجاے اوسوقت اوسکو چھوڑ دے
اسطرح کا علاج بمقابلہ سمیات کے ہے کہ جب تک طبیب مضطر نہوگا
اور دفع مرض کا استعمال سم مین منحصر دیکھیگا اوسوقت استعمال سمیات کا
بقدر حاجت کریگا اور جب مقصود حاصل ہو جائیگا موقوف کریگا تاکہ مزاج
اوسکا عادت گیر نہو جاے اور دوسرا مرض پیدا نہو جاے مثل عادت
افیون کے اور دیگر مخدرات کے کہ ضرورتا واسطے حبس نزلہ کے یا خذبہ
رطوبات دماغی کے استعمال کیا اور بعد حصول مقصود کے انقطاع اوسکا
نہوا تو استعمال افیون کا بجاے خود ایک مرض اوس سے سخت تر ہوگیا
اور جب اس طریقہ سے بھی مقصود حاصل نہو اوسوقت نفس کو تادیب اور
تعذیب سخت مین ڈالنا چاہیے اور نفس کو تکلیفات صعب سے مثل
اعمال شاقہ اور نذر ہاے مشکلہ کے کہ جنکا بجالانا مشکل ہو مالش کرے
یہانتک کہ مصالح عقلی کی متابعت اختیار کرے اور یہ قسم علاج کے
مقابلہ مین اوس علاج کے ہی جو طب مین قطع اعضا سے اور داغ دینے سے

علاج بخل کا اسراف سے اور اسراف کا علاج بخل سے

نفس کو تکلیفات صعب سے مالش اور ریاضت دینا اور یہ علاج قطع اعضا کا ہے

جامع سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

عمل مین لاتے ہین اسقدر بیان مجمل معالجات کلی امراض نفس کا تھا اور جسنے
اس عبارت سے مناسبت حاصل کی ہے وہ اسی قاعدہ سے معالجات
جملہ امراض نفسانی کر سکتا ہے سوال ہم چاہتے ہین کہ جملہ امراض نفسانی
کی تدبیر اصلاح اور معالجات تفصیلی بیان کیجیے جواب جملہ امراض کے
معالجات کا بیان خالی تطویل سے نہین ہے اور جسکو مقتضا طبع نہین ہے
اسکو طول سے بھی کچھ نفع نہین ہے اب حسب ارشاد بعض احباب ان
امراض نفس کا علاج گذارش کرتا ہون جو سخت ترین امراض ہین اور مہلکہ
ہین اور اوسی قیاس پر جملہ امراض کا علاج ہو سکتا ہے واضح ہو کہ امراض
قوت نظری کے بجہت مراتب کے بہت ہین انمین بسیطہ بھی ہین اور
مرکب بھی ہین لیکن تباہ ترین اقسام اسکے تین قسمین ہین اول حیرت
دوم جہل بسیط سوم جہل مرکب قسم اول قبیل افراط سے ہے اور
قسم دوم تفریط سے اور قسم سوم ردائت سے ہے حیرت حادث ہوتی
ہے اوس وقت مین جب کسی مسئلہ مشکلہ دینی یا دنیاوی مین دو دلیلین
یا زیادہ مثبت اور منفی ایک معارض دوسرے کے پیش آئین اور نفس
تحقیق حق اور ابطال باطل سے عاجز آگیا علاج اسکا یہی کہ مسائل
مین غور و فکر سے اس بات کا ملکہ حاصل کرے کہ جب کسی مسئلہ مین
دو دلیلین قایم ہون تو دیکھے کہ دونون کے جمع کرنے سے مقصود حاصل

امراض مہلکہ قوت نظری

حیرت

علاج حیرت

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

ہوتا ہے یا نہین اگر نہین ہوتا تو ایک کو دوسرے سے رفع کرے یا اثبات
ونفی مین ایک کو قوت دیکر طرف قوی کو اختیار کرے اسواسطے کہ دونون
صورتون کا جمع ہونا محال ہے جب اسمین مناسبت پیدا ہو طبیعت کو
تب از روے قوانین منطقی کے اور مقدمات کے قیاس سے دلائل کے
ضعف و قوت کے ادراک کا ملکہ پیدا کرے تاکہ دو طرفون مین ایکطرف پر
جزم و یقین کرسکے اور غلط کو صحیح سے امتیاز دی سکے اور علم منطق اسیواسطے
ایجاد ہوا ہے اور خاص کرکے وہ کتابین جو سوفسطائی کے قیاسات کی
رفع غلطی کے واسطے تصنیف ہوئے ہین علاج اس مرض کے ہین جہل بسیط
اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین
جاہل ہون یہ جہل ابتداے شعور مین مذموم نہین ہے اسواسطے کہ خلقت
انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین جاہل ہون یہ جہل ابتداے
شعور مین مذموم نہین ہی اسواسطے کہ خلقت انسانکی ایسے ہی حالت پر
پیدا ہوتی ہے اور طلب علم کی شرط یہی ہے کہ جب انسان اپنے کو
جاہل سمجھیگا تب ہی طلب علم مین محنت کریگا اور جب سمجھیگا کہ مین صاحب
علم ہون تو تحصیل علم سے فارغ ہوجائیگا لیکن جہل بسیط مین باقی رہنا
جہل پر اور حرکت جنبش نکرنا واسطے تحصیل علم کے اور اوسی پر قانع
اور راضی رہنا البتہ مذموم ہے اور تباہ ترین رذیلت ہے اور علاج

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

علاج جہل بسیط

اسکا یہ ہے کہ جاہل کو اس بات پر رغبت او رغیرت دلائی جاوے کہ
وہ خیال کرے حالات انسان کے او رحیوان کے اور آگاہ ہو اس بات سے
کہ انسان کو انسان بسبب نطق و تمیز نیک و بد کے کہتے ہین اور جاہل جو فضیلت
علم نہین رکھتا جانورونمین شمار ہے نہ کہ انسانونمین اور لیجائی جاہل کو
ایسی صحبت مین جہان مجمع اہل علم و اصحاب کمال کا ہو اور باہم مذاکرہ
علم کا اور درس و تدریس کا کرتے ہون جب اونکے محاورات کو نہ سمجھیگا
اور اونکے محاورات کو بجز سننے کے فہم مین نہ لاسکیگا اونکے سامنے اپنی
اور باتین کرنیمین شرم آئیگی اور جانیگا کہ میری آواز گویا کسی جانور کی
آواز ہے اگر انسان ہوتا تو انسانون سے کلام کرنیمین مصروف ہوتا
اور یہ نہ سمجھیگا کہ مین بھی انسان ہون کہ استعداد انسانیت ہر بشر مین
ہی اسواسطے کہ جاہل کو انسان کہنا بطور مجاز کے ہے نہ از روے
حقیقت کے کہ گیہون کے درخت کو عرف مین گیہون کہتے ہین اور
جو کے درخت کو جو کہتے ہین حالانکہ وہ حقیقت مین گھاس ہے جبتک
کہ اوسمین گیہون اور جو پیدا ہو اسیطرح سب آدمیونکو انسان کہتے ہین بسبب مشابہت
کے اور انسانیت کا بالقوے ہونا بسبب علم کے ہی اور جب آدمی اپنے دلمین
انصاف کریگا تو سمجھیگا کہ جو مقصود جانورون کے پیدا کرنیکا ہی وہ اونمین
بخوبی حاصل ہی اور جو مقصود انسانکے پیدا کرنیکا ہی وہ آدمین نہین ہی پس یقین کریگا

کہ مین جانورون سے بھی بدتر ہون جب ایسی باتین اوسکے ذہن مین جمینگی اور
علم کو ذریعۂ کمال نفس کا سمجھیگا تب تحصیل پر آمادہ ہوگا اور محنت و مشقت
کو گوارا کریگا **جہل مرکب** حقیقت اس مرض کی یہ ہے کہ نفس انسان
صورت علم سے خالی ہے اور سمجھتا ہے کہ مین عالم ہون یہ رذیلت خراب
ترین رذایل ہی اور جسطرح اطبائے ابدان بعض امراض مزمنہ کے علاج سی
عاجز آتے ہین اوسیطرح اطبائے امراض نفس اس مرض کے علاج سے
عاجز ہین اور وجہ عجز کی یہ ہے کہ جب وہ خود اپنی مرض پر متنبہ نہوگا
علاج نہین ہوسکتا اور جب تک وہ اپنے کو جاہل نہ سمجھیگا تب تک
طلب نکریگا اسی سبب سے ایسے علم سے جہل بسیط بہتر ہے اور جو اس
مرض مین نافع ہی وہ صرف ایک تدبیر ہے کہ ایسے شخص کو رغبت دیجائے
طرف علوم ریاضی کے مثل ہندسہ وحساب وغیرہ کے کہ اوسکے دلائل
کے اخذ مین محنت کرے اور یہ علوم ایسے ہین کہ انکی غلطی فوراً ظاہر ہوجاتی
ہی اور غلط کنندہ کو بجز اعتراف کے چارہ نہین ہوتا اور جس علم مین دخل
نہوگا اوسمین دست اندازی نہین کرسکتا اور کریگا تو خطا اوٹھائیگا اور
جب ان علوم کے طرف متوجہ ہوگا اور خطا اوٹھائیگا تب اپنے جہل کا
اعتراف کرنے سے اوسکو چارہ نہوگا اوسوقت مین امید ہی کہ شاید اور
علوم کی نسبت بھی اپنے عقیدہ کو باطل سمجھے اور حقیقی علم کا طالب ہو

جلسه سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

امراض قوت غضبیہ

تو بعید نہین ہی کہ تہوڑے دنون مین جہل بسیط کی صفات اوسمین ظاہر ہون
اور علم کی تحصیل کرے اور امراض قوت غضبیہ کے بہت ہین مگر تین
مرض جو بہت قوی ہین اونکا ذکر کرتا ہون اول غضب ہے مرتبہ
افراط مین دوسم جبن ہے مرتبہ تفریط مین سوم خوف ہے مرتبہ
ردائت مین

غضب

اور غضب ایک ایسی حرکت ہے نفس کی کہ مبدا اوسکا
شوق انتقام ہے اور یہ حرکت جب جوش مین آتی ہے تو خون دلکا
جوش مین آتا ہے اور دماغ اور شریانات بخارات مظلم سے ممتلی
ہوجاتے ہین اور عقل کو چہپا لیتے ہین کہ فعل عقل کا ضعیف ہوجاتا ہی

مثال غضب

اور مثال اسکی پہاڑ کے ایسے غار کی ہے جسمین لکڑیان اور پتے درختون کے
اور جلنے والی چیزین بہری ہون اور اوسمین آگ لگ جاے اور اوس سے
دہوان اور شعلے بلند ہون اوسوقت کیفیت اوس غار کی کچہہ
معلوم نہو سکیگی اور بجہانا اوسکا نہایت دشوار بلکہ محال ہوگا ایطرح
سے فرو کرنا غصہ کا نہایت متعذر ہے اسوجہ سے کہ جب کچہہ تدبیر
اوسکے کم ہونیکی کرینگے مادہ قوت کا زیادہ مشتعل ہوگا اگر نصیحت
کرینگے غصہ زیادہ ہوگا اگر کوئی حیلہ برانگیختہ کرینگے تو غصہ اور
ترقی کریگا اور ہر شخص کا حال بجہت ترکیب مزاج کے مختلف
ہوتا ہے کسواسطے کہ کوئی ترکیب مشابہ ترکیب گوگرد کی ہے

کہ اندک آگ سے شعلہ پکڑ لیتی ہے اور کوئی ترکیب مشابہ ترکیب
روغن سے ہی کہ اوسکو بہت آگ چاہیے اور کوئی ترکیب مشابہ چوب
خشک کے ہی اور کوئی ترکیب مشابہ چوب تر کے ہی کہ شعلہ پکڑنا اوسکا
دیر کو ہوتا ہے اور جب اسباب متواتر ہو جاتے ہین تو تہوڑی آگ
بھی بہت کام کرتی ہے اور تر و خشک سبکو جلا دیتی ہے جسطرح سے
دو شاخین درختون کی جب ہوا سے آپسمین رگڑتی ہین تو دیر کے بعد
اوسمین آگ پیدا ہوتی ہے اور اوسکے سبب سے جنگل مین آگ لگجاتی
ہی اور خشک و تر درخت کے درخت جلکر فنا ہو جاتے ہین اسی پر خیال کرنا
چاہیے کہ بعض اشخاص کو تہوڑا سا رنج اگرچہ بسبب ایک کلمہ خلاف
کے ہو باعث فسادہاے عظیم کا ہو جاتا ہے حکیم کا قول ہی کہ اگر
کوئی کشتی ہواے تند اور آشوب دریا مین طوفانی ہو جاوے اور
اوس دریا مین ٹھوکر کھانیکی چیزین مثل پہاڑ وغیرہ کے بہت ہون
تو اوسکی نجات پا جانیکی اسید ہے کہ ملاحون کی تدبیر اور کوشش کو
گنجایش ہی الا شخص غضبناک کی اصلاح نہین ممکن ہے کہ کوئی تدبیر
نافع نہین پڑتی جسقدر نصیحت کرین اور جسقدر اوسکے سامنے الحاح
کرین اوتنا ہی سبب زیادتی کا ہوتا جاتا ہی اور طریقہ علاج کا جیسا
کہ گذارش کیا گیا یہ ہی کہ پہلے سبب مرض کو دریافت کرے اور

تدبیر دفع سبب کی کرے کہ مسبب آپ ہی زائل ہو جائیگا اور اسباب
غضب کے حکما نے ذیل لکھے ہین اول عجب دوم افتخار سوم
مراء چہارم لجاج پنجم مزاح ششم تکبر ہفتم استہزا ہشتم
غدر نہم ضیم دہم طلب ایسے نفائس کی جو بسبب کمیابی کے
عزیز الوجود ہوا اور موجب فساد اور حسد کا ہو اور عوارض غضب کی
سات لکھے ہین کہ بعد حادث ہونے غضب کے لازم آتے ہین
اور کبھی انہین سے بعض سبب بھی غصہ کا ہو جاتے ہین اول ندامت
دوم توقع مجازات یعنی بد جزا کی دنیا مین خواہ آخرت مین سوم
مقت دوستان یعنی ناخوشی احباب کی چہارم استہزاے اراذل
یعنی مضحکہ کرنا ذلیل لوگون کا پنجم شماتت اعدا ششم تغیر مزاج
ہفتم تالم بدن اور غصہ کے ساتھہ اگر ان عوارض مین سے کوئی
عارض ہوا اور پھر سکون ہو گیا تو وہ غصہ ہے ورنہ اوسکو جنون
کہنا چاہیے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرارت غضبی دل پر ایسی
محیط ہو جاتی ہے کہ اوس سے وہ امراض سخت پیدا ہوتے ہین جنسے
کہ آدمی کی جان تلف ہو جاتی ہے اور طریق معالجہ اسباب غضب کا
زوال سبب ہی عجب کی حقیقت یہ ہے کہ انسان کو ایک مظنۂ بے اصل پیدا ہو
کہ مین فلان قسم کی منزلت و تعظیم کا سزاوار ہون اور حالانکہ وہ حقیقت مین

اسباب غضب کے دس ہین

عجب

کچھہ نہین ہے جب اوسکے خلاف کوئی امر ظہور مین آویگا تب باعث
ہیجان غصّہ کا ہوگا اور جب وہ شخص اپنے عیوب اور نقائص پر واقف
ہوگا اور سمجھیگا کہ وہم میرا غلط تھا اور فضیلت کوئی خاص امر میرے
واسطے نہین ہے بلکہ ایک امر مشترک ہے فیمابین میرے اور بعض
دیگر اشخاص کے عجُب جاتا رہیگا اور قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنے

افتخار

کمال مین اور لوگون کو بھی صاحب دستگاہ پاتا ہی تو عجب نہین کرتا افتخار
مباہات کرنا ہے اون امور خارجی پر جو ہمیشہ معرض زوال وفنا مین
ہین اور اونکی بقا پر کبھی اعتبار اور وثوق نہین ہو سکتا اگر فخر کثرت مال پر
ہی تو لٹ جانے اور چوری جانے سے اور چھن جانے سے محفوظ نہین
ہی اگر فخر اسکا بسبب علوے نسب کے ہے تو یہ دعوے اوسکا تب
صادق ہی جب اوسکے باپ دادا مین کسیکو فضل وکمال حاصل ہوا فرض
کرین کہ جسکو فضیلت حاصل ہے وہ اگر موجود ہو کر کہے کہ جس بات کا

نقل لطیف

تو دعوے کرتا ہے وہ مجھکو حاصل ہے تجھے کیا اوسوقت کچھہ جواب نہین
دے سکتا نقل ہے کہ رؤساے یونان مین ایک شخص نے کسی حکیم کے
غلام کے مقابلہ مین اظہار فخر کیا غلام نے کہا کہ اگر ذریعہ تیرے فخر کا
تیرا یہ لباس فاخرہ ہے جس سے اپنے بدن کو آراستہ کیا ہے تو یہ حسن
او زینت کپڑی کی ہی تیری نہین ہی او اگر موجب تیرے فخر کا یہہ

مراء و لجاج

مزاح

گھوڑا ہے جسپر تو سوار ہو تو یہ جستی و چالاکی گھوڑے کی ہے تیری نہیں ہے اور
اگر مایۂ فخر تیرا بزرگی اور فضیلت تیرے باپ دادا کی ہے تو صاحب
فضیلت وہ تھے نہ کہ تو اور وہ آپ ہے کیسکی فضیلت تجھ مین موثر نہین
ہوسکتی لیس فخر تیرا کسواسطے ہے مراء اور لجاج یعنے جدل او رخصومت
کے ہین اور دونون کا مطلب قریب قریب ہے اور وہ فعل ہی جس سے
دلونمین بغض و عناد پیدا ہوتا ہے اور الفت و محبت زائل ہوجاتی ہے
اور ظاہر ہے کہ نظام عالم الفت محبت کے ساتھہ وابستہ ہے
پس ثابت ہوا کہ مراء لجاج سے رذیلتین ہین کہ جس سے انتظام عالم
مین خلل پڑتا ہے اور بدترین رذائل مین مزاح یعنے ہنسی
دل لگی جب تک کہ اعتدال مین ہے تب تک باعث شگفتگی خاطر
اور سبب لطف صحبت کا ہے عقلاً اور شرعاً محمود ہے حدیث
سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام مزاح کرتے تھے یہانتک کہ اونکو ن نے
اوسکو عیب گردانا اور سلمان فارسی نے ایک مزاح کی جواب مین
جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اسی مزاح نے تمکو اس درجہ تک پہونچایا
مگر حد اعتدال کو ملحوظ رکھنا دشوار ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ قصد
اعتدال کا کرتے ہین اور ہوتے ہوتے نوبت یہان تک پہونچ جاتی ہے

کہ باعث رنج و ملال کا اور سبب غصہ کا ہوجاتا ہے اسیواسطے لازم ہے جس شخص
کو قدرت حفظ اعتدال کی ہو احتراز لازم ہے تکبر عجب کے قریب ہے
اور فرق عجب مین اور تکبر مین یہ ہے کہ عجب کرنیوالا اپنے نفس کے ساتھ
جھوٹھ بولتا ہے اور جو گمان اوسکو ہوگیا ہے اوس سے نفس کو دہوکھا
دیتا ہے اور تکبر کرنیوالا غیروں کے مقابلہ مین جھوٹھ بولتا ہے اگرچہ اپنے
گمان مین وہ بات نرکہتا ہو جسپر تکبر کرتا ہے سوال مثال عجب کی اور تکبر کی
جدا جدا بیان کیجیے جواب مثال عجب کی قرآن مین حق تعالے نے نسبت صحابہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کے فرمایا ہے کہ تمنے عجب [گھمنڈ ۱۲] کیا بسبب کثرت اپنی فوج کے
اور قصہ اوسکا یہ تہا کہ جب جنگ حنین کو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عزیمت فرمائی تو اٹھارہ ہزار آدمی یا کچھہ کم ہمراہ تھے بعضے
صحابہ نے کہا کہ آج فوج ہماری بہت ہے ہم نہ بہاگینگے حالانکہ یہہ
مضمون خلاف واقع تہا دو طرح سے اول نظر بہ کثرت فوج کے کہ عدد
لشکر مخالف کے لشکر اسلام سے دوچند یا زیادہ تھے دوم یہ کہ ثبات
و استقلال لڑائی مین بسبب کثرت کے نہین ہوتا بلکہ بسبب سکون نفس کے
ہوتا ہے اسوجہ سے کہنے والے نے اپنے نفس کو امر خلاف پر دہوکھا
دیا اور مثال تکبر کی حکایت ہے شیطان کی جب حکم ہوا ملایک کو سجدہ
آدم کا اور عزازیل نے انکار او تکبر کیا کہ مین آگ سے پیدا ہون اور آدم

نتیجہ

مثال عجب

مثال تکبر

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

خاک سے چونکہ آگ لطیف ہی خاک سی اس سبب سے اپنی نفس کو افضل سمجھا
آدم سے اور مقابلہ آدم مین تکبر کیا حالانکہ سبب سجدہ کرنیکا فضیلت
خاک کی نتھی بلکہ عظمت نبوت کی تھی یا محض امتحان تھا اور شیطان
مین کچھہ جو داوس عظمت کا نتھا امر روغ کو کام مین لایا **استہزا**
یعنے کسیکے قول یا فعل پر ہنسنا او مضحکہ کرنا اور یہ کام ہے اون لوگونکا
جو مسخرگی اپنا شعار رکھتے ہین اور اپنے ہنسے جانے سے پروا نہین
رکھتے یا طریقہ ہے اون لوگون کا جنھون نے واسطے معیشت کے
امرا اور صحاب ثروت کے سامنے اسطرح کی باتونکا پیشہ اختیار کیا ہے
او جسکو اپنی آبرو کا حفظ ہے او غیرت وحیا کے ساتھہ موصوف ہی
وہ کبھی مرتکب ایسے افعال کا نہوگا اگرچہ اسکے عوض مین خزانہ بادشاہی
اوسکو دیدین **غدر** یعنے بیوفائی اسکے وجوہ بہت ہین اور بہت سے
مقامونمین غدر کا استعمال محاورہ مین آتا ہے اخذ مال مین اور کسب
جاہ مین اور دوستی کی شرائط کی مخالفت مین اور ازالہ حرمت مین اور مثل اسکے
جتنے اقسام غدر کے ہین اونمین سے کوئی پسندیدہ نہین ہے اور حرام
مین بھی کوئی اقرار اس صفت کا اپنے مین نہین کرتا اور سب اسکو عیب
جانتے ہین سوال بال ہین غدر کسکو کہتے ہین اور جاہ مین غدر کا
مقصود کیا ہے اور دوستی مین غدر کے کیا معنے ہین جواب اعتماد

استہزا

غدر

شایان جو فعل ہو اوسکے خلاف عمل مین لانا غدر ہے مثلاً زید نے بکر کی
اعتماد پر مخفی کچھہ مال امانت مین رکھا جب طلب کیا بکر منکر ہو گیا اسکا
نام غدر ہے مال مین اور جاہ مین غدر کی مثال یہ ہے کہ کسی وزیر نے
کسی شخص کو اپنا معتمد کیا اور امور وزارت مین وزیر کو مدد دینے لگا
اور آخر کو بادشاہ کی پاس رسوخ بہم پہونچا نیکو وزیر کی نسبت ایسے امور کا
نشان دینے لگا کہ وہ معتوب ہوا اور خود وزیر ہو گیا اور دوستی مین غدر یہ ہے
کہ زید نے دوست کے اعتماد پر اپنے عیال کو چھوڑ کر سفر کیا اور معتمد
نے اوسکی حرمت مین دست اندازی کی

ضیم

ضیم اوسکو کہتے ہین کہ کوئی
شخص دباؤ ڈالکر چاہے کہ کسی امر مکروہ کا اوسکو متحمل کرے یہ امر خواہ
بمراد انتظام ہو خواہ واسطے اپنے نفع کے دوسریکو ضرر کا خواہان ہو

طلب نفائس

طلب نفائس نادر الوجود جو سبب غصہ اور غیض کا ہوتا ہے
یا بادشاہ اور وزیر و امیر کی نسبت ہے یا اوسط کے لوگون کی
نسبت بخلاف غربا اور اہل افلاس کے بادشاہ و وزیر وغیرہ کے
صورت یہ ہے کہ کبھی ایسے لوگون کو شوق نفائس مین توجہ مفرط
ہوتی ہے کہ اوسکے بہم پہونچانے مین صرف کثیر اور محنت شاقہ
گوارا کرتے ہین اور جب وہ شے ہاتھہ آجاتی ہے تو حد سے زیادہ مسرور
ہوتے ہین اور چونکہ زمانہ ہمیشہ انقلاب پسند ہے اور نیرنگی اسکے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

لوازم سے ہے جب وہ شے چوری سے یا کسی صدمہ سے یا کسی سبب
سے زائل ہوجاتی ہے تو قلق و رنج ایسا لاحق ہوتا ہے کہ بسبب اوس
غصہ و ملال کے انتظام امور سلطنت مین خلل آجاتا ہے اور جب اوسکا
مثل دستیاب ہونے سے یاس ہوتی ہے تو دو چند تاسف لاحق
ہوتا ہے اور اوساط الناس کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی چیز عمدہ یا کوئی
جواہر بیش بہا یا کوئی گھوڑا تحفہ یا کوئی لباس فاخرہ یا کوئی عورت صاحب
جمال اونکے ہاتھ آجائے تو اوسنے اعلےٰ درجہ کے لوگ اوسکے طالب
ہوتے ہین اگر دیتے ہین تو اوسکی مفارقت کا قلق باعثِ ملال ہوتا ہے
اگر نہین دیتے ہین تو طالب اوسکا درپے ہلاک و استیصال ہوتا ہے
اور اگر کبھی اوسکے بیع کا ارادہ ہوتا ہے تو خریدار نہین ملتا اگر کوئی ٹھہرا
بھی تو قیمت نصف کا وصول ہونا ممکن نہین ہوتا اوسوقت قلق اوسکے
تلفِ قیمت کا ہوتا ہے اور جو لوگ عاقل اور دور بین ہین وہ ابتدا سے
ایسی شے کے انجام کا خیال کرتے ہین اور اوسکی نزدیک نہین جاتے
اور ہاتھ آجائے تو اوس سے طبیعت کو لستگی نہین ہونے دیتے اور
اوسکو منجملہ اسباب تجارت کے سمجھتے ہین اور اقسام منافع اوسکے
ذریعہ سے حاصل کرتے ہین یا اوسکو واسطہ اپنے دفع ضرر کا گردانتے
ہین ایسے لوگ اوسکے مہالک سے محفوظ رہتے ہین اور جو شخص

صاحب کمال عدالت اسکا علاج غضب آسان ہے

شرائط عدالت کی رعایت کریگا اور ملکہ اوسکا حاصل کریگا اوسپر
غضب کا علاج نہایت آسان ہوگا اسواسطے کہ غضب اسباب ظلم
سے ہی اور اوصاف جمیلہ مین غضب کو شمار کرنا کسیطرح لائق نہین ہے
اور اکثر نادان شدّت غضب کو کمال مردمی پر محمول کرتے ہین اور
شجاعت اوسکا نام رکھتے ہین حالانکہ جو شخص اپنے نفس پر اور اپنے
یارون پر اور اپنے متوسلون پر اور غلامون پر اور کنیزون پر اور خادمون پر
اور تابعین پر ظلم وستم کرے اوسکو کیونکر ممدوح کہینگے کہ اندک خطا پر یا
بخطا محض کسی امر خلاف مزاج ہونے پر زبان سے اور ہاتھ سے اونکی
آزار رسانی پر آمادہ ہوجائے اور نہ اونکے عذر کو پذیرا کرے نہ اونکی بیقراری
پر ترحم کرے اور جسقدر وہ لوگ الحاح کرین اور ناکردہ گناہ بامید عفو
کے اقرار کرکے استغفائے تقصیر چاہین اوسیقدر غصہ اونکا اور زیادہ
بڑھ جاتا ہی اور بعض اشخاص کے مزاج مین جب جوہر غضب کا غلبہ ہوجاتا
ہے تو اونکی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ جانوران بے زبان پر غصّہ کرتے
ہین ظروف کو توڑ ڈالتے ہین چڑیونکو ہلاک کر ڈالتے ہین کپڑون کو
پہاڑ ڈالتے ہین پھر بھی تسکین نہین ہوتی اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ
اگر ابر خلاف خواہش اونکی نہین برستا ہے یا زیادہ برستا ہے تو منہ کو اور
ابر کو مغلّظات کا لیان دیتے ہین اور قلم کا قط اگر خلاف مرضی لگجاتا ہے

تو قلم کو توڑ ڈالتے ہین ایسے اشخاص کے افعال اسکے لایق ہوتے ہین
کہ لڑکے اور نادان لوگ اون پہ مضحکہ کرین پس ایسے لوگ مستحق فضیحت
وملامت کے ہین نکہ سزاوار تعریف اور مدحت کو اور ایسے حالات لڑکون اور
عورتون اور بیمارون اور بڈہون مین اکثر پیدا ہوجاتے ہین اور رذیلت
غضب رذیلت شرہ سے بھی پیدا ہوجاتے ہے کہ جب صاحب
شرہ اپنی خواہش کی چیزون سے ممنوع ہوتا ہے تو اوسکو غصہ آتا ہے
اون لوگون پہ جو اہتمام مین اوس کام کے مصروف ہون اور بخیل کا
مال اگر ضایع ہوتا ہے تو اوسکو بھی غصہ آتا ہے اور اچھے لوگون پہ
تہمت لگاتا ہے اور ہر شخص سے بدگمان ہونے لگتا ہے اور نتیجہ ایسے
غضب کا یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کا دل اوس سے متنفر ہوجاتا ہے
اور دوست واحباب اوسکے نہایت کم ہوتے ہین اور ہمیشہ زندگانی
اوسکی رنج وکدورت مین بسر ہوتی ہے اور ایسا شخص شقاوت
وسفاہت کے ساتھہ موصوف ہوتا ہے اور صاحب شجاعت
اپنے حلم سے ایسی آگ کو فرو کردیتا ہے اور جو جو سبب غیظ اور
غضب کے ہین اونسے جان بوجھ کر کنارہ کرتا ہے سکندر کی حکایت
ہے کہ ایک نادان سکندر کی عیب جوئی اور ذکر نقائص کیا کرتا تھا
خواہون مین کسی نے کہا کہ اسکی گوشمالی اگر ہوجاتی تو یہ ان کلمات سے

غضب شرہ سے پیدا ہوتا ہے

حکایت سکندر

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

کے کہنے سے باز رہے سکندر نے کہا کہ اسکا تدارک عقل و فراست سے
دور ہے اسپر چشم نمائی کرنا گویا اوسکو اس بات پر جرٲت دلانی ہے بلکہ اور
لوگون کو اس فعل پر حریص کرنا ہے اسکا تدارک یہی ہے کہ حلم اختیار کیا جائے
اور سکوت سے کام لیا جائے کہ یہی باعث اوسکی خاموشی کا ہوگا اور دوسری
حکایت ہے کہ کسی غنیم نے سکندر پر خروج کیا تہا اور اوسکے ملک مین فتنہ
و فساد ڈالا نہا جب وہ قید ہو کر آیا سکندر نے اوسکے گناہ کو عفو کیا بعض
مصاحبون نے کہا کہ اگر مین بجائے آپ کے پادشاہ ہوتا تو اوسکو ضرور
قتل کرتا سکندر نے کہا مین مثل تیرے نہین ہون اسیواسطے اسکو چھوڑے
دیتا ہون یہ ہین اسباب غضب کے تدبیرین امراض نفس کے ہین پس جسکو
فضیلت کو علاج منظور ہو تو چاہیے کہ حلم کو شعار اپنا اختیار کرے اور
اسباب غضب سے احتراز لازم سمجھے اور باقتضائے عقل و فراست
رفع اس مرض کا کرے جبن و بددلی یعنے بُودا پن اور نامردی ضد غضب
کی اور غضب حرکت کرتا ہے اور جوش مین آتا ہے نفس کا شوق انتقام
مین اور جبن ساکن ہو جاتا ہے نفس کا اوس مقام مین جہان حرکت نفس کی
ضرور ہو واسطے انتقام کے اور عوارض اس مرض کے کئی ہین اول اہانت
نفس یعنے ذلت و رسوائی کا گوارا کر لینا نفس کا دوم سوء عیش یعنے بری
طرح سے زندگانی کرنا سوم طمع فاسد یعنے بری طور پر امید رکھنا اپنے

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

اہل دراوادت اور صاحبان معاملہ سے چہارم قلت ثبات یعنے بڑی
کامون مین ثبات کا نکر سکنا پنجم محبت راحت کی اور کسل یعنے راحت
وآرام کی محبت سے کسل وکاہلی ایسی اختیار کرنا جس سے رذایل پیدا
ہون ششم مسلط ہوجانا ظالمون کا ظلم مین یعنے گوارا کر لینا ظلم کا
اور دفع ضرر بدل کبہی نکرنا یا یہ کہ ظلم کا تحمل کرنے سے جوش غضبی کا سرد
ہوجانا ہفتم راضی ہوجانا فضیحت پر اپنی اور اپنی اہل وعیال کی اور
تلف مال کے ہشتم بدہا تونکو سنکر خاموش ہو رہنا اور گالیون اور تہمتون کا
سہ لینا نہم عار نہ سمجہنا اون باتون کو جو باعث ننگ کی ہون اور
علاج اس مرض کا بہی زوال سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ معالجہ غضب
مین بیان کیا گیا اور معالجات ہمیشہ ضد کے ساتہہ ہوتے ہین اور معلوم
ہوچکا کہ غضب ضد ہے جبن کی پس چاہیے طالب صحت کو نفس کو
آگاہ کرے اون نقصانات سے جو متعلق اس مرض کے ہین اور نفس کو
حرکت دے غضب کی اون سببون سے جن سے غصہ پیدا ہوتا ہے
اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا نہین ہے جسمین استعداد غضب کی نہو
مگر یہ کہ ناقص اور ضعیف ہوجائے پس چاہیے کہ متواتر حرکت مین لاوے
غضب کو جسطرح سے تہوڑی سی آگ کو خس وخاشاک اور خشک
لکڑی پر رکہکر ہوا دیتے ہین یہانتک کہ وہ شعلہ ور ہونے لگتی ہے

قلت ثبات
محبت راحت
قبول ظلم
رضا بر فضیحت
گوارا کرنا بدگو
عدم عار
علاج جبن

حکایت حکیم

علاج خوف

اور خصومت اور منازعت کرنا ایسے شخص سے جو صاف طور پر بے مکر و
فریب کے جھگڑا کرے اس باب مین نافع تر ہے یہانتک ارتکاب ایسی
حرکات کا کرے کہ نفس حالت تفریط سے بلندی قبول کرکے حد اعتدال
پر آوے پھر زیادہ تحریک نکرے کہ افراط کو پہونچ جائے ایک حکیم کی نقل
ہے کہ اوسنے اپنے نفس مین استعداد مرض جبن کی پائی اور متوجہ علاج ہوا
تب اوسنے لڑائیون مین اور سخت معرکون مین شریک ہونا اور خوفناک
کامون مین دخل دینا اور دریا کی حالت تلاطم مین کشتی پر سوار ہونا اختیار
کیا یہانتک کہ نفس نے ثبات و صبر اختیار کیا علاج خوف واضح ہو
کہ خوف بھی توابع جبن سے ہے بلکہ اکثر سبب جبن و بددلی کا خوف
ہوتا ہے اور خوف تصور ہے ایک ایسے امر مکروہ کا زمانۂ آیندہ مین جسکے
دفع پر نفس قادر نہو یا تحمل اوسکا نفس پر شاق ہو اور جس امر کا خوف ہے
دو حال سے خالی نہوگا یا وہ امر عظیم ہے یا سہل اور دونو صورتون مین
یا ضرور ہے ہوگا اور یا ممکن ہے گا سبب یا فعل صاحب خوف کا ہے
یا فعل غیر کا بہرحال کسی صورت مین خوف کرنا مقتضائے عقل نہین ہے
کسواسطے کہ اگر وہ امر جو سبب خوف کا ہے ضروری ہے اور دفع اوسکا
امکان بشری سے خارج ہے مثلاً بجلی گرنیکا خوف ہے کہ بجلی کو کوئی
مکان مستحکم اور کوئی شے روک نہین سکتے یا مثل اسکے اور کوئی بلا ہے

ایسی چیزون سے خوف کرنا گویا عبث عبث قبل وقوع واقعہ اپنے کو رنج ومحنت
مین مبتلا کرنا ہے اور تا نزول بلا اپنی عمر وفرصت کو منغص وضایع کرنا ہی
اور تدبیر مصالح دنیوی اور تحصیل سعادت اخروی سے محروم رہنا ہے اور
اگر انسان اپنے دلکو تسلی دیتا رہے اور اپنے امور مین مصروف رہے تو
نقصان قومی سے بہی محفوظ رہیگا اور آیندہ کیواسطے بھی تدبیر وفکر کرسکتا ہے
اور جس امر سے خوفناک ہے اگر وہ ممکن ہے اور فعل غیر کا ہے تو غور کرنا
چاہیے کہ جو شے ممکن ہے اوسکا ہونا بہی ممکن ہے اور نہونا بہی ممکن ہے
پس ہونے پر یقین کرلینا اور نہونے کو بہلا دینا بے عقلی ہے کیا بعید ہے
کہ وہ امر ظہور پذیر نہو اور بالفرض اگر ہو بھی تو جب تک نہین ہوتا ہی
تب تک انسان کیون عافیت اپنی تنگی مین ڈالے اس سے اولے ہی
کہ اوسکے نہونے کو گمان مین رکھے اور اپنے عیش کو منغص نکرے اور
اپنی مہمات دینی ودنیوی کو انجام دیتا رہے اور اگر وہ امر خوفناک صاحب
خوف کا فعل ہے تو جس امر سے اندیشہ خوف کا ہو اوس سے احتراز کرے
بہرحال کسی صورت مین خوفناک رہنا چاہیے اور تسلّی اور اطمینان سے اپنا
کام کرتا رہے اور اگر خوف مرگ ہے تو واضح ہو کہ موت سے وہی شخص
ڈریگا جو موت کی حقیقت کو نہ جانیگا کہ کیا چیز ہے یا یہ کہ اندیشہ کرے
کہ بعد مفارقت روح کے اعضائے بدن گہل جائینگے اور میری ذات گم

تو ضرور

فنا ہو جائینگے یا یہ خیال کرے کہ دنیا بحال خود رہیگی اور ہم سب سے بے خبر ہو جائینگے
یا یہ تخیلہ کرے کہ مرنے مین ایسی سخت ایذا ہوتی ہے جو کسی مرض سخت مین
نہین ہوتی یا بعد مرنیکے عذاب سے ڈرتا ہو یا یہ کہ متحیر ہو کہ حال اوسکا
بعد مرگ کے نہین معلوم کیسا ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ بعد میرے اولاد اور
مال کا انجام نہین معلوم کیا ہو اکثر یہ خیالات باطل اور بے حقیقت ہوتے
ہین اور منشا ان سب کا جہالت ہے جاننا چاہیے کہ نفس انسان ایک
ایسا جوہر ہے کہ بدن کی تحلیل اور فانی ہو جانے سے معدوم نہین ہوتا ہے
اور مرجانا انسان کا ایسا ہے کہ گویا کوئی کاریگر اپنی آلات کو معطل کر دے
اور اونسے بے سروکاری اختیار کرے یا یہ کہ وہ مندرس ہو جائین اگر
سبب خوف کا یہ ہے کہ شخص نہین جانتا کہ انجام نفس کا کیا ہو گا بس خوف
اوسکا جہل سے ہے نہ مرگ سے ایسے سبب سے علما اور حکمانے طلب علم
مین لذات کو ترک کیا ہے اور راتونکو کم سونا اور کم کہانا اختیار کیا ہے
اور علم حاصل کر کے اس رنج جہالت سے محفوظ ہو گئے ہین پس باعث
رنج حقیقی کا جہل ہے اور باعث راحت حقیقی کا علم ہے اور حکمانے
دنیا و مافیہا کو بے حقیقت اور ناچیز سمجھ لیا ہے اور بقاے ابدی اور راحت
سرمدی کو اختیار کیا ہے اور دنیا سے بقدر ضرورت کے جس سے
چارہ نہین ہے قناعت کی ہے اور عیش فضولی سے دل کو اوٹھا لیا ہے

اسواسطے کہ عیش فانی کیواسطے ایک انتہا ہے پس خوف کرنیوالے
درحقیقت اس عیش فانی کی فنا سے ڈرتے ہین نہ کہ مرگ سے اسی سبب سے
حکمانے کہا ہے کہ موت اور حیات دو طرح کی ہے ایک موت و حیات
ارادی ہے اور ایک موت و حیات طبیعی ہے موت ارادی سے
مراد ہے ترک شہوات سے اور موت طبیعی مراد ہے مفارقت نفس
و بدن سے اور حیات ارادی سے مراد ہے وہ حیات جو فنا ہونیوالی ہے
اور مادہ اوس حیات کا کھانا پینا ہے اور حیات طبیعی مراد ہے حیات
ابدی سے اور بقائے سرمدی سے جسکا حاصل سرور و راحت دائمی
ہے اور جو شخص موت طبیعی سے خائف ہے وہ درحقیقت اوس بات سے
خائف ہے جو انسان کے لیے ضروری و لابدی ہے اور یہی موت طبیعی
باعث ہے حیات ابدی کی اور ذریعہ ہے حصول نعمات کی اور کون
عاقل ایسا ہے کہ جو فنا کو حیات سمجھے اور حیات کو فنا تصور کرے بلکہ
عقل کا مقتضا یہ ہے کہ نقصان سے گریزان ہو اور کمال سے موانست
کرے اور ہمیشہ طالب ایسی چیز کا ہو کہ جو مرتبۂ شرافت کو پہونچا دے
اور باقی رہے اور جب انسان کو بعلم و یقین ثابت ہو گیا کہ ہر طرح کی
الام و ایذا اور خوف و ملال اور خواہش شہوات اور آفات و بلیات
سب لازم جسم جماد و نبات ہین جب نفس نے جسم کثیف کو چھوڑا اور سب

موت ارادی
موت طبعی
حیات ابدی

عوارض جسمانی سے نجات ہے اور عالم ملکوت مین پہونچکر جوار خداوند جلیل
مین اور صحبت ارواح پاک مین رحمت بے نہایت کا سزاوار ہوا جو شخص
موت سے ڈرتا ہے اس گمان سے کہ بعد مرنیکے بہت سخت ایذا ہوتی
ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ بیقین جانے کہ گمان اوسکا غلط ہے اسواسطے
کہ محسوس ہونا الم و ایذا کا اوسوقت تک ہے کہ جبتک آدمی زندہ ہے
اور اثر نفس کا جسم مین باقی ہے اور جب جسم مین اثر نفس کا نرہا
اوسوقت بدن کو کسیطرح کا الم محسوس نہوگا پس معلوم ہوا کہ موت
ایک ایسی حالت ہے کہ بدنکو بعد موت کے کچھ حس باقی نہین رہتا
پس خوف کرنا الم اور ایذا سے موت کا بے عقلی ہے اور جو شخص موتسے
بواسطہ عذاب کے ڈرتا ہے وہ اپنے گناہونکا اعتراف رکھتا ہے
بس خوف اوسکا مرگ سے نہین ہے بلکہ گناہون سے ہے اور
علاج اوسکا یہ ہے کہ افعال گذشتہ سے تائب ہو اور آیندہ کیواسطے
ارتکاب گناہونکا نکرے اور سبب گناہونکا جہالت ہے اور ازالہ جہالت کا
علم سے ہے بس تحصیل علم سے اس قسم کا خوف زائل ہوسکتا ہے اور
جو شخص حیرت رکھتا ہے کہ بعد مرگ کے دیکھیے کیا ہو وہ دو حال سے
خالی نہین یا وہ بعد موت کے بقائے نفس و روح پر اعتراف رکھتا ہے
یا نہین رکھتا اگر نہین رکھتا ہے تو بسبب جہل کے ہے اور ازالہ اوسکا علم سے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

ہوگا اور اگر اعتراف بقائے نفس و روح کا ہے بعد مرگ کے تو اوسکے
واسطے وہی تدبیر کافی ہے کہ جو سابقاً گذارش کی گئی اور جو شخص اپنے
اہل و عیال اور ملک و مال سے خائف اور متاسف ہے اوسکو اسیقدر
کافی ہے کہ سمجھلے موت ضرور ہے شدنی او نہ لابدی ہے پس اوسکا
رنج و افسوس کرنا بے سود ہے فکر بیکار مین اپنے عیش و راحت کو عبث
تباہ کرنا ہے اور تمنا طول حیات کی بیجا ہے اسواسطے کہ آخر کو
پھر ایکدن فنا لازم ہے اور حیات دوام اس عالم مین غیر ممکن اور
محال ہے اور عاقل کو محالات پر رغبت نہ ہونی چاہیے اور اگر انسان
غور سے تصور کرے تو تمنائے محال کبھی نکرے اسواسطے کہ ابتدائے
خلقت بنی آدم حضرت آدم سے ہے اور اوسوقت سے ابتک
کسیکو حیات دوام حاصل نہین ہوئی تو ہمکو کیونکر حاصل ہوجائیگی
پس تمنائے محال بیعقلی ہے اور صاحب عقل سلیم جسوقت غور
کریگا تو اوسکو ثابت ہوگا کہ اس عالم مین موت ایک مصلحت
پروردگار ہے اور بقا مین بہت سی قباحتین متصور مین اگر بقا
احسن ہوتی تو چاہیے تھا کہ ہمارے اسلاف سبکے سب باقی
ہوتے اور سلسلہ توالد و تناسل کا جاری ہوتا اور جتنے آدمی
پیدا ہوچکے ہین وہ سب اگر اسوقت تک زندہ ہوتے تو زمین

بقا مین بہت قباحتین ہامین

تو زمین پر کھڑے ہونیکی جگہہ نہ ملتی شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اس مطلب کو
ایک تقریر روشن کے ساتھہ بیان کیا ہے لکھتے ہین کہ اگر ہم فرض کرین
کسی ایسے ایک شخص کو مشاہیر اسلاف سے جنکی اولاد مشہور اور معین
ہو مثلاً حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام جنکی وفات
کو اسوقت تک چار سو برس کا زمانہ گذرا ہے ذرّیت اور نسل اونکی
جو اونکے عہد مین تھی اور بعد وفات اونکی اس چار سو برس کے عرصہ مین
پیدا ہوئے اگر سب زندہ ہوتے تو شمار اونکا رب اور کھرب سے تجاوز
کر جاتا اسواسطے کہ یہ امر یقینی ہے کہ اولاد حضرت کی بلاد ربع مسکون مین
پریشان اور پراگندہ ہے باوجودیکہ ہزارون قتل ہوئے اور ہزارون انواع
استیصال سے ہلاک ہوئے اب بھی اگر شمار کیا جائے تو تمام روئے زمین
مین دو لاکھہ آدمی اسوقت موجود ہونگے اور جتنے آدمی اوس قوم مین
پیدا ہوئے ہین کیا خورد اور کیا بزرگ اگر سب شمار کیے جاوین تو اوسوقت
دیکھیے شمار اونکا کہان سے کہان تک پہونچتا ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے
کہ اگر چار سو برس کی مدت مین موت درمیان سے اوٹھا لیجائے اور سلسلہ
توالد اور تناسل کا برقرار رہے تو اس صورت مین شمار کہان تک پہونچتا ہی
تختہ زمین جو اہل علم مساحت کے نزدیک پیمایش ہو کر معین اور مقدر
ہو چکا ہی ہر شخص پر تقسیم کیا جائے تو حصہ ہر شخص کا اسقدر نہوگا کہ ٹھہر سکے بلکہ اگر

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

سبکے سب لوگ ہاتھون کو لٹکائے ہوئے اور بازو سے بازو اور پشت سے سینہ
ملائے ہوئے کھڑے رہین تو بھی زمین کھڑی ہونیکو کافی نہو سونا اور بیٹھنا اور
چلنا اور پھرنا تو ممکن ہی نہوتا اور روئے زمین پر ذراسی بھی جگہہ واسطے عمارت
اور زراعت کے اور واسطے دفع فضلات کے خالی نہ ملے اور یہ کیفیت تھوڑی
مدت مین ظاہر ہو جاتی اور اگر زمانہ کو زیادہ از مان ہو تو یقین ہے کہ ایک شخص
دوسرے کے کاندھے پر پاؤن رکھکر کھڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ دنیا مین
تمنا حیات دوام کی اور کراہت مرگ کی جاہلون کا خیال فاسد
ہے اور احمقون کے اوہام بیہودہ ہین صاحبان عقل سلیم ایسی افکار
بے سروپا کو اپنی خاطر مین جگہہ نہین دیتے اور یقین جانتے ہین کہ حکمت کاملہ
خداوند کریم اور عدل کارساز حکیم علیم نے جو اقتضا کیا ہے اوسپر ترقی تجویز
مصالح کی غیر ممکن ہے اور پیدائش اور فنا مخلوقات عالم کی جس وضع
اور ہیئت پر چلی آتی ہے وہی اولے و انسب ہے اور اسی پر راضی و
شاکر رہنا مستحسن ہے اور موت کسی حالت مین مذموم نہین ہے جیسا کہ
عوام تصور کرتے ہین بلکہ خوف مرنیکا مذموم ہے اور بسبب جہل کے لازم
آتا ہے اور اگر کوئی شخص بضرورت موت کے لابدی ہونے سے متنبہ ہو
اور بقائے ابدی کی آرزو سے ہاتھ اوٹھاوے اور درازی عمر کی تمنا
کرے تو اوسکو آگاہ ہونا چاہیے اس بات سے کہ جس نے درازی عمر کی

کراہت مرگ جاہلون کے اوہام فاسد ہین

خواہش کی اوسنے گویا بڑہا ہونا پسند کیا اور پیری مین نقصان حرارت غریزی کا اور باطل ہونا رطوبت اصلی کا اور ضعیف ہونا اعضائی رئیس کا اور قلت حرکت اور جنبش اعضا کی اور قلیل ہوجانا قوت ہاضمہ کا اور گرجانا دانتون کا اور کم زور ہوجانا بصارت کا اور نقصان سماعت کا لازم اور ضروری ہے اور علاوہ اسکے جب عمر کو طول ہوگا تو زیادہ تر موت احباب کی دیکھیگا اور مفارقت عزیزونکی اور تواتر مصائب کا اور اذیت احتیاج کی ہوگی اور اکثر مشاہدہ مین آیا ہے کہ صاحبان عمر طویل نشست و برخواست سے معذور اور بصارت سے مجبور ہین اور اس امر کے محتاج ہین کہ جب کوئی کہانا اور پانی احتیاج کی چیزین لاوے اور قضائے حاجت کیواسطے ہاتھہ پکڑکے یا گود مین اوٹھاکے لیجائے تب اونکی رفع احتیاج ہو اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ پکارا کرتے ہین اور کوئی سنتا ہی نہین اور اونکی وقت پر حوائج مہیا نہین ہوتے اور رنج و غصہ کہا کہا کے رہتے ہین اور تمنائے مرگ کرتے ہین اور جب انسان بالیقین جانیگا کہ مرگ کیا چیز ہے اور سمجہہ لیگا کہ کالبد فانی سے نفس و روح کی مفارقت کا نام موت ہے اور بدن وہ چیز ہے کہ چند روز کے واسطے بعاریت دیا گیا ہے تاکہ بواسطہ اوسکے کمال حاصل کرے جب احتیاج مکان اور زحمت الم و رنج سے رہائی پاکے درگاہ جناب باری مین جو منزل ابرار کی

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

مثل لطیف حیات و ممات

اور دار القرار نیکون کے واسطے اور مقربان جناب الٰہی کے مقر ہے ہمیشہ کیواسطے مقام پاوے تب مرگ سے اور فنا سے اور تغیر حالات سے امین ہو جاویگا اور مثل حیات و ممات کی یہ ہے کہ ایک بادشاہ جلیل القدر نے اپنے دو غلامون کو کچھ بضاعت دیکر دوسرے ملک مین بھیجا اور حکم دیا کہ اسقدر زمانہ کی تمکو مہلت ہے وہان جا کر فن تجارت کو سیکھو اور مال کے ترقی کرو اور متاع نفیس اور اشیائے پاکیزہ وہان سے لیکر ہمارے حضور مین حاضر ہو جیسی اچھی تجارت وہان کروگے اور جیسے جیسے تحائف و نفائس وہان سے لاؤگے ویسی ہی توقیر تمہاری زیادہ ہوگی اور ویسے ہی مراتب تمہارے بڑہائے جاوینگے دونون اوس ملک مین گئے اور ایک کاروان سرا مین مقیم ہوئے ایک غلام نے موافق حکم اپنے آقا کے تجارت کی اور فن تجارت کو خوب حاصل کیا اور نہایت عمدہ عمدہ تحائف و نفائس اوس ملک کے مہیا کیئے اور آرزوے قدم بوس بادشاہی مین اوس روز معین کا منتظر رہا جب وہ وقت آیا خوشی خوشی فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ کے سامنے اپنی کارگذاری دکھائی اور تحائف حاضر کیئے اور مراتب اعلے پر سرفراز ہوا اور دوسرا غلام اوس ملک کے سیر اور تماشے مین حکم اپنے آقا کا بھول گیا اور جسقدر بضاعت لیگیا تھا اوسکو فضولیات مین صرف کر ڈالا اور عیش و عشرت مین ایسا مصروف

ہوا کہ زر خطیر قرضداروں کا اوسکے ذمہ ہوگیا جب زمانہ کوچ کا قریب آیا
تب وہان کے جانے سے جی چرانے لگا اور چاہتا تہا کہ اسی ملک مین ہمیشہ
رہون اور بادشاہ کے سامنے نجاؤن آخر کو ملازمان بادشاہ پہونچے اور گردن
پکڑ کے لے آئے سزائے سخت مین مبتلا ہوا اور مواخذہ قرضخواہون کا علاوہ
عتاب بادشاہی کے ہوا سمجہنے کیواسطے اسقدر کافی ہے اور معالجات
امراض قوت شہوانی ہرچند بہت ہین اور علاج بہی بہت ہین مگر
بدترین امراض مین تین مرض ہین اونکا بیان کرتا ہون مرتبہ افراط مین زیادتی
شہوت ہے اور مرتبہ تفریط مین حزن اور مرتبہ رداءت مین
حسد ہے مُعالجہ افراطِ شہوت کا قبل ازین ذیل مین مذمت
طلب لذات ماکولات و مشروبات کے گذارش کیا گیا اور
لذت پسندی اور افراط خواہش مین دنارت ہمت و خساست طبیعت
اور مہانت نفس و شکم پُری اور ناخواندہ مہمان ہونیکی مذلت اور
بے آبروئی جو اوسمین حاصل ہوتے ہے خود ظاہر ہے تصریح کی حاجت
نہین ہے اور طرح طرح کے رنج و الم جو اسراف سے اور حد کے
تجاوز کرنے سے حادث ہوتے ہین وہ کتب مین مذکور ہین اور معالجات
بھی اونکے ظاہر و مشہور ہین لیکن کثرت ازواج پر حرص کرنی بہت بڑی
علت ہے نقصان دیانت اور لاغری بدن اور تلف مال اور

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

قول امام غزالیؒ

زوال عقل اور ہتک آبرو کی امام غزالیؒ نے غلبۂ شہوت کو تشبیہ دی ہے عامل ظالم سے جو واسطے تحصیل خراج کے مقرر ہوا ہو اور اوسکو وصول زر کرنے مین رعایا پر اختیار کلّی حاصل ہو اور وہ تہذیب قوت تمیز کی نکرے اور اعتدال قوت غضبیہ کا اور تکمیل فضیلت عفت کی اوسکو حاصل نہو تو وہ جملہ سامان وخزانہ کو اپنی ذات مین صرف کریگا اور آرایش لشکر و ترتیب سپاہ مین خلل واقع ہوگا اور رعایا مفلوک ومحتاج ہوجائیگی اور اگر وہ عامل موافق اقتضائے عدالت کے عمل کریگا تو قدر واجب کو رعایا سے وصول کریگا اور اصلاح لشکر مین اور مصالح جماعت مین صرف کریگا اور بقدر حاجت اپنی ذات کے مصارف مین بھی صرف کریگا پس جس شخص کے مزاج مین خواہش مباشرت عورتونکے افراط سے ہو اوسکو چاہیے کہ غور کرے اس بات مین کہ مشابہت عورتونکی مباشرت مین اقسام طعام سے بہت مناسب ہے کبھی کوئی شخص لذیذ کھانا پکا ہوا طیار گھر مین چھوڑ کر اپنی بھوکھ مٹانیکے واسطے غیر کے دروازے پر دریوزہ گری کو پسند نکریگا اسیطرح سے عاقل اپنی زوجہ کو جو حلال سے ہے چھوڑ کر دوسری عورتون کی تلاش مین اپنی اوقات عزیز کو ضایع نکریگا اس مرض کے مبتلا تین قسم کے ہوتے ہین

اقسام شہوت نسوان

ایک شہوت پرست دوسرے حسن پرست تیسرے بوالہوس

شہوت پرست وہ لوگ ہین جو ازالہ شہوت کے واسطے صرف جنس نسوانی کے
متلاشی رہتے ہین اور بلا لحاظ حلال و حرام اور جائز و ناجائز جہان سے
لذت نفسانی اونکو حاصل ہوتی ہے وہان سے حاصل کرتے ہین اور ایسے
لوگ زیادہ تر زنانِ بازاری سے التفات رکھتے ہین اور ایسے لوگون کے
واسطے نقصان مال اور زوال آبرو اور حادث ہونا امراض ردی کا
مثل آتشک وغیرہ کے لازم ہے اور علاج اوسکا طالب صحت کو ذہن
مین لانا اس بات کا ہے کہ بھوکھ اور پیاس اور شوق مباشرت امراض
دائمی ہین حق تعالے نے بنا بر مصالح کے جسم انسان مین پیدا کئے ہین
اور زوال بھوکھ کا کچھہ کھا لینے سے ہے اور فائدہ غذا کا بدنین تولید
اخلاط صالحہ کی ہے جس سے اعضائے جسمانی کو قوت پہونچے اور یہہ
اطعمۂ نفیسہ اور اغذیہ لطیفہ پر منحصر نہین ہے زوال بھوکھ کا کچھہ کھانے
سے ہوجائیگا اور زوال پیاس کا پانی پینے سے ہوجائیگا اور فائدہ اوسکا
سہولتِ ہضم ہے اور کم کرنا ہے حرارت باطنی کا تاکہ غذا کو جلا نہ دے
اور ازالہ خواہش نفسانی کا شوق مباشرت مین مقاربت نسوانی سے
ہوتا ہے گو کیسی ہی ہو اور فائدہ اوسکا استفراغ مادۂ فاضل کا ہے
اور تولید اولاد کی جس سے بقائے نوع ہوتی ہے اور ضرورت ازدواج
اسیوجہ سے ہے اور تیسرا فائدہ ازدواج کا ہے تحفظ اسور خانہ داری

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

زنان غیر سے مباشرت کے نقصان

پس زنان غیر سے مباشرت کرنے مین علاوہ نقصان مال وآبرو کے
فائدہ امور خانہ داری کا اور انتفاع توالد و تناسل کا مطلقاً برطرف
ہوتا ہے اور لذت مباشرت کی اور استفراغ مادۂ فاضل کا جیسا
زنان غیر سے حاصل ہے ویسا ہی گھر مین حاصل ہے پھر اتنے نقصانات
کو گوارا کر کے زنان غیر سے طالب لذت ہونا محض بیعقلی ہے اور

حسن پرست

اشخاص حسن پرست ہمیشہ طالب حسن وجمال اور خواہان غنج و دلال
رہتے ہین گویا اونکے ذہن مین زیادتی لذت کی بہ نسبت ایک کے
دوسرے مین راسخ ہوجاتی ہے حالانکہ زن جمیلہ مین بہ نسبت غیر جمیلہ کے
زیادتی لذت کی صرف نگاہ کو ہے اور حسن اور جمال جمیلہ کا کسیطرح
طالب مین اثر متعدیہ نہین کرنیکا ایسے لوگون کے حق مین اوس شخص
کی مثل ٹہیک ہے کہ آسودگی شکم اور بہوکہہ کے زائل کرنے کیواسطے
جو غذا گھر مین پکی ہوئی موجود ہے کافی ہے مگر غذائی لطیف
کی تلاش مین مطبخ اغیار اور دکان اہل بازار پر دریوزہ کرتا ہے

زنان بازاری و زنان خانگی

زنان صاحب حسن وجمال دو حال سے خالی نہین ہین یا بازاری
ہین یا پابند خانہ داری ہین اگر بازاری ہین تو وہ طالب مال ہین
اور کسی کی پابند نہین ایسی عورتون کے طلب مین ہزارون دولتمند
نان شبینہ کو محتاج ہوگئے ہین اور صدہا گھر امرا اور وزرا کے تاراج ہوگئے

ہین فیل نشینون کو گھانس کھودنے کی نوبت آئی ہے اور مالکان مملکت
بھیک مانگنے لگے اور ہر زمانے مین ایسے اتفاقات عبرت خیز ارباب بصیرت
کیواسطے موجود ہوتے ہین قیاس ایسے لوگون کے حالات خراب کا مردبینا
کو اپنے علاج کیواسطے کافی ہے اگر زنان مطلوبہ پابند خانہ داری ہین اور
اونکے حسن و جمال کا شہرہ باعث بربادی طالب کا ہوا ہے تو بقول عوام
پرائے مال پر آنکھین لال محض حرص خام اور مورد ملام ہی اور بیحیائی اور
بیغیرتی اسکا انجام ہے انسان قیاس کرے کہ اگر اپنی مان بہن بیٹی کا
کوئی شخص طالب ہو تو اس شخص کا دل کیا کہیگا اگر اپنا دل ایسی بیغیرتی
کو گوارا نکرے تو دوسرے کی غیرت کو بھی اپنے پر قیاس کرے اور اگر
تمنائے محبوب مین اپنی آبرو بھی ضایع کرنی گوارا ہے تو قیاس کرے کہ
اوسکے اعزا و اقارب مثل میرے بیغیرت نہین ہین پس ونکی آگاہی کے
بعد انجام کیا ہوگا اور اکثر ایسا بھی مشاہدہ ہوا ہے کہ صلیت شہرت کے
خلاف پائی گئی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ غائبانہ راہ طلب مین خاک چھان کر
اور مال و آبرو سے ہاتھ اوٹھا کر اور ہزار طرح کی ٹھوکرین کھا کر جب مطلوب تک
پہونچے تو ایسی صورت نظر آئی جو باعث خجالت و ندامت ہوئے
یا عمر عزیز کو کسیکی تمنائے وصل مین تباہ کیا اور کامیاب نہوئی ایک سوار اسی مرض
بوالہوسی مین گرفتار سر راہ جاتا تھا دور سے ایک عورت کو سرخ لباس

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

پہنے ہوے دیکھا اوسکی جوانی اور حسن وجمال کا وہم کرکے مرکب بلند بہا
کو دہوپ مین دوڑایا جب نزدیک آیا دیکھا کہ ایک پیرزال ہے ستر
برس کا سن وسال خمیدہ کمر نہایت کریہ منظر گہوڑا پسینہ مین تر ہو چکا
تہا آپ بہی عرق ندامت مین غرق ہوا انسان کو اندک نتیجہ کار اور
مآل پر غور حفظ کیواسطے ضرور ہے اور جس شخص نے بقدر ضرورت
قناعت کی اور زوجہ پر اکتفا کی ان سب ذلتون اور رسوائیون سے
اور تلف مال سے محفوظ رہا اور قسم سوم یعنے بوالہوس لوگون مین دو طرح کیا
لوگ ہین ایک وہ جو پابند ایک کے نہین ہین اور ترقی پر ترقی کے طلبگار
ہین اگرچہ بصورت مباح کے ہو اور دوسرے وہ جو شخص معین کے طلبگار
ہوتے ہین جو بلا قید ہمیشہ طالب ترقی ہین اونکا حال یہ ہے کہ زوجہ
پر زوجہ بطور جائز یا بر سبیل ناجائز ہی کے کرتے چلے جاتے ہین اور
حرص تزویج اونکی کوتاہ نہین ہوتے اور یہان تک نوبت آتی ہے
کہ اگر ہر روز ایک زوجہ کے پاس شب باش ہونیکا التزام کرین تو بعد
ایک مہینہ کے نوبت آوے اور یہ بہی تب حاصل ہو جب کسی سے تکرار
شب باشی نہو اور سب سے ملاقات کا التزام رکہے ایسی صورتین
صرف عبث بلکہ اسراف ہے اور تکرار اوسی فعل کی کرنا ہے جو ایک
سے حاصل ہے اور آخر کو نتیجہ ایسے شخص کا یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص انسان شہوات کا

مردان بوالہوس

کثرت مقاصد ازدواج

جملہ ازدواج کے کافی نہین ہوتا اور غلبۂ شہوت نفسانی کا ازدواج کو آمادہ
پردہ دری کرتا ہے اور اکثر اونہین سے فحش و زنا کرتی ہین اور یہ شخص
اگر آگاہ ہو کر ذاتی تدارک کرتا ہی تو دو چار کی جان معرض ہلاک مین پڑتی
ہے اور خود بیٹھے بٹھائے رنج و قلق مین مبتلا ہوتا ہے اور اگر متحمل ہوا
تو صفت دیوثی سے موصوف ہوتا ہے بہر حال افراط کا نتیجہ ملجاتا ہے

عشق کی ماہیت

اور جو کوئی شخص حسن کا طلبگار رہے اور مرتبہ طلب کا افراط کو پہونچ
گیا ہے تو اوسکو عاشق کہین گے اور عشق مین بہت سے حالات ردی
مشابہ مجنون پیدا ہوتے ہین آزادی اور لاغری بدن کی اور قلت
اشتہا کی اور بیخوابی اور بے آرامی اور سوا تصور محبوب کے کوئی شغل
اور کوئی کام اوسکو نہین بہاتا ہے اکثر اس مرض مین مجنون ہو گئے ہین
اور اکثر مرتبہ ہلاک کو پہونچ گئے ہین حکمائے علم النفس اس مرض کو نقصانی
کہتے ہین اور اطبائے بدن نے اسکو امراض بدن مین مثل الیخولیا کی

علاج عشق کا

شمار کیا ہے اور علاج اسکا پھیرنا فکر کا محبوب کی طرف سے اور برانگیخت
کرنا طبیعت کا دوسری طرف جہانتک ممکن ہو اور نافع ہے مشغول ہونا
تحصیل علوم دقیق مین اور صناعات لطیف مین اور صحبت اشخاص
مہذب کی جہان اس قسم کا چرچا ہو اور ہمیشہ وہان تذکرہ علوم کا رہتا ہو
اور تسکین دینا قوت شہوت کا نفع دیتا ہے خواہ از روے ادویۂ مطفیہ کے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

خواہ مجامعت سے دوسری عورتون کے اور پرہیز چاہیے ذکر محبوب سے بلکہ عموماً حکایات عشق و عاشقی اور اشعار عشق انگیز سے بلکہ اختیار کر لینا کارہائے سخت اور امور دشوار کا اکثر نافع ہوتا ہے اور جب ان تدبیرون سے کچھ نفع ظاہر نہو تب سفر دور دراز کرے اور بعض اشخاص خبیث النفس طرف امارد یعنے کم عمر لڑکون کے مانوس ہوتے ہین اور خلاف وضع فطری کے اونسے ازالہ شہوت کا کرتے ہین اونمین بعض ایسے ہوتے ہین جو امارد سے عشق بہم پہونچاتے ہین اور قبایح اور فضایح اس فعل خبیث کے خود ظاہر ہین حاجت بیانکی نہین ہے عَصَمَنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ مِنْ شُرُوْرِ الْاَنْفُسِ وَالشَّیَاطِیْنِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ حُزن ایک قسم کا الم ہے نفسانی جو کسی محبوب کے گم ہو جانے سے یا کسی شے مرغوب کے تلف ہو جانے سے یا کسی امید کی مایوسی سے عارض ہوتا ہے اور سبب اوسکا حرص ہے سامان راحت جسمانی کی اور خواہش ہائے شہوات نفسانی ہین جب ایسے اشیا سے محرومی ہوتی ہے تو حسرت فقدان مطلوب کی حالت حُزن کی پیدا کرتی ہے اور کیفیت اسکی اوس پر زیادہ طاری ہوتی ہے جو بقائے ممکنات اور ثبات لذات کی تمنا کرتا ہے اور حاصل ہونا جملہ مطلوبات کا اور مہیا رہنا جمیع مقصودات

عشق امارد

حُزن کسے کہتے ہین

سبب حُزن

کا غیر ممکن ہے پس ایسے شخص کو جو اس مرض مین مبتلا ہو جائے چاہیے
کہ اندک عقل سے کام لے اور انصاف پر نگاہ کرے تو اوسے خود بخود معلوم ہو جائیگا
جو شے عالم امکان مین پیدا ہوئی ہے ثبات وبقا اوسکا محال ہے
اور ثابت اور باقی رہنے والی وہ چیزین ہین جو عالم ارواح مین ہین
اور تصرفات عناصر اربع کے محتاج نہین ہین پس جسنے فنا ہونیوالی
چیزون پر تاسف کیا اوسنے گویا محال کی تمنا کی اور جو شخص ایسی
چیزون کے بقا کی تمنا نکریگا وہ اندوہگین نہوگا بلکہ ہمت اوسکی
ہمیشہ تحصیل پر اون چیزون کے مصروف رہیگی جو باقی رہنے والی ہین
اور جسقدر اندوہ مقتضائے طبیعت سے طاری ہو مثلاً مرگ سے
کسی دوست کے یا عزیز کی تو لازم ہے کہ اوسیقدر پر اکتفا کرے اور
اپنے حالات مین تغیر اور حرکات ارادی ہین خلل نہ ہونے دے اور جو اشیائے
نفیسہ ذریعہ فخر ومباہات ہون اور تلف اونکا باعث حزن واندوہ
ہو اونکا ترک اولے سمجھے اور اگر ہون تو اونکی فنا وزوال سے متالم
نہو اگر ایسا کریگا تو ہمیشہ عمر عزیز اوسکی امن وآسایش سے اور راحت
وفراغت سے بسر ہوگی کسواسطے کہ عالم کون وفساد مقتضی اسکا
ہے کہ ہمیشہ ایک نہ ایک دوست وعزیز فنا ہوا کرے اور کوئی نہ کوئی
چیز اشیائے مرغوب سے تلف ہوتی رہے اور جو شخص عادت جمیل

اسس امر کی رکھیگا کہ جو چیز موجود ہو اوس پر خوش رہے اور فخر و ناز
نکرے اور جو چیز ضایع و تلف ہو جائے اوسکا تاسف و ملال نکرے تو
ایسا شخص ہمیشہ مسرور و فرحناک رہیگا اور حزن و اندوہ سے
پاک رہیگا اور یہی منشا ہے آیۂ قرآن مجید کا اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے آگاہ ہو تحقیق کہ اولیائے خدا پر خوف
طاری ہوتا ہے نہ وہ محزون و غمناک ہوتے ہین اور بعض حکما نے لکھا ہے
کہ حزن و اندوہ ایک ایسی حالت ہے کہ لوگ باختیار خود اوسکو اپنی
طرف جذب کرتے ہین اور یہ صفت امور طبیعی سے خارج ہے جبکی
کوئی شے ضایع و تلف ہو جائے اوسکو خیال کرنا چاہیے اون لوگون کے
حال پر جنکی کوئی چیز تلف و ضایع ہوئی ہو اور آخر کو وہ لوگ اپنے
غم و اندوہ کو بہول کے راضی و شاکر ہو گئے ہون اکثر مشاہدہ مین آیا ہے
کہ جس شخص پر بسبب مفارقت کسی اولاد کے یا کسی عزیز اور دوست کی
مصیبت طاری ہوئی اور غم و اندوہ اوسکا حد سے گذر گیا تہوڑے
زمانہ کے بعد اوسی شخص کو دیکھا کہ موافق عادت دائمی کے غم و
اندوہ زائل ہو گیا اور ہنسنا بولنا اور خوش رہنا بحال خود
آگیا اور جن لوگون کا ملک و مال تلف ہو گیا اونکو بھی بعد تھوڑی مدت
کے دیکھا کہ رنج و ملال و نکا جاتا رہا اور اپنی حالت موجودہ پر راضی اور

علاج حزن

تمثیل جمیل
بنا بر رفع غم

قانع ہوگئے اور جو شخص تلف مال اور موت اعزا و احباب پر محزون اور غمناک ہو اوسکے مثل ٹہیک ہے ایسے شخص سے جو کسی دوست کی ضیافت مین گیا ہو اور صاحب مجلس نے دعوت مین ایک ایسی چیز خوشبو کی حاضر کی ہو جسکے ہاتھہ مین لینے سے یا سامنے رکہنے سے دماغ معطر ہوتا ہو اور محفل مین ایک کے ہاتھہ سے دوسرے کے ہاتھہ مین پہرتی جاتی ہو جب اوسکے ہاتھہ مین پہونچے اپنی غلط فہمی سے اوسکو ہبہ یا عطیہ جانے اور جب دستور کے موافق اوسکے ہاتھہ سے لیکر دوسرے کو دی جاے رنجیدہ اور متاسف ہونے لگے اسی طرح سے سمجھنا چاہیے کہ جملہ اشیائے موجودہ اور نفائس مرغوبہ امانت حق تعالے کی ہین جسکے نفع مین خلق کو شریک فرماتا ہے اور جبتک مصلحت جانتا ہے تب تک اپنے بندونکو اوس سے نفع اوٹھانے کی اجازت دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنی امانت کو لے لیتا ہے یا دوسرے کو عطا کرتا ہے پس تاسف و ملال کی کیا جگہ ہے بلکہ اشیاء مستعار مین ملکیت کی نیت کرنا بڑی بے انصافی اور کفران نعمت ہے کسواسطے کہ مقتضائے شکر گزاری یہ ہے کہ اشیائے عاریت کو جبتک اپنے پاس رکھے حفاظت سے رکھے اور اشیائے مستعار کو بجنسہ مالک کے پاس پہونچا دے اور جب مال مستعار مالک کے پاس پہونچ جاوے تو خوش ہو کہ مین امانت سے سبکبار ہو گیا بلکہ

اشیائے فانی کو
مستعار

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

صاحبان مروت اشیائے مستعار سے کبھی تحمل نہین کرتے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ کمن جامۂ خویش پیراستن + بہ از جامۂ عاریت خواستن

حسد کی **تعریف** یہ ہے کہ زیادتی حرص سے اپنے ابنائے جنس کے فواید و حشمت کو جو حاسد سی زیادہ رکھتے ہون چاہنا اسطور سی کہ اسکو حاصل ہو اور اون سے زائل ہو جائے اور حاسد ہمیشہ فواید و منافع و حشمت و جاہ ابنائے جنس کو دیکھکر غصہ و رنج کہاتا ہے اور یہ رذیلت جہل اور شرہ کے مرکب ہونے سے پیدا ہوتی ہے

سبب حسد

اسواسطے کہ حشمت دنیاوی ایکہی شخص کو ملنی اور سبکی محرومی محال ہے اور اگر ایسا فرض کرین تو صرف تنہا ایک شخص حشمت ظاہری سے بہرور اور فائدہ مند نہین ہو سکتا اسوجہ سے کہ لوازم حشمت سے ہے کہ جسقدر حشمت زیادہ ہوگی اتنی ہی توابع اوسکے زیادہ ہونگے اور ایک شخص کی حشمت بہت سے لوگونکو نفع پہونچاتی ہے پس اسباب حشمت سے ناواقف ہونا زیادتی حرص کے ساتھ ملکر حسد پیدا کرتا ہے اور چونکہ مطلوب حاسد کا حاصل ہونا اور زوال و سرفرنکی نعمت کا مطابق حاسد کے خواہش کے ہونا من قبیل محالات کے ہے تو حاسد کا رنج و اندوہ ہمیشہ بڑہتا جائیگا

علاج حسد

اور علاج جہل اور شرہ کا عین علاج حسد کا ہے یعنے جب علم حاصل ہوگا اور جانیگا کہ میری تمنا سے دوسرے کی حشمت کا زائل ہونا محال ہے

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

بیان حسد

اور حرص کو کم کریگا حسد زایل ہو جائیگا اور بعض حکمانے کہا ہے کہ حسد
قبیح ترین امراض و بدترین شرور سے ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس بات کو
دوست رکھتا ہو کہ اوسکے دشمن کو بلا سبب ضرر پہونچے وہ شر کو دوست رکھتا ہے
اور جو شخص دشمن کے کسی برائی کا خواہان ہو یا کسیکی خیر کا مانع ہو وہ
شریر ہے اور جو شخص دوستون سے ایسا معاملہ رکھے وہ زیادہ تر بد ہے
پس حاسد بدترین اشرار ہے اور ہمیشہ اندوہگین اور رنجیدہ رہیگا اسواسطے
کہ اچھائی اور رفاہ لوگون کی باعث اوسکی ناگواری کا ہے اور بہتری خلق
کی اوسکے مطلوب کے خلاف ہے اور فلاح خلق کی کبھی اوسکی خواہش
کے موافق منقطع نہوگی پس اوسکے غم و اندوہ کی انتہا بھی نہوگی اور بدترین

حسد علما کا بیان

اقسام حسد وہ قسم ہے جو درمیان علما کے واقع ہو یعنے جس امر کی رغبت
ایک کو ہے زوال اوسکا دوسرے کو مطلوب ہو اور سبب اوسکا جلب
نفع دنیوی ہے یا توقع کثرت تابعین کی اور حرص حسن ارادت امرا و سلاطین
کی اور یہ مثال حکمائے دنیا کی اوس چھوٹے کمل کی ہے کہ شخص دراز
قامت اوڑھے کہ جب سر کو ڈھانکے گا پاؤن کھل جائینگے اور جب پاؤن کو
ڈھانکیگا تو سر کھلجائیگا اسی طرح اگر ایک شخص کیطرف دنیا اور اہل دنیا
متوجہ ہونگے اور رجوع خاص اوسکی طرف ہوگی تو دوسرا اوس رتبہ کو
نہ پہونچیگا اور علم اس رذیلت سے پاک ہی اسواسطے کہ نفع پہونچانا

جلسہ سیوم معالجات امراض نفسانی انسانی

لوگون کا اور خرچ کرنا اوسکا اور شریک گردانا اپنا ئے جنس کا اوسکے
نفع مین زیادتی لذت اور ترقی کمال کا اقتضا کرتا ہے پس ایسی صورت
مین مادہ حسد کا ثمرۂ مطلق سے پیدا ہوتا ہے سوال حسد اور غبطہ
ایک ہی چیز ہے یا دو جدا جدا ہین جواب حسد اور غبطہ مین بڑا
فرق ہے غبطہ اوسکو کہتے ہین کہ کسی شخص نے کوئی کمال یا دولت
اور نعمت کسیکی دیکھکر مثل اوسکے اپنے واسطے چاہا ہے اسکے کراوسکا
زوال مقصود ہو اور حسد مین شوق ہے تحصیل کمال کا بتمنائے زوال
شخص محسود اور کبھی حسد مین زوال نعمت محسود کا حاسد کو زیادہ تر
اوسکے حاصل ہونے سے مطلوب ہوتا ہے اور غبطہ دو طرح کا ہوتا ہے
ایک محمود دوسرا مذموم غبطہ محمود اوسکو کہتے ہین کہ شوق ہو تحصیل
سعادت کا اور فضائل کے اکتساب کا مثل شخص مغبوط کے اور غبطہ
مذموم وہ ہے کہ شوق ہو طلب شہوات ولذات کا اور اس
غبطہ کی قسم شامل ہے رذیلت شرہ مین یہانتک تمام ہوا ذکر اجمالی
معالجات امراض نفسانی کا جو شخص کہ مطالب مذکورہ سے واقف
ہوگا اور اوسکو اچھی طرح سے اپنے دلمین ضبط کر لیگا تو معرفت
دیگر اسباب واغراض رذائل کے اور علاج اوسکا اوسکو آسان ہوگا
مثلاً جب کذب مین غور کریگا معلوم ہوگا کہ تمیز درمیان انسان اور

فرق بیان حسد و غبطہ

غبطہ محمود و مذموم

قاعدہ کلیہ معالجہ امراض نفس

دیگر حیوانات کے نطق ہی ہے اور غرض نطق سے یہ ہے کہ دوسرے کو آگاہ
کرے اوس امر واقع سے جسکو وہ جانتا ہو اور جب شخص ناواقف
کے سامنے کوئی امر خلاف واقع بیان کیا گیا تو غرض اصلی نطق کی
باطل ہوگئی اور سبب اوسکا یا خواہش مال وجاہ ہے یا طلب
ترفع ہے یا حرص سے ہے اور مثل اسکی دیگر امور دروغ گوئی کے
لوازم سے ہے ذلت اور بے آبروئی اور سبکی اور بے وقعتی
نظر مردم مین اور ہونا فساد کا امور معاش اور معاد خلق مین اور
دروغ گوئی سے جرأت ہوتی ہے چغلی کہانے پر اور تہمت وبہتان
کرنے پر اور لاف زنی پر اور سبب لاف زنی کا ہیجان قوت غضبیہ
ہے ساتھہ تصور ایسے کمال کے کہ جو اپنے مین موجود نہین اور اسکے
توابع اور لواحق سے ہے جہل اور قلت رعایت حقوق اور امر
غلط پر عادی ہوجانا طبیعت کا اور لاف زنی مین عجب اور کذب
شامل ہے اور اسیطرح سے بخل مین جب کوئی اندیشہ کریگا تو معلوم
ہوگا کہ سبب بخل کا خوف ہے فقر اور احتیاج کا یا محبت علوئے
مرتبہ کی بواسطہ مال کے یا شرارت نفس کی بدخواہی خلق مین ہے
اور جو کوئی شخص رذیلت ریا مین خیال کریگا تو معلوم ہوگا کہ در حقیقت
کذب ہے قول مین بھی اور فعل مین بھی اسیطرح جو شخص حقیقت ایک

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی النسانی

رذیلت کے پہچانیگا
اور اوسکے اسباب سے
واقف ہوگا اوسکو دفع کرنا اون
اسباب کا اور احتراز اور پرہیز افعال ذمیمہ سے مثل
دیگر قبایح مذکورہ کے نہایت آسان ہوجائیگا
وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ ؏
یہانتک تقریر کو پہونچاکر حکیم نے عرض کی کہ بیان
فضائل ورذائل اور معالجات امراض
نفسانی النسانی کا بالاجمال گذارش ہوچکا
اب رخصت ہوتا ہون بادشاہ
نے کہا فی حفظ اللہ حکیم تسلیم
بجالاکر رخصت ہوئے
فقط
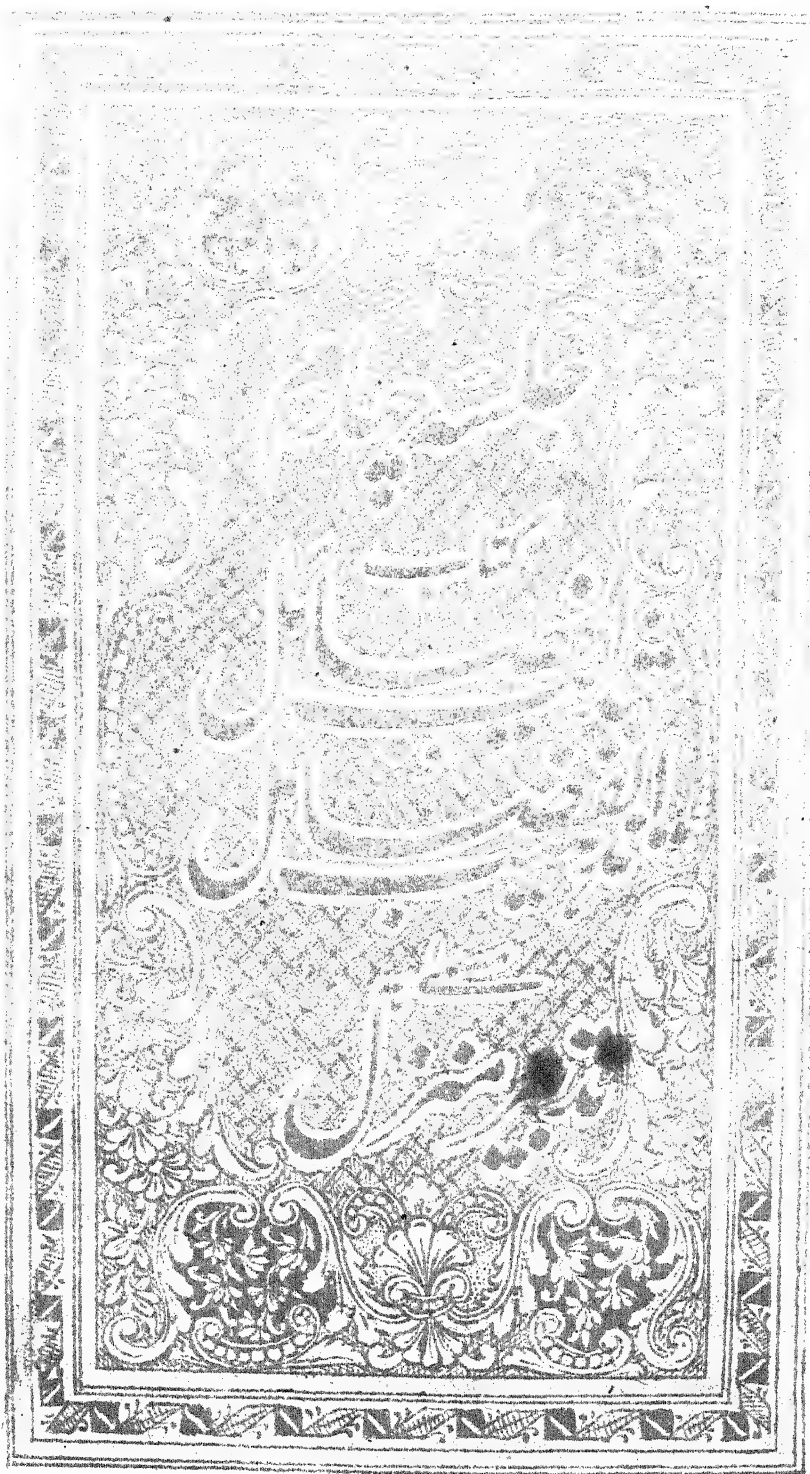
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلسہ چہارم

بیان مین تدبیر منازل یعنی انتظام خانہ داری

بعض فضائل حکمت اخلاق

ہرچند حکمت اخلاق نہایت جلیل الشان اور مستقیم البیان ہے بہت محتاج الیہ نوع انسانی بلکہ معلم نفسانی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو یہ وہ علم ہے کہ اسکا پابند لباس حیوانیت سے نکلکر جامۂ انسانیت مین آجاتا ہی جانورونکی خصلتین چھوڑکر آدمی بن جاتا ہے یہی علم ایسا ہے کہ بدخلق کو خلیق بناتا ہے غیر مہذب کو تہذیب سکہاتا ہے ہرچیز کے فائدے اور نقصان معلوم ہوتے ہین علل اور اسباب جملہ افعال و اعمال کے مفہوم ہوتے ہین حکماء متقدمین نے ہزارہا کتابین اس فن خاص مین تصنیف فرمائی تہین اور اُنمین مکارم اخلاق و محاسن افعال کی دکہائی تہین اور امرا و سلاطین نے اپنا معمول

سلاطین کا پابند اخلاق ہونا

بہ قرار دیا تہا روز و شب کا وظیفہ کرلیا تہا بڑے بڑے ملکون پر اسیکے زور سے غلبہ حاصل کیا اقالیم سبعہ کے نظم و نسق کو اسکی صلاح سے کامل کیا مگر اب رفتہ رفتہ ایسا نا معلوم ہوگیا کہ علم کیا عالم بہی معدوم ہوگیا خصوصًا اسکا

دوسرا انگڑا جسکا نام تدبیر منازل ہے باوجود کہ انتظام خانہ داری اسیکا
حاصل ہی مگر جمع کثیر اور جم غفیر انسانی اس علم سے جاہل ہے اور ایسے مشیر یا تدبیر
کی قدر سے غافل ہے عامیانہ قدم دہرتے ہین اور آخر چاہ ضلالت مین گر کر
افسوس کرتے ہین نادانی ہی مال و زر بھی برباد ہوتا ہے نافہمی سے گھر مین بھی فساد ہوتا ہے
معیشت مین خلل پڑتا ہے بنا بنایا گھر بگڑتا ہے تکلیفین اوٹھاتے
ہین جان بوجھ کر نادان بنجاتے ہین نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کا ضرب المثل
ہین سارے کئے کرائے کام مختل ہین مگر افسوس یہ ہے کہ فقیر اس علم
کے مطالب کو توضیح دلائل و تفصیل براہین کے ساتھ بیان نہین کرسکتا
اسوجہ سے کہ ابتدا سے آخر تک سلاست اور عام فہمی کا لحاظ رکھا گیا
اغلاق اور دقت عبارت سے کنارہ کیا گیا اسوجہ سے کہ برہان عقلی اور
دلیل اصطلاحی و نکات احوال و وجوہ استدلال کا بیان کرنا خلاف مقصود
ترویج و اشاعت تہا اور عام خلق کے لیئے موجب کلفت مگر بدون ذکر وجہ
اور سبب کے مطلب اچھی طرح ذہن نشین نہین ہوتا جیسے بے نام کے مُہر کا
نگین نہین ہوتا لہذا جہانتک مناسب معلوم ہوا ہے الفاظ مختصر مین
ہر امر کا فائدہ بھی بیان کردیا ہے اور جہان ضرورت نہین دیکھی اصل مطلب
پر اکتفا کی اسواسطے کہ مبحث اخلاق مین چندان دلیل کی ضرورت نہ تھی
اور بیان اصطلاحات او تفصیل کیفیات مین برہان کی حاجت نہ تھی

زبان کی ناواقفی

اخلاق مضمون میں ہیں

مولف کی مجبوری

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور بقدر ضرورت ذیل عبارت مین مذکور ہوگیا ہے اور اشارون مین تھوڑا
تھوڑا دلیل کو بھی بیان کر دیا ہے مگر اس باب مین زیادہ تر وجہ وسبب
کا خیال ہے اسلئے کہ عمدگی نتایج تدبیر منزل وسیاست مدن کا مآل ہے
پس اگر شاید کسیقدر عنوان بیان مین تفاوت پایا جائے تو بخیال ضرورت
معاف فرمایا جاوے اور اگر اس سے زیادہ تفصیل مقصود ہو تو کتب مبسوطہ کو
ملاحظہ فرمایئے اور اس مجمل کی تفصیل سے حظ وافر اوٹھایئے اس مقام میں
نحیف اقوال حکیم ابرُوسن و دیگر افادات حکماء متاخرین کو ذکر
کرتا ہے اور بعض مضامین مخصوص خواجہ رئیس ابو علی الحسین بن عبد اللہ
بن سینا کو اونکے رسالۂ بلیغہ سے حسب مقتضائے مقام و مصلحت وقت
موافق احوالِ زمانہ لکھتا ہی اور اکثر افادات جناب محقق علامہ + علم فہامہ +
فرد کامل + جامع فضایل + ملک انسانی + مُعَلِّم لاثانی + مولانا خواجہ
نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ والغفران کو جو انہون نے قہستان مین
حسب الحاح بعض سلاطین تحریر فرمایا ہے بیان مین لاتا ہے واللہ ولی
التوفیق القصہ جب حسب دستور حکیم صاحب صحبت تخلیہ بادشاہ مین
باریاب ہوئے عادل شاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ آج تدبیر منازل
کا بیان کیجیے حکیم نے سر تسلیم کو خم کرکے عرض کی بسر و چشم اور آغاز
مطلب کیا کہا کہ حسن عنوان پر بندگان سلطانی کی رغبت ہوا وسی طور پر

نقل اقوال ابرسن حکیم

سیوم جناب محقق طوسی عہ

عرض کردن بادشاہ نے کہا مجھے مرغوب یہ ہے کہ آپ ہر مطلب کو جُدا جُدا
بیان کرین حکیم نے عرض کی نہایت مناسب ہے حسب ارشاد پہلے سبب
احتیاج منزل و ضرورت تاہّل گذارش کرتا ہون اسکے بعد تدبیر تحصیل قوت
اور مضار اور منافع اوسکے عرض کرونگا پھر تدبیر تاہّل کی اور حسن و قبح اوسکا
زبان پر لاؤن گا پھر اوسکے بعد طریقہ پرورش اور تربیت اور تادیب
اور تعلیم اولاد کا پھر حقوق والدین کے اور طریقہ اونکی خدمت کا بیان
کرونگا آخر مین دستور سیاست خادمونکا او تابعین و ملازمین کا ذکر کرونگا

سوال بادشاہ نے کہا بہتر ہے پہلے سبب احتیاج منزل بیان کیجیے
جواب حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب ظاہر ہے کہ بقائے
شخصی انسان کی غذا کی محتاج ہے اور غذا انسان کی بے تدبیر صناعت
کے ممکن نہین مثلاً کھیتی کرنا اور حاصل فصل کو درو کرنا اور غلہ کو علف سے
جدا کرنا اور کوٹنا پیسنا گوندہنا پکانا کہانا اور ان سب باتون کیواسطے
اعانت اور مدد کرنیوالے اور آلات اور سامان درکار ہین اور ان
سب کامون کے انجام دینے کیواسطے اک زمانہ دراز چاہیے تھا کہ
ابتدائے تخم ریزی سے لقمہ نان وارد دہن ہونے تک اہتمام ہر شے کا
اپنے اپنے محل پر تمام کو پہونچے بخلاف چرندون اور پرندون کے
کہ غذا اونکی موافق اونکی خواہش طبیعت کے ہر وقت مہیا اور آمادہ ہے

سبب احتیاج منزل

جسوقت طبیعت اونکی تقاضا کرتی ہے جاتے ہین اور گہانس پہل وغیرہ
سے اپنی گرسنگی دفع کر لیتے ہین اور جہان پانی مل جاتا ہے پی لیتے ہین اور
آسودہ ہوکر تلاش سے باز رہتے ہین مگر انسان پر سخت دشوار ہے کہ ہر روز اپنی غذا
بہم پہنچاوے اور ہر روز کہا لے اسوجہ سے کہ ہر روز مادۂ معیشت کا منقطع
ہوجانا اور ہر روز پہر از سر نو بنیاد معیشت ڈالنا نہایت زحمت کی بات ہے
اسوجہ سے ذخیرہ کرنا اسباب معیشت کا اور محفوظ رکہنا اوسکا ابنای جنس سے
جو حاجت غذا مین شریک احتیاج ہین ضرور ہوا اور حفاظت اسباب معیشت
کی بے ایسے مکان کے جسمین غذا اور قوت اوسکا ضایع نہو اور حالت
خواب اور بیداری مین ڈکو ہو یا اتکو دست درازی اہل حاجت سے
محفوظ رہے ممکن نہین پس گہر بنانے کی ضرورت ہوئی اور یہ امر خوب
ظاہر ہے کہ تدبیر معیشت و تحصیل غذا انسان کی بدون اسکے کہ گہر سے
باہر نکلکر مکاسب صناعات مین مشغول ہو اور حسب ضرورت اسفار بعید
الاقطار و سیاحت دیار و امصار اختیار کرے اور تمام روز محنت و مشقت
کے ساتھ اپنی غذا بہم پہونچاوے غیر ممکن ہے اور اسکا گہر سے باہر نکل جانا
موجب اختلال نظم خانہ داری تہا اس لیے کہ وہ خود اک ایسا امر اہم ہے
کہ جسمین تمام روز کی محنت و مشقت کی ضرورت ہے پس ایک شخص سے
ایسے دو کام جو ایک دوسرے کے ضد ہین اور مہلت اور فرصت کا وقت

وجہ مخالفت غذاء انسانی حیوانی سے

سبب احتیاج منازل

ضرورت مرافقت

ضرورت دوسرے شخص کی

نہیں دے سکتی تھی ممکن نہیں ناچار اب ضرورت ایک دوسرے شخص کی بھی
ہوئی کہ جو تا وقت مراجعت و فرصت اسکے امور خانہ داری کا انصرام
کرتا رہے اور جسوقت یہ تھکا ماندا گھر میں داخل ہو تو موافق مقتضائے
طبیعت کے اسکو راحت دے اور قوت متحرکہ کو تسکین پہونچائے غذا
خوشگوار پکا کر مہیا کرے اور آب سرد آمادہ رکھے اور جتنے ضروریات اسکے
آسایش کے ہیں اونکو مرتب کر رکھے تا پھر اوسکو کسیطرح کی صعوبت اپنی
راحت و آسایش کے متعلق نہ اوٹھانی پڑے جیسا مقتضا ہے بقائے
شخصی انسانی کا اور مقتضا بقائے نوعی انسانی کا جس سے مراد توالد و
تناسل ہے اور بقائے نام و نسب بھی اسی سے عبارت ہے یہ تھا کہ یہ
کوئی شخص ایسا بھی پیدا کرے جو اسکے مادۂ خلقت کا حامل ہو اور قوت
شہوانی نفسانی کا جیسا ذکر مبحث اخلاق میں عرض کیا گیا رافع ہو اور
خود شریک ہو بقاء نوع انسان کا اور یہ سب صفات سوا جفت انسانی
یعنی عورت کے کسی دوسرے میں تماماً موجود نتھی تو اسواسطے حکمت
الٰہی نے یہ اقتضا کیا کہ ہر شخص جفت اپنا قرار دے کہ جس سے امور خانہ
داری کا بھی کماینبغی انتظام ہو اور راحت و آرام کا بھی انجام اور توالد و تناسل
و بقائے نوع انسانی کا بھی انصرام ہو اور ایک شخص سے اتنے امور اہم
کا اتمام ہو یہ ضرورت عقلی ہے خانہ اور اہل خانہ کی سوال یہ تقریر

ضرورت جفت انسانی کی

شبہ ازدواج مکرر

سنکر بادشاہ نے کہا کہ ضرورت خانہ و اہل خانہ کو تو آپنے تصریح سے بیان فرمایا مگر اس تقریر کے عنوان سے یہ بات مترشح ہے کہ یہ کام ایک عورت سے نکل سکتا ہے اور ازدواج مکرر کی حاجت نہین بلکہ ہونا اشخاص متعدد کا ایک کام پر خلاف مصلحت ہے اور مخالف مسئلہ تخفیف مئونت **جواب** حکیم صاحب نے ارشاد کیا کہ ہرچند جواب اسکا محض علم اخلاق کی راہ سے مجھپر چندان ضروری نہ تہا مگر آپکی تشفی خاطر کیواسطے مین اس مسئلہ شرعی کو بھی اخلاق کے اصول پر عرض کرونگا اسوجہ سے کہ اخلاق و شرع قریب قریب ایکہی راہ ہے آپ پر ظاہر ہے کہ طبایع انسانی بہ نسبت خلقت قوا اور

تفاوت خلقت

مناسبت اعضا کے مختلف اور متغیر خلق ہوئے ہین کسی مین مادہ کسی چیز کا غالب ہے اور کسی مین کم ہے اور کسیکو عادۃً اور رغبتۃً احتیاج کسی چیز کی زیادہ ہو گئی ہے اور کسی چیز کی کم کوئی ایک عورت پر بقدر ضرورت توالد و تناسل و دفع مادۂ شہوت قانع ہو سکتا ہے اور کسیکو اس سے زیادہ کی ضرورت ہے اور چونکہ دو امر یعنے انتظام خانہ داری اور بقاء نوع انسانی ایکہی کے متعلق کیے گئے تہے اور قوت شہوانی حیوانی کا دفع بھی اوسیکے متعلق تہا تو بعض اشخاص کی نسبت ایسا ممکن تہا کہ بسبب کثرت لوازم کے کوئی امر اچھی طرح سے

تعلق دو امر کاموں کا

انجام کو نہ پہونچے اور باعث حدوث امراض نفسانی کا ہو جائے اسواسطے
شارع نے اولاً کنیزوں کی اباحت فرمائی جو فی الحقیقت شریک ضرورت انتظامِ
خانہ داری ہین اوسکے بعد یہ بھی تنزیہاً حکم فرمایا کہ مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ
مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الا بصیغۂ خواہش و رغبت و احتیاج بہ نسبت بعضے
اقویا کے جیسا کہ لفظ طاب لکم سے صاف ثابت ہے مگر چونکہ اسمین
یہ شبہ متعلق انتظامِ خانہ داری پیدا ہوتا تھا کہ ایسا نہو خلاف مصلحت
و ضرورت احتیاج تاہل افراط شہوت مین مشارکت و مساوات نظامی
کو ملحوظ نرکھے اور فائدۂ تاہل کو باطل کردے اسواسطے آخر مین یہ بھی
فرمادیا وَاِنْ لَمْ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنے اگر صفت عدل و نصفت کو ملحوظ
نرکھہ سکو تو ایکہی پر اکتفا کرو اور اسی مقام سے اور اسی علت سے خود
نکاح کی چار قسمین کی گئی ہین — واجب — حرام — مستحب — مکروہ باختلاف
حیثیات سوال — یہ سنکر بادشاہ نے کہا سبحان اللہ کس عمدہ عنوان سے
آپنے اس شرعی لم کو بیان فرمایا اور میرے دل سے اس شبہہ کو آپنے بالکل
رفع کردیا مگر اب ایک اور شبہہ مجھے پیدا ہوا ہے اوسکو بھی براہ مہربانی بیان
فرمادیجیے ہرچند آپکی ہرج اوقات ہوگی وہ یہ ہے کہ آپنے اختلاف قوی
اور تفاوت احتیاج کے وسیلہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا اور لم اجازت ازدواج
مکرر کی بیان فرمائی مگر یہ تو مرد اور عورت دونون مین مشترک ہے عورتونکی

علت اباحت ازدواج چہار

تفسیر وان لم تعدلوا
بیان احکام نکاح

اختلاف قوت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

قوے اور خواہش بہ نسبت دوسری عورتون کے مختلف ہین اونکے واسطے
ازدواج مکرر کا حکم اور اجازت کیون نہ ہوئی **جواب** حضور فقط مسئلۂ
خواہش سے یہ حکم صادر نہین ہوا بلکہ مصلحت توالد و تناسل بقائے
نوعی انسان کی شریک اور مقصود اہم ہے ایک مرد اگر چار عورتون سے
ملاوبست کریگا تو ممکن ہے کہ چار اولادین ایکہی سال کے اندر پیدا ہون
اور عورت اگر چار مردون سے ہم بستر ہو تو سوا ایک کے دوسرا حمل
نہین ٹھہر سکتا علاوہ اس ضرر عقلی کے کہ حالت مشارکت مین نسبت
ولد کے جسکی صحت کی احتیاج حضانت اور حقوق مین لازم ہے مشتبہ
ہوجائیگی اور اکثر مسائل اہم جو اسپر مبنی ہین مہمل ہوجائینگے بلکہ اگر کلیتہ
ایسا ہی فرض کیا جائے تو اموال و میراث و قضایا و احکام مین اختلال عظیم
پیدا ہوگا اور بہت سے مفاسد بزرگ ایسے پیدا ہونگے جنسے نظم عالم مختل
ہوجائے **سوال** بعد کلمات ثنا کے بادشاہ نے پھر مخاطب کیا اور فرمایا
اس جملۂ معترضہ کو استطرادًا آپنے بہت خوب ذکر فرمایا اب امیدوار
ہون کہ سلسلۂ سابق کو شروع کیجیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی
بہت خوب دو وجہین ضرورت اہلخانہ کی بیان کرکے فقیر نے چھوڑ دیا تھا
اب تیسری وجہ یہ عرض کرتا ہون کہ جب انسانکو خدا نے اولاد عطا کی
اور نتیجہ ازدواج و مناکحت کا حاصل ہوا تو اوسکی اولاد کی پرورش اور

عورتون کی بابت مصلحت تناسل حصر نہ ہونی

مفاسد عقلی تعدد ازواج مستورات کے

تیسرا فائدہ تناسل کا

پرداخت اور حضانت اور رضاعت و دیگر لوازم کسی دوسرے
اوس خوبی کے ساتھہ ممکن نہ تھی اور اگر کسیقدر تھے بھی تو موجب صرف
زر خطیر اور زحمت کثیر تواب یہ تیسرا فائدہ پیدا ہوا اور ایک عورت کی
تین کام سے نظام خانہ داری بھی ہوا اور نظام بقاء نوعی بھی اور حضانت
و رضاعت اوسکی اطفال کی بھی پس ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو
سہ کار + اور جب اولاد بہم پہنچے تو اونکی تربیت اور پرورش ضرور ہوئی
کہ بے پرورش والدین کے اونکا بقا اور نشو و نما نہیں ممکن اور ہر ایک کے
امور کا تکفل واجب اور سبمین امداد و اعانت کی احتیاج کثیر تواب جماعت
کثیر لازم ہوئی اور ایسی جماعت کو کہ جسکے امور خانہ داری کا انتظام خود اونہیں
پر موقوف ہے توافق باہمی اور محبت ضرور ہے اسلئے کہ امور انتظامی
ہر کثرت اور جماعت کی بی تالیف کے درست نہین ہوتی پس انتظام خانہ داری مین بھی ایک کو
دوسرے سے انس و محبت اور ربط و الفت لازم ہوئی اور ایک شخص کو
اونمین سے اہتمام اور نگرانی سبکی واجب ہوئی پس اسیوجہ سے ریاست اپنی
گہر کی صاحب خانہ پر مقرر ہوتی ہی اور سیاست اوس جماعت کی بھی
اوسیپر تفویض کیجاتی ہے تا تدبیر امور خانہ داری کو ایسی صورت پر سر انجام
کرے کہ مقتضے انتظام اہل منزل کا ہو جسطرح جسے چرانیوالا اچھا نوروں کا
موافق مصلحت کے جانورونکو سبزہ زار مین چرانیکو اور چشمہ و آبشار پر پانی

بلاؤنکو لیجاتا ہے اور مضرت سے درندونکی اور آفات ارضی وسماوی سے
بچائے رہتا ہے اور ٹھکانا اونکے رہنے کا گرمیون مین کہین اور جاڑون مین
کہین اور دوپہر کو کہین اور رات کو کہین موافق صواب دید کے مقرر کرتا ہی
اور اگر اون جانورون مین سے خلاف مرضی اوسکے غول سے نکلکر کوئی جدائی
اختیار کرتا ہے تو اوسکو تادیب کر کے پہر گلہ مین ملاتا ہے تاکہ امور معیشت
اونکے ساتھ راحت وآرام کے انتظام پاوین اور لاغری اور تلف سے
محفوظ رہین اسیطرح سے صاحب خانہ بہی حسب مصلحت قوت اپنے عیال کا
بہم پہونچاتا ہے اور ترتیب اونکی امور معاش کی کرتا ہے اور اوس جماعت
کے حالات کا نگران رہتا ہے۔ کسیکو سمجھا کر ترغیب دیتا ہے اور کسیکو
ڈرا کر امور خلاف سے باز رکھتا ہے اور حسب مصلحت وعد وعید اور
زجر وتہدید ورفق ومدارا اور لطف وترش روئی عمل مین لاتا ہے
تاکہ اپنے اپنے کام کو بحیثیت شخصی جو لائق اوسکے ہے بخوبی سرانجام
کو پہونچا دے اور بسبب انتظام کے سہولت وآسانی سے براحت
زندگانی بسر کرے اور واضح ہو کہ مراد منزل اور خانہ سے وہ گھر نہین
ہے جو اینٹون سے یا مٹی سے یا سنگ وچوب سے بنائے جاتے ہین
بلکہ مراد اوس سے وہ تالیف ہے کہ جو مابین زوجہ اور شوہر اور باپ اور
بیٹے اور آقا اور غلام اور خادم اور مخدوم کے درمیان مین ہونی چاہئے

تشبیہ اہل خانہ با گلہ بان

سلوک صاحب خانہ نسبت عیال

انتظام سے راحت ہے

تعریف حکمت منزل

اور مکانِ سکونت لکڑی اور پتھر گھاس اور پھونس خیمہ و خرگاہ چادر اور
بارگاہ سایۂ اشجار اور پہاڑوں کے غار جاے جس قسم کا ہو رفع ضرورت کے لیے
یکسان ہے پس علم تدبیر امور خانہ داری کا جسکو حکمت منزلی کہتے ہین یہ
غور کرنا ہے مصلحت حال مین ایک جماعت کے ایسی طرح پر کہ مقتضا اوسکے
مصلحت عامّہ اور خاصّہ کا ہو جس سے اسباب معیشت بآسانی مہیّا ہوں اور
ہر شخص اپنی خدمت لائقہ کو اچھی طرح سے انجام دے اور چونکہ ہر انسان

ضرورت تدبیر منزل

کیا پادشاہ ہو کیا رعایا اور کیا فاضل کیا مفضول اسیطرح کی تالیف اور تدبیر
کا محتاج ہے اور ہر شخص اپنے مرتبہ مین کفالت کرنیوالا اپنی جماعت کا
اور رئیس اپنے وابستگان کا ہی اور اوسکے اہل و عیال رعیّت اوسکی ہین پس
ہر شخص کو اس علم کی واقفیّت سے چارہ نہین ہے اور فواید اوسکے
دین مین بھی اور دنیا مین بھی بے نہایت ہین اور یہی منشا ہے حدیث
شریف کا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے ہر شخص تم مین
سے صاحب رعیّت ہے اور روز قیامت تمسے سوال کیا جائیگا کہ تمنے
اپنی رعیّت سے کیا سلوک کیا ہے سوال عادل شاہ نے بعد

بیان کلیات منزل

سماعت فوائد و ضرورت منزل فرمایا کہ جناب حکیم صاحب قبل اسکے
کہ آپ مسائل تدبیر منزل و مراتب امور خانہ داری کو بیان فرمائین
چند امور کلّی ایسے بیان فرمائیے کہ جو بجاے اصول منزل کے ہوں

اور جبتک کل جزئیات ہر قسمین نکل سکتی ہون تاکہ ایک قاعدہ کلی ذہن مین رکھنے
جزئیات اور فروع کا یاد رکھنا لازم نہو اور بوقت ضرورت و حدوث امر تازہ اوسی
کلیہ سے استنباط اور استخراج حکم آسان ہو جواب حکیم صاحب نے
عرض کی بہت مبارک پہلے ایک تشبیہ کامل اس حکمت منزل کی گزارش
کرتا ہون اوسکے بعد کلیات قواعد منزل بھی اوسیکے ذیل مین عرض کرونگا
اور وہ یہ ہے کہ رموز دانان حکمت اخلاق یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اصول
کلی بعینہ تصرفات طبیب کے ہین بدن انسانمین پس جسطرح طبیب اول
پر نظر ڈالتا ہے کہ آیا تمام قوی جسمیہ و اعضا و جوارح حالت اعتدال پر ہین
یا نہین اسوجہ سے کہ اگر اعضا و قوا و اخلاط اعتدال پر ہین تو البتہ صحت
بوجہ کمال ممکن ہے اور بعد ادراک اس امر کے توجہ اوسکی حفظ صحت
بقائے اعتدال قوے و اخلاط پر ہوتی ہے اور اگر کسی قوت یا خلط
مین کسیطرح کا انحراف اعتدال سے اور نقص خلقت مستوی سے معلوم
کرتا ہے تو اوسکے زوال کی فکر کرتا ہے اور پھر اعتدال پیدا کرنیکے اسباب
مہیا کرتا ہے اور اگر کسی عضو خاص مین خلل دیکھتا ہے تو تمام اعضا کے
بہ نسبت زیادہ تر عضو رئیس کی اصلاح نقص اور اعتدال پر لانیکی کوشش
کرتا ہے خصوصًا اوس عضو رئیس کی جو قریب اور متصل اوس عضو مخدوش
کے ہو بعد اسکے پھر علاج اوس نقص کا کرتا ہے اگر زوال اوسکا دشوار ہو

تشبیہ کامل مدبر منزل کی طبیب حاذق سے

کلیہ تعہد صحت

محافظت اعضا رئیسہ

تطبیق حالات منزل بمزاج

غیر ممکن معلوم ہوتا ہے تو ناچار بخیال محافظت دیگر اعضاے رئیسہ اوس
عضو کو داغ دیتا ہے یا کاٹ ڈالتا ہے تاکہ فساد اوسکا اوسی تک منتہی
ہوجائے اور دیگر اعضا مین سرایت نہ کرے پس اے جہان پناہ بعینہ
یہی مثال طبیب کی ہے رئیس خانہ اور تدبیر منزل سے اور اوسکو بہی ایسا ہی
لازم ہے کہ پہلے نگاہ حیثیت عموم اہل منزل پر کرے اور اونکی تالیف اور
اعتدال پر توجہ تام رکہے اگر اعتدال اونکے افعال و اعمال مین بنابر ضوابط
حکمت اخلاق کے موجود پاے تو اونکی حفظ صحت اور ابقاے تالیف کی
فکر کرے اور اوسی حالت معتدلہ پر منتظم رکہے اور بلا ضرورت علاج کا درپے نہو
اسواسطیکہ عمدہ علاج یہی ہے کہ خلقت فطری کو قائم رکہے اور اوسکے گہٹانے
اور بڑہانیکی فکر نہ کرے بلکہ اگر اوس حالت سے کوئی امر زائد یا کم دیکہے تو زائد
کو کم اور کم کو زائد کرے تا اعتدال پر آئے اور ہر شخص کو اہل منزل مین سے
ہمیشہ دیکہتا رہے اور افعال و اعمال پر غور اور فکر کرتا رہے تاکہ ہر ایک
کی زیادتی اور کمی پر اطلاع بہم پہونچاتا رہے اسواسطیکہ ہر ایک رکن ارکان
منزل کا مشابہت رکہتا ہے ایک عضو سے اعضاے انسانی کے
جسطرح اعضا مین رئیس بہی ہین اور خادم بہی اسیطرح منزل مین بہی
رئیس اور خادم ہین اور شریف و خسیس ہین اور جسطرح ہر عضو کا مزاج اور
خاصہ اور فعل جدا جدا ہوتا ہے اسیطرح اہل منزل کے ہر جزو کا بسبب اختلاف

قوا و حیثیات کے مزاج جدا ہوتا ہے اور عادات مختلف ہوتے ہین پس مدبر
منزل کو ضرور ہے کہ جسطرح بدن کے اعضا مختلف الافعال والخاصہ
سے ملکر اعتدال پیدا ہوتا ہے اسیطرح یہ بھی اشخاص مختلف الاعمال متفاوت
الامزجہ سے ایک اعتدال پیدا کرے اور ایک کی کمی کو دوسرے کی زیادتی
سے ملاکر حالت نظم بہم پہونچائے اور ہر شخص کو اونھین سے اونکی مناسب اور
موافق کاموں پر معین کرے اور مجموع سے کل امور کا سر انجام کرے اور
خود اونکا نگران اور معدل رہے پس جسطرح بدنکا ہر عضو ملکر ایک کام کو
انجام دے دیتا ہے اسیطرح اہل خانہ کو بھی باہم ملکر ایک کام کا اتمام کر دینا
ضرور ہے جیساکہ اوس منزل کو جسکے یہ لوگ ہین لازم اور مفید ہے مگر
اس مطلب کے ادراک کیواسطے اور اس حالت تالیف کی قایم رکھنے کی
واسطے رئیس خانہ کو کمال تدبر لازم ہے تاکہ کوئی خدمت کسی کی بے محل
اور خلاف مصلحت واقع نہ ہونے پائے - اسیوجہ سے بعض حکماء اخلاق
نے مثال مدبر منزل و رئیس خانہ کی قلب کے ساتھہ دی ہے اس
لحاظ سے کہ قلب ہمیشہ انسان کے افعال ارادی کا مبدا اور حاکم ہوا
کرتا ہے - اور بعض حکما رئیس خانہ کو طبیب سے تشبیہ دیتے ہین اسوجہ سے
کہ طبیب افعال و خواص اعضا سے کماینبغی ماہر ہوتا ہے اور اوسیکے لحاظ
سے تدبیر حفظ صحت یا زوال مرض کرتا ہے پس رئیس خانہ کو بھی اسیطرح

خلاف امزجہ میں اعتدال پیدا کرنا

معدل منزل رئیس خانہ ہے

تشبیہ رئیس کی دل سے

وجہ مشابہت بہ طبیب

ہر شخص کے افعال و اعمال سے مطلع ہو کر بقا نظم کی کوشش کرنا اور زوال نقص کی فکر کرنی ضرور ہے اور جسطرح طبیب کو بخوف نقصان و سرایت مادۂ اعضاء قریب کے قطع و قلع کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح طبیب منزل کو بھی ہر طرفسی خدام و دیگر اہل خدمت کی معطلی و موقوفی کی احتیاج ہوتی ہے اوسی صورت مین کہ جب مادہ اصلاح پذیر نہ رہے اور سرایت مخالفت انضباط قواعد نظم مین کرے اسیطرح دیگر جزئیات کو بھی اسی تشبیہ سے پیدا کرنا اور اسی مطلب سے اخذ کرنا چاہیے — **سوال** بادشاہ نے کہا کہ قبل اسکے کہ آپ دیگر فروع منزل کو بیان فرمائیں پہلے مکان کے تعمیر کے قواعد از روے حکمت اخلاق بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکا کر کہا کہ حسن و قبح اشیا کا بھی ہر چند عقلی ہے مگر عمارات کے اصول کو اس اخلاق کے علم سے کمتر تعلق ہے دیگر علوم ہندسہ سے زیادہ ارتباط ہے اور اس قسم خاص مین بھی مصنفات جداگانہ ترتیب پا چکے ہین مخیف اوسیقدر عرض کریگا جو اس فرع اخلاق کے متعلق ہے اور وہ چند امر ہین **اوّل** سکونت مکان ایسے مقام پر تجویز کرنی چاہیے کہ ہوائے فضا بہم مرور کر سکے اور ہوائے کثیف جو بسبب حبس روائح مختلف کے پیدا ہوتی ہے دفع ہو سکے — کرسی بلند ہو تاکہ حشرات الارض کے گذر سے کسیقدر مانع ہو اور آب بارش

افضل اہتمام بہبودی و تنظیم

قواعد تعمیر از روے حکمت

فایدہ فضا کا ہونا

کرسی کا بلند ہونا

وغیرہ کے مجتمع ہونے سے ضیاع اموال ہو اور اثر رطوبت سے بلاد
مرطوبہ مین خباثت بخارات ارضیہ اذیت نہ دے اور بلاد محرورہ قریب بخط استوا
یا اقالیم اول و دوم مین حسب اقتضائے مصلحت بنا بر دفع باد ہائے
سموم و حفظ تابش آفتاب و تسکین حرارت غریزیہ خصوصاً موسم حار
کیواسطے سرداب یا تہ خانون کی بنیاد کرنی چاہیے مگر ادسمین بھی
حتی الامکان خیال نفوذ ہوائے لطیف و خروج بخارات کثیف
کا موافق اوس بلد و مقام کے لازم ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ سقف
خانہ مرتفع ہو اور دروازے وسیع و رفیع نصب کئے جائین اور تعدد
دروازونکا و منافذ کا ملحوظ رہے خصوص بلاد متوسطہ مین اور ہر
جانب سے مرور و گذر کیواسطے جگہ دینا اور مقامات مناسب
پر دروازونکا قایم کرنا بھی مناسب ہے تا حوایج آمد و شد
مردم مین خلل نہو اور چونکہ راحت و آرام و خواب و بیداری موجب
بقائے نوع انسانی ہے اور منزل مرکب اشخاص متعدد و مختلف
الاحوال سے ہے اور خلط و خبط مخالف نظم ہے اور باعث ہرج کا
و ضیاع اوقات کا ہے اسوجہ سے تعدد قطعات و تقسیم بیوت
بھی حسب ضرورت و مناسب حال منزل ضرور ہے تا کہ رئیس
و مرؤس و خادم و مخدوم اپنے حدود و لازمہ سے متجاوز نہ ہو جائین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور مرتبت ہر ایک کے قایم رہے پہر مکان سکونت مین ایسے سامان
کا مہیّا کرنا جنکی احتیاج متعلق ہر وقت اور ہر زمانہ کے ہے یا کسی فصل
اور موسم کے مناسب ہے ضرور ہے اور ہر ایک چیز کو منتظم طور پر رکہنا
اس حیثیت سے کہ اشیائے لازمہ اپنے اپنے محل اور موقع پر موجود اور
آمادہ رہین اور تلاش و تجسس مین تعطیل متصور نہو لازم ہے اسواسطے
کہ بہت سی اشیاء ضروری ایسی ہین جنکی ضرورت اوقات غیر معین پر
ہوا کرتی ہے اور بہت سی ایسی ہین کہ اوقات خاص پر محتاج الیہ
ہین پس ان دونون قسمون مین ہر ایک کو اوسکی لازمی حالت پر آمادہ
رکہنا موجب رفع تکلیف و فراغ بال کا ہے اور علیٰ ہذا القیاس
دیگر جزئیات بہی انہین اصول سے پیدا ہو سکتے ہین اور ایسے ہی مصالح
سے لازم یا مستحسن ہین خلاصہ یہ کہ اسباب راحت اور لوازم محتاج
الیہ ہر فصل و موسم کیواسطے مہیا اور آمادہ رکہنا اور اوسکے حفظ کی
فکر کرنا اور ایک کو دوسرے سے مخلوط نہونے دینا یہ سب محاسن منزل مین ہین
اور ہر شخص کی حالت کے اوپر منحصر ہین یہ مختصر بیان تہا مکان سکونت
کا عام سکونت اس سے کہ مردونکی ہو یا عورتونکی مگر اسقدر ضرور ہے کہ عورتونکے
مکان سے مردانہ مکان علیحدہ اور جدا ہو تاکہ بسبب اختلاف حیثیات
و تفاوت معمولات و عدم مجانست ذاتیات ایک کو دوسرے سے

خلل پیدا ہو اور باہم ہارج اور رانع نہون — اور اسیطرح لازم ہے
که ہر قسم کی ضرورت کی عمارات مین اوسکے مناسبات اور ضروریات
کا خیال رہے مثلاً خزانہ کی عمارت کا محکم کرنا چورون کی نقب
اور آفات معمولی ارضی وسماوی سے محفوظ رکھنا اور غلہ کے مکان کو پانی
کی ریزش سے اور آگ لگنے کی خوف سے اور رطوبت ارضی پہونچنے سے
اور ہوائے گرم کے اثر کرنے سے اور جانورون کے ضرر پہونچانے سے
بچانا چاہیے اور باورچیخانہ مین منافذ خروج دخان کے اور لکڑی
ایندہن رکھنے کی اور ظروف وغیرہ جمع کرنیکی اور اوسکے پکانیوالون کے
قیام اور نشست و برخاست وآمد و رفت کی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے
اور گاؤخانہ یا اصطبل یا شترخانہ یا فیل خانہ یا اور جو مثل اسکے ہین انمین
ہر ایک کے اسباب لازمی کا موجود کرنا اور اونکی آسایش وراحت کا بہم
پہونچانا اور اونکے مرور کے مقامات متعدد وراہاے فراخ کا معین
کرنا اور اونکی نگران ومحافظ وخدام کے لیئے جاے توقف وسکونت
کا قرار دینا اور ہر ایک کو ضیاع وخوف تلف سے بچانا لازم ہے
اور اگر یہ شخص صاحب منزل کوئی تاجر ہے تو اوسے دوکانین خوش
وضع اور وسیع بنانا چاہیے اور اسباب تجارتکو بہ تکلف بکمال حسن
وآرایش مرتب رکھنا چاہیے اور بعد بہم پہونچانے کل مایحتاج اور

عمارت خزانہ

عمارت انبار غلہ

عمارت باورچیخانہ

عمارت اصطبل وغیرہ

عمارت دوکانات

لوازم ضروری کے اگر استحسان ذاتی عمارتکا اور تناسب ہر جزوکا اور خوبی وخوش اسلوبی ودلچسپی ومرغوبی اور حسن وکمال صنعت اور پاکیزگی اور لطافت اور خوش وضعی اور نزاکت وغیرہ بھی مد نظر رہی تو باعث حفظ قلوب کا ہوگا۔ اور سب سے ضروری یہ ہے کہ مکان ایسی مقام پر بنائے کہ اوسکے قرب وجوار کے لوگ اچھے ہون اور اونکی مجاورت سے کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہ پہونچے بلکہ اوسکی غیبت مین اوسکے امور خانہ داری مین اگر ضرورت ہو معین ومددگار رہین نہ یہ کہ اونکی مجاورت سے اور اونکی بد اخلاقی سے اہل منزل کو اموال یا اعمال مین ضرر پہونچے اور اونکی صحبت بد کے آوازون سے اہل خانہ اور اطفال نورس متاثر ہوکر افعال اور اخلاق بد اختیار کرین مگر اوسوقت مین کہ جب کسی رذیلت یا عیب اور مرض کے زایل کرنیکو بنا بر استعلاج اخلاقی کوئی مجاورت خاص اختیار کیجائے جیسا کہ افلاطون حکیم نے ٹھٹھیرون کے محلہ مین مکان کرایہ کو لیا تھا جب اوسنے اسکی لِم دریافت کی گئی تو اوسکی علت اونہون نے یہ بیان کی کہ مجھے نیند کا غلبہ ہے اور اکثر مطالعہ کتب اور تفکر مین خلل عظیم واقع ہوتا ہے اس مرض کے رفع کرنیکے واسطے مینے اس محلہ مین مکان لیا ہے تاکہ اونکی کھٹ کھٹ کی آواز سے میری نیند اوچٹ جایا

کرے اور رفتہ رفتہ یہ بات طبیعت سے زائل ہو جائے **سوال** بادشاہ نے اس تقریر کو سنکر حکیم صاحب کی بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ اب مین چاہتا ہون کہ طریقۂ اکتسابِ معیشت و تحصیلِ قوت و تدابیر سوال کو بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے گزارش کی کہ ای جہان پناہ دنیا مین انسان کو اسکے بغیر چارہ نہین کہ کھانے پینے کا اسباب و رسامان مہیّا کر رکھّے اسواسطے کہ ہر وقت غذا کا مہیّا کرنا اور اوسیوقت صرف کر ڈالنا نہایت ہی تکلیف کا امر انسان کیواسطے ہے اسلئے کہ انسانی غذا جانورونکی غذا سے مختلف قرار دی گئی ہے بدون تصرفات و تدابیر کے مفید و مقوّی جسم نہین ہو سکتی اور ایک ان مین دو وقت ہر شخص کو جملہ تصرفات و تدابیر درستی اور تیاری غذا کی کرنے غیر ممکن تہے پس ضرور ہوا کہ جسقدر ممکن ہو سکے اور جہان تک بہم پہونچ سکے اپنی غذا اور اوسکے لوازم کو جمع کر کے درست اور قابل استعمال کر رکھّے تا کہ ہر وقت کی زحمت سے نجات حاصل ہو جیسا کہ سابق مین گزارش کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اکثر اقسام اغذیہ ایسے ہین کہ زمانۂ دراز تک بقا نہین کر سکتی اور اختلافِ آب و ہوا اور رطوبت و حرارت و دیگر صدمات سے معرض فنا مین تہے اور کبھی امتداد زمانہ کے بعد قابل استعمال نہین رہ سکتے پس ناچار انسانکو احتیاج ایسی چیز کی درپیش ہوئی جو تغیرات ہوائیہ و تبدلات زمانیہ کو

ضرورت مال کی

غذا بقا نہین کر سکتی

کمتر قبول کرے اور ہمیشہ معاوضہ اشیا میں ایک سے دوسرے کے پاس
جاوے اور حمل اور نقل اوسکا اسفار دور و دراز میں آسان ہو اور ہر مقام
پر ہر شخص اوسکا طالب اور خواہان ہو تاکہ بدل و عوض میں حرج واقع
نہو اور ایسی چیز فقط سکہ مروّج الوقت ہے اور بسبب قدر مردم کے
مقدار میں قلیل اور رفع احتیاج میں کثیر النفع ہے جیساکہ عرض کیا گیا
کہ سکہ حافظ عدالت ہے اور مقوم کلّی اور ناموس اصغر ہے اور اسی سے
دنیا کا سارا کام چلتا ہے اور یہی ایسا ہے کہ لین دین اور معاملات میں
تخمینہ کم و زیاد قیمت کا واسطہ ہوتا ہے اور جس مقام پر اور جسوقت میں چاہیں
آبادان روے زمین میں قوت اور غذا اور البسہ و اطعمہ وغیرہ مہیّا
کر سکتے ہیں اور سفر دور و دراز میں اسیکے وسیلے سے غلّات و اجناس کے
انبار کے انبار ہمراہ لیجانیکی کلفت اور مصیبت و مشقت سے انسان نجات
پاجاتا ہے اور صرف قلیل میں اوسیقدر منفعت حاصل ہوتی ہے جو
حمل اثقال سے تہے بلکہ کہین زیادہ اور بسبب اسکے کہ خود جماد ہے اور
از قسم حبوب وغیرہ نہین ہے تو صورت اور ہیئت اور ترکیب مین متغیر
نہین ہوجاتا اسواسطے کہ اگر زوال پذیر اور قوی الاستحالہ ہوتا تو مخلوقات
خدا کو جمع ارزاق و کسب معیشت مین بڑی کلفتین اوٹھانی پڑتین اور
اسیوجہ سے اور انہین مصالح سے حکمت حکیم علیم اس بات کی مقتضی ہوئی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہ قدرس جوہر کی ہر قسم کی اور ہر طبقہ کے لوگون کے دلون مین ڈالدے
اور ہر فرقہ اور ہر گروہ کو اسکا خواہان اور جویان کردے تا اسکی تحصیل
مین امور مہمہ اور مشقتہائے مکاسب اور صناعتہائے مشکلہ کے متحمل
ہوجائین اور ہر امر صعب اور مشکل کو اسیکے اشتیاق مین بجان و دل
گوارا کرلین اور چونکہ ہر شخص کو اسکی احتیاج مساوی ہے اور ہر شخص کو اپنے
امور کے انجام دینے مین اعانت اور مدد درکار ہے اور نفس انسان کا
بدون کسی طمع کے اور خواہش بدل و معاوضہ کی مشقت اور محنت گوارا
نہین کرسکتا اسواسطے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے اسکی الفت
اور ضرورت کو پیدا کرکے واسطہ بدل اور معاوضہ کا اور معدل ہر ایک
کی محنت اور مشقت کا اور مرغب ہر صنعت و ہنر کا قرار دیا ہے پس
ایسی چیز کا جو رکن انتظام منزل بلکہ عالم ہے اور جسمین کثرت سے فوائد
بھرے ہوے ہین حاصل کرنا اور محفوظ رکھنا اور صرف کرنا نہایت
سلیقہ عقل کے مقتضا پر لازم ہے اور بدون ضرورت عقلی ضائع کرنا
زیبا اور جائز نہین پس ہر شخص کو یہ تینون امر موافق قواعد شرعیہ
منزل سے کرنا اور اوسکے شرائط اور حدود کا سمجھنا پھر اوسپر
عمل کرنا ضرور ہے لہذا اب مین اس امر کو تین مطلبون کے ذیل مین
عرض کرتا ہون اور ہر ایک فرع جداگانہ ہر ایک ذیل مین بیان کرتا ہون

رکن انتظام عالم ہونا

قدر کرنا سکہ کی لازم ہے

پہلا مطلب تدابیر مداخل مین

مداخل کی دو قسمین ہین

پس جاننا چاہیے کہ مداخل کی دو قسمین ہین ایک وہ قسم ہے جسمین فکر
اور تدبیر کی حاجت ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو بے تدبیر ذاتی
کے حاصل ہوتی ہے جیسے باپ دادا کی ریاست یا مال وخزانہ کسیکو
بوراثت ملجاے یا کوئی بادشاہ کسیکو کچھ عطا کردے مگر چونکہ اس دوسری
قسم کو تدبیر سے تعلق نہین ہے اسوجہ سے اسکے فروع اس مقام پر
بیان کرنا ضرور نہین ہے ہان مطالب مابعد یعنے حفظ اور خرچ
کی تدبیر مین مشترک ہے اما قسم اول جسکا دارومدار تدبیر اور فکر پر ہے
اور وہ صناعات اور تجارات ہین مگر صنعت کو فضیلت ہے
اسوجہ سے کہ صنعت متعلق سرمایہ نہین ہے اور مادہ کی تلف ہونے
سے معیشت مین خلل نہین واقع ہوسکتا اور ہر مقام پر نتیجہ پیدا
ہوسکتا ہے اور کسب معیشت کی جاسکتی ہے بخلاف تجارت کے
کہ بدون سرمایہ کے تحصیل نہین ممکن بہ طور عام اس سے کہ صنعت
ہو یا تجارت تین شرطون کا لحاظ رکھنا کسب معیشت مین ضرور ہے
اول یہ کہ کوئی پیشہ یا حرفت ایسی اختیار نہ کرے جسمین بے ایمانی
اور دغا بازی اور دہوکہا دینا اور خدع ومکر لازم ہو جیسے کم وزن کرنا
یا باٹون کا کم وزن رکھنا یا گز کا چہوٹا ہونا یا ناقص کو سالم اور عیبی

حصول بغیر تدبیر

قسم اول کی دو قسمین ہین

فضیلت صنعت کی تجارت پر

تین شرطین کسب معیشت کی

ظاہر کرنا یا کہوٹے کو کہرا بیان کرنا وعلی ہذا القیاس یہ سب طریقہ
عقل کے بالکل خلاف اور اخلاق کے معارض اور نظم عالم جسکے
معاملات کا مدار اعتبار و صدق پر ہے توڑنے والے ہین اور کبہی
حکمت اخلاق ایسے مکاسب کی اجازت نہین دے سکتی اور
شرع شریف بہی قطعًا منع فرماتی ہے وَلَا تُخْسِرُوا فِی الْمِیْزَانِ
مکرر مقامات پر قران مین وارد ہے اور جناب امیر المومنین علی بن
ابیطالب علیہ السّلام بازار کوفہ مین کہڑے ہوکر بآواز بلند مخصوص
اس روش بد کی مذمت اور برائی بیان فرماتے تہے اور ہمیشہ تہدیدات
و تنبیہات سخت سے منع فرماتے تہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ
اور حضرت ائمہ ہدی عا ہمیشہ انسداد اس باب کا کرتے آئے
اور سلاطین اور شاہان دہر بہی زجر و عتاب کرتے رہے —
دوم کسی قسم کی معیشت کی تحصیل ہو عار و ننگ کے امور
اختیار نکرنے چاہے جیسے مسخرگی کے تحصیل — ہرچند دنیا کے
بداخلاق زیادہ لپسند کرتے ہین جیسا شاعر ظریف اس مفہوم کو
ادا کرتا ہے ؎ رو مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز ✤ تا داد خود
از کہتر و مہتر بستانی ✤ مگر ایسے مکاسب حکمت اخلاق کے بالکل
خلاف اور تہذیب کے برباد کن ہین جیسا کہ پہلے جلسونمین

...بے ایمانی معاملات مین

...نہ ہونا کار... تحصیل معیشت مین

کہی مقام پر مشروحًا عرض کیا گیا۔ سوم دنائت نفس یعنے پیشے حقیر اور ذلیل ادن لوگون کو اختیار کرنے جو طبقۂ ممتاز کے ہون اور صاحبان شرافت ووقار ہون باوجود امکان صناعت شریف کے کہ ایسا پیشہ بہی بشرائطہ تہذیب اخلاق مین معیوب ہے الحاصل مطلقًا صناعت کی تین قسمین ہین شریف اور خسیس اور متوسط صناعتہائے شریفہ وہ صناعتین ہین جنکو بالذات قوت نفس سے تعلق ہے اور بالعرض اعضاء و قوائے جسمیہ سے اور اسکا نام محاورۂ حکماء اخلاق مین صنعت احرار و پیشۂ ارباب مروّت ہے اور اکثر اس قسم کی صناعتین تین قسمون پر منحصر ہین اوّل وہ صنایع جسمین محض عقل اور فکر اور رائے اور مشورت و تدبیر کی ضرورت ہے یا اور مثل اسکے اسکا نام محاورۂ حکمت اخلاق مین صنعت وزرا و مدبّران ملک ہے اور ایسے کام حکماء علماء و اصحاب اخلاق و صاحبان تدبیر و اہل الرائے سے مخصوص ہین جنہون نے اسکے علوم متعلقہ کی تکمیل و تحصیل کی ہو اور ملکات اخلاقی سے اپنے نفس کو متصف اور مالوف کر لیا ہو اور شرافت و نجابت نفسانی سے ممتاز ہون اور اعتدال نفس ناطقہ اور فضائل حکمت و شجاعت و عفت وغیرہ

رکہتے ہون یا زیادہ قریب اونکی تکمیل تحصیل کا موجود ہو جیساکہ
پہلے تکریمین مفصلاً گزارش کیا گیا اور اسیوجہ سے تدبیر منازل
وسیاست مدنیّہ سے مقدم رکہا جاتا ہے کہ اوسکی ضرورت ان
دو ٹکڑون کی واسطے لازم ہے دوم وہ صنایع ہین جو مرکب
عقل و قوائے جسمیّہ سے ہین اور اوسکا نام محاورہ مین صنعت
فضلا وادّبا ہے جیسے کتابت وانشاپردازی وفصاحت وبلاغت
وادب و نجوم وطب وحساب وہندسہ ومساحت اور حیلہ
فروشی واقسام انکے اور یہ کام ایسے ہی لوگون کا ہے جوان
علوم وفنون سے واقف ہون اور انکی مہارت ولیاقت
رکہتے ہون خواہ فرداً فرداً ایک ایک علم جانتے ہون یا مجموعاً
اسواسطے کہ ہر شخص مین ان کمالات کا مجمع ہونا عزیز الوجود
اور کمیاب ہے اور ہر کام مین مجموعاً ضرورت بہی نہین ہوتی
بلکہ ہر ایک کام اور ہر ایک مقام کیواسطے ایک یا دو یا زیادہ
کی احتیاج ہوا کرتی ہے سوم وہ پیشے ہین جنمین قوت وشجاعت
کو زیادہ تعلق ہے جیسے سواری وفنون سپہ گری وقواعد
فوجی ومحافظت حدود مملکت ودفع اعدا وتحصیل اموال و
خراج وحفاظت خزائن وتہدید وتنبیہ رعایا وترویج وتعمیل

قواعد منضبطہ سلطنت وجبر وانکسار وغیرہ اور اسکا نام محاورۂ
حکمت اخلاق مین فروسیّت ہے۔ یہ آصول ہین مکاسب کے
کہین ایسا بہی ہوتا ہے کہ اقسام ثلثہ تنہا منفرد پائے جائین
یا ایک دوسرے سے ملکر کوئی عہدہ معیّن کیا جائے اسواسطے کہ ہر
شخص مین ان تینون اقسام کی تہوڑی تہوڑی قوت اور استعداد
مادّہ ہوتا ہے بوجہ سے امتزاج مکاسب کا مضائقہ نہین ہے
بلکہ داخل مسئلہ تخفیف مؤنت ہوگا صنائع خسیسہ دنی بہی
تین قسمین ہین ایک وہ کہ منافی عموم مصلحت مردم کے ہین اور
عام خلقت کو اُس سے ضرر پہونچتا ہے جیسے سحر وشعبدہ
وچوری وجیب تراشی وڈاکہ زنی ودیّوسی وغیرہ اسکا نام
صنعت مفسدہ ہے اور نہایت بد ہے حکمت مین اور
حدود اسکے مبحث سیاست مین ذکر کیے جائینگے دوسری
وہ قسم ہے کہ مخالف اور منافی ہے کسی فضیلت کے فضائل کمال
نفسانی سے اور محرک ہے رذیلت کی جیسے مطربی اور رقاصی اور
تماشہ گری اور مسخرگی اور قمار بازی وغیرہ اور اسکا نام صنعت
سفہا ہے اور یہ بہی بد ہے تیسرے وہ صنعت ہے کہ جس سے
طبیعت انسان کی بالطبع یا بالعادت متنفر ہو مثل دبّاغی

اور کناسی (حلال خور۱۲) وخاکروبی وحجامی وقصابی وغیرہ کے کہ یہ بہت اوسنے اور ذلیل صنعت ہے اسوجہ سے کہ عقل ایسے امور سے گونہ کارہ ہے گرچہ یہ سب پیشے لازمی اور باحتیاج ہین اور ضروری کہ چند اشخاص اسکے بہی کرنیوالے ہون پس یہ کراہت ایسے اشخاص کی بنسبت ہے جو قسم اول صناعتہاے شریفہ سے ہین یا قسم دوم سے بلکہ کسیقدر قسم سوم سے بہی باوجود ہونے اشخاص صنایع خسیسہ کے والا حاجۃ اور ضرورۃ کسی قسم مین سے ہون ایک کا کرنا لازم ہوجائیگا صنایع متوسطہ کل وہ پیشے ہین جو ان دونو قسمون کے علاوہ ہین مگر بعض اوسمین سے ضروری ہین جیسے کہیتی وغیرہ اور بعضے غیر ضروری ہین مثل رنگریزی وغیرہ کے اور بعضے مرکب ہین یعنے دوسرے پیشے کی مشارکت سے پیدا ہوتے ہین جیسے چہری چاقو بندوق وغیرہ بنانا اور بعضے بسیط ہین جسمین مشارکت دوسرے کاریگر کی نہین ہے جیسے آہنگری ونجاری وغیرہ ہان تعلق اور ارتباط ایک دوسرے سے ضروری ہے جیساکہ سابق مین ذکر کیا گیا خلاصہ یہ کہ جس صنعت کو اختیار کرے اور جس پیشہ مین نامزد ہوجائے اوسمین اسقدر کوشش اور سعی کرے اور اوسکے اسباب اور متعلقات کو اسقدر بہم پہونچائے کہ کامل ہوجائے اور نامآور ہو اور کبہی پست ہمتی اوسکے تحصیل مین نہ کرے بلکہ ہمیشہ ایسا ہے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ارادہ کرے کہ اس فن خاص مین میرا کوئی ہمپلہ نہ رہے تاکہ جسقدر اوسکی
مہارت زیادہ شہرت پذیر ہوگی اوسیقدر تحصیل معاش بھی زیادہ
کرسکیگا اور یہ امر بھی ہمیشہ مطمح نظر رہے کہ جس پیشہ او صنعت کو کرتا ہے
اوسکی تسہیل اور لطافت پیدا کرنیکو افکار اور تدابیر ایسی کرے اور
ایسے طریقے اور وسیلے بہم پہونچائے کہ مثلاً دو آدمیون کی اوسمین
ضرورت ہے تو ایک ہی آدمی سے کام نکل سکے یا چار گھنٹہ مین
وہ کام ہوتا ہے تو دو ہی گھنٹے مین نکلے اور یہ بھی مدنظر رہے کہ ایسی
چیزمین زیادہ ترقی کرے جسکی احتیاج لوگون کو زیادہ ہو اسوجہ سے
کہ معیشت کی تحصیل انہین لوگون کے پسند پر منحصر ہے پس جسقدر
اونکی خواہش کے موافق ہوگی زیادہ قدر ہوگی اور اوسیقدر تحصیل
معیشت زیادہ ہوگی — اور یہ بھی خوب جاننا چاہیے کہ کوئی
زینت ظاہری اور وقار اہل دنیا کی نظر مین وسعت رزق سے
بڑھکر نہین ہے اور وسعت رزق کی عمدہ سے عمدہ اور اچھی سے
اچھی وہ صنعتین ہین جسمین صفت عدالت سے درگذر نہو اور نہ فضیلت
عفت سے تجاوز نکرے اور مروت سے دور نہو اور آرزوئی
دراز اور طمع خام اور اعمال بد اور افعال ناشایستہ اور ارتکاب
فواحش سے بچا رہے اور امور خفیفہ مین پھنسکر مہمات عظیمہ مین

اعمال کرے اور جو مال تغلب سے یا جھگڑے سے یا فساد سے یا کسیکی
ناگواری اور کراہت سے یا ننگ اختیار کرنیسے یا بدنامی گوارا
کرنیسے یا انگشت نما ہونیسے یا آبرو گھٹا نیسے یا قطع مروت
سے یا کسیکی آبروریزی سے یا دوسرے کے نقصان کرنیسے
یا کسیکے ملال دینے سے یا کسیکی بدخواہی سے یا کسی کی امانت
مین خیانت کرنیسے یا کسی معاملے مین فریب دینے سے یا دو
شخصون مین مفسدہ پیدا کرنیسے یا کذب اور جھوٹ بولنے
سے یا رشوت ستانی سے یا وکالت کاذبہ جان بوجھ کی کرنیسے
یا افعال بیجا مین وسفہا اختیار کرنیسے یا اور جو فعل مثل اسکے
ہون اور انسان کو مبتلائے رزلیت و بداخلاقی کرین ان
سب سے عاقل کو پرہیز واجب اور لازم ہے اگرچہ زر خطیر اور
منفعت کثیر اور گنج قارون کیون نہو مگر اسکو ایسے
خزانہ پر لات مارنی زیبا ہے اور اپنے دو پیسے عمدہ اسلوب اور
جائز طریقون سے پیدا کیے ہوے دو ہزار اور دو لاکھ بلکہ دو کرور
سے بہتر اور خوشتر ہین اور دونون جہان مین اچھے نتیجے پیدا کرتے
ہین گو ظاہر مین اور اوسوقت خاص مین چھوڑنا ایسے مال خطیر
اور خزانہ کثیر کا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقت

برے طریقہ تحصیل معیشت کے

زر قلیل کی ترجیح زر کثیر پر

عقلا کے نزدیک یہ مال قلیل زیادہ خوشگوار اور بہت مبارک اور
نہایت عمدہ اور فائدہ مند اور برکت دینے والا اور عزت رکھنے
والا اور آبرو بڑہانیوالا ہے اور دین و دنیا مین اسیکا نتیجہ اچھا ہے
دوسرا مطلب تدابیر حفاظت مال مین پس ظاہر ہے
کہ کسیطرح کا مال ہو بدون اسکے کہ بڑہایا جائے اور ایسے موقع
مین صرف کیا جائے کہ منفعت دے اور فائدہ بخشے اور خود
اپنی ترقی آپ پیدا کرے محفوظ نہین رکھہ سکتا اسوجہ سے
کہ خرچ مال کا ضروری ہے اور اسیواسطے پیدا کیا جاتا ہے
جیسا تمہید مین عرض کیا گیا۔ جب یہ امر ذہن نشین ہو چکا
تو اب جاننا چاہیے کہ مال کی محفوظ رکھنے مین تین امور کا
لحاظ رکھنا چاہیے اوّل یہ کہ ایسی حفاظت مال کی نہ کرے
کہ اہل منزل کے انتظام مین خلل پڑجائے اور لڑکے بچے
بھوکون مرنے لگین اور پریشان ہوکر منتشر ہوجائین اسواسطے
کہ یہ امر مخالف ہے اوسکی ضرورت کی یعنے مال کے تحصیل کی
ضرورت واسطے تدبیر منزل اور بہم رسانی قوت کی تہی اور
جب اسنے اوسمین کمی کی اور حسب احتیاج صرف نکیا تو اسنے
اوسکی ضرورت کو باطل کیا اور ایک شئے کو اوسکے منفعت سے

روک رکھا اور یہ نہایت خلاف عقل ہے دوم حفاظت مال ایسی نکرے کہ زوال آبرو کا باعث ہو اور اطراف واکناف مین متہم اور بدنام ہوجائے اور دیانت کے خلاف کرے اسواسطیکہ اہل حاجت اور صاحبان ضرورت کو باوجود ثروت کے محروم رکھنا خلاف دیانت ہے جیساکہ اخلاق مین عرض کیا گیا اور ایثار او عطا نہ کرنا اہل حاجت اور معذور التدبیر کو ہمت مردانہ کے خلاف ہے سوم یہ کہ بخل اور حرص مین مبتلا نہ ہوجائے کہ یہ دو نو رذیلتین ارذل رذائل مین سے ہین اور اخلاق کی تکڑی مین مفصلاً مذمت ہر ایک کی بیان کیجا چکی ہے۔ جب یہ شرائط پیش نگاہ رہینگے تو حفاظت مال کی تین طرح سے ممکن ہے ایک یہ کہ ہمیشہ آمدنی سے خرچ کو کم رکھے بلکہ اس امر کا تخمینہ کرے کہ سال مین کسقدر آمدنی ہے پہلے اوسمین سے ایک مقدار مناسب اپنے حالات کے حادثات اور واقعات غیر معمولی اور خلاف عادت کیواسطے تجویز کرکے علیحدہ کرے۔ جیسے زمیندار کو بارش نہ ہونے سے نقصان پہونچ جائے یا رعیت فرار کرجائے یا زمین کاشت نہو یا محاصل وصول نہو وغیر ذلک۔ اور نوکر پیشہ کو مثلاً نوکری چھوٹ جائے

حفاظت مال مین حفظ آبرو

حفظ مین بخل سے پرہیز

تین طریقے حفاظت مال کے

ضروریات اور مصارف معمولی کے

نقصانات اتفاقی حادثات

یا سفر در پیش ہو یا کسی قسم کا تاوان دینا ہو یا بسبب کسی قصور کے جرمانہ لیا جائے یا اضاعت مالک کے مال کی ہو جائے یا خود حساب مین غلطی کرے اور مثل اسکے اور اہل حرفت کو مثل اسکے کہ کسی روز کوئی مزدوری پر نہ بلائے یا کسیکو کسی وقت مین کسی چیز کی احتیاج باقی نرہے یا اسکی صنعت کسی وجہ سے برباد ہو جائے یا بگڑ جائے یا قیمت مین گھٹ جائے اور اہل تجارت کو مثل اسکے کہ مال تجارتی کے آنےمین دیر ہو جائے یا فصل و موسم خرید کا گذر جائے یا راغب موجود نہو یا خرید مین گران پڑے یا نرخ بازار گھٹ جائے یا بارش اور آگ وغیرہ سے مال خراب ہو جائے یا قیمت وصول نہو اور علاوہ اسکے اور اسی قیاس پر ہزار ہا نقصانات اور حادثات پیش آجاتی ہین جنکی تحدید دشوار ہی تو سواسطے لازم ہے کہ حسب مقتضاے مصلحت وحالت شخص ایک مقدار اپنی کل آمدنی کی ان حوادث غیر معمولی کیواسطے علیحدہ کر کے محفوظ رکھے اور بالقی مین سالانہ اور ماہانہ اور روزانہ اور متعلق ہر فصل و موسم کے اور ہر شخص منزل کے اور ہر عادت اور طریقہ کے اور ہر سفر و حضر کے اور ہر تجدید و تعطیل کے اور ہر خرید و فروخت کے معین اور منضبط کر رکھے اور اگر اتفاقاً ان معمولات مین کسی چیز مین ضرورۃً تفاوت ہو

تو دوسری مدت کمی اور زیادتی کر کے تکمیل کرے اور اوسی مقدار سے
خرچ کم کر دے اور بعد گذر جانے ایک سال یا ایک زمانہ کے جسکے واسطے
یہ آمدنی تھی اگر کچھ مال و زر باقی رہگیا ہے تو اوسکو سرمایۂ تجارت
کر کے اوس مال کی ترقی کرے اور فراغت اور وسعت رزق بہم
پہونچائے و علی ہذا القیاس کل جزئیات کو اسی سے پیدا کر سکتا
ہے اور اس انضباط پر درست کر سکتا ہے خلاصہ یہ کہ مصرف کا آمد سے
زیادہ ہو جانا ہمیشہ موجب بدنظمی و قرضداری و زیرباری کا ہوتا ہے اور
اوسکی دوائیمین کمال احتیاط چاہیے اور نہایت انتظام اور خبرداری سے تکمیل نقصان
کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ مال کو ایسی چیز مین صرف نکرے جسکی منفعت پیدا
کرنیمین دشواری پڑے یا آثار و قرائن سے اوسکے منافع مشکوک
ہون یا اہل خبرت سے اوسکی منافع و مضار کو اچھی طرح سے نہ سمجھ لیا ہو
یا تجربہ ولو بالاجمال حاصل نکر لیا ہو جیسے کسی ایسے ملک کے آباد کرنیکی فکر
کرنا جسکی آبادی غیر ممکن اور متعذر یا دشوار ہو یا زر کثیر اور محنت شاقہ
سے متعلق ہو اور وہ دونو اسکی قوت سے باہر ہون یا ایسی ایک چیز
تجارت کی خرید کرے جسکے خریدار کم ہون اور عام طور پر فروخت نہو سکے یا
ایسی چیز مین روپیہ لگائے جسکے سر انجام مین خود قاصر ہے اور خدام
سے مطمئن نہین یا ایسی چیز مین کہ خلق عام کو فائدہ کم پہونچتا ہو کہ

سبب قرضداری و زیرباری

شکل ترقی زمینی

حصول کلی تجارت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ان سب صورتون مین نقصان عائد ہوتا ہے اور خلاف ہے مصالح
حفظ کے تیسرے حفظ مال کی یہ صورت ہے کہ اوسی چیزین روپیہ
لگائے جسکی منفعت متواتر اور پے درپے ہو اور جسکے خواہان کثرت
سے ہون اگرچہ نفع قلیل ہو مگر اس تہوڑی منفعت کو اوس فائدۂ
کثیر سے بہتر سمجھے جو عرصہ کے بعد یا کم اشخاص سے حاصل ہو اور یہی
اصول اعظم تجارت کے ہین اور اکتساب معیشت کے ذیل مین بخیال
تطویل چہوڑ دیے گئے تہے اور فروع اوسکے کسیقدر ابواب مابعد
مین بہی ذکر ہوجائینگے خلاصہ یہ کہ مال مکتسبہ کو محفوظ رکہنا عمدہ شرائط
و تدابیر خانہ داری سے ہے جیسا کہ تحصیل کرنا اوسکا واجب تہا
اور عاقل کو یہ بہی ضرور ہے کہ کچہہ اندوختہ کر رکہے اور کسیقدر ہر قسم کا
سامان جو جہان تک ٹہر سکے محفوظ رکہے تاکہ اون حادثات اور
واقعات مین کام آئے جو ذکر کیے گئے یا مثلاً اوسکی بیماری مین
کہ جو زمانہ معذوری اکتساب کا ہے یا قحط وغیرہ مین بکار آمد
ہو اور اوسوقت مین کسیکا محتاج نہ ہو جسکا نام محاورۂ اُردو و ہندی
مین پونجی اور گرستی ہے اسیوجہ سے بعض علماء حکمت اخلاق
فرماتے ہین اولٰی یہ ہے کہ انسان نقد بہی جمع کرے اور اجناس
اور امتعہ اور اقوات بہی جہانتک کہ اوسکی محافظت ممکن ہو سکے

تغیر و تبدل سے اور کسیقدر حیوانات گائے بھینس گھوڑے بکری بھیڑی وغیرہ اور کسیقدر مملکت اور آراضی و دیہہ وغیرہ تاکہ اگر کسی چیز پر نقصان آئی تو دوسری چیز سے نفع اوٹھائی اور اس نقصان کا زوال اوس سے ہو — تیسرا مطلب مخارج مال میں کسیقدر مصرف مال کا ذیل مین صورت حفظ کی ذکر کیا گیا اسوجہ سے کہ خرچ کے ساتھہ حفظ لازم ہے اب وہ مراتب گزارش کئے جاتے ہین جن اصول کا لحاظ خرچ کرنیکی حالت مین چاہیے پس معلوم رہے کہ خرچ کرنیمین چار چیز وںسے ہمیشہ احتراز کرنا چاہیے اوّل لوم و تقتیر یعنے خرچ عیال مین تنگ گیری اور دقت کرنا باوجود قدرت و وسعت کے یا جن لوگون کا نفقہ واجب ہے اونکو ندینا دوم اسراف ہے یعنے فضول خرچی اور بیہودہ مصارف مثل ناچ رنگ عیاشی کھیل تماشا کنکوا بٹیر مرغ اور عطایائے بے ضرورت بلکہ امور لازمی مین بھی اگر زائد ضرورت سے صرف کیا گیا تو بھی داخل اسراف ہو جائیگا سوم ریا اور مباہات یعنے خوشامدی اور چاپلوسی اور اظہار جاہ و حشم و ثروت و امارت کے واسطے زائد اپنی لیاقت سے یا بدون ضرورت کے صرف نہ کرنا چاہیے کہ یہ بھی مذموم ہے

اقسام مخارج

پہلا تنگ گیری

اسراف بیجا

از روئے عقل کے۔ چہارم سوء تدبیر سے بچنا چاہیے یعنے بیموجب
اور بے موقع صرف نکرے مثلاً جو کام ایک روپیہ سے نکل سکتا ہے
دو روپیہ دیدے اور جس امر مین دو روپیہ کی ضرورت ہو اوسمین کوتاہی
کرکے ایکہی روپیہ صرف کرے یا مثلاً چار آدمی سے کام گھر کا نکلجاتا
ہے اور یہ آٹھہ آدمی ملازم رکھے یا بالعکس یا مثلاً ایک گھوڑا
تنہا اسکی سواری کو کافی اور حیثیت اسکی اس سے زیادہ کی
مقتضی نہین اور یہ دو گھوڑے بلاضرورت محض اس نظر سے کہ
تاکہ مشہور ہون ہزارون مین ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین
یا یہ کہ ایک زمانہ مین ضرورت چند مصارف کی ہوگئی تھی اور اب
نہین باقی رہی اور یہ مروت بیجا سے اونکا علیحدہ کرنا گوارا نہین
کرتا یا بالعکس یا یہ کہ اسکی حیثیت گھوڑے بگھی ہاتھی رکھنے کی
ہے اور یہ پیادہ بلاضرورت چوک مین خاک اوڑاتا پھرتا ہے یا
خدمتگار اور باورچی رکھنے کی مقدرت ہے اور اپنے منہہ سے چولہا
پھونکتا ہے اور جزئی کام کرنے پر آمادہ ہے ازین قبیل بہت سے
امور ہین جنمین تدبیر اور غور سے اعتدال اختیار کرنا ضرور ہے
اور یہ قسم نظم منزل مین زیادہ تر قابل لحاظ اور ضروری النظر ہے
کہ اکثر اسی کی خرابی سے عقلا اور مہذب اشخاص کو نقصانات اور

اسرافات ہوجاتے ہین۔ اور مصارف مال کے تین قسمون پر منحصر ہین
اول وہ قسم ہے جو واسطے رضاجوی حضرت حق سبحانہ و تعالی
کے صرف کیاجائے جیسے خمس زکوۃ صدقات کفارات شرعیہ
مصارف حج و زیارات وغیرہ خواہ واجب ہون خواہ مستحب
دوم وہ قسم ہے جو بطریق سخاوت و ایثار صرف ہو جیسے دوستونکو
ہدیہ اور تحفہ دینا اور مہمان نوازی و غربا پروری کرنا اور اپنی اعزا و اقارب
کو علاوہ نفقات کے بطریق بذل معروف دینا سوم وہ قسم ہے
کہ جو بقدر ضرورت اور حسب مقتضاے وقت برعایت امور
متقدمہ نظم اور سلیقہ کے ساتھ صرف کیجائے۔ مثل کھانے پہننے
وغیرہ کے یا اسواسطے صرف کرے کہ ظلم ظالم سے عرض اور آبرو بچے
قسم اول کے صرف مین جو مخصوص واسطے تقرب درگاہ حضرت باری
تعالی کے ہے اوسمین بھی چار امر ملحوظ رکھنے چاہیے تاکہ نتیجہ اوس
صرف کا یعنے ثواب اخروی کامل طور پر حاصل ہو۔ پہلا یہ امر کہ جو کچھ
راہ رضا مین دے اوسکے دینے پر افسوس اور قلق نہ کرے بلکہ
نہایت بشاشی اور خوشی خاطر او رطیب نفس سے دے اور یہ
خیال کرے کہ خوشا حال اوس مال کا جو آقا کی راہ مین صرف ہو
جیسا بہا کا زیا نین مثل ہے۔ وہی پھول جو نہیسر چڑہے ہے۔ اسیا ہے

مصارف بنا بر رضای حق سبحانہ و تعالی

مصارف سخاوت

مصارف ضروری

شرائط قسم اول

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

روپیہ تو سوارت ہے جب جنت و نار و عذاب و ثواب کا اعتقاد
رکھتے ہے تو معاد کی فکر بھی چاہیے اور حکمت کی رو سے بھی بقاء
نفس ثابت ہے دوسرا امر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو روپیہ
یا چیز راہ معبود مین صرف کیجائے وہ چاہیے کہ خالص ہو ریا اور
سمعہ وغیرہ سے اور سوا رضاء پروردگار کے امیدوار شکرگذاری
اور عوض مخلوق کا نہ رہے بلکہ نام و نمود اور تعریف و ثنا کو بھی خیال
مین نہ لاوے تیسرا امر یہ بھی چاہیے کہ خیرات اور تبرعات کو
جہان تک ممکن ہو پوشیدہ اور مخفی کر کے دے تا خطور قلبی بھی
ریا وغیرہ کا نہو بلکہ بہتر ہوگا کہ ایسی تصدق اور خیرات کو قسم دوم
یعنے سخاوت مین شمار کرے اسواسطے کہ ایسے امور کا ترحم قلبی
سے سرزد ہونا جو ایک داخلی امر ہے بہتر ہے اس سے کہ خارجی ہو
چوتھا امر یہ ہے کہ پردہ دری مستحقون کی نہ کرے اور اونکا راز افشا
نہ کرے اس لئے کہ بہت لوگ ایسی ہین کہ اظہار کو اس امر کے مخالف
حیا و شرم سمجھتے ہین اور دوسری قسم کی مصرف مین پانچ شرطین
ہین پہلے شرط یہ ہے کہ جس وقت کسی مالکو از راہ سخاوت کسیکو دینا
چاہیے تو فورًا بلا تردد دیدے اور کبھی تاخیر اور تعویق کو روا نرکھے
اسلیئے کہ شبہہ ہے شاید پھر اسکو کوئی امر ایسا پیش آجاے کہ مجبو

ہو کر فیض پہونچانے سے محروم رہجائے دوسری شرط اخفا و کتمان

مین کوشش کرے تاکہ زیادہ مفید ہو تیسری شرط اگرچہ کیسا ہی

مال کثیر کیسیکو دیوے مگر ہمیشہ زر کو ذرّہ کے برابر اور مال کو

پائمال سمجھتا رہے چوتھی شرط پی در پے اس امر نیک کو عمل مین

لاوے تاکہ طبیعت مین ملکہ پیدا ہو جائے اور ترک سے طبیعت

بخل نکرنے لگے پانچوین شرط جس شخص کو دینا چاہیے اوسکو مستحق

سمجھکر دے اور بے سمجھے اور بیجا دیدینا زمین شور زار مین تخم کا ضایع

کرنا ہے ۔ اور تیسرے قسم مین ایک امر کو ملحوظ رکھے وہ یہ کہ مصارف

ضرورت مین کمی اور بیشی نہ ہونے پائے اور جسقدر ضرورت داعی ہو

بلاتامّل صرف کرے اور جو ضرورت سے زیادہ ہو اوسمین ایک حبّہ

کا دینا پسند نکرے مگر آبرو کا بچانا اور بدنامی سے محفوظ رکھنا بھی نہایت

ضروری امر ہے اور یہ امر اکثر درجۂ توسّط و میانہ روی اختیار

کرنیمین زائل نہین ہوتا اسوجہ سے کہ اہل دنیا کے اکثر طبائع مین

انصاف اور عدالت نہین ہے اور ہمیشہ طمع اور حسد اور بغض کو

محبوب رکھتے ہین پس انسانکو حفاظت ملامت و بدنامی کیواسطے

کسیقدر حد توسط سے بنابر خواہش عوام دست کشادہ رکھنا

اور فیاضی کے ساتھہ بسر کرنا مناسب ہے مگر نہ اسقدر کہ حدّ

...اسے امور خیر

...زاولت سخاوت

اختیار توسط مصارف

سخاوت سے متجاوز ہو کر اسراف کو پہونچ جائے اور آخر کو نتیجہ بد دکھلائے اور امور جمیع انتظام منزل مین رخنہ انداز ہو جیسا کہ حضرت حق سبحٰنہ تعالٰے قرآن مجید مین اشارہ فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا یعنے نہ تو تو ہاتھونکو باندھکر گردن پر رکھلے اور نہ ایسا پہیلادے بہت زیادہ کہ بیٹھ رہے بدنام اور درماندہ ہو کر ✤ پس انسان کو بہر طور اپنے مداخل پر نظر کرنا اور بخل اور کنجوسی سے پرہیز کرنا ضرور ہے کیونکہ خواص ہمیشہ توسط کو پسند کرتے ہین اور عوام زیادتی داد و دہش کو ۔ یہ قوانین کلّی مال کے جمع و حفظ و خرچ کی بیان کیئے گئے اب انکا عمل مین لانا اور جزئیات کا اسنے منطبق کرنا اور قاعدۂ کلّی سے جزئی پر حکم لگانا اور اپنی حالت کو معین کر کے اوسکے مناسب ہر امر کو تجویز کرنا عاقل کا کام ہے وَاللهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَهُوَ يَهْدِي إِلَىٰ سَوَاءِ الطَّرِيقِ سوال عادل شاہ نے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب آپنے کلّیات مداخل و محافظت و مخارج کو ایسی تفصیل سے بیان فرمایا کہ ہر امر کی جزئیات اگر ضبط تحریر مین آئین تو ایک کتاب مستقل ہو جائے اور عاقل اوسکا عالم مین ایسا منتظم اور مدبر ہو کہ شل و نظیر اپنا پیدا نکرتا ہو

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

خداوند کریم نے مجھے بھی توفیق اسکی عمل کی عنایت فرمائے اب مین
ملتمس ہون کہ جہان آپنے سبب احتیاج منزل اور سیاست اہل
و تدبیر مداخل و محافظ و مخارج اقوات کو بیان فرمایا ہے اور جملہ مکاسب
و وجوہ تحصیل معاش و طرق محافظت و اسباب ترقی و شرائط
و ضوابط مخرج کو معین اور مقرر کر دیا ہے اور طریقۂ انتظام خانہ
داری کو شرح و بسط سے ارشاد فرمایا ہے اب یہ بھی ارشاد ہو کہ الفت
کے شرائط کیا ہین اور کسطرح سے اور کن قواعد پر پابند کرنا
چاہیے جواب جناب حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکا کر
دست بستہ عرض کی کہ قبلہ عالم ضرورت منزل مین فقیر نے
عرض کیا تہا کہ ضرورت عقلی اور احتیاج خلقی تزویج کی دو
فائدونکے واسطے ہے ایک طلب نسل دوئم حفظ مال
پس عاقل کو چاہیے کہ خواہش تزویج و نکاح کی انہین دو غرضونکے
کرے نہ یہ کہ باقتضاے شہوت اور فریفتگی حسن و جمال کی اسواسطے
کہ زوجہ شریک ہے اپنے شوہر کے مال اور ریاست خانہ او
امور خانہ داری مین اور غیبت مین شوہر کے اوسکی نائب اور قائم
مقام ہے اسی وجہ سے عورتون مین بہتر وہی ہین جو عقل و دیانت
اور ہوشیاری و عفت و شرم و حیا سے موصوف ہون اور

دل اور نکا نرم ہو اور کوتاہ زبان اور شوہر کی مطیع ہون اور شوہر
کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم رکھین اور اپنے ہمچشمون مین
باوقار اور ملنسار اور محبت شعار ہون اور حریص اور متکبر اور راحت
پسند نہون اور عقیم یعنے بانجہ نہون اور امور خانہ داری سے واقف
ہون اور طریقہ مال اور اجناس حفاظت و نگرانی کا خوب
جانتی ہون اور خوشخوئی اور شگفتہ مزاجی سے اپنے شوہر کی غمگسار
اور مونس تنہائی ہون پس زن آزاد بہتر ہے کنیز سے اسواسطے
کہ زن آزاد کو ہمچشمون سے تالیف اور محبت ہوگی اور
ہمسایہ کے لوگ اور اعزّا اوس سے انس اور الفت کرینگے
اور وہ پاس عزیزداری اور قرابت کا کریگی اور دشمنون سے
مدارا اور استمالت کریگی اور مال کو اپنا مال سمجھکر حفاظت
مین کوشش کریگی اور خساست اور دنائت کو کبھی پسند نکریگی
اور عفّت کے ساتھہ اپنی آبرو کا حفظ کریگی اور نسل بھی جو
اوس سے بہم پہونچیگی سبکو عزیز ہوگی اور زن باکرہ بہ نسبت
غیر باکرہ کے بہتر ہے اسواسطے کہ اپنے مان باپ کے گھر
سے جب ابتدائے شوہر کے پاس آئیگی تو اثر تعلیم اور تادیب کا
اوسمین زیادہ ہوگا اور حسن اخلاق پر جسطرح شوہر چاہیگا جلد وہ

عادی ہوسکیگی بہ نسبت اوس عورت کے جو شوہر اوّل سے
جُدا ہوکر آویگی اسواسطے کہ جو بُری عادتیں جم گئی ہین اونکا
زایل ہونا مشکل ہوگا اور باعث بدنظمی و بربادی خانہ اور
کلفت شوہر کا ہوگا پس اگر صفات مذکورہ کے ساتھہ عورت
عالی النسب اور صاحب جمال اور مالدار او رصاحب ثروت
بہی ہو تو کیا پوچہنا ہے اور اس سے بہتر کیا ہے اور اگر سب
صفات جمع نہون بلکہ فقط عقل و عفت و حیا پائی جاے
تو بہی غنیمت ہے اور اگر یہ صفات بہی نہون اور صرف طمع نسب یا
حرص مال یا خوبی جمال باعث مزاوجت ہو تو شوہر اوسکا رنج
و تعب و غیظ و غضب مین ہمیشہ مبتلا رہیگا اور اختلال امور
خانہ داری سے نوبت تباہی کی پہونچ جائیگی اور عاقل کو
لازم ہے کہ فقط طمع جمال سے کبہی رغبت نکاح نکرے
اسوجہ سے کہ جمال اور عفت کمتر جمع ہوتے ہین اسواسطے
کہ خوبصورت عورت کے خواہان اور طالب بہت ہین
اور عورتونکی عقل ضعیف ہوتی ہے جلد تر وہ فریب نفس
مین اگر بدی پر آمادہ ہوجاتی ہین اور فضیحت و رسوائی کا
پاس بالکل نہین رہجاتا پس خواہش ایسی عورتونکے نکاح کی

مذمت طمع نسب و مال و جمال زن

نقصانات زن جمیلہ

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

وہی شخص کریگا جو بےحمیتی اختیار کر لیگا یا فضیحت اور ملامت سے بے پروا ہوگا اور انجام ایسی عورتونکے ساتھ نکاح کا دو حال سے خالی نہین ہے یا شقاوت دو جہانی حاصل ہو یا تلف مال اور ترک مروت اور رنج و تعب مین گرفتار ہو یا دونو آفتون مین مبتلا ہو پس عاقل کو چاہیے کہ حسن سیرت کا طلبگار ہو اور حُسن صورت کی خواہش کبھی نکرے اور اسیطرح چاہیے کہ عورت کا مال سبب رغبت نہو اسواسطے کہ جب شوہر زوجہ کے مال کا محتاج ہوا تو عورت کو شوہر پر غلبہ حاصل ہوگا اور شوہر سے ہمیشہ خدمت لینے کی طلبگار رہیگی اور اپنا خادم اور غلام تصور کریگی اور ہیبت اور رعب شوہر کا کبھی نمانیگی پس جب ایسی حالت ہوگی تو امور خانہ داری مین فساد پڑیگا اور عورت راحت پسند اور عیش طلب ہو جائیگی اور حمایت شوہر کی نافع نہوگی اور جب عقد مواصلت درمیان شوہر اور زوجہ کے واقع ہو تو شوہر کو چاہیے کہ تین صورتون سے زوجہ کی سیاست کرے اول ہیبت دوم کرامت سوم شغل خاطر ہیبت کا مقصود یہ ہے کہ عورتکی نگاہ مین اپنا رعب اور دباؤ ایسا پیدا کرے کہ وہ اپنے ضرر اور

نفع پر شوہر کو قادر سمجھے اور شوہر کے حکم کی تعمیل میں اہمال نکرے اور جس امر کی شوہر مخالفت کرے اوسکے واقع کرنیمیں مبادرت نکرسکے اور یہ صورت عمدہ ترین طریقۂ انتظام خانہ داری ہے اگر اس شرط میں نقص واقع ہوگا اور زوجہ کو خود اختیاری حاصل ہوجائیگی تو عورت کیواسطے شہوت پرستی اور عیش پسندی کی راہ کشادہ ہوجائیگی اور سیاسات پر قانع نہوگی بلکہ شوہر کو اپنی اطاعت پر مجبور کریگی اور اوس سے اپنی خدمت لیگی اور اس امر کو وسیلہ اپنے عیش رانی اور لذت طلبی کا گردانیگی پس حاکم محکوم ہوجائیگا او تابع متبوع بن جائیگا آخر کار انجام اسکا عیب وننگ او مذمت اور بدنظمی ہے اور اسقدر فضیحت و رسوائی کے امو ظہور میں آئینگے کہ تدارک اور انسداد اوسکا ممکن نہوگا اور کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو اون چیزونکے دینے سے خوش رکھے جس سے زیادتی محبت کی پیدا ہو اور زوجہ یہ بات یقین کرلے کہ یہ مراعات اور حسن سلوک نتیجہ اطاعت کا ہے اگر میری طرف سے اطاعت مین کمی ہوگی تو یہ رعایت اور محبت زایل ہوجائیگی ایسی صورتمین

انجام اطاعت زوجہ کا مذمت ہے

فوائد کرامت زوجہ کا

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

دل سے اطاعت اور رضاجوئی شوہر مین سعی و کوشش کریگی
اور مقصود انتظام حاصل ہوگا اور اقسام کرامت کے ایسی صورتین
چھ ہین اول یہ کہ عورت کو مرفہ الحال رکھے اور اپنی ہمچشمون مین
ممتاز کردے دوم یہ کہ پردۂ حجاب مین نامحرمون سے ایسا مبالغہ
کرے کہ عورتون کے آثار و افعال و صورت و آواز پر اغیار
کو بالکل اطلاع اور آگاہی حاصل نہو سوم یہ کہ ابتدائے
ملاقات مین زوجہ کو اپنا مشیر گردانے اور ہمراز کرے مگر شرط
یہ ہے کہ اوسکو یہ گمان نہونے پائے کہ میری اطاعت کی راہ
سے یہ باتین کرتا ہے چہارم یہ کہ امور خانگی مین عورت کو بر
مصلحت صاحب اختیار کردے لونڈیان ماما اصیل سب اوسکے
زیر حکم کردے پنجم یہ کہ زوجہ کے اعزا اور اقارب کے ساتھ
صلہ رحم کرے اور اونکی اعانت و امداد مین کوئی دقیقہ نامرعی
نرکھے ششم یہ کہ اگر اوسکو صلاح و شایستگی سے آراستہ
پاوے تو دوسری زوجہ نہ کرے اگرچہ مال و جمال مین زوجہ
اولے سے بہتر و اشرف ہو اسواسطے کہ عورتونکے مزاج مین
ایک قسم کی غیرت ہوتی ہے علاوہ نقصان عقل کے جو ایسی
صورت مین باعث فساد ہوجاتی ہے اور انواع قبایح اور

کرامت زوجہ کی چھ قسمین ہین

[illegible]

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

فضایح کی محرک ہوتی ہے اور بادشاہ اور امرا کی غرض تزویج سے
صرف طلب نسل کثیر ہوتی ہے اور دوسری غرض تزویج کی یعنے
حفظ مال مقصود ایسے لوگونکا نہین ہوتا اور ان ملوک و امرا کی
خدمتمین ازواج بمنزلہ لونڈی اور غلامونکے ہوتی ہین اگر یہ
لوگ بہی اقتضائے عقل پر عمل کرین تو اونکو بہی اوسی دستور پر چلنا
چاہیئے جیساکہ ذکر ہوا اور متعدد ازواج کے ہونیمین انتظام امور
خانگی جیساکہ مقصود ہے نہین ہوتا اسوجہ سے کہ مرد کی مثال
گہر مین جیسے دل بدن مین اور دل منبع حیات ہے اور ایک
دل دو بدنون مین فیض حیات نہین دے سکتا اسیطرح سے
ایک مرد دو بیبیون کو پابند انتظام نہین رکہہ سکتا اور
شغل خاطر سے مطلب یہ ہے کہ عورت کے دلکو ہمیشہ
مشغول رکہے کفالت مہمات خانگی مین اور انتظام مصالح
معیشت مین کسواسطے کہ نفس انسان کا معطل رہنے پر
صبر نہین کرتا اور جب امور ضروری سے فارغ ہوتا ہی
تب غیر ضروری کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے پس اگر عورت
ترتیب خانگی سے اور پرورش اولاد سے اور انتظام
مصالح سے فارغ ہوجائیگی تو اون چیزونکی طرف متوجہ ہوگی

امرا و سلاطین کی ازواج کنیزین ہین

دو بیبیون سے انتظام خانہ داری غیر ممکن

مشغول رکہنا زوجہ کا

جو سبب اختلال امور خانگی ہین اور زینت غیر ضروری کو پسند کریگی اور
غیر مردون پر نظر ڈالیگی پھر شوہر کی ہیبت اوسکی نگاہون مین باقی نہ
رہیگی اور جب غیر مردونکو دیکھے گی تو اپنے شوہر کو حقیر و ذلیل سمجھیگی
اور غیر مردون کو اپنی طرف راغب کریگی اور اسو قبیحہ پر دلیر ہوجائیگی
اور انجام یہ ہوگا کہ امور معیشت مین خلل آئیگا اور آبرو ضایع ہوگی
اور فضیحت اور رسوا ہوکر شقاوت دو جہانی مین مبتلا ہوجائیگی اور شوہر
کو سیاست ازدواج مین تین باتون سے احتراز کرنا ضرور ہے **اوّل**
افراط محبّت سے کہ زیادتی محبّت سے غالب آجانا زوجہ کا شوہر
پر اس سے لازم آجاتا ہے اور انجام یہ ہوتا ہے کہ شوہر زوجہ کی
خواہشونکو اپنے مصالح پر مقدم رکھتا ہے پس عاقل کو چاہیے کہ زوجہ
کی محبّت کو زیادہ اعتدال سے اپنی اوپر مستولی نہونے دے اور
اگر افراط محبت مین مبتلا ہوجائے تو اس امر کو اپنے دلمین مخفی رکھے
اور اوسکو واقف نکرے اور جب اظہار کا ضبط نکرسکے اوسوقت تین
چاہیے معالجات عشق کو استعمال کرے اور حالت موجودہ کو بے
دوا اور علاج کے رہنے نددے اسواسطے کہ افراط محبّت زوجہ سے
اون فسادونکے ظاہر ہونیکا خوف ہے جسکا سابقًا ذکر ہوا **دوم**
یہ کہ اپنے مصالح کلی مین عورت سے مشورہ نکرے اور اپنے اسرار پر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اوسکو اطلاع نہ دے اور اپنی مقدار مالیت اور تعداد بضاعت کو
اوس سے پوشیدہ رکھے کہ حالت رازداری مین اگر بسبب نقصان
عقل کے اوسکی طبیعت مصروف بدی ہوئی تو ایسی آفتین پیش آوینگی
جنکا تدارک غیر ممکن ہوجائیگا **سوم** یہ ہے کہ عورتون کو لہو ولعب سے
اور غیر ونکی طرف نظر ڈالنے سے اور مردونکی حکایات سُننے سے اور
زنانِ بد کی صحبت کے بیٹھنے سے باز رکھّے اور زیادہ تر اون عورتونکی
صحبت سے خوفناک رہے جو مردونکی محفلون مین آتی جاتی ہون اور
اور قصص اور حکایات عشق و عاشقی کی سماعت سے اونکو باز
رکھّے اسیوجہ سے شریعت مین عورتون کو سورۂ یوسف کے یاد کرنیکی
اور اوسکے فہم معانی کی ممانعت ہے اسی سبب سے کہ سننا ایسے قصص کا
موجب انحراف طبیعت ہوتا ہے حدود عفّت سے اور نشہ لانیوالی
چیزونسے حتے کہ افیون سے بھی مطلقاً پرہیز کرنا چاہیے اگرچہ قلیل ہو
اسواسطے کہ نشہ سبب بے شرمی اور بیحیائی اور موجب ہیجان
شہوت کا ہوتا ہے اور دو خصلتین یعنے بیحیائی اور شہوت پرستی
عورتون مین تباہ ترین خصائل سے ہین اور جن باتون سے کہ ازواج
سے شوہر کی رضامندی اور شوہر کی نگاہون مین ازواج کی قدر
ومنزلت ہوتی ہے وہ پانچ ہین اوّل پابندی دوم ظاہر ہونا مستبعد اُنکا

امور خانگی مین اور کفایت شعاری اوسکی مصارف مین سوم زوجہ
کا ہیبت شوہر سے ہمیشہ خایف رہنا چہارم خدمات شوہر مین
حسن سلوک سے پیش آنا اور اوسکی نافرمانی سے پرہیز کرنا پنجم
اگر شوہر سے کوئی امر خلاف مرضی زوجہ کے ظاہر ہو تب بھی غصہ
و ملال کو ضبط کرکے خوشروئی کے ساتھ اوسکے کام مین مصروف
رہنا اور نیک اور شایستہ عورتون کی علامتین یہ ہین کہ ہمیشہ حضوری
اپنے شوہر کی اوسکو مرغوب ہو (۲) جدائی سے کارہ ہو (۳) رضا
جوئی شوہر مین رنج و ایذا کا تحمل کرے (۴) شوہر جو کچھ دے اوسپر
قناعت کرے (۵) جو چیز اوسکو نہ دے اوسپر آزردہ نہو (۶) اوسکو
معذور سمجھے (۷) مال کو اپنے شوہر سے دریغ نکرے (۸) عادات
و اخلاق شوہر کی متابعت و موافقت کرے (۹) مثل کنیز و بندے کے
اپنے کو ذلیل سمجھے (۱۰) خدمت کو موافق شرایط خدمت کے
بجالاوے (۱۱) تندخوئی شوہر پر صبر کرے (۱۲) جو افعال شوہر
کے لائق وصف کے ہون اونکی مداحی کرے (۱۳) شوہر مین جو
عیب ہو اوسکو مخفی کرے (۱۴) اوسکی نعمتون کی شکر گذاری کرے
(۱۵) جو فعل شوہر کا خلاف مزاج اوسکے ہو اوسپر خفگی اور سرزنش
نکرے اور زنان بد اور ناشایستہ کی علامتین یہ ہین کہ کسل اور

علامات نیک عورتین

علامات بری عورتین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور کاہلی اور بیکار بیٹھے رہنے کو پسند کرے اور کلمات فحش کے زبان پر لاوے اور شوہر پر بیہودی باتونکی تہمت کرے اور غصہ بہت کرے اور جو امر باعث خوشنودی شوہر ہو یا سبب نارضامندی شوہر اوسسے غافل اور بے پروا ہو اور کنیز ولسنے اور خادموں سے ناخوش رہے اور شوہر کو حقیر سمجھے اور اوسکے سامنے اوسکی خفت کی باتین کرے اور درشت خوئی کی عادت رکھے اور احسانات شوہر کی منکر ہو اور بے ضرورت کے شوہر سے حاجت طلب کرے اور اوسکے احسانات کو حقیر سمجھے اور جو امر کہ مکروہ خاطر شوہر ہو اوسپر اصرار کرے اور جھوٹھی دوستی کا اظہار کرے اور اپنے نفع کو نفع شوہر پر مقدم رکھے اور بدعورت جسکے ساتھ ہو اوسکے حق مین مصلحت یہی ہے کہ اوس سے جدائی اختیار کرے اسواسطے کہ صحبت زنان بد کی صحبت جانوران آدم خوار اور عقرب و مار سے بدتر ہے اور اگر قدرت اوسکی مفارقت پر رکھتا ہو تو ایسے حیلہ و تدبیر عمل مین لاوے کہ وہ خود کنارہ کشی اختیار کرے اور اگر ایسی تدبیرات بھی کارگر نہون تو اوسکو تنہا چھوڑکر آپ سفر دور اختیار کرے اور کوئی شخص ایسا مقرر کرے کہ وہ امور قبیحہ سے اوسکو باز رکھے

بدعورتونکی علامات

تنبیہ بد سرشت عورتون کی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

آخر وہ ملاقات شوہر سے مایوس ہوکر آمادۂ مفارقت ہوجائیگی اور
حکماے عرب نے لکہا ہے کہ پانچ عورتون سے پرحذر رہنا چاہیے
حنّانہ و منّانہ و انّانہ و کیتبۃ القفا و خضراء الدمن
حنّانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ اولادِ شوہر اوّل اوسکے ساتھ
آئی ہو اور اس شوہر کے مال سے اونکی پرورش کرے اور منّانہ
زن صاحب دولت کو کہتے ہین کہ جو اپنے مال سے شوہر پر احسان
رکہے اور انّانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ جسکا شوہر اوّل اس
شوہر سے بہتر اور بزرگ تر ہو اور اس شوہر کی ہمیشہ شکایت مند
رہتی ہو اور کیتبۃ القفا اوس عورت بدکار کو کہتے ہین کہ شوہر اوسکا
جس محفل اور صحبت سے اوٹھے تو لوگ اوسکی زوجہ کی مذمت
کرین گویا اوسکے پسِ گردن داغ دین اور خضراء الدمن اوس زن
جمیلہ کو کہتے ہین کہ خاندان رذیل سے ہو ایسی عورت کو گہورے کے
سبزہ زار سے تشبیہ دیتے ہین اور جو شخص عورتونکی سیاست پر
قدرت نرکہتا ہو اوسکو اولےٰ یہ ہے کہ تجرّد اور تنہائی اختیار
کرے اور اپنی دامنکو داغ بے حمیتی اور رسوائی سے آلودہ
نکرے اور زنانِ بد سے قطع نظر تلفِ مال و آبرو کی خوفِ ہلاک
جان بہی متصور ہے خواہ وہ خود ہلاک کرین یا طالب اونکے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

سوال بادشاہ نے کہا کہ اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ طریقہ تربیت و تعلیم اولاد کا مفصل بیان فرمائیے **جواب** سیاست و تدبیر پرورش و پرداخت اولاد کی اسطرح سے کرنی چاہیے کہ جب فرزند وجود پذیر ہو تو پہلے اوسکے نام رکھنے کا ارادہ کرے اور کوئی اچھا نام رکھے اسواسطے کہ اگر نام ناموافق ہوگا تو مدت العمر ناخوش اور رنجیدہ رہیگا پھر مرضعہ اور دودہ پلانیوالی ایسی بہم پہونچانی چاہیے کہ احمق اور مریض نہو اسوجہ سے کہ مرض دایہ کا لڑکے مین اثر کرتا ہے اور اکثر عادات خراب دودہ سے پیدا ہوجاتے ہین کسواسطے کہ دودہ پہلی غذا ہے جو باعث ترتیب قوائے جسمانی ہوتی ہے اور کمی بیشی اخلاط کی اوس سے بہی پیدا ہوتی ہے بلکہ حتی الامکان شریف اور نجیب انّا تلاش کرنی چاہیے اور اوسکی صفائی اور پاکیزگی لباس و لطافت غذا مین اہتمام کرنا چاہیے اور عادات رذیلہ سے ہمیشہ باز رکہنا چاہیے اسوجہ سے کہ کثافت اور میلے پن سے بچے کے حدوث امراض اور گندی ذہن کا خوف ہوتا ہے اور کثیف مزاجی کی خو بو پڑجاتی ہے ہرچندوہ زمانہ شعور کا نہین ہوتا مگر اکثر بعد دودہ چہڑانیکے اثر اصلی اوسکی طرف باقی رہتا ہے اور اوسوقت مین بہت خرابی پیدا کرتا ہے

ابتدا تربیت کی اچھے نام سے ہے

دودہ بہی اخلاق مین موثر ہے

اسیواسطے زیادہ تر مناسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو مانسے
دودہ پلوائے کہ وہ موافق ہے اصل خلقت کے اور موید ہے
تہذیب اخلاق وصفت نیک کی جب مدت رضاعت ختم ہو
اوسکی تادیب اور تہذیب اخلاق مین مشغول ہو اور پہلے اس سے
کہ اخلاق بد اوسمین پیدا ہون اخلاق نیک پیدا کرنیکی تدبیر
کرے اور لڑکپن مین بسبب نقصان عقل کے طبیعت طرف
اخلاق بد کے جلد مائل ہوجاتی ہے جیسا شاعر کہتا ہے
؎ خوئے بد در طبیعتے کہ نشست + نرود جز بوقت مرگ از دست
پس پیروی اصل فطرت کی کرنی چاہیے یعنے جس قوت کی
پیدایش زیادہ ہو پہلے اوسکی اصلاح اور تکمیل کرنی چاہیے
اکثر سب سے پہلے اطفال مین اثر حیا کا پیدا ہوتا ہے پس
دیکھنا چاہیے کہ اگر حیا اوسپر غالب ہے تو اکثر گردن جھکائے
ہوئے آنکھون کو نیچی کیے ہوئے رہیگا شوخے اور
بے شرمی کی باتین نکریگا یہ علامت نجابت نفس کی ہے
ایسے لڑکیکا نفس ہمیشہ امور بد سے کارہ اور امور نیک پر
مائل ہوگا یہی علامت ہے استعداد قبول تادیب کی اگر
ایسا پایا جائے تو اہتمام اوسکے حسن تربیت مین زیادہ کرے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور اعمال کو ہرگز دخل نہ دے اس صورت مین مقدم تادیب
اس امر کی ہے کہ بیہودہ اور بدخو لڑکونکی ہمنشینی سے باز
رکہے کسواسطے کہ نفس اطفال کا سادہ ہوتا ہے اور قوتِ
قبول افعال و اعمال کی زیادہ رکہتا ہے پس پہلے اون باتونکی
ترغیب دے جو عقل و تمیز سے تعلق رکہتی ہون جیسے سچ
بولنا اور غیر کے مال سے پرہیز کرنا اور اپنے ہم سن اور ہم تبہ
لوگون سے الفت و محبّت کرنا اور کسی چیز کے منع کرنیکو
مان جانا اور ہٹ اور ضد نہ کرنا اور ملائمت سے گفتگو
کرنا اور آپسمین اشیا کو تقسیم کرکے کہانا اور ہرگز وہ باتین
جو مال سے تعلق رکہتی ہون تعلیم نکرنی چاہیے بلکہ پہلے باتین
عقاید دینی کی اونکے ذہن نشین کرنی اور نماز اور وظائف
کی عادت ڈالنی ضرور ہے اور اگر اس سے گریز کرین تو چشم
نمائی اور تہدید لازم ہے اور ہمیشہ اونکے سامنے حلال
اور حرام اشیا کا ذکر اکثر کرنا چاہیے اور نیک لوگونکی مدح
اور بد آدمیونکی مذمّت بیان کرنی چاہیے اگر کوئی کام
نیک اونسے سرزد ہو تو اونکی تحسین و آفرین کرین او
اگر کوئی امر قبیح خفیف بہی اونسے صادر ہو تو اوسکی مذمّت

بازرکہنا بری صحبت سے

عمدہ تعلیمیں

گریز پر تہدید

عمل نیک پر تحسین

کرین اور خوف دلائین اور لذیذ کہانون کی اور اچہا پہننے
کی بُرائی اور توہین کرتی ہین اور یہ بات اونکے دلون مین
راسخ کردین کہ وہ کہانے اور پینے کی رغبت اور پہننے کی چیزون سے
اور دیگر لذاید سے اپنی حرص کو روک کر اپنی رغبت پر غیرونکی
احتیاج اور خواہش کو مقدم رکہین اور اونکے سامنے
اکثر ایسے مضامین بیان کرین کہ لباس رنگین اور پوشاک
نازک اور لباس تنگ زیب عورتونکو زیبا ہے مردون کی زینت علم و
ہنر سے ہے نہ کہ جامۂ پرزر سے اور جب ایسی باتین ہمیشہ
اونکے کانون مین پڑتی رہینگی اور ایسے ہی تذکرون مین
اونکی پرورش ہوگی تو ناچار عادت پڑجائیگی اور جو شخص
اسطرح کی باتون کے خلاف تقریر کرے اوسکو لڑکونکی
صحبت سے دور رکہین اور آداب بد سے اونکو چشم نمائی
کرتے رہین اسواسطے کہ لڑکے ابتدا مین افعال قبیحہ اکثر
کرتے ہین اور اکثر جہوٹ بولتے ہین اور حسد و رشک
کرتے ہین اور پرائی چیزین چرا لیتے ہین اور ایک دوسرےکے
دشمن ہوجاتے ہین بد زبانی کرتے ہین اور حرکات فضولی
پر مائل ہوجاتے ہین اور خود خطا و نقصان کرکے دوسرے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

لڑکون پر تہمت کرتے ہین اسطرحکی باتون کی اکثر لڑکونمین
عادت ہوجاتی ہے اور جوانینمین زائل ہونا اوسکا دشوار
ہوجاتا ہے پس عاقل کو چاہیے کہ لڑکپن مین اونکا ایسا تحفظ
کرے کہ عادات بد اونمین پیدا ہونے پائین اور اگر احیاناً
اون سے ظہور مین آئے تو حسن تدبیر اور تادیب سے مٹادے
اور تعلیم اونکی اسطرح سے آغاز کرے کہ اچھے لوگون کی حکایتین
اور اوسی قسم کے اشعار جو افعال نیک کی ہدایت کرین
اونکو یاد دلائے اور اشعار بیہودہ غزل مثنوی و اسوخت
جنمین ذکر عشق و عاشقی و شراب خواری کا و
افعال رندانہ کا ہو ہرگز اونکو پڑہنے اور سننے ندے
کہ ایسے مضامین سے نوجوانون کی طبیعت مین فساد
پیدا ہوتا ہے اگر کوئی فعل بد اونسے سرزد ہو
تو اونکی تائید و اعانت نکرے بلکہ اسطرح سے اونکی فہمائش
و تہدید کرے کہ گویا وہ فعل اونسے ازروے سہو اور
غفلت کے سرزد ہوا تاکہ آیندہ جرأت نکرین اگر
کوئی فعل اونسے سرزد ہوا اور وہ بزرگونکے خوف سی
چھپاوین تو بزرگون کو بہی چاہیے کہ خود بہی ناواقف

اشعار بیہودہ کی ممانعت

[illegible] افعال

ہیں اور اظہار اوسکا نکریں اور اگر پھر دوبارا ودا اوس فعل کو
عمل میں لاویں تو تنہائی میں یا بواسطہ اونکے ہمرازون کے
اونکی سرزنش کریں اور آئندہ اوس فعل کے مکرر عمل میں لانیسے
ڈراویں اور بار بار غصہ اور سرزنش کا عادت گیر نکریں،
کہ خوف اونکے دلسے جاتا رہتاہے اور نڈر ہوکر افعال قبیحہ
کو مکرر عمل میں لاتے ہیں بلکہ ایسی صورت میں لطایف الحیل
کو استعمال کرنا چاہیے اور حسن تدبیر اور نصایح دلپذیر
سے زوال عادات قبیحہ کا کرنا چاہیے اور جب قوت شہوانی
نمو پر آوے تب چاہیے کہ دستور اور ادب کہانا کہانیکا
سکہائیں اور لڑکون کے ذہن نشین کرتے رہیں کہ غرض کہانا
کہانے سے صحت بدن ہے اور لذت مقصود نہیں ہے اور غذا مادۂ
حیات ہے اور سبب صحت ہے اور وہ دوا ہے کہ
جس سے بہوک اور پیاس کا مرض زایل ہوتاہے جسطرح
دوا کو لذت کے واسطے نہیں کہاتے اوسیطرح کہانا بہی
لذت کیواسطے نچاہیے ایسی باتون سے قدر و منزلت
لذیذ کہانیکی لڑکونکی نگاہون میں حقیر کردیں اور ہمیشہ
حریص اور شکم پرست اور بہت کہانے والون کی مذمت کیا کریں

عادت غذا خشک کی

غذا کا ایک وقت مقررہ پر کھانا

ممانعت عادت سیر شکمی کی

اور اقسام غذا پر رغبت نہ لادین بلکہ کسی ایک کھانے پر مائل اور عادی
کرین اور اونکی خواہش کو روکین تاکہ بدمزا کھانیکی عادت ہو اور
کبھی کبھی روکھی روٹی کھانیکی بھی عادت ڈالین اگرچہ اس قسم کی
عادات فقرا کیواسطے لازم ہین مگر اغنیا کیواسطے زیادہ تر مناسب
ہین اسواسطے کہ فقرا کے لڑکونکو بسبب کمیابی کے خود بخود عادت
ہوجاتی ہے اور دولتمندونکے لڑکے اگر سکھانے اور تعلیم دینے
سے ایسی عادات اختیار کرین تو اولے ہے کہ دولت اور نعمت
دنیا کی کبھی برابر نہین رہتی اگر انسان اتفاقًا بعد زوال نعمت کے
فقر مین مبتلا ہوا اور غذائے لذیذ کھانیکا عادی ہے تو نہایت
ایذا مین گرفتار ہوگا اگر پابند لذت نہین ہے تو فقر مین بھی اچھی
طرح سے بسر کریگا اور چاہیئے کہ لڑکون کو غذائے چاشت ایک مرتبہ
آسودہ نہ دین کہ آسودگی سے سست اور کاہل ہوتا ہے اور دونکے
سونیکی عادت پیدا ہوتی ہے اور ذہن کند ہوتا ہے بلکہ اوقات
متعددہ مین اگر غذا کی عادت ہوسکے تو نافع تر ہے اور گوشت کم
کھانیسے چلنے پھرنے مین ماندگی کم ہوتی ہے اور بیداری مین کسل کم
ہوتا ہے اور مٹھائیان اور میوہ جات کھانیکی عادت نکرین کہ
قطع نظر لذت پسندی کے ایسی چیزین استحالہ ہوکر مرض

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

بہت پیدا کرتے ہین اور چاہیے کہ لڑکونکی عادت ڈالین کہ ماہین
کہانا کہانیکے پانی نہ پیئین اور نشے والی چیزین ہرگز استعمال نہ کرین
اسلیئے کہ اس سے اخلاق ردیہ بہت پیدا ہوتے ہین بلکہ شراب خوارونکی
صحبت مین جانے نذین اور کلام بیہودہ سُننے سے اور کہیلنے سے
اور مسخرگی سے باز رکہین اور جبتک امور معمولی یعنے پڑہنے اور
لکہنے اور ریاضت وغیرہ سے فارغ نہون کہانا ندین اور کوئی فعل پوشیدہ
نکرنے پائین کہ امور قبیحہ پر دلیری حاصل ہوتی ہے اور مناسب سے
زیادہ سونے نذین کہ اس سے ذہن بلید ہوتا ہے اور جودت
گہٹ جاتی ہے اور اعضا سُست اور ضعیف ہوجاتے
ہین علی الخصوص دنکا سونا نہایت مضر ہے اور نرم اور
باریک کپڑا پہننے سے اور اسباب تجمل کے زینت کرنے سے
اور موسم گرما مین مکان خنک اور آب سرد کے پابندی سے
اور فصل سرما مین پوستین اور پشمینہ پہننے سے اور آگ تاپنے سے
منع کرین تا بدن اونکے ہر طرحکی سختی اور نرمی اور سردی اور
گرمی کے متحمل ہون اور بالون کے سنوارنے سے اور مثل عورتونکے
لباس ور زیور کی زینت سے باز رکہین اور ہمیشہ صبح کو یا اوقات
مناسب مین ہوا خوری اور گہوڑے کی سواری اور پیادہ روی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور حرکت اور مشی کا عادی کرین اور اسکی مخالفت سے منع کرتے
رہین اور طریقے سواری اور راہ چلنے کی ادبا اور نشست و برخاست
کی تعلیم کرین جیساکہ آیندہ مفصلاً بیان مین اُسکی آویگی – اور ہمیشہ
لڑکون کو ریاضت پر ترغیب دین اور مشقت کا عادی کرین اور کبھی
اعزا و اقارب و ہمچشمون کے مقابلہ مین بواسطۂ ملک و مال و ثروت
و جمال کے فخر و ناز نکرنے دین اور ہر شخص سے عموماً اور عزیزون
سے خصوصاً تواضع اور فروتنی کرنیکی عادت ڈالین اور جھوٹ
بولنے سے نہایت منع کرین اور قسم کھانے ندین اگرچہ سچی بات
پر بھی ہو اسواسطے کہ قسم کھانا نہایت بُری بات ہے اور لڑکونکو
اسبات کا عادی کرنا چاہیے کہ جب بزرگونکے سامنے بیٹھین تو
اونکی باتین سنا کرین اور جب کوئی اونسے پوچھے تو جواب دین
ورنہ خاموش رہین اور کلام کرنیمین فحش زبان سے نہ نکالین اور
گفتگو ترش نکرین اور سخن لغو اور بیہودہ سے احتراز کلّین اور
جب باتین کرین تو ایسی ہون کہ سُننے والے خوش ہون اور
اپنے معلم اور بزرگون کی خدمت کرنے پر رغبت کرین اور جب
احتیاج معلم کی ہو تو چاہیئے کہ معلم ایسا بہم پہونچائین جو عاقل
و دیندار ہو اور فنون ریاضت و ادب و تہذیب اخلاق سے

ممانعت فخر و نازکی

ممانعت قسم کی

عادات نشست و برخاست و گفتگو

صفات معلم کی

واقف ہو اور شیریں سخن صاحب ہیبت و وقار ہو اور بامروّت
وہوشیار اور دستور شاہانہ وآداب امرا وسلاطین کا عارف
اور ہر قسم کے لوگونکے عادات ورافعال و طریقۂ ملاقات ورسم
ورواج سے واقف۔ اور رذیلون سفلہ مزاجون کے اخلاق سے
محترز ہو اور ہم مکتب ایسے لڑکے ہونا چاہیے کہ اخلاق حمیدہ
اور عادات پسندیدہ رکھتے ہون تاکہ نیک باتون کو اونسے سیکھین
اور جو لڑکے علم وفضل مین زیادہ ہون اونپر غبطہ اور تمنا اور کوشش
اسباب کی کرین کہ مین اونسے ترقی کر جاؤن یا برابر ہو جاؤن
اور جب معلم کسی تقصیر پر لڑکونکو مارے تو فریاد اور سفارش کے
طلب گار نہون اسواسطے کہ فریاد کا کرنا اور داد خواہی غلامون
اور ضعیفون کا وتیرہ ہے مگر معلّم کو چاہیے کہ حتی المقدور گھڑکی اور
چشم نمائی سے کام لے اور اگر مجبور ہو کر مارے بہی تو ہلکی
ضرب سے تاکہ خوف اوسکے دل مین باقی رہے اور بار دیگر اوس
فعل پر جرأت نکرے اور ہمیشہ معلم کو لازم ہے کہ لڑکونکو باز رکھے کہ
اپنے ہم مکتبون کو سرزنش نہ کیا کرین مگر امور قبیحہ اور بے ادبی
اور افعال زشت پر بلکہ اثبات پر تحریص کرے کہ لڑکون سے
نیکی کیا کرین اگر لڑکونکیطرف سے کوئی برائی ور بداخلاقی ظہور مین

آوے تو معاوضہ اوسکا بدی کے ساتھ نکرین۔ بلکہ بدلہ مین
برائی کے بھی برائی نکرین تاکہ لڑکے اپنے ابنائے جنس کے ساتھ
برائی کرنے کی عادت نسیکھین اور ہمیشہ مال کی قدر و منزلت اونکی
نگاہون مین حقیر کرین اسواسطے کہ محبّت مال کی سانپ اور بچھو
کی محبّت سے بھی زیادہ مضر ہے اور کسیوقت معیّن پر اونکو
کھیلنے کی بھی اجازت دیا کرین مگر وہ کھیلنا ایسا ہو کہ جس سے
نتیجہ تیزی قوائے جسمیّہ اور زیادتی قوّت اور عادت محنت و
مشقّت کا نکلے۔ کسل اور کُندی طبیعت زائل ہوجائے
مگر اس اعتدال سے کہ افراط مشقت سے طبیعت نہ کاہل
نہوجائے یا کھیلنے پر ایسی توجہ کرین کہ دیگر امور تعلیمی کا شوق نرہے
اور مُترقّبِ اوقات بازی کے رہین اور ایسا لڑکونکے دلمین رعب ماں
باپ کا اور خوف معلّم کا پیدا ہونا چاہیے تاکہ اونکی عظمت اور بزرگی
ہمیشہ نگاہون مین قایم رہے اور امور بد اور افعال ناشایستہ
کے ارتکاب سے مانع رہے ہرچند سطر جلکے آداب ہر قسم کے
لوگونکے واسطے مناسب ہین مگر خاص تر نوجوانونکو اور شریف زادونکو
اسواسطے کہ ایسی باتون سے افعال نیک کی محبّت اور رذائل
سے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اثرِ تعلیم ایسا ڈالنا چاہیے کہ لڑکے

ممانعت قدر مال کی لڑکونکی نگاہ مین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ابتدا سے اپنے نفسون کو طلب لذات اور شہوات سے روکین اور
فکر کو عمدہ امور کیطرف متوجہ کرین اور ایسی باتون پر راغب ہون
کہ عاقل اونکی مدح و ثنا کرین اور دوست اونکے زیادہ ہون اور
دشمن کم ہون اور علما اور فضلا اونکی ملاقات سے خوش ہون اور
جب لڑکین سے سن تمیز کو پہونچین اور ہر قسم کے مطالب کو فہم
کرنے لگین اوسوقت اونکے ذہن نشین کرنا چاہیے کہ غرض ثروت
اور ملک اور خدم و حشم سے راحت رسانی بدن اور حفظ صحت ہے
تاکہ انسان کا مزاج اعتدال پر رہے اور امراض اور آفات سے
محفوظ رہے اور صحت بدن اسواسطے ضروری ہے کہ تحصیل
اون باتونکی آسان ہو جنسے راحت ابدی حاصل ہوتی ہے اور جب
مناسبت علم کی اونمین پائی جائے تب بتدریج وہ علوم اونکو
سکھادین اور پڑھادین جنکا ذکر سابقًا تمہید علم اخلاق مین ہو چکا
ہے بعد ازان علوم حکمت نظری سکھانا شروع کرین تاکہ جوکچھ اوسنے
بہ تقلید سیکھا ہے اوسپر یقین حاصل کرے اور اوسلیے یہ ہے کہ لڑکیکی
طبیعت کو دیکھین اور اوسکے حالات اور عادات سے بطور فراست
کے اوسکی اہلیت اور استعداد پر قیاس کرین جس صناعت سے
اور جس علم سے اور جس ہنر سے طبیعت اوسکی مناسبت رکھتی ہو

وہی علم و ہنر سکہاوین اسواسطے کہ ہر شخص کی طبیعت مین جملہ علوم
کے فہم کی مناسبت اور ہر قسم کی صناعتونکی استعداد نہین ہوتی
بلکہ خالق عالم نے ہر شخص مین کسی ایک قسم کی صناعت کی استعداد
اور کسی ایک علم کی اہلیت پیدا کی ہے اور بعض طبیعتین ہمہ گیر
ہوتی ہین مگر وہ نادر الوجود ہین اگر ایسا نہوتا تو ہر شخص عمدہ صنعتونکا
اکتساب کرتا اور علوم شریف پر مائل اور ہر کس و ناکس فضل وکمال
کا طالب اور ہر طبیعت مین شوق سروری اور سرداری غالب ہوتا
اس اختلاف طبائع اور تباین استعداد مین بہت سے اسرار اور مصالح
حکمت پروردگار واسطے انتظام عالم کے مخفی ہین خلاصہ یہ کہ
جس فن کی استعداد طبیعت مین ہے اگر اوسی فنکی تعلیم ہوگی تو
ثمرہ اوسکا بہت جلد ظاہر ہوگا اور جلد تر اوس ہنر سے آراستہ
ہوجائیگا ورنہ مشقت اور محنت پڑہنے والے اور پڑہانیوالے
کی رائگان ہوگی البتہ اسقدر ضرور ہے کہ جس فنکی تعلیم کرین اوس
فنکے جملہ لوازم اور محاسن اور متعلقات کو سکہا دین مثلاً اگر
فن کتابت کی طرف متوجہ ہے اصول خوشخطی اونکو تعلیم
کرین اور ایسی چیزین اوسنے لکھوائین کہ اونکے مطالب بہی
اونکو یاد رہین قطعات رباعیات فقرات بلیغہ کلمات

اختلاف استعداد طبائع اطفال

ہر شخص کا طالب سروری ہونا مفسدہ ہے

تعلیم موافق طبیعت و استعداد

لوازم فن کتابت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نصیحت آمیز ضرب المثل۔ محاورات اہل زبان۔ مسائل صرف
ونحو عبارات مشاہیر فصحا وبلغا۔ امثلہ مناسب اور تشبیہات
نازک۔ اشعار نفیس۔ حکایات نادر وخوش آیندہ۔ فقرات
نمکین۔ استعارات شیرین۔ حسابات لازمہ و دیگر علوم ادبیہ
وغیرہ اور فنون مذکورہ سے اگر تھوڑا سا حاصل ہو جائے تو اوسپر
قناعت کرکے دست کش نہون کسواسطے کہ قصور ہمت کا
اکتساب ہنر مین بدترین خصائل سے ہے اور اگر طبیعت
لڑکون کی کسی ایک صناعت خاص سے مناسب نہین یا
آلات و ادوات و اسباب تعلیم مددگار اوس فن کے بھم
نہین پہنچتے تو اوس فن کی تعلیم مین اپنی رغبت صرف نکرین بلکہ وہ
فن یا صنعت سکھلا دین جس سے طبیعت مناسبت رکھتی ہو
اور تعلیم اوسکی آسان ہو مگر جس فن کو سکھائین اوسمین ثبات
و استقلال اختیار کرین اور جب تک اوسکی تعلیم تمام نہو جائے
دوسری تعلیم پر توجہ نہ دلادین اسواسطے کہ اشتغال طبیعت کا
اشیائے مختلفہ وعلوم متشتتہ وفنون متضادہ کیطرف باعث
حیرت اور رائع تکمیل ہوتا ہے الا اوس صورت مین کہ کسی
علت خاص سے چند علوم خاص کے جمع کی ضرورت ہو تو

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ایسی صورتمین مرغوب طبیعت کو مقدم کہین دیگر علوم کو بنا بر رفع
ضرورت پڑہانا چاہیے اور ہر فنکے اثنا تعلیم مین ایسی ریاضت
کی جو حرارت غریزی کو تحریک کرے اور کسل کو گہٹاوے اور حافظ
صحت ہو اور بلادت ذہن کو دفع کرے اور ذکا مین حدت پیدا
کرے عادت دلاوین جیسے ورزش یا مشی یا اور مثل اسکے جیسا بنا
محل اور مفید ہو اور جو فن سکہاوین اوسکے استعمال کی تاکید
رکہین تاکہ مزاولت مین اوسکی باریکیون پر نظر پہونچے اور
اوسکی تحصیل کو انتہا تک پہونچاوے اور جو قواعد اوسکے
طلب معیشت مین مفید ہین اونسے نفع حاصل کرے اکثر اولاد
اغنیا کو دیکہا ہے کہ ثروت پر والدین کے مغرور ہوکے کسب
صناعت اور تحصیل فنون کو ننگ سمجہکر محروم رہجاتے ہین اور
جب انقلاب زمانہ سے مذلت درویشی مین مبتلا ہوتے ہین اوسوقت
مین کسب معیشت سے معذور ہوکر دوستونکی شماتت اور
دشمنون کی طعنہ زنی سے رنج اوٹہاتے ہین اور جب لڑکا
کسی صناعت مین دستگاہ پیدا کرے اور اکتساب معیشت
کرنے لگے اوسوقت مین اولے یہ ہے کہ اوسکی شادی کردین
اور اوسکے سامان خانہ داری کو جدا کردین تاکہ اپنے ہنر سے

تعلیم ریاضت
کسب صنعت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اپنی معیشت پیدا کرے اور بسر کرے اور بزرگون کی دولت
پر بہر وسا کر کے کاہل نہو جائے ۔ شاہان فارس کا دستور تہا کہ اپنی
اولاد کو اپنی زیر نگاہ تربیت نہین کرتے تہے اور کنیز و غلام کی
خدمت کا عادی نہین ہونے دیتے تہے بلکہ مردم لایق کی ساتہہ
کر کے اطراف ملک مین بہیج دیتے تہے تاکہ سختی اور ناگواری سے
کہانے اور پہننے کی چیزونمین قدر ضروری پر قانع ہون اور اقسام
نعمت اور تجمل ظاہری کو بے اعتبار سمجہکر پابند اوسکے نہون
اور حالات اونکے کتب تواریخ مین مشہور ہین اور اسلام مین دستور
سلاطین دیلمیہ کا بہی یہی تہا اور جسشخص نے خلاف طریقۂ مذکورہ
کے تربیت پائی ہوگی قبول کرنا علم و ادب کا اوسپر نہایت دشوار
ہوگا خصوصًا اوسوقت مین جب عمر اوسکی دراز ہو جائے
کسینے بقراط حکیم سے پوچہا کہ آپ کمسن لڑکونکے پاس کیون
زیادہ نشست و برخاست رکہتے ہین جواب دیا کہ تر و تازہ
شاخونکا خمیدہ کرنا اور سیدہا کرنا آسان ہوتا ہی اور جن شاخونکی
تری زایل ہو چکی ہے اور پوست اونکا خشک ہو گیا ہی
اونکو نہ راست کر سکتے ہین نہ خم دے سکتے ہین یہ طریقہ سیاست
اولاد نرینہ کا تہا جو گذارش ہوا اور لڑکیون کو بہی اسی طریقے پر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جیساکہ موافق اور لایق اونکے ہو ترتیب اور تعلیم کرنا چاہیے اور
اونکو گہر کے اندر بیٹھے رہنے کی اور پردہ کرنیکی عادت ڈالنا
چاہیے اور وقار اور غضب اور حیا اور دیگر وہ خصایل جنکا
ذکر عورتون کے ذکر مین عرض کیا گیا تعلیم دینا چاہیے مگر
علم اونکو اوسیقدر سکہانا چاہیے جو اونکی تکمیل عبادت و
فہم مطالب کیواسطے ضروری ہو اور زیادہ پڑہانا اور
لکہانا عورتون کو ممنوع ہے بلکہ یہ ہنر واسطے عورتونکے
مناسب ہین مثلاً کہانا پکانا اور لباس کا دوخت کرنا اور
اقسام سوزن کے کام کرنے اور انتظام خانہ داری کے
لوازم جب حد بلوغ کو پہونچین تب شادی اونکی ایسے
شوہر کے ساتھہ کرین جو قومیت اور ملت و مذہب و
صنعت وغیرہ مین مثل اور مانند اوسکا ہو تاکہ بسبب اجنبیت
کے باعث اختلاف مزاج زن وشوہر نہو اور شوہر کو تعلیم
و تادیب کی ضرورت نہ پڑے جیساکہ سابق مین ذکر کیا گیا
یہان تک بیان اجمالی تہا تربیت اولاد کا مگر یہ دستور و آداب
لڑکون کے واسطے مخصوص اسوجہ سے ہین کہ اونمین استعداد
قبول کی زیادہ ہے ورنہ ہر قسم کے لوگونکو اس دستور پر عمل کرنا

نافع ہے اور دیگر امور جو ابتداے ولادت سے واسطے حفظ صحت بدن کے ضروری ہین مثلاً مقدار اور اوقات دودہ پلانے کے اور ہوا کھلانیکے اور ہواے غیر مناسب سے بچانے کے اور مثل اسکے علم طب سے متعلق ہین اس مبحث سے باہر ہین سوال بادشاہ نے کہا کہ آپنے لڑکون کی تعلیم مین بہت مختصر طور پر طریق گفتگو اور حسن تقریر کو بیان فرمایا مین چاہتا ہون کہ اس مطلب کو تفصیل سے بیان فرمائیے تا واضح ہوجاے کہ حکمت اخلاق مین طریقہ گفتگو کا کونسا مستحسن ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ اے معدلت پناہ مثل ہے جسکو شاعر عرب نے نظم کیا ہی ؎

اِنَّ اللِّسَانَ صَغِیْرٌ جِرْمُہٗ وَلَہٗ ٭ جُرْمٌ کَبِیْرٌ کَمَا قَدْ قِیْلَ فِی الْمَثَلِ یعنے زبان کا جِرم تو کم ہے مگر جُرم بہت ہے اور اسیطرف حکیم مصلح الدین سعدی بھی اشارہ شاعرانہ کرتا ہے ؎ زبان در دہان اے خردمند چیست ٭ کلید در گنج صاحب ہنر ٭ چو در بستہ باشد چہ داند کسے ٭ کہ گوہر فروش است یا پیلہ ور ٭ زبان ایسی چیز جسم انسان مین خلق ہوی ہے کہ نظم عالم اور اظہار مطالب بنی آدم

آداب سخن

اہمیت زبان کی

اقوال علما سلف بیان میں

اوسی کے متعلق ہے اگر زبان نہوتی تو کوئی شخص اپنی مضامین قلبیہ کا اظہار نکرسکتا بلکہ تمہید قواعد جملہ علوم حکمت و مسایل شریعت ممکن ہی نتھے اسواسطے کہ خطوط و حروف سب جنکو سیکہتے ہین کہ ہر ایک بنا بر قرار داد و اصطلاح خلق کے ایک معنی و مطلب کے ظاہر کرنیکے واسطے وضع کی گئین ہین اسوجہ سے کہ تقریر کسیکی بعد تکلم کے باقی نہین رہ سکتی تہی اور بلاد بعیدہ مین منتشر اور پراگندہ نہین ہوسکتی اور سوا سامع کے دوسرا اوسکے فیض سے فیضیاب نہین ہوسکتا اور نقل و تحویل بہی اوسکی غیر ممکن پس مبدا ان سب الفاظ و حروف کا محض زبان کی حرکات مختلفہ اور صوات کے تموجات محدثہ پر ہے تو سب سے مقدم جاننا اور مرتب کرنا زبان کا اور پابند کرنا اوسکے حرکات کا ہے تاکہ فہم مطالب اور ادراک مضامین مین نقص نہو اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ ہر چیز موثر اور مفید اور بکار آمد اوسیوقت مین ہوتی ہے کہ جب اپنے محل اور موقع کے ساتھہ واقع ہو اور بیجا رائگان نہو جیسے بفصل ور زمین شور زار او سنگ لاخ وغیرہ مین تخم زراعت نہین اوگتا اسیطرح بے موقع اور

ماہیت الفاظ

فایدہ کتابت

ضرورت آداب تکلم

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نافہم اشخاص مین سخن اثر پذیر نہین ہوتا لہذا ضرور ہوا کہ تقریر اور
اور بیان موقع اور محل کے ساتھہ کیا جاسے تاکہ فائدہ پذیر ہو
اور سبب تکلم اور علّت تقریر پیدا ہو ورنہ صوات مختلفہ
کا پیدا کرنا بدون اسکے کہ کوئی اثر پیدا ہو اور مطلب و مقصود
بیان ظاہر ہو جانور اور چڑیون کی آواز کے مشابہ ہے کہ
ادائے مطالب کلّیہ سے کلیتہً یا مخصوص بنا بر فہم انسانی
قاصر ہین جیسا سعدی نے کہا ہے ؎ بہ نطق آدمی بہتر است
از دواب + دواب از تو بہ گر نگوئی صواب +: الحاصل
انسان کو خواہ وہ لڑکا ہو یا جوان یا بڈھا پابند ہونا شرائط
سخن گوئی اور مراتب گفتگو اور حدود بیان کا نہایت ضروری
اسلیے کہ علّت ایجاد قوت نطق باطل نہو اور ہر لفظ اور
حرف مطلب خیز اور شوق انگیز ہے اور فضول اور بیکار
نہو اور واسطہ تنفر طبیعت اور عدم قبول اور ناگواری
طبایع کا نہو اور کسی قسم کی غلطی اور لغزش بیان مین واقع
نہو ہر چند انہین شرائط کے ادا کرنیکے واسطے ایک علم مخصوص
وضع کیا گیا ہے اور ہر زبان مین اوسکے قواعد موافق اوسکے
محاورات کے مقرر ہو چکے ہین اور صدہا کتب تصنیف و تالیف

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ہو چکی ہین اور بہت سے فروع اوسکے پیدا کئے گئے ہین جیسے معنی
بیان ۔ فصاحت ۔ بلاغت ۔ بدیع ۔ محاضرات ۔ عروض ۔ امثال
صرف و نحو وغیرہ کہ یہ سب محض علم ادب کے انواع ہین مگر تحفہ
کا مقصود شرائط و قواعد علم ادب کا بیان کرنا نہین ہے بلکہ چند
ایسے کلیہ آداب سخن و محاسن تقریر کے عرض کرونگا جو حکمت
اخلاق کے متعین ہین اور تہذیب افعال کا فائدہ دے سکین
اور ہمیشہ انسان خود بھی ان حدود کا پابند رہے اور اپنے لڑکون
کو بھی تعلیم کرے اسوجہ سے کہ اگر اون نورس میوونکو ابتدا سے
رنگ و بو عمدہ ملیگی تو جلد اثر پذیر ہو جاوینگے جیسے بولنا ہر قسم کی
نئی زبان کا بچونکو آسان ہوتا ہے ویسے ہی پابند کرنا شرائط و
آداب تقریر کا اونپر آسان ہوگا ۔ پس بعد تمہید ان مقدمات
کے معلوم کرنا چاہیے کہ آداب سخن بہت ہین اور ہر شخص کے سلیقے
اور فہم کے متعلق ہین اس مقام پر مین بعض مراتب کو یاد دلاتا ہون
طالب حسن اخلاق کو چاہیے کہ جب صحبت مین بیٹھے تو زیادہ
ضرورت سے باتین نکرے اور دوسرے کی باتونکو کاٹکے اپنی تقریر نکرے
اور اگر کوئی شخص کسی حکایت یا کسی روایت کو بیان کرے ہر چند
یہ خود اوس سے واقف ہو مگر اپنی واقفیت کو ظاہر نکرے اور

اقسام علم ادب

لزوم پابندی آداب سخن

ممانعت تقریر زاید از ضرورت

قطع کلام

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جبتک دوسرا شخص اپنی تقریر کو تمام نکرلے آغاز تقریر نکرے اگر
بات کو غیر سے پوچھین تو خود جواب اوسکا ندے اور اگر سوال ایسی
جماعت سے کیا جاے جسمین یہ بہی داخل ہو تو جواب دینے
مین اپنی جماعت پر سبقت نکرے اور اگر کوئی شخص جواب مین
مصروف ہو اور خود اوسکا جواب بہتر اوس سے جانتا ہو تو چاہیے
کہ صبر کرے جبتک کہ وہ اپنی تقریر تمام کرے بعد اوسکے اگر
محل باقی ہو جواب دے - اگرکسیقدر بہی جواب اوسکا کافی ہو
تو اوسی پر کفایت کرے اور خود بولنے مین دلیری نکرے اور اگر
ضرورت جواب کی دیکھے تو اس عنوان پر بیان کرے کہ پہلے جواب
دینے والے پر طعن اور تعریض وارد نہو اور جو دو شخص آپسمین باتین
کرتے ہون اونمین خوض و غور نکرے اگر پوشیدہ باتین کرتے ہون
تو کان لگا کر نہ سُنے اور جبتک کوئی اپنے مشورہ مین شریک نکرے
مداخلت ندے اور بزرگونکے سامنے باتون مین کنایہ اور اشارہ
نکرے اور کلام کرنیمین آواز کو نہ بہت بلند کرے نہ آہستہ کہے کہ سماعت
مین دقّت ہو بلکہ اعتدال کو ملحوظ رکہے اور اگر تقریر مین کوئی معنی
دقیق آجائین تو چاہیے کہ واضح مثالون اور بدیہی اور عمدہ تشبیہون سے
صاف کردے مگر یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ فضول گوئی اور بلا ضرورت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

استعمال الفاظ مکروہ

اور زائد از مطلب تقریر نہو اور الفاظ و کنایات غیر مستعمل کو استعمال نکرے اور جب کوئی شخص بات کرنے لگے جبتک اوسکا سوال تمام نہو جاے جواب ندے اور جو بات کہنی ہو اوسکے پہلے اطراف وجوانب کو دیکھ لے تب زبان پر لاوے اور ہمیشہ سوچ سمجھکر ہر بات کہے اسواسطے کہ مثل مشہور ہے۔ سخن از دہان رفتہ و تیر از کمان جستہ باز نمی آید۔ بلکہ ضرور ہے کہ پہلے جس مطلب کو ادا کرنا ہو اوسکے اسلوب اور طرز بیان کو تصور کر لے تب ادا کرے تاکہ

سمجھکر تقریر کرنا

ہر طرح کے پہلو اور اطراف وجوانب محفوظ رہین اور کلام موجب ملام و بدانجام نہو اور پھر افسوس اور ندامت کرنی نہ پڑے ۵ مزن بے تامل بگفتار دم + نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم + بیاندیش انگہ برآور نفس + وزان پیش بس کن کہ گویند بس + اور کہی ہوئی بات کو بیضرورت مکرر نکہے اور کلام کرنے مین اظہار قلق و رنج نکرے اور فحش و دشنام و کریہہ الفاظ کا استعمال نکرے بلکہ

تقریر مناسب محفل

اگر کسی بُری بات کے اظہار کی ضرورت عارض ہو تو اوسکو حسن آیندہ اور مرغوب تقریر کے ساتھہ بیان کرے اور مزاح نامناسب نکرے اور جس انداز کی محفل ہو اوسی طرز کی باتین کرے مثلاً اگر کسی مجلس عالی مین یا کسی شخص بزرگ کے روبرو تقریر کا اتفاق ہو

تو ایسے محاورات سے درگذر کرے جو بازاری یا نسوان یا کم پایہ لوگون کیواسطے
مخصوص ہین کہ ایسے کلمات موجب سُبکی قدر کے ہوجاتے ہین بلکہ اگر
علما کی صحبت ہو تو اونہین کے اصطلاحات اور محاورات اور عنوان
بیان کو استعمال کرے اور اگر شعرا کی محفل ہو تو اوسی قسم کے رعایات
شعریّہ اور مناسبات لفظیّہ و معنویّہ ادا کرے اور اگر مساوی
صحبت ہے تو لطیفہ اور پاکیزہ حکایتین اور عمدہ عمدہ چیدہ شعر
لطیف کہاوتین بیان کرے تاکہ اونکی دلچسپی کا باعث ہو بلکہ ع
بسان عالم نیرنگ رکھتا ہو مزاج اپنا + جوانون مین جوان بڈہون مین
بڈہا لڑکون مین لڑکا + مگر ہر امر مین حدّ اعتدال کا لحاظ رہے –
اور اگر صحبت مین کسی علمی مسئلہ کا تذکرہ ہو اور یہ مسئلہ مبحوث
عنہ کو جانتا ہے تو بوقت مناسب ایسی تقریر کرے جس سے
شبہہ اہل محفل کا زائل ہوجائے اور اگر نہین جانتا تو سکوت اختیار
کرے یا ایسے عمدہ اسلوب سے ٹال دے کہ لوگ اوسکو جاہل
نسمجھین اس لیے کہ اظہار منقصت ہرچند واقع ہو کبھی سبکی کا
باعث ہوجاتا ہے اور اگر کبھی ایسی صحبت مین بیٹھا ہو کہ مذہب
اون لوگون کا مخالف اسکے مذہب کے ہو تو جہانتک مناسب ہو
تقریر مذہبی سے درگذر کرے اور اگر ناچار ہو تو ایسے الفاظ منہ سے

نہ لکالے جو اوس محفل کے مذہب مین ناجائز یا مخالف اونکے
اعتقاد کے ہو بلکہ اونہین الفاظ و محاورات کا استعمال کرے جو
اونکے اعتقاد مین ہین اور اپنے مذہب کے مخالف نہین اور
اگر کسی تقریر کو کسی کی طرف نسبت دیکر بیان کرنا ضرور ہو تو
اس بات کا خیال رکہے کہ وہ شخص منسوب الیہ مقبول ہو اور
سامعین اوسکو جانتے ہون یا پہلے اختصار کے ساتہ تہوڑی
تعریف کرے اوسکے بعد نقل یا حکایت ذکر کرے اور اگر کسی
ایسے معظّم ایمانی کا کلام نقل کر رہا ہے جنکا کلام ایمان کی راہ
سے واجب التسلیم ہے تو اگر ممکن ہو حوالہ کتاب کے ساتہ
بیان کرے - اگر عبارت یاد ہو تو پہلے اصل عبارت اوسکے
اپنے محاورہ مین ترجمہ کرے اور اوسکے لطائف اور نکات کو سمجہائے
اور اگر کسیکے حالات کو ذکر کرتا ہے تو اوسکے اونہین افعال
اور اقوال کو نقل کرے جو عقل کی راہ سے بہتر اور ذیل کلام
سے چسپیدہ اور اخلاق مین فہمیدہ و سنجیدہ ہون اور اگر کوئی
مضمون تاریخ کا یا تذکرہ کسی بادشاہ کا کرتا ہے تو اوسی
حال کو بیان کرے جو قرین قیاس اور قریب فہم ہو اور ما لہ
اور ما علیہ اوسکا بہی مختصر طور سے ادا کر دے تا اذہان

قول شخص مقبول کا نقل کرنا چاہیے

حوالہ منقول عنہ کا

مضمون تاریخی کو تمام ذکر کرنا چاہیے

سامعین کے منتشر اور منتظر نہ رہین اور کبھی ایسی بات کو نہ کہے
جسکو لوگ ظاہرین تسلیم نہ کرین اور بعید العقل سمجھکر اوسکی تقریر کو
کذب یا مبالغہ پر محمول کرین حکایت مشہور ہے کہ کسی شخص نے
کسی بادشاہ کے سامنے ذکر کیا کہ میرے وطن مین دہان اتنا بڑا
ہوتا ہے کہ قد آور ہاتھی معہ عماری کے دہان کے کھیت مین چھپ
جائے اور اوسکا اثر بھی دکھائی نہ دے بادشاہ اور اہل محفل نے
تعجب کیا اور محمول مبالغہ پر کیا اور اوس شخص کو ندامت ہوئی
آخر اُسنے اپنے وطن کو لکھا اور درخت دہان کا منگایا جب وہ
درخت دہان کا آیا تو اوسنے پیش کیا بادشاہ نے تصدیق کی مگر
یہ کہا کہ کیون ایسی بات کہی جسکی تصدیق کیواسطے مہینون انتظار
کرنا ہوا اور اتنی زحمت گوارا کرنی پڑے ۔ اگر کسی قسم کے کہانے پینے
کی چیز کا تذکرہ ہو تو اوسکو اسطرح سے ادا کرے جس سے رغبت
ذاتی اور خواہش اوسکی طرف ظاہر نہو بلکہ استغنا ٹپکتا ہو گو نہ ہی
حیثیت سے کہ اظہار تنعم کیواسطے شیخی بگھارنے لگے اور اگر نفائس
اور نازک چیزون کا ذکر ہو تو ایسی چیز کو ذکر کرے جو اپنے اقسام
مین اعلا اور ممتاز اور خوب و مرغوب ہو خلاصہ یہ ہے کہ تقریر کو
اوسکے مناسب مقام پر ذکر کرے اور بیمحل ادا نہ کرے جیسا شاعر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہتا ہے سعدی دانا نکس کہ فصاحت بکلامے دارد + ہر سخن

موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ❊❊ تقریر کے بیچ مین ہاتھہ یا آنکھہ یا بھنو

یا ابرو سے اشارہ نکرے اگر کوئی مطلب محتاج اشارے کا

ہو تو اوسکو ایسے پسندیدہ طور پر عمل مین لاوے کہ خلاف تہذیب

نہو اور کسی تقریر مین راست ہو یا دروغ کبھی اہل مجلس کی مخالفت

اور اپنی بات پر ہٹھہ دہرمی نکرے خصوصًا بزرگون اور نادانون

سے اور جنکے سامنے الحاح مفید نہو الحاح نکرے اگر کسی امر مین

مناظرہ پیش آوے اور تقریر شخص مقابل کی قوی ہو تو خوش

اسلوبی اور انصاف سے قبول کرے اور جہانتک ممکن ہو

عوام اور اجنبی لڑکون اور عورتون اور بدمست آدمیون اور

سڑی سودائیون سے مخاطب ہوکر کلام نکرے اور جو شخص

سمجھہ نسکتا ہو اوس سے باریک باتین ہی نکہے بلکہ ہر شخص کے

فہم کے مطابق تقریر کرے اور جس زبان مین تقریر کرتا ہو

اوسکے محاورات کو ملحوظ رکھے اور کسیکے فعل اور قول کی نقل

نکرے اور کلام وحشت خیز کو زبان پر نلاوے امرا کے

سامنے ایسی بات سے ابتدا کرے جس سے فال نیک گمان

کرین اور اوسکی تقریر کو مبارک سمجھین اور اوسکے قدوم کو میمنت

تقریر مین اشارہ آنکھہ یا ابرو سے معیوب ہے

سخن پرستی

مخالفت الحاح

انصاف سخن

تقریر بقدر فہم سننے والے کے

پابندی محاورہ

غیبت اور بہتان
لطیفہ
آداب نشست و برخاست

لزوم جانین اور ہمیشہ غیبت سے یعنی ۔ بہتان سے ۔ دروغ سے نہایت پرہیز کرین اور جو لوگ افعال مذکورہ کی عادت رکھتے ہون اونکے مجالست اور صحبت اختیار نکرین بلکہ ایسی باتون کے سننے سے بھی پرہیز چاہیے اور ہمیشہ یہ ضرور لحاظ رکھے کہ تقریر کم ہو اور سماعت زیادہ اسوجہ سے کہ زبان بریدہ بکنجے نشست صم بکم + بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم + حکایت کسی حکیم سے پوچھا کہ کیا سبب ہے جو آپ تکلم کم کرتے ہین اور سماعت بہت جواب دیا کہ حق تعالے نے مجھکو زبان ایک دی ہے اور کان دو دیے ہین پس بہ نسبت گویائی کے سننا دوچند ہونا چاہیے سوال بادشاہ نے کہا کہ اب میری التماس یہ ہے کہ آپ آداب نشست و برخواست کو بیان فرمائین جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ ہر حرکت اور سکون مین انسان کو لازم ہے تعجیل اور اضطراب نکرے کہ یہ علامت غصہ اور خوف کی ہے اور بہت آہستہ بھی نچلے کہ یہ نشان کسل اور ضعف کا ہے اور مثل مغرورون کے متکبرانہ قدم نرکھے اور مثل عورتون اور مخنثون کے گردنکو ملا کر اور بازوئنکو اور ہاتھونکو اور کمر کو جنبش دیکر نچلے جیسے ٹھسکنا کہتے ہین اور گردن جھکا کر ترچھی نگاہون سے

اپنے بدن اور لباس کو دیکھتا ہوا نچلے جیسے اترانا کہتے ہین اسلیے کہ یہ
وضع مغروروں اور کم مایہ لوگون کی ہے اور چلنے مین پہر پہر کر نہ دیکھے
کہ یہ طریقہ بیوقوفونکا ہے اور گردن ڈالکر بہی نچلے کہ یہ نشانی
حزن و اندوہ کی ہے اور راستے مین ہاتہہ مین ہاتہہ دیکر یا گردن مین
ہاتہہ ڈالکر یا شانے پر ہاتھہ رکہکر رفتار نکرے کہ طریقہ شہدون
اور بد وضعون کا ہے اور سواری کے داہنے بائین دیکہتا نہ چلے
کہ نشیب و فراز مین ٹہوکر نکہائے ۔ اگر اوس راہ مین بازاری
عورتین رہتی ہون اور کمرون پر یا راستون مین بیٹہی ہون تو حتی الامکان
ایسی راہ کو ترک کر دے ورنہ اونکی طرف التفات نکرے
کہ ایسی طرف دیکہنا علاوہ حرمت شرعی کے موجب فساد
طبیعت اور اشتعال قوت شہوانیہ کا ہے اور باعث لوگونکی
بدگمانی کا ہے اگر راہ مین کوئی عمدہ قسم کی چیز دیکہے تو اوسکے
دیکہنے مین عالم محویت بہم نہ پہونچائے بلکہ اوسی میانہ روی کے
ساتھہ چلا جائے گویا اوسنے دیکہا ہی نتہا اس لیے کہ اگر وہ
کسی کا مال ہے تو اسکو کیا فائدہ اگر مال تجارت ہے تو اوسکو
خریداری کی ضرورت نہین اور نفس ہمیشہ ایسی چیزون کیطرف
رغبت دیتا ہے اور آخر نتیجہ اسراف کا پیدا ہوتا ہے بقول شاعر

آداب حرکت و سکون

راہ مین کسی چیز پر عالم محویت نہ پہونچانا چاہیے

۵ بگذر از آن دو کان کہ خرید از لیستی + بیہودہ جنگ بہر قیمت براے چہ + اور ہمیشہ شاہ راہ کے داہنے یا بائین چلے تا کہ اگر کوئی گہوڑا یا ہاتھی تیز آتا ہو تو اوسکے صدمے سے محفوظ رہے اور عجلت سے بہاگنا نہ پڑے اور اگر کسی بزرگ کے ہمراہ ہے تو کبھی اوس سے پیش قدمی ہونے نہ پاے بلکہ داہنے بائین اوسکے کسیقدر پیچھے ہٹا ہوا رہے مگر اوسوقت مین جب کوئی ضرورت درپیش ہو جیسے راہ مین کسی دشمن کا خوف یا راستہ بتانے کی ضرورت کہ ایسی صورتمین مقتضاے ادب آگے چلنا ہے حکایت مشہور ہے کہ ابوذر علیہ الرحمہ کے فرزند نے انتقال کیا تہا اور یہ اوسکے غم مین گریہ وزاری کر رہے تہے بعض اشخاص نے عرض کی کہ ہرچند ماتم فرزند کا ایسی چیز نہین جسمین کوئی البشر غمناک و اندوہناک نہو مگر آپ ایسے برگزیدہ خدا کے اسقدر غمناک ہونیکا کیا سبب ہے فرمایا کہ زیادہ تر مجہکو اس فرزند کی سعادت و لیاقت کا قلق ہے کہ یہ لڑکا نہایت سعید خصایل پسندیدہ و صفات حمیدہ سے متصف تہا اوس شخص نے عرض کی کہ اوسکے صفات سے کچہہ ارشاد فرمائیے آپنے فرمایا کہ ایک دن نے تعریف اوسکے ادب کی یہ تہی کہ دنکو ہمیشہ میرے پیچہے چلتا تہا تا اوسکے پاؤنکی

حکایت

ابوذر علیہ الرحمہ
لیاقت فرزند ابوذر علیہ الرحمہ

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

گرد مجہیر نہ پڑے اور اسکو میرے آگے چلنا تہا کہ اوسکی چشم
کے سہارے سے زمین پست و بلند سے ٹہوکر کہا کر نہ پڑون
اور کوئی دوست یا عزیز اگر راستے مین ملجائے تو زیادہ اوس سے
کلام مین مصروف نہو تکیہ مختصر باتون مین تقریر کو ختم کرے ٥
پرسش نشستہ بر چیزون سے آ + دیگر تمام حال معیشت برای چہ
اگر سوار ہو تو بہی امور ذیل کو ملحوظ خاطر رکہے اور جو مقتضا جس
سواری کا ہو اور جسکے سوا اون تہذیب کو صرف کرے مثلاً گہوڑے کو
راستے مین اوڑانا بہگانا دوڑانا کدانا پہندانا یا اپنے اعضا کو درست
اور با قاعدہ نہ رکہنا یا اکڑ کر یا کوزہ پشت ہوکر بیٹہنا یا ران باگ کا
مناسب نہونا یعنی ڈہیلی یا تنگ یہ سب امور لازمہ شرائط سواری
ہین اور ان سبکا لحاظ ضرور ہے یہانتک کہ گہوڑے پر بیٹہے
بیٹہے باتین کرنا بہی بغیر ضرورت کے ممنوع ہے اسیطرح
نشست و برخاست مین بہی اعتدال کو ملحوظ رکہے جب بیٹہے
تو پاؤن پہیلا کر یا ایک پاؤن کا دوسرے پاؤن پر بوجہ دیگر یا دونون
زانون کو پہیلا کر اور پنجون کو سمیٹ کر یا اکڑو ہوکر نہ بیٹہے کہ یہ سب
طریقے مضر حفظ صحت ہین اور باعث حدوث امراض ہین جیسا
کہ کتب طبیہ مین مفصل مذکور ہے بلکہ انسان کو ہمیشہ ایک زانو

طریقہ بیٹھنے کا

اوٹھاکر اور ایک کو تہ کرکے یا پالتی مارکے بیٹھنا چاہیے اور دو
زانو ہوکر بیٹھنا سوا حدیث نماز اور سلاطین و بزرگان دین
وجدّ و آبا و بزرگ ترین اقربا کے زیبا نہین ہے سو یہ ستے
کہ موجب کلفت و باعث کمزوری اعصاب وغیرہ کا ہے
اور یہ بھی خیال رکھے کہ سر زانو پر نہوڑا کر یا ٹھڈی کو ہتھیلی پر
رکھکر یا سر تکیہ پر رکھ کر نہ بیٹھے کہ ایسی نشست سے حزن و ملال و
کسل و اضمحلال ظاہر ہوتا ہے اور گردن کج کرکے بھی نہ بیٹھے
کہ شریان کو اذیت ہوتی ہے اور بعض طالب علمون کی
یہ عادت ہوجاتی ہے کہ دونو کہنیان ٹیک کر اور دونو زانو
تہ کرکے پیٹ کو رانون پر رکھکے مطالعہ کرتے ہین ہرچند کہ اس
سے انکھون کو قربت ہوتی ہے مگر اولاً غنودگی پیدا کرتا ہے
ثانیاً باعث ضعف بصر ہوتا ہے بلکہ بہتر ہے کہ کتاب بلند چیز پر
رکھکے اور خود سیدہا بیٹھکر مطالعہ کرے اور کتاب کو سینہ پر
رکھکر اور چت لیٹ کر بھی مطالعہ نکرے اور مونچھونکو
بل اور تاؤ نہ دے کہ تفتیل شوارب کی سخت ممانعت ہے
اور یہ بھی خیال رکھے کہ غیر صحبت مین بیٹھکر زور سے
نہ چھینکے اور انگڑائی اور جمائی نہ لے بعض لوگونکی یہ عادت

شغل داڑھی
بیان مونچھ کے
بیان چھینک
بیان انگڑائی و جمائی لینا

کرجائی یا انگڑائی مین آواز بہی ایک طرح کی نکال لیتے ہین یہ
نہایت معیوب ہے اور ناک چہنکنے مین آپ بہی کو لوگون کے
آگے نہ پہینکے اوگالدان وغیرہ مین احتیاط سے رکہکر ناک
کو رومال سے پاک کرے اسیطرحسے تہوکنے مین احتیاط رکہے
اگر ضرورت کسی امر کی مخالف آداب مذکور کے ہو تو نہایت
سلیقے سے عمل مین لاوے کہ اہل صحبت کو ناگوار نہو اور
لعاب دہن کو یا آپ بہنی کو خالی ہاتھہ سے یا آستین سے یا
دامن سے نہ پونچہے بلکہ اس ضرورت کے واسطے دستمال
ہر وقت ہاتھہ یا گلیمین رہے کہ وقت پر کام آوے اور
پان کہاکر پیک اور اوگال بے قرینے نہ پہینکے کہ بدتمیزی
اور بدنمائی کا باعث ہے۔ اگر کسی صحبت بزرگ مین وارد
ہو تو اپنے مرتبے کے لائق جگہ تجویز کرکے بیٹھے نہ تو بالاتر
بیٹھے کہ بموقع بیٹھنے سے کوئی مانع ہو اور نہ پائین کہ بے وقعتی ہو
اور خیال رہے کہ بیٹھنے مین یا اوٹھنے مین یا زانو بدلنے مین پائجامے
کا پانچا کہل نجائے یا دامن آگے سے اٹھہ نجائے اور بزرگون
کے سامنے لیٹنے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر اونگہے یا نیند معلوم ہو
تو صحبت سے اوٹہہ جائے یا باتون مین نیند کو ٹال دے

بیٹھنے کی باتیں

قاعدہ سونیکا

طریقہ سونیکا

اگر اہل محفل سونے کی ارادے مین ہون تو خود بھی لیٹ رہے اگر
چہ نیند معلوم ہو مگر سونےمین اسکا خیال رکھے کہ منہ کے بہل نہ لیٹے
بلکہ چیت بھی کم لیٹے خصوصًا وہ شخص جسکے لیٹنے مین گلے سے آواز
نکلتی ہو اور سونے مین خرّاٹے لیتا ہو کہ چیت لیٹنے مین خرّاٹا زیادہ
بلند ہوتا ہے اور بعض اشخاص کی عادت ہوجاتی ہے کہ پلنگ
پر سیدہے نہین لیٹتے سر کہین پاؤن کہین اس سے احتیاط کرے
اور بعض اشخاص سونےمین دانت کرکراتے ہین یہ بھی نہایت معیوب
ہے اور طریقہ اوسکے زوال کا بعض ادویہ کا استعمال کرنا اور کچھہ
منہ مین رکہکے سو رہنا اور حتی الامکان سونےمین تنہائی اختیار
کرنا چاہئے جیسا شاعر کہتا ہے ؎ تا توانی خفت بے جفت + کہ
دو آدمیون کا ملکر سونا باعث اضمحلال قوت نمو اور مانع گذر ہوائے
فضا ہوتا ہے خصوصًا بچون کو زیادہ تر اکیلے سلانے کی ضرورت
ہے کہ اونکو ہوائے فضا اور تلطیف مسام کی واسطے زیادتی قوت
نمو کے زیادہ احتیاج ہے مگر اکیلے لیٹنے مین خوف ہے پلنگ پر سے
زمین پر گر پڑنیکا پس گہوارہ مین سلاخین لگا کر دیوار قایم کرے
کہ ہوائے فضا کی بھی مانع نہو — خلاصہ یہ ہے کہ ہر امر مین قواعد
عقلی اور مصالح طبی کی مراعات کے ساتھہ شایستہ لوگون کے طریقہ کو ملحوظ

نقصان دو آدمی ایکجا سونا

ملحوظ خاطر رکھے اور اونہین افعال پر اپنی طبیعت کو عادی کر لے اگر دقت معلوم ہو تو اوسوقت یہ خیال کرے کہ زحمت اس عادت کے ترک کرنیکی کہین سبک ہے اوس فضیحت و ملامت کے سامنے جو جلسۂ احباب مین اونکے خندہ زنی اور ناگواری سے حاصل ہوگی اور کوئی عادت ایسی نہین ہے کہ ارادہ اور تہیا کرنے سے ترک نہو جائے پس ایسے خیالات کو ذہن مین متکرر کرنے سے ترک و اختیار عادت مین نہایت سہولت و آسانی واقع ہوگی اور تہوڑے ہی عرصہ مین اخلاق حمیدہ کا عادی ہو جائیگا **سوال** بادشاہ نے کہا الحق آپنے کسی امر جزئی کو کمتر فروگذاشت فرمایا اور بہت تفصیل سے آداب نشست و برخواست کو بیان فرمایا خداوند کریم آپکو اجر جزیل عنایت فرمائے اور مجھے توفیق اسکی پابندی کی عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ آپ اسیکے ذیل مین آداب طعام خوری کو بھی بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی بہت مناسب فقیر تربیت اطفال کے ذیل مین گزارش کر چکا ہے کہ لڑکون کو اوقات متعدد مین غذا دینا اور سیر ہو کر نہ کہلانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک وقت مین یا دو وقت مین شکم سیر ہو کر کہلائین تا کسل اور اضمحلال پیدا نہو

تعداد اوقات غذا

پس جوانون کو بہی اسکی عادت کا ہونا بہتر ہے اسواسطے کہ جب
معدہ غذا سے خالی ہوگا رطوبات بدن کو جذب کریگا اور علم
طب مین یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ صفرا رقیق ہے نہایت تیز
اور تند اسوجہ سے پہلے صفرا داخل معدہ ہوتا ہے اور اوسکے بعد
رقیق رطوبتین بلغمی وارد معدہ ہوتی ہین اور بسبب حرارت معدہ
کے جلد جلکر مفاسد پیدا کرتی ہین پس کسیوقت مین معدہ کا بالکل
خالی رہنا مناسب نہین اسیوجہ سے اوقات غذا کا متعدد ہونا
ضرور ہے اور بہترین اوقات غذا تین ہین اولاً صبح کا وقت جسے
ناشتا کہتے ہین اسواسطے کہ نہارشکنی سے قوت اور توانائی
حاصل ہوتی ہے مگر صبح کو سیر ہو کر نہ کہانا چاہیے بلکہ نہایت سبک
غذا کا استعمال لازم ہی تا گرانی غذا کی ثقل طبیعت کے باعث نہو اور دوسرا
وقت دوپہر کہ اوسوقت کسیقدر سیر ہو کر کہانا چاہیے مگر نہ
اسقدر کہ کسل پیدا کرے دن کے سونے کی عادت ڈالدے
ہرچند حکمانے دوپہر کی غذا مین سیر خوری کو پسند کیا ہے اسوجہ سے
کہ حرکت جلد تحلیل کردیتی ہے تیسرا وقت شام کا ہے یعنے بعد
غروب آفتاب سے پہر رات گذرنے تک زیادہ تاخیر نکرنی چاہیے
کہ باعث غلبۂ نوم اور تاخیر بیداری کا ہے اسیوجہ سے حکما اکی

وقت غذا مین عادت مقدم ہے

عمدہ ترین غذا

غذا مین قلت کرتے ہین حالانکہ معمول یہ امر کا بالعکس ہے —
مگر پابندی اوقات مین زیادہ تر دخل عادت کو ہے اور خلاف
عادت کرنا باعث مضرت ہے ہان بچون کو اگر ممکن ہو تو
ابتدا سے انہین اوقات کا عادی کرین اور سب سے مقدم یہ
امر ہے کہ بھوک پر کھانا کھائین اور بدون اشتہائے صادق
ہرگز غذا نہ کھانی چاہیے کہ موجب سوء ہضم و مفاسید کثیرہ کا ہی
البتہ حفظ عادت کیواسطے ترک غذا مضر ہے اوسوقت مین تقلیل
لازم ہے — اور عمدہ ترین غذا وہ چیز ہے جسکی مقدار قلیل ہو جوہر
لطیف زیادہ ہو بشرطیکہ اکثار و زیادتی نہونے پائے - اور
ہمیشہ غذائے لذیذ خوشگوار خوش ذائقہ کا استعمال کرنا چاہیے کہ
بسبب رغبت طبیعت کے معدہ قبول کرتا ہے اور ہضم جلد
ہو جاتا ہے زیادہ تفصیل اقسام غذا کے اور فوائد ہر قسم کی غذا کی
متعلق علم طب کے ہین اور اخلاق سے اوسکو تعلق نہین ہے
اطبا اور حکما نے مخصوص کتب مبسوطہ اس فن خاص مین تحریر فرمائی
ہین اور جملہ تغیرات بنا بر مناسبت فصل و موسم و خلقت و ضعف
و قوت مادّہ کے معین کیے ہین جیسا کہ قانون مین شیخ نے اور دیگر
اطبا نے اصول طب مین لکھا ہے مین اوسکو بخیال طول تقریر

صفائی ظروف

بند ظروف مین منفذ

عرض نہین کرسکتا مگر خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ غذا مین زیادہ تر فائدہ
وقوت وحفظ صحت کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور غذا کے پکانے مین
صفائی ظروف کی مقدم ہے اور لطافت اشیا کی اور پاکیزگی
پکانیوالیکی ضرور چاہیے اور گرد وغبار و مور و مگس سے بچانا چاہیے
بلکہ حتی الامکان بند ظروف مین کھانا پکانا چاہیے مگر ڈہکنون اور
سرپوشو مین منافذ اور سوراخ ہونا ضرور ہین اسوجہ سے کہ بخارات
غذا یعنے بہاپ بند ظرف مین اوپر سے ٹپک کر شریک غذا ہوتی
ہے اور سمیت پیدا کرتی ہے اور ظروف غذا پکانیکے لوہے یا
پہول کے افضل ہین کہ اطبا بہی اسکی تعریف کرتے ہین اور مقوی
جانتے ہین بہ نسبت تانبے یا پیتل کے خصوصا ایسی غذا کیواسطے
جو دیر تک پکائی جائے اور دہنیت اور ریاحیت زیادہ رکھتی ہو
یا ترشی شریک ہو کہ کساؤ تانبے کا مورث امراض شدیدہ
مثل جذام وغیرہ کے ہے اسیطرح مٹی کے ظرف مین
بہی ایک مرتبہ سے زیادہ کھانا پکانا نہ چاہیے بلکہ پتھر کے ظرف
مین بہی پانچ مرتبہ سے زیادہ پکانیکی اجازت نہین ہے اسوجہ سے
کہ منافذ اسمین زیادہ ہوتے ہین اور اجزا غذا کے بہر رہتے ہین
آخر شریک غذا ے تازہ ہو کر نقصان پیدا کرتے ہین اور مورث

امراض ہو جاتے ہین - بہر طور جو ظرف ہو اوسکا قلعی دار ہونا اور زنگ وغیرہ سے صاف رکھنا نہایت ضروری ہے اور جھوٹھے برتن کھُلے ہوے یا بند رکھنا موجب کثافت ہواے خانہ ہے اور جانوران خانگی کے نجس او رخراب کر دینے کا سبب ہے اسیطرح گھڑے اور صراحیان گلاس آبخورے کھُلے نہ رہنے چاہیئن اور اگر مٹی کے ہین تو جلد جلد بدلنا اور کوُرے کوُرے ظروف مین پانی پینا علاوہ خوبی و مرغوبی و تمیز کے باعث حفظ صحت ہے اور جب غذا پک کر تیار ہو نہایت نفیس دستر خوان بچھا کر ظروف چینی یا سفالین مین کہانا کہاے اور لطافت اور عمدگی ظروف مین اہتمام کرنا چاہیے تاکہ باعث رغبت اور میل طبیعت کا ہو اور دستر خوان پر چند ظروف خالی بھی رکھنی چاہیئن تاکہ غذا کا متفرق کرنا آسان ہو اور کوئی ظرف ہڈیون کے رکھنے کیواسطے اور فضلات زائد کو جمع کرنیکے واسطے ضرور ہے تاکہ دستر خوان خراب نہو - اور ہر قسم کے اغذیہ ہر شخص کے سامنے برابر رکھنے چاہیے تاکہ ضرورت مانگنے کی یا اوٹھانے کی نہ پڑے اور اہتمام بلیغ اس امر مین کرنا چاہیے کہ مکھیان جمع ہونے نپائین بلکہ ہر شخص یا دو شخصون کے درمیان مین ایک دو آدمیون کو رومال ہلانا چاہیے - اور ازین قبیل ہر طرح

قلعی دار ہونا ظروف کا

لطافت و عمدگی ظروف

تعدد ظروف

آداب طعام خوردن

جب کہانا کہانیکا ارادہ کرے تو پہلے ہاتھہ منہ ناک پانی سے
پاک کرلے تب دسترخوان پر حاضر ہو اگر کسی صحبت غیر مین
مہمانی کا اتفاق ہو تو ابتدا خود نکرے بلکہ میزبان اور حاضرین کی حالات
پر نظر کرے جیسا وہ سب کرین خود بہی کرے اگر خود میزبان ہو
پہلی آپ کہانیکا لگا لگائے اور کہانا کہانیمین لباس کو آلودہ نکرے
بلکہ لقمہ بہی کو تین اونگلیون سے اوٹہاوے گرد او نگلیان جو
خالی ہون اونکو لقمہ والی اونگلیون سے ملا ہوا رکہے اور لقمہ بہت
بڑا نہ اوٹہاوے اور منہ کو بہت نہ پہیلاوے اور دیر تک لقمہ
منہ مین نہ چباوے اور بار بار اونگلیونکو نہ چاٹے اگر دسترخوان پر
بہت سے اقسام کہانے ہون تو مہمان کو چاہیے کہ بجز اوس
چیز کے جو اپنے سامنے رکہی ہو دوسری طرف نگاہ نڈالے اور
میزبان کو ہر مہمان کے کہانیکا دیکہنا ضرور ہے تاکہ جو چیز جسکے سامنے
صرف ہو گئی ہو یا کم ہو بڑہاوی اور کسی قسم کے کہانیکو اپنے واسطے
دسترخوان پر خاص نرکہی بلکہ کوئی قسم عمدہ کہانیکی تہوڑی ہو اور
کہانیوالے زیادہ ہون تو اوس چیز کو خود نکہاوے مہمانونکے آگے
بڑہاوے اگر خود مہمان ہو تو تنہا نہ کہاوے بلکہ میزبان کو شریک
اپنا کرے اور روٹی کو شوربے مین اسطرح ڈبووے کہ سب اونگلیان

غذا سے ہاتھ منہ دہونا قبل

تین اونگلیون سے کہانا نہ بیان میزبان کو

لقمہ منہ مین سرپہنا

آداب مہمان

لقمہ دو نعمت کہ

آلودہ نہون اور جو دوسرا شخص ساتھ کہاتا ہو اوسکے کہانے پر نگاہ نکرے جسقدر کہاے اپنے سامنے سے کہاے اور ہڈی وغیرہ جو چیز منہ سے نکالے اوسکو روٹی یا دسترخوان پر نرکہے بلکہ ظرف جدا گانہ مین رکہے اگر ایسا ظرف مہیا نہو تو روٹی سے یا اور کسی چیز سے چہپاکر رکہے اگر ہڈی یا اور کوئی چیز منہ سے نکالے تو اسطرح سے کہ دوسرا ندیکہے اور بقیہ کہانیکا ایسا چہوڑے کہ دوسرا شخص کہانے سے نفرت نکرے اور میزبان کو لازم ہے کہ سب سے پیشتر ہاتھ کہانے سے نہ کہینچے بلکہ جبتک سب فارغ نہولین خود اندک اندک مشغول رہے اگرچہ آسودہ ہوچکا ہو اور جسوقت سب ہاتہ کہینچ لین خود بہی ہاتہ اوٹہاے اگرچہ بہوک باقی ہو مگر اپنے گہر مین اور تنہائی مین اختیار ہے اور جن افعال سے اپنی طبیعت نفرت کرتی ہو وہ فعل خود بہی نکرے اگر درمیان کہانا کہانیکے پانی پینے کی حاجت ہو تو پانی اسطرح سے پیے کہ منہ سے اور حلق سے آواز نہ پیدا ہو اور کہانا کہانے مین بہی اسبات کا لحاظ رکہے کہ آواز نہ نکلے جب خلال کرے اور کوئی چیز خلال سے جدا ہو اوسکو ایسے موقع سے پہینکے کہ لوگ نفرت نہ کرین اگر درمیان مین کسی جماعت کے بیٹہا ہو تو خلال کرنیمین توقف کرے اور جب ہاتھ

دوسرے کا کہانا نہ دیکہنا چاہیے

بقیہ غذا

ختم آداب طعام

خلال کرنا

ریاضت جسمانی

سوال عادل شاہ نے پھر فرمایش کی کہ جناب حکیم صاحب آپنے
لڑکون کی تربیت مین ریاضت کی تاکید فرمائی اب مین چاہتا ہون
کہ آپ ریاضت کے اصول و قواعد بھی بیان فرمائین کہ اس امر سے زیادہ تر
لوگ اجنبی ہین جواب حکیم صاحب نے عرض کی حضور اصول ریاضت
کو حکمانے حکمت اخلاق مین کمتر ذکر کیا ہے اسوجہ سے کہ بالذات
تہذیب اخلاق مین زیادہ دخل نہین رکہتی مگر حسب الارشاد آپکے
ریاضت کی ضرورت اور بعض اقسام ذکر کرتا ہون اسوجہ سے
کہ ریاضت معین اخلاق و رافع کسل و اضمحلال و باعث اعتدال
قوت و اکتساب معیشت و تحمل مشقت و حفظ صحت ہی
اسواسطے کہ علم طب مین اچہی طرحسے ثابت کیا گیا ہے کہ جو غذا
انسان کے معدہ مین جاتی ہے وہ تمام جزو بدن نہین ہوتی بلکہ
ہر ہضم مین کسیقدر باقی رہجاتی ہے اگر یہ بقیہ زائل نکیا جائے
اور تحلیل نہو تو تہوڑے ہی زمانہ مین جمع ہو کر مفاسد عظیمہ برپا
کرے پس احتیاج ایسی چیز کی ہوئے جو اس بقیہ کو تحلیل کرے اور

حفظ صحت

اوسکا طریقہ سوا ریاضت کے کوئی مفید اور بہتر نہین ہی اسیوجہ سے
شیخ نے لکہا ہے کہ اگر اپنے قواعد کے ساتھہ ریاضت کیجائے تو
ہر قسم کی دوا کے استعمال سے مستغنی کر دیتی ہے اور بعض اطبا تحریر

فوائد ریاضت

فرماتے ہین کہ اکثر ضعف و نحافت بلکہ مرض دق ریاضت نکرنیسے
حادث ہوتا ہے تو ریاضت سے بڑہکر باعث حفظ صحت و اعتدال
مزاج کوئی دوسری چیز نہین پس ریاضت کی دو قسمین ہین ایک

اقسام ریاضت

ریاضت عامہ جس سے تمام بدن کو قوت ہوتی ہے جیسے کشتی کرنا دوڑنا
گھوڑا دوڑانا آہستہ آہستہ رفتار کرنا اسے ریاضت کلی بھی کہتے ہین
دوسرے ریاضت خاصہ جس سے ایک یا دو عضو کو اثر پہونچتا ہی جیسے
آواز بلند سے پڑہنا کہ اس سے دماغ کی ریاضت ہوتی ہی اور پتھر کا
اوٹھانا مگدر کا ہلانا سخت کمان کا کھینچنا گیند کا کھیلنا چوزنگ کا لگانا
دونو ہاتھون کو گردنکو سینے کو شانون کو پشت کو فائدہ پہونچاتا ہے
اور تیز رفتار کرنا پاؤنکو کمر کو زیر ناف سے تا ناخن پا مفید ہے
خلاصہ یہ کہ جس عضو کو ریاضت مین زیادہ مشقت اور محنت
ہوگی اوسکی قوت زیادہ ہوگی جیسے تقریر کرنیسے قوت بیانیہ
اور تفکر سے قوت متفکرہ زیادہ ہوتی ہے مگر ہمیشہ ریاضت مین

کس شخص کو ریاضت ضرور ہے

تین امرونکا لحاظ ضرور ہے اول حالت و کیفیت مرتاض کا
یعنے جو شخص ریاضت کرتا ہے اوسکو لحاظ اس امر کا ضرور ہی
کہ اپنے مزاج کی ماہیت کو دیکھلے اگر مرطوب حار مزاج یا بارد
ہے تو ریاضت اوسکو نفع کریگی اگر مزاج اوسکا حار یابس ہے

زمانۂ ریاضت

مقدار ریاضت

تو ریاضت مضر ہوگی خصوصاً سخت ریاضتین یا دیر تک اشتغال کرنا
پس ایسے شخص کو سہل و آسان وکم مشقت ریاضتین کرنی چاہیین
اور رفتہ رفتہ طبیعت کو عادی کرنا چاہیے دوسرے وقت اور زمانہ
ریاضت کا ہر فصل مین مختلف ہے مثلاً ربیع مین ظہر کے وقت گرمیون مین
اوّل روز جاڑے مین آخر روز یا بعد طلوع آفتاب بلکہ ہمیشہ ریاضت
ایسے وقت مین کرنی چاہیے کہ غذا قریب بہضم ہو اور اجزائے
فضول یعنے پیشاب پاخانہ دفع کرچکا ہو تیسرے مقدار ریاضت
کا بھی خیال رہے یعنی اوس مقدار تک ریاضت کرنی چاہیے جبتک
تازگی اور بشاشی چہرے کی باقی رہے پس اگر کثرت مشقت
سے چہرے پر افسردگی محسوس ہو فوراً ترک کرے اگر کسی عضو
خاص کی ریاضت کرتا ہے یا ریاضت عام تمام اعضا کی تو اسکا
خیال رہے کہ تھک کر سُست نہو جائے بلکہ چستی و چالاکی کے
ساتھہ کرتا رہے جسوقت کسیقدر کسل پیدا ہو چھوڑ دے
اسیطرح جسوقت تک اعضا مائل فربہی و قوت ہین ریاضت کرے
جسوقت ضعف پیدا ہو جائے ریاضت کو ترک کر دے یا کم
کر دے کہ ایسی حالت مین ریاضت بھی نقصان عظیم پیدا
کرتی ہے خلاصہ یہ کہ ریاضت اوسی حالت مین مناسب ہے

جب تک ضرورت ہو اور اسیطرح کرنی چاہیئے جو عقلاً نافع ہو خصوصاً بچون کے واسطے زیادہ تر اس امر کی ضرورت ہے کہ خود وہ اپنے حالات کی تمیز نہین کر سکتے اور بسبب اسکے کہ اکثر ریاضتون مین لعب و بازی شریک ہے ہمہ تن رغبت کرتے ہین مگر بسبب مخالفت مزاجی کے مضر ہوتی ہے ــــ زیادہ تفصیل اسکی کتب طبیہ اصول حکمت بدنی مین دیکھنا چاہیئے اخلاق کے متعلق اسیقدر ہے کہ اخلاق بد کی عادت نہونے پائے جیسے حالت ریاضت مین اکثر لڑکے شرط کرتے ہین اور ایک دوسرے پر فخر و مباہات کرتا ہے یا افراط مین اوقات عزیز کو رائگان کرتا ہے تحصیل کمالات و تکمیل ملکات سے قاصر رہتا ہے بلکہ حتے الامکان ایسی ہی ریاضت کرنی چاہیئے جس سے دوہرے فائدے حاصل ہون فائدۂ ریاضت بھی اور تحصیل کسی علم و فن کی جیسے گھوڑ چڑھی پھکیتی تیر اندازی برچھیتی بکیتی وغیرہ اور ہمیشہ ایسی ریاضتون سے پرہیز کرین جنسے حسن اخلاق کو نقصان پہونچے اور عادات بد قایم ہو جائین کہ بعد خوگر ہو جانیکے چھوڑنا بہت سخت و دشوار ہے ۵ آہنے را کہ مور چانہ بخورد + نتوان برد از وے بصیقل زنگ + اِنَّمَا العَادَةُ کَالطَّبِیعَةِ الثَّانِیَةِ لِلْاِنسَانِ ۹

ریاضت اخلاقی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہ جناب حکیم صاحب اب مین یہ چاہتا ہون کہ آداب لباس بھی بیان
فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے جہان پناہ زیادہ
تفصیل کا عرض کرنا حکمت اخلاق کے متعلق نہین ہے بلکہ مختصراً
چند اصول لباس کے گزارش کرتا ہون ظاہر ہے کہ صورت لباس کی
ہر قوم اور ہر ملک اور ہر مذہب اور ہر قسم اور ہر درجہ کے لوگون کی
مختلف ہے پس لباس کے اخلاق ایسے ہونے چاہیے جسکی عمدگی
اپنے جنس کے لوگون کی نزدیک قابل مدح ہو اسواسطے کہ ہر شخص
کی معرفت ظاہر مین وضع ولباس سے متعلق ہے جیسے بڑے بڑے
شہرون مین مختلف ملکون اور مختلف لوگون کے مذہب وملت
وسکونت ومملکت کی شناخت لباس سے ہوتی ہے اور دنیا کے
میل جول خلط وارتباط بدون اتحاد وموافقت اخلاق کے کہ
محکم ہتے ہین پس طالب حسن اخلاق کو لازم ہے کہ ہمیشہ اوسی وضع
و لباس کو اختیار کرے جو اوسکے طریقے کے مہذب لوگون کو
پسند و مرغوب ہو اور فوائد حکمیہ کے بھی مخالف نہو یہ وجہ ہے
ایک جنس کو جنس مخالف کی مشابہت اختیار کرنا اور اپنی
جنس کی وضع کو ترک کرنا مذموم ہے یہی منشا حدیث تشبہ
کا ہے ہرچند حقیقت مین وضع ولباس کو کسی مذہب کے اصول

اعتقادی مین دخل نہین ہے مگر چونکہ ظاہر کا مدار اسپر ہے اور باطن
کا حال معلوم ہونا مشکل ہے لہذا ظاہر کو بھی دلیل اپنے باطن کے
کرنا عقل و حکمت سے ضرور ہوا الحاصل کسی طرح کا شخص حکمت
اخلاق کی رو سے اوسکو لباس کا پابند ہونا اور اپنی وضع کا قایم رکھنا
ضرور ہے اما **آداب لباس** پس جہان تک امکان ہو صاف
و شفاف رکھنا چاہیے میلے کچیلے کپڑے نہ پہننا چاہیے کہ علاوہ
حدوث امراض کے ناگواری و نفرت خلق کا باعث ہے
بلکہ موافق اپنی حیثیت کے ہر روز یا دوسرے روز لباس کا
بدلنا اور دہلوانا ضرور ہے خواہ امیر ہو خواہ فقیر منتہا یہ کہ اگر عمدہ
کپڑے متعدد نہین بنا سکتا تو کم قیمت اور ادنے درجہ کے کپڑونکو
اوسیقدر مین متعدد کرے یا ایکہی لباس کو کئی مرتبہ دہوکر صاف
کرے اور اوٹھتے بیٹھتے مین ہمیشہ لباس کو چرک و گرد و غبار سے پاک
رکھے اور حتے الامکان بے احتیاطی سے خراب نہونے دے دہبا
اور نجاست لباس مین نہ آنے پائے اور ایسے افعال و اعمال و حرکات سے
بلا ضرورت درگذر کرے جس سے کپڑے پھٹتے ہون یا خراب ہوتے
اگر پیشیہ سے مجبور ہے تو اپنے طریقہ کسب کے مناسب لباس
علیحدہ کر دے اور ملاقات احباب اور آمد و شد کا لباس دوسرا

صاف ہونا لباس کا

پاک رکھنا لباس کا

ہر قسم کا لباس علیحدہ ہونا چاہیے

رکھے تا کسب معیشت مین مضر نہو اور احباب کی نفرت کا بھی باعث نہو بلکہ
صاحبان ثروت و اقتدار کو ہر قسم کی ضرورت کا لباس علیحدہ رکھنا
چاہیے اور اوسکے وضع و طریقہ مین اوسی کام کی مصلحت کو مقدم
کرنا چاہیے مثلاً رات کے لباس کو ڈھیلا باریک آسایش دینے والا
گھوڑے کی سواری و ریاضت و مشی و رفتار مین چست و خشن دربار
حکام و امرا و سلاطین مین اونکے احکام کے موافق ملاقات
احباب و اصدقا مین اونکی پسند و خوشی خاطر کے مناسب صحبت
علما و اہل کمال مین اونکی جلالت و مرتبت کے مقتضی غیر مقام پر
کسیقدر مکلّف مسافرت مین رنگین و گلگفت تقریبات سرور
مین مزین و فرحت خیز محافل تعزیت مین مشعر حزن و ملال اپنی
صحبت مین سادہ و بلا تکلّف و علیٰ ہذا القیاس ہر مقام اور ہر موقع
کے مناسب لباس کا ہونا چاہیے بشرطیکہ اپنی تہذیب اور مذہب
و ملت و پابندی وضع کے خلاف نہو اسیطرح ہر موسم کے
موافق لباس کا ہونا ہر چند کسی وجہ سے اسکو زیادہ احتیاج
اوسکی نہو مثلاً جاڑون کی فصل مین سرمائی لباس پہنے اگرچہ
اسکو سردی بسبب حرارت مزاجی کے کم معلوم ہوتی ہو اور
گرمیون مین ٹھنڈا اور ہلکا اور ازین قبیل مراعات زمانہ کی بھی

عام لباس
موٹا ہونا چاہیے

چاہیے عام لباس ہمیشہ موٹا اور گندہ پہننا چاہیے کہ ایسا باریک لباس
جس سے بدن کی رنگت محسوس ہوتی ہو نازیبا ہے علاوہ بدخلقی کے
مضر جسم بھی ہے خصوصًا موسم گرما مین حالانکہ گرمیونمین زیادہ باریک
کپڑے پہنتے ہین مگر اسی زمانہ بادہای سموم کے چلنے کا ہی پس اگر لباس کلفت اور
موٹا بدن پر ہوگا تو کسیقدر صدمہ ہوا سے بچائیگا رنگ لباس کا بھی
ایسا ہو کہ اہل تہذیب اوسکا استعمال کرتے ہون جیسے نہایت
شوخ سرخ رنگ کو مہذب اشخاص مکروہ و معیوب جانتے ہین اور
لباس کا معطر اور خوشبودار ہونا بھی موجب مقبولیت طبایع
خلق ہے اور باعث فرحت و مسرت کپڑے ہمیشہ
چست و درست ہونے چاہیے کہ انسانکو کسیوقت مین معذور
و مجبور نکرین تکلیف کے باعث نہون نشست و برخاست
مین تکلف پیدا نکرین اور ایسے کپڑیکا لباس ہونا چاہیے جو مفید ہو اور
مضر نہو اور ایسے کپڑے جو عورتون کے پہننے کے لیے مخصوص ہین
مردون کو پہننا نچاہیے اور جو مردون کو زیبا ہین وہ عورتون کو
نہ پہننا چاہیے کہ دونو امر اچھے نہین ہین اور خلاف ہین وضع اصلی
کے اور ہرحال مین ہر شخص کو اپنی حیثیت و قدرت و معیشت
کے مناسب لباس پہننا چاہیے حیثیت سے کم ہونے مین خساست

ہے اور زاید مین اسراف ہے خلاصہ یہ کہ ہمیشہ لباس مین اون
اصول کا خیال رکھنا چاہیے جنسے انس و عزت زیادہ ہو اور ناگواری
و تنفر کا باعث نہو کہ النّاس باللباس ضرب المثل ہے بلکہ اکثر خلاق
انسانی و افعال نفسانی بذریعہ لباس درست بھی ہوتی ہین اور اسی وسیلہ سے
پہچانے بھی جاتی ہین سوال ادائے حقوق والدین کا طریقہ بیان فرمایئے
جواب واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے نے رضاجوئی اور اطاعت
والدین قرآن مجید مین مکرّر ذکر فرمایا ہے اور حقیر نے بیان فضیلت
عدالت مین حقوق والدین کو مجملاً گذارش کیا ہے کہ بعد اون
نعمتون کی جو پروردگار کی طرف سے بندون پر نازل ہوئی ہین
کوئی چیز زیادہ والدین کے احسان سے نہین پہلا سبب قریب
وجود اولاد کا باپ ہے باپ وہ شخص ہے جسکی ذات سے
وہ فوائد جسمانی حاصل ہوتی ہین جو وسیلے ہین حصول کمالات
کے اور ذریعے ہین بقاء حیات کے اور تدبیر کمال انسانی بھی باپ
ہی سے متعلق ہے جیسے سکھلانا صناعات کا تعلیم کرنا علوم
دینی و دنیاوی کا بتلانا طریقہ حسن معیشت و حفاظت کا باپ
ہی وہ شخص ہے جو صدہا رنج و تعب و مشقت کو اولاد کیواسطے
گوارا کر کے سامان راحت مہیّا کر دیتا ہے ملک و مال کو ذخیرہ

حفظ حقوق والدین

اطاعت والدین

حقوق والدین

باپ کے احسانات

کرتا ہے اور اپنی بعد کیواسطے اپنا قائمقام کر جاتا ہے دوسرا
سبب وجود اولاد کا ماں ہے جو فیض ابتدائی باپ کی طرف سے
مہیا ہوتا ہے اوسکو ماں قبول کرتی ہے نو مہینہ تک مشقت
حمل کو گوارا کرتی ہے وقت وضع حمل درد و مشقت و خوف
تلف جان کی متحمل ہوتی ہے دودہ پلانا جو سبب بقا اور مادہ
حیات اولاد ہے وہ ماں کے متعلق ہے ماں ہی ایسی ہے جو
افراط محبت مین اپنی راحت سے اولاد کی راحت کو مقدم
سمجھتی ہے بلکہ اپنی حیات کو اولاد کی حیات سے عزیز نہین
رکھتی ہے اور فضیلت عدالت مقتضی اسبات کی ہے کہ
بعد حقوق خالق کے کوئی نیکی دنیا کی حفظ حقوق والدین سے
زیادہ نہین ہے اور شکر نعمت اونکا اور رضاجوئی اونکی سب
باتون پر مقدم ہے ہرچند اطاعت والدین کی ایک جزو
اطاعت پروردگار کا ہے مگر ہمیشہ اس اطاعت کو ذریعۂ خوشنودی
پروردگار عالم سمجھنا چاہیے اسوجہ سے کہ ذات پروردگار
معاوضۂ نعمت سے مستغنی ہے اور والدین معاوضۂ احسانکے
اولاد کی محتاج ہین اور امیدوار اسکے ہین کہ اپنے زمان مجبوری
و معذوری مین ویسی ہی راحت پائین جیسی اپنی اولاد کو پہونچائی

حق مادری

اطاعت والدین عبادت پروردگار ہے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

اقسام حقوق والدین

تھی اسی وجہ سے احسان کرنا والدین کے ساتھہ اور بجالانا اونکی
خدمتکا عبادت قرار پایا ہے اور پہچاننا اونکے حقوق کا جزو
معرفت پروردگار متصور ہوا ہے ارباب شریعت نے بہی
تاکید اطاعت والدین کی بہت کی ہے پس رعایت حقوق
والدین کے تین طرح سے چاہیے اول محبت خالص رکہنا اونسے
بدل اور رضاجوئی اونکے قول سے یا فعل سے اور تعظیم واطاعت
وخدمت اونکی بجالانا اونکے مواجہے مین کلام نرم سے گفتگو کرنا
اونکے مقابلہ مین تہ دلسے انکسار وفروتنی کرنا اونکی مخالفت سے
احتراز رکہنا الا اوس صورتمین کہ رضاجوئی والدین کی سبب
مخالفت حکم خدا ہو مگر ایسی صورتمین بہی چاہیے کہ والدین سے
نزاع اور خصومت نکرے اور بلطف ومدارا مخالفت پروردگار
سے محفوظ رہے اور والدین کیطرف سے معتوب ومغضوب
نہو دوم نیکی کرنا اونکے ساتھہ اور اونکے ما یحتاج کو بے طلب اور
بے اسکے کہ اونپر بار احسان رکہے بقدر امکان مہیا کر دینا سوم
خیرخواہی اونکی ظاہر مین بہی باطن مین بہی امور دنیا مین بہی امور
آخرت مین بہی اونکی وصیت کی حفاظت وتعمیل اونکے ہدایتکی
حال حیات مین ہو خواہ بعد ممات کے محبت پدر و مادر کی

محبت والدین

نیکی کرنا والدین سے

خیرخواہی والدین کی

نسبت فرزند کے طبعی ہے اور محبت فرزند کی نسبت والدین کے ارادی ہے یہی وجہ ہے کہ والدین کے ساتھ زیادہ احسان وسلوک کرنیکی شریعت مین تاکید کی گئی ہے بہ نسبت حقوق فرزند کے ۔ مگر مان باپ کے حقوق مین بہی فرق ہے باپ کے حقوق بنسبت اولاد کے روحانی ہین یعنے فیض باپ کی تربیت و تعلیم کا اون امور مین نافع ہے جو واسطے تکمیل فضائل روحانیکے ہین مگر آگاہی حقوق پدر کی بعد کامل ہونے عقل کے حاصل ہوتی ہے اور حقوق مان کے جسمانی ہین یعنے فیض مان کا اون باتون سے زیادہ متعلق ہے جو راحت رسانی بدن سے متعلق ہین اسوجہ سے کہ اولاً رحم مین خون مادر کی غذا پائی ہے پہر دودہ بہی اوسیکا پیتا رہا پہر غذا کی ترتیب و درستی بہی اوسیکے متعلق رہی اسیوجہ سے بہ نسبت باپکے مان کی طرف میلان لڑکونکا زیادہ ہوتا ہے اور مان کے حقوق کو جلد پہچان لیتے ہین پس انہین وجوہ سے باپ کے ادائی حقوق مین افعال روحانی سے معاوضہ کرنا چاہیے مثل اطاعت و فرمان برداری و ذکر خیر و دعا و ثنا کے اور مان کے ادائے حقوق مین اون باتونکو صرف کرنا چاہیے جو مال و اسباب عیش و

تفصیل حق پدر

تفصیل حق مادر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

سامان راحت جسمانی سے متعلق ہون جیسے کہانا پینا لباس وغیرہ
اور عقوق والدین بہی رذیلت ہے مقابلہ مین اس فضیلت کی
یہ بہی تین طرحسے ہے اوّل ایذا رسانی والدین کے ساتھہ کہی محبت
کی قول سے ہو خواہ فعل سے جیسے نافرمانی اونکے حکم کی اور
ترک تعظیم و تحقیر اونکی غیبت مین یا مواجہ مین سوء اخلاق کے
ساتھہ موصوف کرنا اونکے افعال و حرکات پر استحقار کرنا اور مثل
اسکے دویم بخل کرنا اونکے ما یحتاج بہم پہونچانے مین بیباکی کے ساتھہ
اونکے حال کا تجسّس کرنا یا اسباب معیشت کے صرف کرنے مین
قلت کرنا یا عیوض کا طالب ہونا یا اونپر بار احسان رکھنا
یا اونکے ساتھہ خدمت و احسان کرنیکو گران و ناگوار سمجھنا
سوم والدین کے ساتھہ بہیری کرنا اونکے امور مین کوتاہی
و غفلت کرنا کیا حال حیات مین کیا بعد ممات اونکی نصیحتون
اور وصیتونکو بیوقعت و بے توقیر سمجھنا جسطرحسے نیکی کرنا
والدین کے ساتھہ صحت عقیدہ کے ساتھہ لازم ہے اوسیطرح
عاق ہونا فساد عقیدہ کو لازم ہے اور جو لوگ رتبہ مین مثل
پدر و مادر کے ہین مانند دادا دادی چچا پہوپہی ماموں خالہ
برادران و خواہران بزرگ ماں باپ کے دوستان حقیقی

نہایت عقوق

ایذا رسانی والدین

بخل

رعایت والدین

رعایت اعزائے بزرگ

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہ یہ سب حکم والدین مین داخل ہین اور رعایت و حرمت اعانت وامداد اونکے بہی وقت حاجت ہین اوسیطرح واجب ہے اور جو امر کہ باعث رنج وایذا وسبب ملال وکراہت ایسے لوگونکا ہو اوس سے احتراز اور اجتناب پر ضرور ہے سوال بادشاہ نے کہا کہ آپ طریقۂ سیاست خدام وملازمین ومتعلقین کو بیان فرمائیے جواب حکیم صاحب نے عرض کی غلام لونڈیان نوکر چاکر گہر مین بمنزلہ ہاتہ پاؤن اور دیگر اعضائے بدن کے ہین اسلئے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا کام کر دے جبکہ وہ محتاج اعانت کا ہو تو وہ شخص گویا قایم مقام اوسکے ہاتھ کی ہی اور جو شخص چلکر کام کرلائی وہ بمنزلہ اوسکے قدم کے ہے اور جو شخص ایسا کام کرے جو اوسکی نگاہ کے مصروف رہنے سے انجام ہوتا ہو تو وہ شخص بمنزلہ اوسکے آنکہونکے ہے پس ظاہر ہوا کہ اگر خدام اور تابعین نہون تو صاحب خانہ کو راحت میسر نہو اگر خود ہی چلنے پہرنیکا کام کرے خود ہی کہڑے رہنے اور بیٹہنے کا خود ہے مال ومتاع کی نگہبانی وحفاظت تو رنج ومشقت بہی پے در پے اوسکو عارض ہو ہیبت ووقار بہی گہٹ جائے کام کا ہرج بہی ہو پس لونڈیون غلامون نوکرون چاکرون کی ہونیکو حق تعالے کیطرف سے نعمت سمجہکر شکرگذاری

خدام اعضائی بدن ہین

کثرت خدام نعمت خدا ہے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

بجالاوے اور اونکو امانت پروردگار سمجھے طرح طرح کی رعایت
وسلوک اونکے ساتھہ عمل مین لاوے اسواسطے کہ اس قسم کے
لوگونکو بہی کسل وکاہلی واعضامین ماندگی لازم ہوتی ہے
اور حوایج ضروریہ کے بہی پابند ہوتے ہین اونکے ساتھہ شرائط
عدالت وانصاف کی رعایت کرنا چاہیے اور بیجا بدمزاجی او
جبروظلم سے اونکے حقمین احتراز کرنا چاہیے بلکہ ہمیشہ عدل و
انصاف سے خدمت کا تعلق کرنا چاہیے تاکہ زیادتی کار سے
اونپر ظلم نہو اور کمی سے اسکا نقصان مال اور حرج کار نہو اور
علت نوکری یا ملازمت اور اجرت محنت ومشقت
وعاوضہ حق الخدمت ضایع نہو اور ہرشخص اپنے کام کو اچھی طرح سے
پورا پورا انجام دے سکے اور کثرت کار سے اہمال اور سستی
کامون مین واقع نہو مگر ایسی سخت گیری بہی نچاہیے جو امکان سے
باہر ہو بلکہ پایۂ عفو ودرگذر کو لیے رہے کہ یہ پیروی ہے
سیاست پروردگار کی نسبت مین بندونکے اور تابعین
کے ساتھہ رعایت مناسب کرنا گویا شکر نعمت پروردگا
بجالانا ہے اور طریقہ اہل خدمت کے بہم پہونچانیکا یہ ہے
کہ پہلے اونکے عیب وصواب کی معرفت تجربہ اور واقفیت

عدالت وانصاف
خدمتگارونکے ساتھہ
عمل حاکمانہ
شکر منعم
لازم ہے

سے حاصل کرے اگر یہ باتین ممکن نہون اور دفعتاً پاس رکھنے کی ضرورت ہو تو فراست و قیافہ سے آثار و علامات اونکے دریافت کرین اور اونکی صورت اور مناسبت اعضا سے اونکے حُسن و قبح پر گمان لیجائین جسکی صورت کریہہ او بعض اعضا اوسکے نسبت بعض کے خلاف و نامناسب ہون اوس آدمیکو پاس رکھنا نچاہیے کہ از روئے اکثریت کے خُلق تابع خلق ہے تفصیل اسکی علم قیافہ مین مذکور ہے اور حدیث مین وارد ہے کہ اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ یعنے طلب کرو نیک باتونکو خوشرو آدمیون من اور صاحبان علّت مین کانی لنگڑے سے امراض مین سفید داغ والے سے اور مرض متعدّیہ سے پرہیز کرین بہت تیز طبیعت آدمی سے بھی احتیاط پر ضرور ہے اسوجہ سے کہ اکثر ایسے لوگ مکّار اور حیلہ ساز اور خائن ہوتے ہین صاحب حیا کو پسند کرنا چاہیے کہ حیا بہترین خصائل ہے اسباب مین اور غلامونکے واسطے یہ بات خاص ہے کہ جس صناعت کی صلاحیت اونمین ہو اوسی مین اونکو مشغول کرے اور اونکے امور کا تکفل کرے اور ایک کام سے دوسرے کام کیطرف او

قیافہ شناسی نوکر کی

خوشرو نوکر

معیوب نوکر

صاحب حیا

ایک صناعت سے دوسری صناعت کیطرف متوجہ نکرے بلکہ طبیعت اوسکی جس ہنر کیطرف مائل ہو اور آلات اوسکے مہیا ہون اوسی پر قناعت کرے کسواسطے کہ ہر طبیعت مین ایک صناعت خاص کی استعداد ہوتی ہے اور خلاف اس قاعدے کے کرنا گویا گھوڑیکو ہل مین جوتنا ہے اور بیل کو سواری مین رکھنا ہے اور جب غلامونکو یا نوکرونکو کسی کام کا حکم دین اور وہ انکار کرین تو اوسکو مان لینا اور اونکو اوسکام سے معذور رکھنا بھی بیجا ہے کہ دوسرونکو سبب دلیری کا ہوگا بلکہ اگر عذر اونکا لایق پذیرائی ہو تو اوسکام سے اونکو معذور رکھین اور دوسرا کام اونکے ذمے ڈالین جو اوس سے بہتر اور اشرف ہو اور خادمونکے دلمین اس بات کا سما جانا بہتر ہے کہ ہم یہانسے جدا ہوکر کہین امن و آسایش نپائینگے ایسی صورت مین خادم وفا اختیار کرینگے اور محبت و خیرخواہی و نصیحت و احتیاط بجالاوینگے مگر یہ افعال خیرخواہی و محبت کے اونسے تب صادر ہونگے جب وہ لوگ بھی اپنے آقا اور مخدوم کے مال و نعمت مین شریک و سہیم ہوجائینگے اور اوسکی عزت کو

تخصیص صنعت

معیوب سرکشی کا صبر

طریقہ وفاداری ملازم

سبب شفقت و محبت ملازم بجانب مخدوم

اپنی راحت اور اونکے رنج وتنگی مصیبت کو اپنی نسبت موثر سمجھینگے
اور عزل و برطرفی سے ایمن ہونگے جب اونکو یہ تصور ہوگا
کہ مالک ہمارا ضعیف العقل اور سست ہمت ہے ہم سے
گناہ وخطا ہونے پر سزا اسکے سخت کریگا یا نکالدیگا او سوقت
خدمتکو بطور عاریت کے بجالاوینگے مثال ایسے لوگونکی ڈاکوؤن
راہزنون سے ہے کسی کام مین نہ مالک کے نقصان کا اندیشہ
رکھتے ہین نہ دل لگاکر کام کرتے ہین بلکہ ہمت اونکی ہمیشہ
اسباب پر مصروف رہتی ہے کہ جسطرح ہوسکے روپیہ
جمع کرین تاکہ بروقت آقا سے جدا ہونیکے کام آوے اور
عمدہ بات اہل خدمت کی نسبت یہ ہے کہ باعث اونکی
حسن خدمتکا نہ ضرورت ہو نہ امید ہو نہ خوف بلکہ محبت
باعث ہو اور جو خدمت توجہ خاطر سے ہو وہ خدمت
دوستونکی کہلاتی ہے اور جو خدمت بضرورت یا بامید
ہوتی ہے وہ خدمت تاجرونکی ہے اور جو خدمت بخوف
ہے وہ خدمت غلامونکی ہے اور امور معاش مین خادمونکی
یعنے کہانے پینے کی چیزون مین اونکی کسیطرح خلل نڈالی
بلکہ اپنے حوایج پر مقدم رکہے اور رفع ایذا ادنکے جملہ بالحتاج

بدنیتی نوکر

اقسام ملازمین

اقسام خدمت

مین ضروری سمجھے اور خدمت لینے مین ہمیشہ خیال رہے
کہ ہر قسم کے کام تقسیم کردین اور ہر شخص کو اوسکے کار معین
کا ذمہ دار بنادین اور دوسرےکو اوسکا دخیل نہونے دین تا
اوسے معذرت کی جگہ نہ ہو اگر اشخاص متعدد ایک کام مین
لازم ہون تو انکو ایک دوسرے سے وابستہ کرین اس حیثیت
سے کہ ہر شخص اپنے عہدے کا سرانجام کرتا رہے جیسا کہ
کلیہ تدبیر منزل و تشبیہ طبیب مین گزارش کیا گیا پس جب
ہر شخص نوکر اور ملازم اپنی حالت معتدل پر آمادہ اور اپنی
اپنی کام پر مستعد رہیگا اور خوف حساب و کتاب اوسکے
متعلق ہوگا تو ضرور وہ کام عمدہ طور سے انجام پذیر ہوگا
اور جب کل گھر کے اشخاص ملازمین کی یہ حالت ہوجائیگی تو
جملہ اشخاص متعلقین و ملازمین کار متعلقہ کو دل لگا کر انجام
دین گے کاہلی سستی تغافلی حیلہ جوئی ٹال مٹول حوالہ بہر وسا
نکرینگے مگر صاحب خانہ کو ہر شخص کے کام کی نگرانی اور
محافظت ہر شخص کے لازمی حدود اختیار کی اور زجر
و توبیخ کاہل و غافل کی اور تحسین و آفرین مستعد کار
گذار کی ضروری ہے اور ہمیشہ خادمونکی سیاست و اصلاح

نوکرونکی
تقسیم عمل

بہتری صاحب خانہ

کے مراتب کو نگاہ مین رکہنا چاہیئے و اونکی تادیب اور سزا دہی کو حسب
موقع ومحل کے استعمال کرنا چاہیے اور اپنے عمل پر عفو کو کام مین لانا
چاہیے اسطرح کہ پہلے خادمونکے خطا کرنے پر الزام دین جب وہ اعتراف
بقصور کرین تو عفو کرکے آیندہ کیواسطے توبہ کرائین — جب
بعد توبہ کے پہر ارتکاب گناہ کرین تو اونپر ایسی عقوبت کرین
جسمین ایذا زیادہ ہو اور مقدار مین تہوڑی ہو جبتک بیحیائی نہ
اختیار کرین تبتک مایوس نہو — جب کوئی خیانت یا کوئی
گناہ زشت ایسا کرین کہ مذموم ہو اور امید اصلاح باقی نرہے
اوسوقتمین مناسب یہ ہے کہ اوسکو جلد دفع کرین تاکہ صحبت
اوسکی دوسرونکے خرابی کا باعث نہو اور اوسنے خدمت کے
واسطے غلام طبیعت آزاد یعنے نوکر کے اسوجہ سے بہتر ہے کہ
غلام کو مفارقت آقا سے مایوسی ہوتی ہے اور اسی سبب سے
وہ قبول اطاعت زیادہ کرتا ہے اور تعلیم اخلاق سے زیادہ اثر
پذیر ہوتا ہے اور جو خدمتین نفسانی ہین جیسے لکہنا پڑہنا
اور دیگر فنون شریفہ انکے انجام دہی کیواسطے ایسا آدمی مقرر
کرنا چاہیے جو عاقل ہو اور قوت کلام رکہتا ہو اور صاحب
حیا و عفت ہو اور تجارت ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیے

طریقہ سزا

مقدار سزا

دفع کرنا ملازم بد کا

اوصاف ملازم

ملازمین شریف

جو امانت دار و ہوشیار و کفایت شعار ہو اور کسب مال سے مناسبت
رکہتا ہو اہتمام آبادی زمین کیواسطے شخص قوی و جلد کار کارگذار
چاہیئے اور چارپایونکی حفاظت کے واسطے آدمی قوی دل
بلند آواز و کم خواب ہو خادموں مین تین قسم کے آدمی ہوتے ہین
ایک حُر بالطبع یعنے آزاد مزاج دوسرے عبید الطبع یعنے
غلام مزاج تیسرے عبد الشہوت یعنے تن پرور پس قسم اول
کو یعنے اون خادمون کو جو آزاد مزاج ہون اور خصائل شریف
اور عادات لطیف اونمین پاے جائین اونکو مثل اولاد کے
پرورش کرنا چاہیئے اور آداب صالح کی تعلیم و تحریص کرنی چاہیئے
قسم دوم غلام مزاج یعنے جنکے عادات اسطرح کے ہون کہ بے
تہدید کے کام نکرین اونکو مثل مویشی کے رکہنا چاہیے کہ
کہانا اونکو پیٹ بہر کے کہلاوین اور خاطر خواہ کام لین اگر
کام مین کمی کرین تو تادیب سخت عمل مین لائین قسم سوم یعنی
تن پرور ونکو بقدر حاجت و زوال اشتہا دے کر اہانت
و ذلت کے ساتھ کام لین اور یہ بہی جاننا چاہیئے کہ جسطرح
ہر مقام و ہر ملک و ہر شہر اور ہر خطہ کی اب و ہوا مختلف ہے
اوسیطرح امزجۂ انسانی بہی ایک دوسرے کے خلاف واقع ہوتی ہین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

شہرونکے باشندونکی طبیعتین گرم بعض شہرونکی طبیعتین سرد
بعض مقامونکے طبایع خشک بعض کی تر اور آب و ہوا کی مناسبت
سے امراض بہی مختلف اور معالجات بہی مختلف ہین اسی قیاس پر
ہر خطۂ زمین کے باشندے ایک یا چند اخلاق کے ساتھہ
موصوف و مخصوص ہوتے ہین — اہل عرب فصیح دلیر مسافر
پرور صادق مشہور ہین مگر مغلوب الشہوت جفا پیشہ قسی القلب
بہی ہوتے ہین — اہل عجم عقل و فراست حسن معیشت و تدبیر
علم و ظرافت اور خوش بیانی کے ساتھہ ممتاز ہین مگر خود نما
سخن ساز یاوہ گو حریص زبان دراز بہی ہوتے ہین اہل روم
وفادار محبت شعار کفایت پیشہ ہوتے ہین مگر بخل و
ملامت پسندی بہی انکی مشہور ہے ترک شجاعت شعاری
و خدمت شایستہ و خوب صورتی سے موصوف ہین مگر غدار
قسی القلب مشہور ہین — چینی محنت کش مطیع خدمت گذار
صناع زیرک ہوتے ہین مگر مغرور بزدل حیلہ ساز بدنیت پست
ہمت بہی ہین — تبت کے لوگ مضبوط ثابت القول
نیک طینت ہین مگر سادہ لوح کم فہم بہی ہین — اہل ہند قوی الحس
کثیر الفہم سریع الوہم اخاذ نقال دراک ہوتے ہین مگر کوتاہ ہمت

تاثیرات بلاد
خاصیت عرب
خاصیت عجم
خاصیت روم
خاصیت ترک
خاصیت چین
خاصیت تبت
خاصیت ہند

صاحب نفاق بداندیش بھی ہوتے ہین بنگالی سلیم الطبع مطیع
ہین مگر بد دماغ گستاخ کاہل طماع ہوتے ہین — برہما سیام کے
لوگ چست چالاک ہوشیار مگر زود رنج بد دیانت بھی ہین
سکھہ پنجابی بڑے جوانمرد ہین مگر مغرور حیلہ ساز — افغان بہادر
جنگی ہوتے ہین مگر بدتمیز بد خلق بیرحم بھی ہین — پس ملازمت
کیوقت اس امر کا لحاظ رکھے کہ وہی کام اوسکے تعلق کرے جسکو وہ
از روئے خاصیت بلدی اچھی طرح سے انجام دے سکتا ہو وہ کام
متعلق نکرے جسمین وہ بسبب خلقت طبیعت کے مجبور ہے نہ یہ
کہ کسیکے عیب کو دیکھکر ہنر کو بھول جائے یا صفات پر تکیہ کرکے
عیوب کو پیش نظر نرکھے ہو اسطے کہ بےعیب خدا کی ذات ہے
پس یہ تاثیر بلاد گویا ایک قسم کا تجربہ ہے جیسا تفرس و قیافہ کی نسبت
سابقاً گزارش کیا گیا یہانتک بیان کرکے حکیم صاحب نے عرض
کی کہ جہان پناہ رات زیادہ آچکی ہے حضور کے آرام کا وقت ہے
اب کل انشاء اللہ حاضر ہوکر قانون تمدن عرض کرونگا بادشاہ نے
فرمایا کہ مین آپکی ثنا و صفت کس زبان سے کرون عجب مطالب
آپنے بیان فرمائے خیر اب آپکو بھی زحمت ہے حکیم صاحب تسلیم کرکے
دربار سے اُٹھے عادل شاہ واسطے آرام خاص کے محل مین تشریف لیگئے
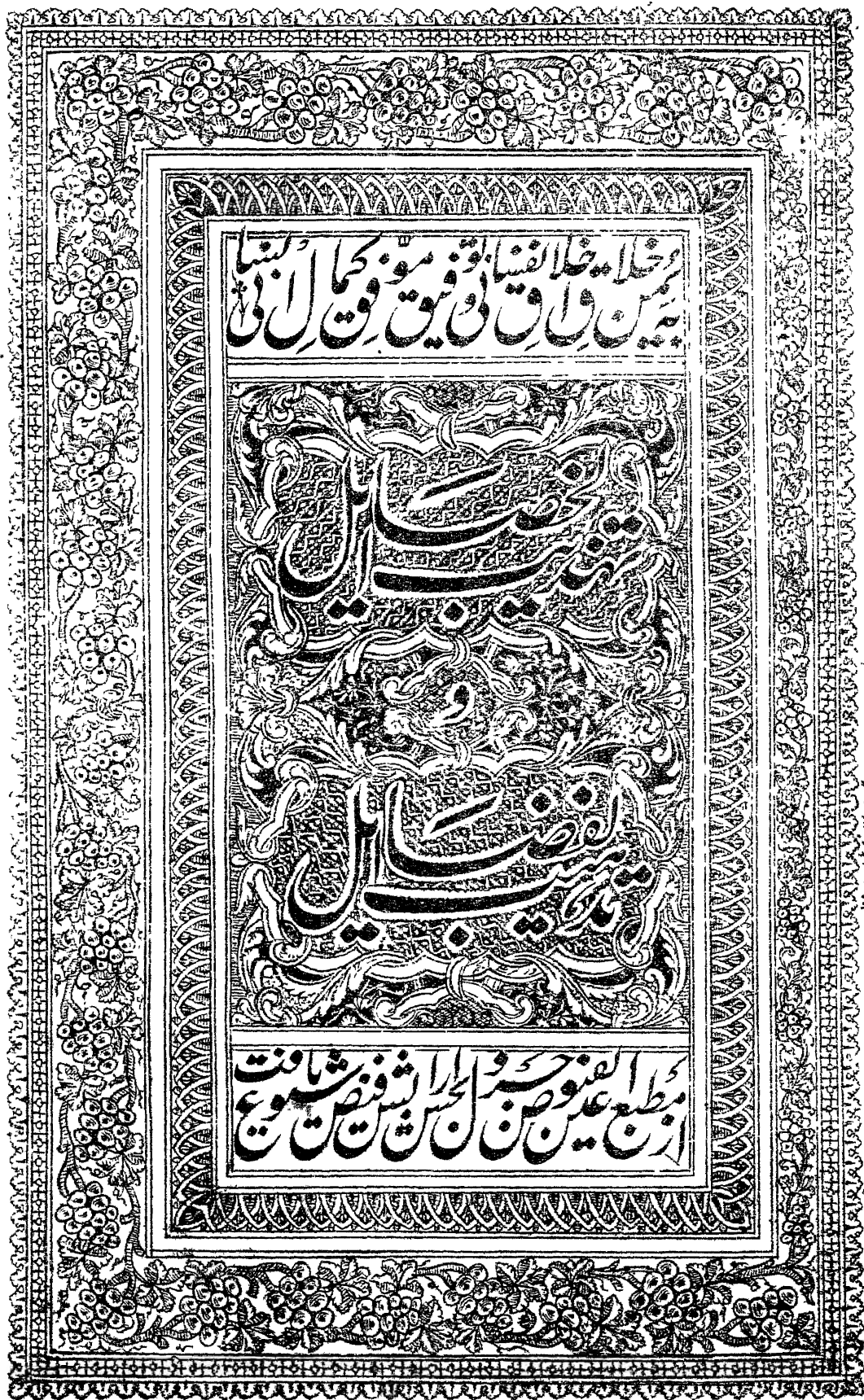
تمّت

خاصیت بنگالہ

خاصیت برہما

خاصیت سکھ پنجابی

خاصیت افغان

تہذیب الخصائل
و
تہذیب الفضائل

فہرست مضامین کتاب

تہذیب الخصایل و تذہیب الفضایل

جلد دوم

مضمون	نمبر صفحہ

جلسہ پنجم
قانون تمدن

مضمون	نمبر صفحہ

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

بیان اجتماعات مردم و شرح احوال تمدن

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

۵

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

تمت

خاتمۃ الطبع

عرض مطبع

حضرت خالی الاعظم ✽ و مطاعی الافخم ✽ البحر الماہر ✽ والبحر الذاخر ✽ والمزن الماطر ✽ والسحاب الماطر ✽ المتمجد فی المعالی والمتحلّی بالمعالی ✽ زبدۃ المحققین ✽ واسوۃ المتقدمین ✽ ذو الریاستین ✽ وجامع المنزلتین ✽ حضرت استادی جناب مولانا حکیم سید ظفر مہدی صاحب متخلص بہ اثیم تعلقدار گنگی ضلع بہرائچ آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر رئیس جرول ادام اللہ انوار افاداتہ ساطعہ ✽ واقمار افاضاتہ طالعہ ✽ نے اس کتاب سعادت انتساب ✽ ہادی ہر شیخ وشاب ✽ مرغوب اولی الالباب گوہر شب چراغ ✽ جوہر اہل دماغ ✽ رہبر خرد پرور ✽ اختر سعادت منظر ✽ مہذب النسائی ✽ مؤدب روحانی ✽ آئینہ حکمت گنجینہ افاضت ✽ وزیر خوش تدبیر ✽ مشیر بے نظیر ✽ معین الاطبا وکاشف مسائل ✽ تہذیب الخصایل وتذہیب الفضایل ملقب بہ اکسیر اعظم کو تصنیف فرماکے ✽ دامان اہل نظر پر زر ✽ دریا حیں حکمت اثر کو سبدگل تر بنا دیا ✽ حق یہ ہے

خاتمۃ الطبع

کہ اس فن بیک آل ٭ و علم کہن سال کو حیات تازہ دیکر جلوہ
نو دکھایا صرف کثیر و بذل خطیر سے مطبع عین الفیوض
میں طبع فرمائی ٭ اہتمام تنقیح و تصحیح و انصرام تزئین و توشیح
میں اہلکاران مطبع نے بھی سعی وافر و جہد خاطر دکھائی
بہ مقتضائے کمال ہمت رئیسانہ ٭ و عزیمت امیرانہ
خلعتہائے شالی و موہبات مالی سے سرافراز ہوئی
خوشنویس مصور رشک ارژنگ ٭ و مصحح سنگ و پریسمین
اپنے اپنے گروہ میں ممتاز ہوئے پس بمفاد قول شاعر ؎
کتب هم بعاریت عیب مکن ٭ معشوقه توان داد بدست دگران
دیگر تاجران کتب و صاحبان مطابع طبع عالی کو اسکے
طبع کیطرف متوجہ نفرمائیں ٭ اور اس محبوبہ عالم آرا و
معشوقہ انجمن افروز کی نقاب نہ اوٹھائیں ٭ کہ حسب
قانون مجریہ درج بھی رجسٹری ہو چکی ہے زیادہ زیادہ فقط

المشتہر
سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض جرمل
ماہ رجب ۱۳۰۲ھ مطابق مئی ۱۸۸۵ع

تہذیب الخصائل
و
تہذیب الفضائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد پروردگار و نعت رسول مختار و منقبت آل اطہار صلی اللہ علیہم ما اتصل اللیل والنہار بندہ سقیم ظفر مہدی متخلص بہ اثیم سقاہ اللہ من رحیق التسنیم و النعمہ من جنات النعیم + حضور اصحاب عقل و فراست و ارباب فہم و کیاست + عرض پرداز ہے کہ یہ جلد دوم

کتاب تہذیب الخصائل و تذہیب الفضائل ہے

جسے فقیر فاقد البضاعۃ و قلیل الصناعۃ نے حکمت اخلاق مین مرتب کیا ہے و چار جلسے اوسکے متعلق اخلاق و تدبیر منزل جلد اول مین عرض کر چکا اب قانون تمدن و آئین سلاطین کو اس جلد مین عرض کرتا ہے تا زیادتی ضخامت موجب کسالت و خوف اطالت مانع مطالعت نہو۔ چونکہ فی الحقیقت اصل ماخذ اس کتاب کا کلمات حق سمات

حضرت فیلسوف بحق حکیم مطلق مظہر الحقایق مبدع الدقایق استاذ البشر
معلّم الاکبر متمم علوم الاوائل والاواخر کاشف معضلات المسایل
بالمآثر سیّد الحکما افضل العلما سلطان المحقّقین برہان المدققین ینبوع
الحکمہ خواجہ نصیر الملة والدّین محمّد بن محمّد الطوسی قدّس اللہ
نفسہ وزاد فی حظائر القدس انسہ ہین اونہین انوار ساطعہ کی تنتنی تقریر نے
پائی ہے اور انہین اقمار لامعہ کی تجلّی دکھائی ہے ورنہ میرا یہ پایا
کہان تہا کہ ایسے مطالب عالیۃ الشان قویم البنیان واضح البیان
لائح التبیان متین البرہان قریب الاذہان کا اختراع کر سکے اور
میرا یہ ماسکہ کہان تہا کہ ایسے مضامین فایض البرکات خائض الملکات
رافع المعضلات دافع المشکلات قالع الشبہات قامع التوہمات
کا ابداع کر سکے یہ اوسی حکیم کی رائے قویم ہے جو صورت حکمت
کو بجائے ہیولی ہوگئی اور یہ اوسی علیم کی نظر صائب ہے جو حسن
خلقت کی علّت اولے ہوگئی ؎ آنکہ دشواری نیفتد در طریق
جسم وجان ٭ کز بیان او ازان دشوار آسان آمدہ ٭ در مصابیح
بیانش در شبستان علوم ٭ صد ہزاران شمع کافوری فروزان آمدہ ٭
تا طلسم سحر ہائے شبہہ را باطل کند ٭ از عصائے کلک وآثار ثعبان
آمدہ - بلکہ حق تو یہ ہے کہ میری اتنی زبان بھی نہین کہ ایسے شخص

اوصاف علامہ محقق طوسی

محقق کے اوصاف نسبت مصنف انصاف

کامل کی تعریف وثنا کرسکون اور اونکی مدح وستایش کے وادی مشکل
گزار مین قدم دہرسکون جسکا مثل وماتند آجتک عالم وجود مین نآیا ہو
کوئی اوسکی کیا تعریف کرسکے اور جسکے سوا ابتدا سے اس زمانے تک
کسی نے محقق کا خطاب نہ پایا ہو کوئی کیا توصیف کرسکے بلکہ سہ
اگر از سر انصاف نظر فرمایند ٭ ٭ جائے آن ست کہ خلاق علومش خوانند
پس یہ کتاب گویا ترجمہ ہے جناب محقق کی کتاب اخلاق کا جسے
سنہ ۶۳۳ھ مین کتاب الطہارت ابوعلی احمد بن یعقوب بن مسکویہ
خازن رازی سے بدرخواست ناصر الدین عبد الرحیم بن ابی منصور
بادشاہ المؤت وقہستان تحریر فرمایا تھا جیسا دیباچۂ جلد اول
مین گزارش کیا گیا اوس زمانہ مین جب حسب خواہش بخت و تقدیر و حسن سعی
و تدبیر بادشاہ موصوف وطن مالوف سے مہاجرت فرماکر اوس ملک کو
تشریف لیگئے تھے اسیوجہ سے نام مین بھی لفظ ناصر کو شریک کیا
اور اسی کتاب کی صیت کمال کو سنکر ایلخان ہلاکو نے درخواست
تشریف بری کی تھی اور جناب ممدوح نے بنابر الحاح و اصرار خورشاہ
بن علاء الدین شاہ صحبت ہلاکو قبول فرمائی تھی اوسنے بھی آپکی حرمت
وقدر ومنزلت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا بلکہ جسقدر کمالات
جناب ممدوح کا ظہور ہوتا تھا مراسم تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا تاآنکہ

ذکر کتاب الطہارۃ

قدردانی ہلاکو خان

نظم و نسق سلطنت محقق کے حوالہ

تعمیر رصد خانہ مراغا

مصنفات محقق

نظم و نسق جملہ امور سلطنت حضرت محقق کے دست مبارک مین تھے پھر حسب خواہش بادشاہ رصد خانہ مراغا و تبریز بھی آپنے تکامل کیا کتبخانہ ہیئت کو جسمین چار لاکھ کتابین فقط علم ہیئت و فلسفہ و ہندسہ و ریاضی کی تہین جمع فرمایا کتاب تحریر اقلیدس و تحریر مجسطی و تحریر متوسّطات و کتاب زیج ایلخانی و کتاب تذکرۃ الہیئۃ و رسالہ معینیّۃ الہیاۃ و سی فصل نجوم و بیست باب اسطرلاب و جامع الحساب و دیگر کتب علوم عقلیہ و نقلیہ اکثر دہن ضبط تحریر مین آئین مین جنکا مثل و نظیر آج تک ممکن نہوا اور ہر زبان مین آپہی کی تصنیفات کا ترجمہ کیا گیا۔ فقیر نے بہی اسی کتاب اخلاق ناصری کا ترجمہ کیا ہے البتہ جا بجا اکثر مطالب کی تفصیل کی اور کہین کہین حسب مناسب بعض مضامین کا اضافہ کیا ہے وَهُوَ مُفِيضُ الجُودِ وَالاِنْعَامِ وَعَلَيهِ نَتَوَكَّلُ فِي المَبْدَاءِ وَالاِخْتِتَامِ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جب آفتاب عالمتاب گوشۂ مغرب مین منزوی اور پردۂ ظلمات چہرۂ کائنات پر محتوی ہوا عادل شاہ نے اپنے امور معمولی سے فراغ حاصل کیا چوبدار کو حکم دیا کہ حکیم صاحب کی خدمت مین عرض کر کہ اگر آپ کو بہی فراغ حاصل ہو چکا ہو تو وقت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

معین قریب ہے جلد تشریف لائیے مین بہی آپکا منتظر ہون
جسوقت چوبدار شاہی حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض پیام کر چکا حکیم صاحب تو وقت معین کے منتظر تہے
فوراً عبا اوڑہ لی عصا ہاتہہ مین لیلیا دربار شاہی مین حاضر ہوے
بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلا کر بٹہایا بعد ادراک خیر و عافیت
مطلب شروع فرمایا سوال بادشاہ نے کہا کہ اب یہ
ارشاد فرمائیے کہ خلق کو تمدن کیطرف احتیاج کیون ہے اور
ماہیت اوسکی کیا ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ حضور نے دقیق مسئلہ حکمت کا سوال کیا جسکا سمجہنا عام طور
کے آدمیون کو کسیقدر دشوار ہی مگر حسب الارشاد جہانتک فقیر سے
ممکن ہے تسہیل و توضیح کے ساتہہ عرض کریگا ازبسکہ حکمت کا
پیچیدہ مسئلہ ہے اگر کچہہ بہی دشواری ہوجائے تو معاف فرمایا جائے
حضور کو یاد ہوگا سابق مین فقیر نے عرض کیا تہا کہ جتنی چیزین
عالم مین جلوہ پذیر ہوتے ہین اون سبکے واسطے ایک طرح کا کمال
ضرور ہے مگر کسیکا کمال خلقت اور پیدایش کے ساتہی ہوتا ہی
جیسے اجرام سماوی کہ روز خلقت سے اسیطرح چمکتے ہین اور ابتدا
پیدایش سے نورانی خلق ہوئے ہین اور کسیکا کمال بعد پیدا

علت دقیق مسئلہ تمدن

ہر چیز کمال کی طالب ہے

ہونے کے رفتہ رفتہ ہوتا ہے جیسے مرکبات ارضی پس جن چیزونکا کمال بعد کو حادث ہوا ہے اونمین یہ ضرور ہے کہ اپنی حالت سے بڑہتے بڑہتے کمال کو پہونچین مگر یہ ترقی بے اعانت و سبب کے نہین ہو سکتی لیکن سبب دو حال سے خالی نہین یا مکمل ہے یعنے بالذات اوسکے کمال کو پورا کرتا ہے جیسے نطفہ کو حضرت حق سبحانہ و تعالے مضغہ بناتا ہے پہر اوسمین حیات کو ساری کرتا ہے پہر ہڈیان رگین پٹھے ہاتھہ پاؤن کان ناک آنکھہ منہ پیدا کرکے آدمی کی صورت بنا دیتا ہے پہر نو مہینے کے بعد ایک تنگنائے تاریک سے نکالکر فضائے عالم مین جلوہ دکہاتا ہے تا اینکہ رفتہ رفتہ پورے حد کمال تک پہونچا دیتا ہے۔ یا ممدات ہین یعنے ایسے چیزین کہ اصل کمال کو تو ترقی نہین دیتین مگر اوس قوت کو زیادہ کرتی ہین جو کمال تک پہونچاتی ہین جیسے غذا کہ خود معین مادہ تکمیل ہوکر بالیدگی بہم پہونچا دیتی ہے اور قوت نمو کی معین رہتی ہے پس اب معونت کی تین قسمین ہوئین ایک یہ کہ وہ چیز جو معین ہے یا خود جزو ہو جائے اوس چیز کا جو محتاج اعانت کی ہے جیسے گہاس جانورون کی زندگی اور حیات کی معین ہے اوسکا نام اعانت مادہ ہے دوسرے یہ کہ خود تو اوسکا جزو نہین ہوگی

کمال طبعی

کمال اکتسابی

سبب کمال کی دو قسمین

مکمل یا ممد

کمال کی تکمیل

کمال کی ممدات مادہ

معونت کی تین قسمین

معونت بالمادہ

مگر واسطہ ہے ایک چیز کی اعانت پہونچنے کی اوس چیز تک جسکو ضرورت اعانت کی ہے جیسے پانی خود تو بدن انسانمین غذا نہین ہوجاتا ہے مگر غذا کے ہضم کا باعث ہوتا ہے اور اسی کے واسطے سے غذا ہضم ہوکر اعضامین سرایت کرتی ہی اور کمال حاصل ہوتا ہی اسکا نام معونت آلہ ہی یعنی یہ کہ تو خود جز وہی نہ واسطہ ہے بلکہ اسکا فعل اوسکی اعانت کا سبب ہوجاتا ہے اوسکو معونت خدمت کہتے ہین اور اوسکی بہی دو قسمین ہین اسوجہ سے کہ یا تو وہ فعل خود اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے کہ اعانت کرے جیسے غلامونکی خدمت آقا کے لیے اور اسکا نام معونت خدمت بالذّات یا وہ فعل اوسکا اسواسطے وضع نہین کیا گیا تہا بلکہ دوسری غرض اوسکی تہی مگر کام اوسکا یہ بہی نکل آیا کہ کمال کے پہونچنے کا سبب ہوگیا جیسے چرواہیکا بہیڑیان چرانا کہ غرض اوسکی تحصیل منفعت تہی مگر اوس سے اون جانورون کی تکمیل بہی ہوگئی اسیوجہ سے حکیم ثانی معلّم اول ابونصر فارابی جسکے اکثر اقوال اس کتاب مین عرض کیے جاتے ہین لکہتا ہے کہ سانپ بچہو کا ڈسنا کسی جانور کو خود ارادے سے نہین ہے بلکہ وہ خادم ہین عناصر کے لیے اونکے

معونت آلہ

معونت خدمت کی دو قسمین

معونت خدمت بالذّات

قول حکیم ابو نصر فارابی

معونت خدمت بالغرض

منہ مین یاڈنک مین زہر ہے اور جب کسی کے بدن سے چہوجاتے ہین اپنا اثر دکھا دیتے ہین جیسا شاعر کہتا ہے نیش عقرب نہ از پے کین ست * مقتضاے طبیعتش اینست اور بہیڑیا جو انسانکو کہا لیتا ہے وہ اوسکا ارادی فعل ہے واسطے شکم پروری کے مگر انسان کے ہلاک کا باعث بہ تبعیت ہوجاتا ہے پس اذیت انسانی بالعرض ہے نہ بالذات خلاصہ یہ کہ انسان کے کمال کو بہی اعانت کی ضرورت ہے خواہ اعانت مادی ہو خواہ اعانت آلہ کی ہو خواہ اعانت خدمت کی ہو خواہ بالذات خواہ بالعرض مگر بدون اعانت کے تکمیل غیر ممکن ہے جب یہ تمہید خاطر نشین اقدس ہوچکی تو اب عرض کرتا ہون کہ عناصر ونباتات وحیوانات یہ تینون انسان کی معونت کرتے ہین کوئی بطریق مادہ کے اور کوئی بطریق آلہ کے اور کوئی بطریق خدمت کے اور انسان ان تینون مین کسی کی معونت نہین کرتا مگر بطریق آلہ کے یا بالعرض اسواسطے کہ انسان شریف ہے اور نباتات وحیوانات وغیرہ کم مرتبہ اور ذلیل پس ذلیل کو بالاصل خدمت شریف کی زیبا ہے نہ یہ کہ شریف ذلیل کی خدمت کرے ہان شریف کو اپنے مرتبہ کی خدمت کرنین کوئی ہرج

سانپ بچھو کا غرض ایذا نہ ہونا

کمال انسانیکو اعانت کی ضرورت

اعانت عناصر ونباتات وحیوان کی انسان کیواسطے

انسان نباتی کی اعانت کرتاہے

نہین اسیوجہ سے انسان معونت کرتا ہے اپنی نوع کی بطریق خدمت
نہ بطریق مادہ کے اسواسطے کہ بطریق مادہ کے کسیکی معونت کرہی
نہین سکتا اور انسان جسطرح سے عناصر اور مرکبات کا محتاج ہے
کہ تینون طریقون سے اوسکی اعانت کرین اوسیطرح اپنی نوع کا بہی محتاج
ہے تاکہ بطریق خدمت کے ایک دوسیرکی معاونت کرے اور حیوانات
عناصر کی و نباتات کے محتاج ہین اور اپنی نوع کیطرف احتیاج اونکی مختلف
ہے بعض حیوانات آبی ہین کہ وہ توالد و تناسل مین احتیاج نر اور مادہ
کے اکٹہا ہونیکی نہین رکہتے بعض حیوانات حفظ نوع کیواسطے توالد
مین نر و مادہ کے اکٹہا ہونیکے محتاج ہین اور حفظ شخصی کیواسطے معاونت
جمعیت کی ضرورت رکہتے ہین مگر بعد گذرنے وقت حاجت
کے ہر ایک علیحدہ اپنے کام مین مصروف ہوجاتا ہے اور بعض حیوانات
شہد کی مکہیون اور چیونٹیون اور ٹڈیون اور بعض اقسام طیور کے طرح معاونت
جمعیّت کی حفظ نوع اور حفظ شخص کیواسطے کرتے ہین اور نباتات
ہمیشہ عناصر اور معدنیات کے محتاج ہین تینون طرح سے مادّے
کی احتیاج خود ظاہر ہے اور آلہ کی احتیاج اسطرح سے ہے کہ تخم
جملہ نباتات کا کبہی اوگ نہین سکتا جبتک پوشیدہ نہو اور کوئی
چیز اوسکو سردی اور گرمی سے نہ بچاوے اور خدمت کی احتیاج

انسان اپنی نوع کا محتاج ہے

احتیاج حیوانون کی

جمعیت چاہنا

نباتات کو احتیاج عناصر اور معدنیات کی

اون پہاڑونکی طرف ہے جنسے دریا اور چشمے جاری ہین اور بعض نباتات
کو آپسمین اگر احتیاج ہے تو حفظ نوع کیواسطے جسطرح جیسے درخت
خرما کہ مادہ اوسکا بے نر کے بارور نہین ہوتا اور مرکبات عناصر
کے محتاج ہین تینون طرحسے اور کبھی ان چار چیزونمین یعنے عناصر
اور نباتات اور معدنیات اور حیوانات مین ایساہی ہوتا ہے
کہ شریف ذلیل کی خدمت کرے مگر شریف جب ذلیل کیخدمت
کریگا خود بہی اوسیقدر ذلیل ہو جائیگا جیسا کہ متابعت عناصر
کی بچہو اور سانپ کی مثال مین گزارش کی گئی بالآخر غرض
اس تفصیل سے یہ ہے کہ نوع انسان اشرف موجودات عالم
ہے عناصر سے بہی اور معادن سے بہی اور نباتات سے بہی
اور حیوانات سے بہی مگر ہر ایک کی اعانت کی احتیاج رکہتا ہے
اور اپنی نوع کا بہی محتاج ہے بقائے شخصی کے کیواسطے بہی اور
بقائے نوعی کیواسطے بہی بیان اس امر کا کہ انسان کو احتیاج
انواع دیگر کے ہے خود ظاہر ہے اور اس مقام مین زیادہ تفصیل
و بسط کی گنجایش نہین ہے لیکن بیان اس امر کا کہ اپنی نوع کا محتاج
ہے گذارش کرتا ہون کہ اگر ہر شخص آپ ہی اپنے کہانے پینے

انسان کا اشرف ہونا اور محتاج ہونا

لباس گہر اور آلات کی درستی مین مصروف ہوتا تو چاہیے

لیکن

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

تہا کہ پہلے آلات درودگری اور آہن گری کے بہم پہونچاتا اور اونکا ہنر حاصل کرتا پہر اون آلات سے زراعت کرتا اور کہیت کاٹتا مالش کر کے غلّہ کو صاف کرتا کوٹتا پیستا پکاتا تب کہاتا اور روئیکو پیدا کرتا سوت تیار کرتا بُنتا تب لباس ممکن ہوتا تو اتنی مدّت تک بے غذا کی بقا اوسکی ممکن نہوتی بلکہ کبہی ایک شخص اسپر بہی قادر نہوتا بلکہ باایںہمہ کبہی ایک کام کو پورا ہی نہ کرسکتا پس ناچار ضرور ہوا کہ ہر شخص اپنی احتیاج سے زیادہ کام کرے اور گروہ کے گروہ آپسمین ملکر ایک دوسرے کا بوجہ بٹائے اور بدل و معاوضہ سے اپنی محنت کو برابر کرے تا ہر ایک کے اسباب معیشت بآسانی بہم پہونچین اور بقاء نوعی میسر ہو گہر بار منتظم رہے چنانچہ ایک حدیث مین اسکا اشارا بہی وارد ہوا ہے کہ جب حضرت آدمؑ دنیا مین آئی اور غذا طلب کی تو ہزار کام اونکو کرنے پڑے تب کہانا تیار ہو کر اونکے سامنے آیا اور ہزار کامون سے زاید یہ کام تہا کہ کہانیکو ٹہنڈا کرین اور کہائین اور حکما کا قول ہے کہ ہزار آدمی جب کام کرین تب ایک آدمی کو لقمۂ نان میسر ہو اسواسطے ضرور ہوا کہ ایک ایک آدمی ایک ایک کام اپنے ذمے لیلے اور اپنے کام سے دوسرے کی

انسان اکیلے سے کل کام نہین ہو سکتے

حضرت آدم نے ہزار کام کئے تب کہانا ملا

جلسہ پنجم قانون تمدن

اعانت کرے تاکہ حسب قانون عدالت اسباب معیشت ہر شخص کے
مہیا ہون اور بقائے شخص و بقائے نوع میسر ہو اور مختلف
صنعتون کا ہونا دنیا مین سبب انتظام ہے اسواسطے کہ اگر سب آدمی
ایکہی صناعت کو اختیار کرتے تو وہی قباحت لازم آتی جو
گذارش کی گئی اسیواسطے حکمت الٰہی مقتضی اسکی ہوئی کہ
ہمتین اور عقلین مختلف پیدا ہون تاکہ ہر ایک موافق اپنی ہمت
و عقل کے کسی ایک شغل مین رغبت کرے بعضے کام اونمین
شریف ہون اور بعضے خسیس مگر اوس کام کے بجا لانے مین ہر ایک
خوش دل رہے اسیطرح حق تعالے نے کسیکو تونگر اور کسیکو
درویش اور کسیکو عقلمند اور کسیکو کم عقل پیدا کیا کہ اگر سب
لوگ تونگر ہوتے تو ہر ایک بے نیاز ہوتا اور ایک دوسرے کی
خدمت نکرتا اگر سب محتاج ہوتے تو ایک دوسرے کے ادائے
حقوق پر قادر نہوتا اگر صناعتین ایک دوسرے کی نسبت
شریف و خسیس نہوتین اور ہر ایک شخص عقل و تمیز مین مساوی
ہوتا تو کوئی شخص خسیس پیشے کو اختیار نکرتا اور بسبب معطل
رہجانے اون خسیس صنعتون کے انتظام عالم جیسا مطلوب تہا
نہوتا اسیوجہ سے حکما نے کہا ہے کہ اگر آدمی سب برابر ہوتے

تو سب ہلاک ہو جاتے سواسطے تقدیر الٰہی نے اقتضا کی کہ کوئی صاحب تدبیر صائب ہو کوئی شوکت وجلالت مین زیادہ ہو بعض کفایت شعار ہون اور بعض مخیر و جواد ہو کوئی عقل و تمیز سے خالی ہو و کوئی قوی ہو اور کوئی ضعیف تاکہ ہر ایک اپنی عقل و فہم و قوت و ضعف کے موافق اپنے کام کو انجام دے اور انتظام معیشت بنی آدم بآسانی انجام پذیر ہو جب یہ امر ثابت ہو چکا کہ نوع انسان ہمدیگر محتاج معاونت ہین اور معاونت بے اجتماع کے محال ہے تو اب انسان بالطبع محتاج ہوا اجتماع کا اور اسی اجتماع کو تمدّن کہتے ہین پس لفظ تمدّن مشتق ہے مدینہ سے اور مدینہ اوس جگہ کو کہتے ہین جہان ایسے اشخاص جمع ہون جو طرح طرح کے حرفتین اور صناعتین عمل مین لا کر معیشت مین ایک دوسرے کی معین ہون پس مراد مدینہ سے شہر و مسکن اہل مدینہ کا نہین ہے بلکہ اس علم مین مقصود اوس سے جمعیّت اہل مدینہ ہے اور یہی معنی ہین قول حکما کے الانسانُ مدنیٌّ بالطّبع یعنے ہر انسان مین بالطبع تمدّن کا مادّہ موجود ہے اور مذکور ہو چکا کہ افعال لوگونکی

معاونت مین اجتماع کی ضرور

تمدّن کے معنی

مدینہ کی اصطلاح

مختلف ہین اور غرضین انکی حرکات کی جدا جدا ہین کوئی
تحصیل لذات پر مصروف ہے کوئی بزرگی کا طالب
ہے اگر سب آدمیونکو انکی طبیعت پر چھوڑ دین کہ جو چاہین
وہ کرین تو معاونت ایک دوسرے کی ممکن نہو اسوجہ سے کہ
جسے قوت غلبہ حاصل ہے وہ چاہیگا کہ سب لوگ میری
لونڈی غلام ہو جائین حریص خواہش کریگا کہ سب مال
و متاع و حشم و خدم میرے ہی واسطے ہو یہ باتین سبب
نزاع و خصومت کے ہونگے آخر ایک دوسرے کی
فنا و زوال پر مشغول ہوگا اسواسطے ضرور ہوا کہ کوئی
تدبیر صائب ایسی کیجائے کہ ہر شخص اپنے مرتبہ پر قناعت
کرے اور ہر مستحق اپنے حق پر فائز ہو اور کوئی شخص اپنی
حد سے تجاوز کرکے دوسرے کے حقمین دست اندازی نکرے
بلکہ اپنے اپنے شغلمین مصروف رہکر معاونت ہمدیگر کرتے
رہین اسی تدبیر کا نام سیاست ہے اور ذکر عدالت مین
گذارش کیا گیا کہ سیاست ناموس و حاکم و درہم و دینار
کی محتاج ہے اگر وہ تدبیر جسکا نام سیاست ہے موافق
قاعدہ حکمت کے ہے او نتیجہ اوسکا وہ کمال ہے جو واسطے

سیاست ناموس درہم و دینار کی محتاج ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

انتظام عالم کے مقصود ہے تو اوسکو سیاست الٰہی کہینگے اور ایسا نہین ہے تو اوسکے سبب کے ساتھہ اضافت کرکے نام رکھینگے حکیم ارسطاطالیس نے اقسام سیاست کی چار قسمین کی ہین سیاست کرامت سیاست جماعت سیاست غلبہ سیاست مملکت — سیاست کرامت سے یہ مراد ہے کہ تدبیر اوس جماعت کی کرے جو فضائل و بزرگی حاصل کرنیکی طرف متوجہ ہون یعنے رئیس کو سیاست کرامت کی لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی جماعت کیواسطے ایسی چیزین بہم پہونچائے اور ایسے وسیلے حاصل کرے جنسے اونکو فضیلت و بزرگی و کمال حاصل ہو جیسے موعظہ و نصیحت کرنا اخلاق نیک کی طریقہ اکتساب فضائل کا تعلیم کرنا تصنیفات اخلاقی کا شایع کرنا اور اسی سے

قاعدہ سیاست از حکیم ارسطاطالیس

مراد ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سیاست غلبہ وہ سیاست ہے جس سے ادنے اور کم مرتبہ لوگون کی جماعت کو درستی حاصل ہو آخر مجبورانہ قہر و جبر سے پابند حکمت ہو جائین اسیوجہ سے اسکو سیاست خساست بھی کہتے ہین — سیاست جماعت سے مراد یہ ہے کہ

سیاست تعلیم

سیاست غلبہ

کہ مختلف فرقون کو ہر قسم کے لوگون کو ہر طبقہ کے آدمیونکو
ایک قانون عقلی و آئین حکمی پر پابند کر دے - سیاست
ملک سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کی سیاستون کی نگرانی کرے
ہر ایک شخص کو اوسکے کام پر آمادہ و مستعد رکھے - اونکے
افعال و اعمال کا خبر گیر رہے تا کہ کمال اوسکا قوت سے
فعل مین آئے - ہر شخص اپنی خدمت کا سرانجام کر سکے
پس یہ سیاست سب سیاستون سے افضل و اعلی ہے سب
اسکے تابع ہین اور تعلق سیاست جماعت کا سیاست
ملکی سے بہت سے اقسام پر ہے جسکی تفصیل عبث ہے
ایک قسم وضع سے تعلق رکھتی ہے جیسے عقود و معاملات
اور ایک قسم احکام عقلی سے تعلق رکھتی ہے جیسے تدبیر
ملک و تدبیر وغیرہ مگر کسی شخص کو زیبا نہین ہے کہ
بے تمیز وافر اور بے معرفت کامل کسی ایک قسم کا
اہتمام اپنی ذمہ رکھے اسواسطے کہ بے کسی خصوصیت
کے سب پر برتری اوسکی باعث نزاع و اختلاف
ہوگی پس وضع کرنیوالا قانون سیاست کا ایسا شخص
ضرور ہے جو بواسطۂ الہام آلہی نسبت مین دوسرونکی

سیاست وضعی

سیاست عقلی

ضرورت صاحب ناموس

قول افلاطون حکیم

قول حکیم ارسطاطالیس

امتیاز رکھتا ہو تاکہ اوسکی اطاعت مین کسیکو عذر نہو ایسے شخص کو محاورہ حکماے قدیم مین صاحب ناموس کہتے ہین اور اوسکی بنائے ہوئے قانون کو ناموس الٰہی کہتے ہین محدّثین وفقہا ایسے شخص کو شارع اور اوسکے قانون کو شریعت کہتے ہین — افلاطون حکیم نے مقالۂ پنجم کتاب سیاست مین اس عبارت سے اشارہ کیا ہے ھُمْ اَصْحَابُ الْقُوَى الْعَظِيْمَةِ الْفَائِقَةِ یعنے ایسے لوگ صاحب قوی معتدلہ ہین اور کمالات انکے عظیم ہین اور اپنی قسم مین سب پر فائق ہین اور ارسطاطالیس نے یہ عبارت لکھی ہے کہ ھُمُ الَّذِيْنَ عِنَايَةُ اللّٰهِ بِهِمْ اَكْثَرُ کہ ایسے ہی لوگونپر خدا کی عنایت زیادہ ہے اور واسطے تعمیل اون احکام سیاست کے ایسے شخص کی ضرورت ہوگی جو تائید غیبی سے سرافراز ہو تاکہ اپنے تابعین کی تکمیل تہذیب کر سکے ایسے شخص کو حکماے قدیم بادشاہ مطلق اور اوسکے احکام کو صناعت ملک داری کہتے ہین اور محدثین اوسکو امام اور اوسکی فعل کو امامت کہتے ہین اور حکیم افلاطون نے ایسے شخص کا

نام مدبّر عالم رکہا ہے اور ارسطا طالیس نے ایسے شخص کو انسان مدنی کہا ہے یعنے ایسا انسان کہ قایم ہونا تمدّن کا اوسکی ذات سے ظہور پذیر ہو لیس مراد ملک سے اسمقام مین یہ نہین ہے کہ اوسکے زیر حکم کوئی سلطنت ہو اور لشکر و حشمت ظاہری بہی اوسکے پاس ہو بلکہ مراد اوس سے وہ شخص ہے کہ حقیقت مین استحقاق ملک داری رکہتا ہو اگرچہ ظاہر مین کوئی شخص اوسکی طرف التفات نکرے — اگر ایسے شخص کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص تدبیر عالم کو اپنی ذمہ لیگا تو ظلم اور بدنظمی عالم مین شایع ہوگی مگر ہر زمانہ مین اور ہر قرن مین صاحب ناموس کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک قانون شریعت اوسکا مدّتون تک واسطے کفایت کرتا ہے ہان ہر زمانہ مین عالم کو ایک مدبّر کی ضرورت ہی اسواسطے کہ اگر تدبیر منقطع ہوجائیگے تو نظام عالم بہی جاتا رہیگا اور بقاء نوع انسان کی جیسی مطلوب ہے نرہے گی مدبّر کا منصب یہ ہے کہ حفظ ناموس کرے یعنی شریعت پر خود بہی قایم رہے اور لوگون کو واسطے قایم رکہنے مراسم شریعت کی تکلیف دے اور ہر وقت اور ہر زمانہ مین بحسب مصلحت اوسکے جزئیات مین ازروے ولایت کے تصرف کرے مگر اشخاص نوع انسان

مدبّر عالم

انسان مدنی

سبب بدنظمی عالم

مدبّر عالم کی ہر زمانہ مین ضرورت ہے

مدبّر عالم کا کام

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ضرورت حکمت تمدّن

بقائے شخصی مین بھی اور بقائے نوعی مین بھی ایک دوسریکے
محتاج ہین اور کمال کو پہنچنا بے بقا کے ممکن نہین پس کمال تک
پہونچنا محتاج ایک دوسریکا ہی جب ایسا تصور کیا گیا تو معلوم ہوا
کہ کامل ہونا ہر شخص کا دوسرے آدمیون کی اعانت پر منحصر ہے
پس واجب ہوا کہ ان وجوہ و اسباب کا بھی علم حاصل کرے
جنکا نتیجہ انجام ہے یا جو باعث فساد نظم ہے تا نظم عالم اچھی طرح سے
کر سکے۔ ایسا علم بھی حاصل کرے جسکا موضوع تعریفات
جو اہر نوعی ہین وہ علم حکمت مدنی ہے پس ہر شخص کو سیکھنا اوسکا ضرور
ہے تاکہ اکتساب فضیلت پر قادر ہوسکے ورنہ معاملات اوسکے
جور و ظلم سے خالی نہونگے آخر سبب فساد عالم ہونگے پس ضرورت

مثال طبیب ماہر کی

اس علم کی اور فائدہ حکمت تمدّن کا بھی اسیمقام سے ظاہر ہے کہ بدون مہارت
حکمت مدنی کے تکمیل احکام تمدّن نہین ہوسکتی جسطرح سے صاحب علم طب
جبتک اپنی صناعت سے خوب ماہر نہوگا تب تک حفظ صحت بدن

فائدہ حکمت تمدّن کا

انسان اور ازالۂ مرض پر قادر نہوگا اسیطرح سے اگر حکیم مدنی اپنی
صناعت سے ماہر ہوگا تو حفظ صحت مزاج عالم و معالجات انحراف
پر قادر ہوگا ایسا شخص درحقیقت طبیب عالم ہی پس ثمرہ
اس علم کا شایع کرنا امور خیر کا اور زایل کرنا شر و رکا عالم سے ہی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بقدر استطاعت کے آور واضح ہوچکا کہ موضوع اس علم کا ماہیت جمعیۃ اشخاص انسانی کی ہے اور اجتماع اشخاص انسانی کا اپنی حالت عام اور خاص میں مختلف ہے یعنی اجتماع اشخاص کے جس جس طرح پر اعتبار کئے گئے ہوں معلوم ہونا چاہیے اور وہ چند امر ہیں اوّل وہ جماعت ہے جو ایک گھر میں بہم ہوئے اوسیکو جماعت منزل کہتے ہیں دوسرے دوم جماعت اہل محلّہ ہے سوم جماعت اہل شہر ہے چہارم جماعت ملک واقلیم ہے پنجم جماعت اہل عالم ہے جسطرح ہر ایک شخص منزل جماعت کا جزو ہے اوسیطرح منزل محلہ کا جزو ہے اور محلّہ مدینہ کا جزو ہے آور مدینہ ملک کا جزو ہے اور ملک عالم کا جزو ہے اور ہر جماعت کیواسطے ایک رئیس چاہیے مگر رئیس اوسکے تابع ہوگا رئیس اعلے کا جسکا وہ جزو ہے مثلاً رئیس منزل تابع ہے رئیس محلّہ کا اور رئیس محلہ تابع ہے رئیس مدینہ کا اور رئیس مدینہ تابع ہے رئیس ملک کا اور رئیس ملک تابع ہے رئیس عالم کا اور رئیس عالم رئیس رؤسا ہے اور اوسیکو بادشاہ مطلق بھی ہونا چاہیے آور نظر اوسکی حال عالم اور حال اجزاء عالم میں ایسی ہونی چاہیے جیسے نظر طبیب کی مریض واجزاء مریض میں یا نظر صاحب خانہ کی حال منزل اور اجزاء منزل میں ہوتی ہے اور

موضوع حکمت مدنی

اقسام جماعت

اجزاء عالم

ضرورت رئیس

رئیس عالم بادشاہ مطلق

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بڑے رئیس کو بہ نسبت اپنے رئیس ماتحت کے زیادہ کامل و عاقل ہونا چاہیے اور چھوٹے رئیس کو اپنے رئیس اعلے کی اطاعت کرنی چاہیے اور انتہا سبکی اوس شخص پر ہوگی جسکی اطاعت تمام عالم پر ضرور ہوگی وہی مقتدا ہوگا نوع انسان کا ازروے استحقاق کے اور جسطرح رئیس عالم نگران ہوگا اجزا و عالم کا بسبب اسکے کہ اوسکو ایک تعلق ہے کل اجزاء عالم سے اوسیطرح ہر جماعت کے رئیس کو نگاہ اپنی جماعت پر ازروے عموم کی اور نیز خصوصیت کی ساتھ ہر جزو پر اس انداز سے کو مفید حال اوس جماعت کے ہو اور مقتضا صلاح و فلاح اہل عالم کا ہو نسبت تمام جماعت کے یا خصوصًا بہ نسبت ہر جزو جماعت کے لازم ہے پس تعلق جماعتونکا آپسمین تین طرح سے ہوتا ہی اوّل یہ کہ ایک جماعت جزو ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت منزل جزو ہے جماعت مدینہ کی دوم یہ کہ ایک جماعت شامل ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت گروہ شامل ہے جماعت مدینہ کی سوم یہ کہ ایک جماعت خادم اور معین ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت قریات کی واسطے مدینہ کی اسوجہ سے کہ جماعتین اہل قریات کی ناقص ہوتی ہین

رئیس بزرگ کو کامل ہونا چاہیے

نگاہ رئیس جماعت پر

تعلقات جماعتون کی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اپنے حال مین اور ہر ایک اونمین سے ایک طور پر خدمت کرتے ہین
جماعت مدینہ کی بوجہ اونکے کامل اور تمام ہونیکی اسیوجہ سے
اعانت ایک جماعت کی دوسری جماعت کی نسبت واقع ہوتی
ہے ازروے مادّے کے بھی اور ازروے آلہ کے بھی اور ازروے
خدمت کے بھی مثل اعانت ایک نوع کے دوسری نوع کی نسبت
جیساکہ سابقًا گذارش کیا گیا۔ چونکہ انتظام اہلِ عالم کا تالیف
باہمی پر مقرر ہوا ہے پس جو لوگ قاعدۂ تالیف سے باہر
ہوجاتے ہین تنہائی و گوشہ نشینی پر رغبت کرتے ہین وہ
اس فضیلت سے بے بہرہ ہین اسواسطے کہ اختیار کرنا صحرا
نشینی و تنہائی کا اور کنارہ کشی کرنا اعانت سے اپنے ابنائے
جنس کے باوصف احتیاج کے محض جور و ظلم ہے اس فرقے
کے لوگ ایسی باتونکو فضیلت سمجھتے ہین مانند اون لوگون کے جنہون
نے پہاڑونمین و ویرانونمین جنگلون مین عبادت خانون مین تنہا رہنا
اختیار کیا ہے اور اوسکا نام زہد رکھا ہے یا مثل اون لوگونکے
جنہون نے خلق کی اعانت کی بہروسے پر تکیہ کرلیا ہے
اور اپنی طرف سے راہین اعانت خلق کی بند کردی ہین اور
اوسکا توکّل نام رکھا ہے یا مانند اوس گروہ کے کہ بر سبیل سیاحت

شہر شہر دیار دیار پہرتے ہین کسی جگہ مقام نہین کرتے کسی سے ایسا اختلاط نہین کرتے جو مقتضی موانست کا ہو رکھتے ہین ہم حالات عالم سے عبرت حاصل کرتے ہین اسے فضیلت شمار کرتے ہین حالانکہ ایسی لوگ اپنا رزق بہم پہونچانے مین خلق سے اعانت چاہتے ہین مگر اوسکے عیوض مین کچہہ نہین دیتے لوگون کے گہرونسے غذا کہاتے ہین لباس اونکا لیکر پہنتے ہین مگر قیمت اوسکی ادا نہین کرتے ایسے لوگ حقیقت مین ایسے افعال کی پابندی کرتے ہین جو انتظام عالم کے خلاف ہین بہت سے خصایل رذایل کی قوت اونکی طبیعتون مین موجود و آمادہ ہوتی ہے مگر بسبب اختیار وحشتِ تنہائی کے وہ افعال اونسے ظہور مین نہین آتے ہین اکثر اشخاص کم عقل اونکو اہل فضایل سے شمار کرتے ہین حالانکہ یہ خطاے فاش ہے عفت اسکو نہین کہتے ہین کہ عورتون سے بالکل کنارہ کشی اختیار کرے بلکہ عفت وہ ہے جو ہر چیز کی حدون کو ہر ایک کے حقوق کو قایم کرے افراط و تفریط سے باز رکہے اور عدالت اسکو نہین کہتے ہین کہ لوگون پر ظلم نکرے بلکہ عدالت یہ ہے کہ معاملات مین انصاف کرے اور جبتک

سیاحت فضول

اشخاص معفت و آوار

معنی عفت

معنی عدالت

جاسئہ پنجم قانون تمدن

صفت سخاوت

صفت شجاعت

اشخاص سے مراد

کوئی شخص خلق کے ساتھ آمد و شد و صحبت و ملاقات نکریگا تب
تک سخاوت اوس سے کیونکر ظاہر ہوگی اور جبتک کسی معرض
ہلاک مین مبتلا نہوگا تب تک شجاعت اپنا اثر کیا دکھاویگی اور
جبتک اچھی صورتین نگاہ کے نیچے نہ آوینگے اور رسامان شہوت
مہیا نہوگا تب تک عفت کا اعتبار کیونکر ہوسکتا ہے اگر غور سے
دیکھا جاوے تو معلوم ہوجائیگا کہ اشخاص مذکورۂ بالا یا جمادات
مین شمار ہونگے یا مردونکے مشابہ تصور کئے جائینگے نہ کہ اہل فضل
وکمال سے اسواسطے کہ اہل فضل و تمیز مقدرات الٰہی سے جو
واسطے انتظام عالم کے مقرر ہوئے ہین انحراف نہین کرتے
اپنے خصائل و عادات مین بقدر طاقت حکمت حکیم مطلق
کے اقتدا کرتے ہین اور حق تعالے سے طالب توفیق رہتے ہین
سوال عادل شاہ نے ماہیت تمدن اور سبب احتیاج حکمت
مدنی کو سنکر فرمایا کہ جناب حکیم صاحب عجب مطالب عالی
آپنے بیان فرمائیے کہ جسکے سُننے سے مجھے وثوق و یقین ہوگیا
کہ دنیا مین کوئی شخص خواہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو خواہ اپنے
گھر کا مالک عمدہ طور سے انتظام نہین کرسکتا جب تک قواعد
تمدن کو کما ینبغی نہ جانتا ہو بلکہ اصل تو یہ ہے کہ آپکی تقریر نے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

میری آنکھون سے غفلت کا پردہ اوٹھا دیا اور عالمِ انتظامِ عالم کا
نقشہ دکھا دیا اگر مطالب جلیلہ جنکا آپ وعدہ فرماتے ہین باقی
نہوتی تو مین عرض کرتا کہ ہر امر کی دوبارہ تفصیل ارشاد فرمائیے
مگر آپ کے اخلاق بے پایان اور طبع فیاض سے اس امر کا امیدوار
ہون کہ آپ طریقہ جماعت کے قایم کرنیکا اور تفصیل ہر ایک کے
تعلقات کے بیان فرمائیے جواب حکیم صاحب نے سر انکسار
جھکا کر شکریہ قدردانی اور جوہر شناسی ادا کیا عرض کی کہ اے
معدلت پناہ عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر طریقہ دنیا مین ایک دوسرے کے
ربط و اتحاد کا اور ایک گروہ و ایک جماعت کے باہم متحد ہوجانیکا
محبت و الفت سے بڑھکر نہین ہے اسواسطے کہ پیشتر اس سے
فقیر نے مفصلاً عرض کیا ہے کہ انسان کو بدون دوسرے کی اعانت
و امداد کے کوئی چارہ نہین کبھی کوئی کام پورا نہین ہوسکتا جبتک
چند شخص باہم شریک ہو کر نکرین اور ایک دوسریکا معین و مددگار
نہو اسواسطے کہ کمال بے معونت کے ہو ہی نہین سکتا اور بشر تن
تنہا کچھہ کر ہی نہین سکتا تو اب ضرور ہوا کہ انسان اپنے کاروائی
کیواسطے کوئی ایسی چیز بہم پہونچائے جو اوسکی اعانت کرنیوالون
کو فراہم کردے اور مختلف خلقت کے لوگونکو ایکدل و رایک

عمدہ طریقہ ربط و اتحاد کا

لزوم اتفاق

فضیلت محبت کی عدالت پر

رائے کردے جیسے انسان کے ہاتھ پاؤن آنکھ کان عقل فہم سب
شریک ہوکر کام کرتے ہین — ایسی چیز دنیا مین محبت سے
بڑھکر کوئی نہین اسواسطے کہ عدالت اور حکومت مجبوری کے بہنے سے
انسان کو پابند کرتے ہین اسیوجہ سے اکثر مخالف طبیعت کی
واقع ہوتا ہین پس یہ عدالت کا انتظام مارے باندہے
چلتا ہے اور ایسی اطاعت ہمیشہ بناوٹ کی ہوتی ہے
آخرد و بہر ہو جاتی ہے اگر محبت آپسمین ہوجاوے تو پہر
ہر شخص خوشی خاطر سے دوسرےکا کام کردے اور کچھہ بار نہو
چونکہ خداوندکریم نے انسان کو طالب کمال کا پیدا کیا ہے
اور کمال بے اعانت کے نہین ممکن اور اعانت بے آپس کے
میل جول کے نہین ہوتی تو اسیوجہ سے ہمیشہ انسان کو بالطبع خواہش
تالیف کی ہوتی ہے اگر اوس تالیف کا ظہور خوشی خاطر سے ہوا
تو محبت ہے اگر جبر و اکراہ سے ہوا تو عدالت ہے پس ثابت
ہوگیا کہ اصلی تالیف محبت سے ہوتی ہے اور بناوٹ کا
اتحاد عدالت سے پس عدالت کا رتبہ محبت سے کہین گہٹ
گیا اور یہ بہی ظاہر ہوگیا کہ عدالت کی قوت نظم عالم
مین اوسیوقت لازم ہوتی ہے جب محبت نپائی جاوے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

ترجیح محبت کی انصاف پر

اسواسطے کہ انصاف کا نام عدالت ہے اور انصاف کے
معنے نصف نصف کر دینے کے ہین یعنے جو چیز متنازع ہو
اوسمین دونون کی زیادتی اور کمی کو گہٹا بڑہا کر نصف کر دے
اور یہ بہی ظاہر ہے کہ نصف کرنیسے کثرت پیدا ہوتی یعنے ایک
کے دو اور محبت سے اتحاد یعنے دو ایک ہو جاتے ہین آپس کا
ایک ہونا بہتر ہے یا ایک کا دو ہونا بقول شاعر ع دو دل
یک شود بشکند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را * تو اب صاف
ظاہر ہو گیا کہ فضیلت عدالت سے محبت کا مرتبہ بڑہا ہوا ہے

اقوال حکمائے قدیم محبت مین

انہین وجوہ سے قدیم حکیمون نے محبت کی فضیلت بیان
کرنیمین بڑا اہتمام کیا ہے نہایت شد و مد سے محبت کی
عظمت و بزرگی ظاہر کی ہے یہان تک کہتے ہین کہ کل موجودات
عالم محبت ہی سے قایم ہین اور کوئی چیز دنیا کی محبت سے
خالی نہین جیسا کہ وجود اونکا بدیہی ہے ویسے ہی اتحاد بہی لازمی
ہے۔ ہان مراتب مین اختلاف ہے اور اسی کمی بیشی سے
کمال مین بہی ہر شخص کے اختلاف ہے اور اسی اختلاف مراتب
سے زیادہ کم ہو کر اور کم زیادہ ہو کر باعث صحت نظم ہو جاتا ہے
اور یہ بہی انہین حکیمون کا قول ہے کہ جسطرح محبت نے

قول حکمائے متاخرین

نظم قائم ہے اوسیطرح غلبہ و حکومت سے فساد و نقصان
پیدا ہوتا ہے اسیوجہ سے ان لوگونکا نام اصحاب محبّت رکہا ہے
ہرچند یہ قول اکثر محققین کے ناپسند ہے - اونکا مذہب
اس امر خاص مین اُن قدما سے مخالف ہے مگر محبت کی تعریف
و توصیف مین کسیکو کلام نہین اور اسمین بہی شک نہین کہ
جملہ کائنات کی چیزین آپسمین ربط و اتحاد رکہتی ہین اور جذب

جمع بین الاقوال

وسلب اشیا بواسطۂ محبت و نفرت ہے چاہے اس مطلبکو
لفظ عشق سے تعبیر کرین خواہ محبت کہین بہر طور محبت
پر دار و مدار نظم عالم ہے - جب یہ امر ذہن نشین ہوگیا تو اب
جاننا چاہیے کہ حقیقت محبّت کی طلب کرنا ایسے اتحاد کا ہے
جو طالب کے کمال مین مفید ہے اسوجہ سے کہ کمال و شرف
ہر موجود کا اوسی وحدت سے متعلق ہے جو حضرت حق

لفظ محبت مین اصطلاح

سبحانہ و تعالی کی طرف سے عطا کی گئی ہے پس جسمین محبت
زیادہ ہوگی اوسیکو شوق شرف و فضیلت و کمال کا زیادہ ہوگا
اور اوسیکو حاصل کرنا کمال کا آسان ہوگا - مگر متاخرین حکما
نے اس کے استعمال کی یہ اصطلاح قرار دی ہے کہ لفظ محبت
اور عداوت کو مخصوص انہین چیزون سے کردیا ہے جنمین

جلسۂ پنجم قانون تمدن

جنمین قوت ناطقہ پائی جاتی ہو اور جسمین ایسا نہو اوسکے واسطے ان دونون
لفظونکا استعمال مناسب نہین سمجھتے بلکہ اور الفاظ سے اوس
مطلب کو ادا کرتے ہین جیسے عناصر کا اپنے ہی امر کیطرف میلان
کرنا اور اپنے مخالف عنصر سے بہاگنا یا میل مرکبات کا کسی
قسم کیطرف بسبب مشاکلت ترکیبی کے یا بسبب آپس مین
کے خواہ وہ از روے عدد و شمار کے ہو خواہ مساوات
کی خواہ کوئی ترتیب خاص ہے جس سے افعال عجیب آپس مین
ظاہر ہوتے ہین جیسے لوہے کا مقناطیس کیطرف مائل ہونا
ایسی قوتونکا نام خواص مع اسرار طبائع رکھتے ہین اور انکے مخالف
کو جو بسبب تنفر مزاجی کے حادث ہوتے ہین جیسے بعض قسم
کی پتھرون کو سرکہ سے نفرت ہوتی ہے ایسی قوتونکا نام
میل یا ہرب رکھتے ہین اور حیوانات کی دوستی و دشمنی کا نام
الفت و نفرت رکھتے ہین بہرطور ہمارا مطلب ثابت ہے چاہے
جو اصطلاح قرار دین مگر چونکہ ہمکو جملہ محبتون کے بیان کرنیکی
حاجت نہین اسلیے کہ حکمت اخلاق کو عناصر و نباتات و جمادات
و حیوانات مطلقہ کی الفتون سے کوئی بحث نہین بلکہ محض انسان
کی محبت سے غرض ہے تو اوسکی تفصیل بہی عرض کیجاتی ہے

محبت عناصر

محبت مرکبات

محبت حیوانات

جلسۂ پنجم قانون تمدن

پس معلوم کرنا چاہیے کہ انسان مین محبت دو طرح کی ہوتی ہے
ایک طبیعی ــ دوسری ارادی محبت طبیعی وہ ہے جو ماں کو فرزند
کے ساتھ ہوتی ہے اگر اس قسم کی محبت ماں کی طبیعت مین خلق
نہوئی ہوتی تو پرورش اولاد کی اور تحمل مشقتوں کا جو انکی
تربیت مین ہوتی ہین ممکن نہوتا بلکہ بقا نوع انسان کی نہو
سکتی محبت ارادی کی چار قسمین ہین ایک سریع العقد سریع
الانحلال یعنے جلد حاصل ہو جلد زایل ہوجاے دوسری بطی
العقد بطی الانحلال یعنے دیر کو حاصل ہو دیر کو زایل ہو سوم
بطی العقد سریع الانحلال یعنی دیر کو حاصل ہو جلد زایل ہوجاے
چہارم سریع العقد بطی الانحلال یعنی جلد حاصل ہو دیر کو
زایل ہو پس یہ چار قسمین ہین محبت ارادی کی مگر مطالب
ومقاصد ہر قسم کے لوگون کے مختلف ہوا کرتے ہین کوئی
کسی غرض کا طالب ہے کوئی کسی مطلب کا جیسا کہ اوپر
مفصلاً عرض کیا گیا تو محبت مین بھی ویسا ہی اختلاف
ہونا چاہیے جیسا اصل مقاصد بنی آدم مین ہے پس اسباب
محبت کے بغیر اسکے کہ مخلوط و مرکب ہون تین پاے
جاتے ہین ایک لذت ہے دوسری امید نفع ہے تیسری

محبت طبیعی

ارادی کی چار قسمین

اسباب محبت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

خیر ہے مگر ان تینون کے باہم خلط و ترکیب سے البتہ چوتھی قسم بھی پیدا ہو جاتی ہے بلکہ اکثر دنیا مین ظہور محبت کا ترکیب ہی کے ساتہ ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبت کے اسباب و علل اونہین لوگون کے کمال کو پورا کرتے ہین جو کمال شخصی و نوعی کے خواہان ہین اور سابق مین مفصل بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہر طرح کی تکمیل چاہتا ہے اور اکثر مقاصد ان تینون قسمونسے مرکب ہین تو محبت مین بھی ترکیب کا ظہور زیادہ ہے خلاصہ یہ کہ محبت کی ان تین علتون کو جب اقسام اربعہ سابق کے ساتھہ ملاکر دیکھین گے تو تخصیص ہر قسم کے محبت کی نکل آئیگی یعنے جب محبت کا سبب لذت ہوگی جلد حاصل ہوگی جلد زایل ہوگی اس لیئے کہ لذّت زوال پذیر اور جلد مٹ جانیوالی چیز ہے جو چیز اوس سے پیدا ہوگی وہ بھی ویسا ہی اثر دکھاویگی کسواسطے کہ سبب اصلی ہمیشہ منقلب مین موثر رہتا ہے جب نفع سبب محبت ہوگا تو دیر کو حاصل ہوگی جلد زایل ہو جائیگی اسوجہ سے کہ نفع کا حاصل ہونا عزیز الوجود و کمیاب ہے مگر بعد حصول کے جلد زایل ہو جاتا ہے جب خیر واسطہ محبت ہوگا تو جلد حاصل ہوگی دیر کو زایل

ہوگی اسلیئے کہ خیر کا مادّہ دونون مین موجود ہے ادہر ایک مادّہ
کی دو آدمی ایکجا ہوگئے اودہر کشش مادّہ نے محبت کا سلسلہ
جمادیا مگر زوال دیر کو ہوجہ سے ہوتا ہے کہ جو سبب محبت کا ہے
وہ دونو سے منقطع نہین ہوتا تو اوسکا اثر بہی جلد منقطع نہ ہوگا اب
چوتہی قسم کی محبت جو دیر کو حاصل ہوتی ہے دیر کو زایل ہوتی ہے
وہ مرکب ہوتی ہے نفع وخیر سے پس یہ دونو اپنا اپنا اثر دکھلاتے ہین
نفع محبت کے حاصل ہونے مین دیر لگاتا ہے خیر قطع محبت مین دیر
کرتا ہے جب اقسام محبت کے از روے اسباب معلوم ہوچکے
تو اب اطلاقات الفاظ محبت کو بہی سمجہ لینا چاہیے اور ہر ایک
کی نسبت عموم وخصوص کو دریافت کرلینا چاہیے کہ مقامات
مابعد مین اسی اصطلاح پر الفاظ کا استعمال کیا جائیگا پس ان
معنون مین چار لفظین مستعمل ہین محبّت صداقت مودّت عشق

اطلاقات الفاظ محبت

فرق ہر ایک کے معنی اصطلاحی مین یہ ہے کہ محبت ایک جماعت
کے درمیان مین بہی ہوتی ہے اور دو شخصون مین بہی پس عام

معنی محبت

ہوئی بہ نسبت دیگر الفاظ کے صداقت وہی دو شخصون کی
محبت کو کہینگے پس رتبہ مین محبت سے کم ہوگی مودّت ہم معنی

معنی صداقت

صداقت ہے مگر خصوصیت خلوص کی زیادہ رکہتی ہے عشق

مودت

بہی مودت کے قریب قریب ہے مگر اسمین اوس سے زیادہ خصوصیت ہے یعنے جب مین محبوبیا فراط کی حالت بہم پہونچ جائیگی تب عشق کا استعمال کیا جائیگا کبہی بطور مجاز کے صداقت مودت کو دو شخصون سے زیادہ کیواسطے بہی بولتے ہین مگر عشق کو سوا دو آدمیون کے درمیان کے تیسرے چوتہے کیواسطے استعمال نہین کرتے - اب اس مقام پر از روے اطلاق لفظی کے عشق کی بہی دو قسمین ہوگئین یعنے ممدوح و مذموم اسوجہ سے کہ اگر افراط طلب لذت باعث عشق ہے تو مذموم ہے اگر افراط طلب خیر باعث عشق ہے تو محمود ہے مگر ان دو قسمون کے سوا تیسری قسم نہین نکل سکتی اسوجہ سے کہ عشق کا سبب نفع نہین ہوتا یہی باعث ہے کہ کہین عشق کی مدح کیجاتی ہے اور کہین مذمت مگر عشق ممدوح کمتر ہوتا ہے اسلیئے کہ خیر مین اتنی افراط کب ہوتی ہے جو عشق کے مرتبہ کو پہونچ جاے زیادہ مذموم ہی ہوتا ہے کہ قوت شہوانی جوش مین آکر لذت کی خواہان ہوتی ہے اور باز نہ رکہنے سے حالت افراط بہم پہونچا کر عشق پیدا کر دیتی ہے اب ان محبتون کا اثر بمقتضاے سن بہی گذارش کرتا ہون نوجوانون کی صداقت اکثر بواسطہ طلب لذت کے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اونکی دوستی پایدار نہین ہوتی

بہت جلد دوست بن جاتے ہین اور بہت جلد بگاڑ ہوجاتا ہے
اور رشتۂ صداقت ٹوٹ جاتا ہے اگر شاید کسیکی دوستی زیادہ عرصہ
تک قایم بھی رہے تو سبب اوسکا یہ ہے کہ وہ لذات کو پایدار جانتے
ہین یا پھر حاصل ہونیکی امید رکھتے ہین مگر جب وہ امید قطع ہوجاتی
ہے تو وہ دوستی بھی تشریف لیجاتی ہے بڈھون کی دوستی یا جو اونکے
ہم مزاج ہین اکثر منفعت کی امید پر ہوتی ہے اس سبب سے
کہ تحصیل منفعت کو مشترک جانتے ہین اور جب امید منفعت
مبدل بہ یاس ہوجاتی ہے تو اونکی صداقت بھی معدوم ہوجاتی
ہے مگر چونکہ منفعت کو بہ نسبت لذت کے کسیقدر پایداری ہے
اسوجہ سے اونکی صداقت بھی بہ نسبت جوانون کے مستحکم ہے
نیک آدمیون کی محبت جو محض بمقتضائے اعمال خیر ہوتی ہے
وہ ان سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اسباب زوال و تغیر سے
زیادہ محفوظ ہے اسوجہ سے کہ خیر باقی رہنے والی چیز ہے تغیر کو
کم قبول کرتی ہے اور از بسکہ طبیعتین انسان کی متضاد و مختلف
اشیا سے خلق ہوئی ہین رغبتین اور خواہشین بھی ہر ایک کے مختلف
واقع ہوتی ہین اسیوجہ سے لذتین بھی مختلف ہین کسیکو کوئی چیز
پسند ہے مگر دوسرےکو وہی چیز ناپسند ہے یہ اپنی مرغوب چیز

محبت نفع و لذت کی

چند قسمیں دوستی

محبت نیک آدمیوں کی

اختلاف خواہش و رغبت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

راغب ہے جو جو سختیان اوسکے تحصیل مین ہوتی ہین گوارا کرتا ہے
اوس زحمت کو راحت جانتا ہے دوسرا اپنی مرغوب شے کی سختیان
کو بخوشی قبول کرتا ہے شخص اول کی سختیون کو مکروہ سمجھتا ہے
اسیوجہ سے اوسکو اسکی محبوب چیز کا ترک آسان ہے اور اسکو
اوسکی مطلوب شے کا اگر ایسا نہوتا تو سب ایکہی چیز کو پسند کرتے
ہوتے جیسا عرف عام مین کہتے ہین کہ عشق مین حسن وجمال کی کیا ضرورت
ایک ادا مار لینے کو کافی ہے یہی معنی ہین اس مصرعہ کے سو بگڑی
بہی ادا لاکہہ بناوٹ سے ہے بہتر مثلاً اہل خیر کو عبادت وتفکر
قدرت پروردگار مین لذت ہے جمع مال وشوق جمال سے نفرت
ہے ایسے لوگونکو اپنی لذت یعنے عبادت کے ترک مین اذیت
ہوتی ہے اہل شر کو جمع مال وشوق جمال وغذا مرغوب ولباس
خوب مین لذت ہے لذت اہل خیر سے نفرت جب انکی خواہش
کی چیزین انکو نہین ملتی ہین ایذا اوٹہاتے ہین اور اہل خیر کو اہل
خیر کے ساتھہ محبت ہونیکا سبب اتحاد جوہر بسیط خیر کا ہے اس
قسم کے فضائل سے یہ بات ہے کہ اسکو نقصان نہین ہوسکتا دریدی
کو اثر نہین ہوتا ملال کو گنجایش نہین ملتی کسیکو موقع بدگوئی وفتنہ پردازیکا
حاصل نہین ہوسکتا۔ جو محبت محض منفعت کیواسطے ہوتی ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وہ اشرار کو اشرار کے ساتھہ اور اشرار کو اخیار کے ساتھہ ہوتی ہے مگر سریع
الزّوال اسوجہ سے کہ اس محبّت مین نافع اور لذیذ شئے مطلوب بالعرض
ہے نہ بالذات۔ اکثر محبّتین ایسی بہی ہین جو ایکجا جمع ہونے سے پیدا
ہوجاتی ہین جیسے مسافرت و عالم غربت مین دو شخصون مین یکجائی
ہوجاتی ہے ایک دوسریکا مونسِ تنہائی رہتا ہے یا ایک کشتی پر
سوار ہونیسے یا ریل پر ایک کمرہ مین بیٹھنے سے باہم محبت پیدا
کر لیتے ہین انکا سبب وہ انس اصلی انسان کا ہے جو اوسکے مادّے
مین خلق کیا گیا ہے اکثر حکمار اخلاق فرماتے ہین کہ انسان کا نام انسان
بسبب اُنس طبیعی کے رکّہا گیا یعنے انسان مشتق ہے اُنس سے
نہ یہ کہ نسیان سے مشتق ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے وَسُمِّیْتَ
اِنْسَانًا لِاَنَّکَ نَاسٍ یعنے تیرا نام انسان اسوجہ سے رکہا گیا کہ
تو نسیان کرنیوالا ہے پس اب یون کہنا چاہیے وَسُمِّیْتَ اِنْسَانًا
لِاَنَّکَ مُوْنِسٌ بہر عنوان انسان کا کمال یہی ہے کہ اپنی خاصیّت کو
کامل طرح سے ظاہر کرے یعنے انسان تبہی انسان کہلائیگا جب
انسانیت و انس مین کامل ہوا اسیوجہ سے انسان کو مدنی بالطبع
بہی کہتے ہین شارعین شرائع و مِلَل نے اکثر احکامِ شرعیّہ مین
اس اصل کو مرعی رکّہا ہے اسی بنیاد کو محکم کیا ہے کن کن طریقون سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

تالیف و محبت کو درست کیا کیا قواعد و اصول مقرر فرمائی
جنکا سمجھنا ہر شخص کا کام نہین ہر قوم و ہر ملت مین صدہا مثالین
اسکی موجود ہین زیادہ تفصیل کا عرض کرنا ہر ملت کی امثلہ
تالیف کا بیان کرنا موجب تطویل و خارج از صناعت حکمت
اخلاق ہے سوال بادشاہ نے کہا کہ ہرچند تفاصیل شرعیہ
کا بیان کرنا حکمت اخلاق سے باہر ہے مگر مین چاہتا ہون کہ
دو ایک مثالین تالیف کی شریعت سے بھی فرمائے تاکہ ملین اور
ماہیتین اکثر احکام شرعیہ کے وضح ہو جائین بعد دریافت ہونے
فائدہ منفعت کے اور معلوم کرنے علت و باعث کے رغبت
قلبی اون احکام کی تعمیل پر ہوگی جواب حکیم صاحب نے
عرض کی کہ شریعت اسلامیہ کے جملہ عبادات و احکامات پیرایۂ
عقل و حکمت سے مملو ہین ہمہ تن یہ شریعت ترویج اخلاق
نیک کیواسطے وضع کی گئی ہے خود شارع اول حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ
الْاَخْلَاقِ یعنی اسیواسطے رسالت پر مامور کیا گیا ہون کہ عمدہ
عمدہ خصلتین اور اچھے اچھے اخلاق خلائق کو تعلیم کرون اور
محاسن حکمت اخلاق کو تمام کرون پس حضرت ہی کے قول سے

شرائع اصول اخلاق پر مبنی ہین

وجہ بعثت رسول

شریعت کا ہمہ تن پابند اخلاق بلکہ معلم اخلاق ہونا معلوم
ہو گیا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید مین صدہا مقامون پر ہدایت
اعمال نیک کی کی گئی ہی کسی حکیم قدیم کا ذکر نہین کیا گیا سوا
لقمان کے اسواسطے کہ وہ اسی حکمت اخلاق کے حکیم تہے
ہزار نصیحتین جو انہون نے اپنے فرزند ارجمند کو کی ہین کتب
مبسوطہ مین موجود مین اگر زمانہ نے فرصت دی اور کسیقدر
بہی فقیر کو مہلت ہوئی تو انشاء اللہ ان سب کا ترجمہ مفصل
طور سے عرض کرون گا جس حکم شرعی کو دیکہیے فوائد خلاقیہ
سے بہرا ہوا نظر آئیگا ایک فقط مسئلہ تالیف و اجتماع کی
مثال شرعی عرض کرتا ہون مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جو
علت عرض کیجائیگی وہ تامہ نہین ہے جسکی بنا پر مدار حکم
شرعی ہو سکے اور مفقود ہونے پر وہ واجب ممنوع ہو جاوے
بلکہ اس قسم کی علل توضیح و ترجیح ہوا کرتی مین اور از بسکہ خود شارع
نے احکام کو تعبدی فرمایا ہے بسبب نقصان عقول
انسانی نفرت طبیعت طاقت تکلیف سے علل تامہ کو
ارشاد نہین کیا ہے کچہ نہ سہی تو ایک علت تعبد کیا کم ہی
جیسے بہت سے قوانین و قواعد کا انضباط اس غرض سے

ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمان برداری کی مادّے کو دریافت کرلین
اور اشخاص فرمان بردار و نافرمان کی تمیز کرلیجاسئے یا اس غرض
سے کہ استمرار تعمیل اوامر سے رسوخ و ملکہ طبیعت مین ہم پہنچ
جاسئے یا یہ کہ تشخیص مراتب کا وسیلہ ہو یا امادگی خیر سے یا ہم
محبّت خیر ہو یا یہ کہ اونکے حُسن رفتار کو دیکھکر تعلیمات اطفال
صحیح ہون یا یہ کہ تعب و مصائب کے متحمل ہون یا یہ کہ قوت
شہوانی اعتدال پر آتی رہے یا یہ کہ عقل و فہم مین ترقی ہو
وغیر ذالک ایسی صدہا علتین ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے
فقیر بھی جزماً و حتماً ایک علّت کسی حکم کے کیونکر عرض کرسکتا ہے
مگر تعمیل ارشاد کیواسطے اون امور کو عرض کرونگا جنمین بالیقین
کی علّت پائی جاتی ہے چاہیے اور بھی علتین موجود ہون —

علل احکام شریعت

دیکھیے ضیافت و دعوت کی کسقدر تاکید وارد اور کتنی ثواب
ضیافت کے احادیث مین نقل کیے گئے ہین حضرت ابراہیم
علیہ السّلام مین بہت سے صفات تہے مگر ضیافت کا مرتبہ
ایسا عظیم تہا کہ حضرت پروردگار نے ضیف ابراہیم کی قصّہ
کو ذکر فرمایا اسیوجہ سے کہ باہم انس و محبت ضیافت لین
بہم پہونچتی ہے ہرچند اور بھی اسباب اخلاقی اسمین موجود ہین

قواعد عقلی ضیافت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جیسے تحمیل فضیلت سخا و ایثار مگر غالب سب مین محبت ہے
کہ آپہی تینون قسمون سے پائی جاتی ہے یعنے طلب لذّت
بہی طلب منفعت بہی طلب خیر بہی یہ اجتماع کی حالت سے
جو الفت پیدا ہوتی ہے وہ بہی دوسری مثال اجتماع
کی حکم کرنا نماز جماعت کاکہ ایک گروہ کا گروہ مسلمانونکا
ہر روز پانچ مرتبہ باہم اکٹہا ہوا کرین قبل نماز و بعد نماز باہم
خلط و ارتباط کرین ایک دوسریکی حال پر مطّلع ہو عادات
کریمہ و اخلاق حسنہ کی تعلیمین سیکہین طرز معاشرت و آداب
سخن و محاسن نشست و برخاست معلوم ہون ایک دوسرے
کی تنگی و افلاس کو دیکہکر سلوک کرے وغیر ذلک ایسے
متعدد اوقات کے اکٹہا ہونمین شاید انس اصلی اونکا زائل
ہوکر محبّت و مودّت کے درجہ پر پہونچ جائے مگر اس وجہ
سے کہ کسیکو کسیکے مکان پر جانیکی مہلت و فرصت نہو
یا بخیال اُسکے انضباط اوقات کے موجب حرج سمجہتا ہو
تو ایک مکان خاص کی تعمیر کا حکم دیا جسمین یہ کوئی شبہ
باقی نرہے اور بلا تکلف مجمع ہوسکے اوس مکان کا نام مسجد
ہے اور شاید اس سبب سے کہ اشغال ہر شخص کے کثیر ہین اس لئے

محبت کی تینون قسمونکا پایا جانا اوس مین

نماز جماعت کے فوائد

علت تعمیر مساجد

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اصیل سے غافل ہو گئے ہوں اسوجہ سے کہ توجہ انسانی ہمیشہ ایکہی
چیز کیطرف مبذول ہوتی ہے ایک شخص کو یاد دلانیکے واسطے
معین کیا کہ وہ اون اوقات معینہ کی یاد دہی کرے جسکا نام مؤذن
ہے ۔ اکثر کثافت مقام کی باعث نفرت ہوتی ہے مسجد سے
ایک ایک قدم رکھنے اوٹھانیکا ثواب کس کس اہتمام سے ذکر کیا ہے
یہ امر ظاہر تہا کہ ایکجا ہونا تمام اہل شہر کا ہر روز پانچ مرتبہ مشکل ہے
اسوجہ سے ہر روز نکا حکم اہل محلہ کیواسطے خاص فرمایا اور جبکہ ہوچکے
سکے اب تمام اہل شہر کے لیے بہی اجتماع کی ضرورت تہی ہر روز
کی تکلیف اوٹھنے اوٹھ نہیں سکتی اسوجہ سے ہفتہ میں ایکدن
اون سبکے اجتماع کا قرار دیا گیا اوسکا نام جمعہ رکہا گیا جسکا مادہ
بہی اجتماع ہے کہ تمام شہر بہر کے لوگ ایک مسجد جامع میں
جمع ہوکر نماز ادا کریں باہم متحد ہوکر اس کام کا انجام دیتے رہیں
اس فضیلت تالیف سے وہ بہی محروم نرہیں جب موذن وقت
اجتماع کو یاد دلائے سودا بیچنا چھوڑ دیں سعی و اہتمام سے وقت
معین پر حاضر ہوں یہانتک کہ اوسوقت کی معاملات کی
صحت میں بہی کلام فرمایا مگر جب اس فضیلت سے ایک شہر کے لوگ
مستفیض ہچکے دیہات و قریات گانون گنوین کے مسلمانونکو

علت موذن

علت جمعہ

اہتمام نماز جمعہ

فائدہ نہ پہونچا اسواسطے سال مین دو مرتبہ انکو بھی حاضری کا حکم دیا کہ دور دور سے آکر نماز عیدین مین شریک ہون ایسی جماعت عام کیواسطے مقام بھی صحرا و بیرون شہر قرار دیا گیا تا ان سب لوگونکو شامل ہو سکنے تنگی وضیق جگہ کی نہو اسواسطے کہ اتنی بڑی عمارت جسمین ہزارہا آدمی جمع ہو سکین خرچ کثیر کے قابل تھی شاید کوئی اوسکے بنانے مین کوتاہی کرتا جب ایک صحرا مین ہزارہا آدمی اسطرح کے حاضر ہونگے ایک دوسرے سے تہذیب اخلاق نیک کا اکتساب کرینگا اسمین انس ومحبت باہم پہونچیگی ربط و اتحاد میل جول ہو جائیگا مگر تمام عالم کا اکٹھا ہونا اور مختلف بلاد کے لوگونکا فراہم ہونا مشکل تھا اسوجہ سے تمام عمر مین ہر شخص کو اقصار بلاد مین کہین ہو حکم دیا گیا کہ عمر بھر مین ایک مرتبہ ضرور حج مین حاضر ہو اور اسفار بعید الاقطار کے پست وبلند نشیب و فراز کو دیکھکر ایک ہی مقام پر جمع ہون ہر قسم کے لوگون کو دیکھین عادات واخلاق پر مطلع ہوں تجربہ حاصل کرین وہی فائدے جو اہل شہر و اہل اطراف واکناف کو حاصل ہوئے ہین انکو بھی حاصل ہون بلکہ اونسے کہین کامل تر وعظیم تر بلکہ تمام عالم کے اشخاص سے مواسنت حاصل ہو ہر شخص کے انداز وطریقۂ اخلاق سے بصیرت بڑہے — ایسا مقام جو ایسے مجمع عام کے لیئے قرار دیا جائے اور تمام مخلوقات

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

عالم کا مرجع ہو کوئی نہین ہوسکتا مگر وہ مقام جو معدن ہدایت و مخزن
شریعت ہو جس مقام پر صاحب شریعت خود موجود ہوا اور اوسکے
آثار و علامات پاے جاتے ہون جنکے دیکھنے سے عظمت و جلالت
شریعت کی اور صولت و سطوت صاحب ہدایت کی دلوںمین
مستولی ہوجاے تا قبول احکام و تعمیل اوامر مین بکمال شوق
و اطاعت رغبت کرین اسکے بعد پہر جزئی احکام کا مصالح حکمیہ
پر مبنی ہونا اور دو دو چار چار فائدونکا نکلنا دُہری منفعت ہی
و تفیت جزئیات مسائل حج و مسائل صوم و صلوٰۃ و طہارت
سے بتامل ظاہر ہوسکتا ہے زیادہ تفصیل اسکی کتب علل الشرایع
و معانی الاحکام وغیرہ سے واضح ہوگی ہرچند اس تفصیل کا موقع
بہی نہ تہا اوس پابندی کے سبب سے جو تمام کتاب کی تحریر
مطالب مین ملحوظ رکہے گئے مگر مقصود اصلی راسخ کرنا اخلاق کی
ماہیت کا ہے قلوب مردم مین پس یہ بہی عمدہ وسیلہ تنبیہ کا ہوگا کہ
تہوڑا سا رنگ استدلال دیکہنے سے اور نمونہ تفتیش علل پر نظر
کرلینے سے قوت اسباب و وجوہ کی پیدا کرنیکے آجائینگے جا بجا کی
راہ تدبیر و تعمق کی کشادہ ہوجائیگی الحاصل آمدم برسر مطلب
جتنی قسمین محبت کی از روے اسباب و از روے اطلاق

محبت آدمی

وازروے ثبات وبقاو تحصیل وتکمیل عرض کی گئین اون کُل
قسمون سے محبت الٰہی باہر ہے اسواسطے کہ آدمیون کی
جملہ اقسام کی محبتون دلفتون مین دونو طرف سے اسباب محبت
کا ہونا لازم ہوتا ہے مگر محبت الٰہی کیواسطے اسکی ضرورت نہین ہے
ممکن ہے کہ ایک آن مین قایم ہوجائے اور ایک آن مین جاتی
رہے اسوجہ سے کہ جب بندیکو محبت حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ
کے پیدا ہوگی اودہر سے بہی افاضہ ہوگا جب اسکی کیفیت رجوع
بخدا کم ہوجائیگی افاضۂ انوار قدسیہ بہی جاتا رہیگا بلکہ یہ بہی ممکن ہے
کہ ایکطرف سے ہو دوسری طرف سے نہو یعنے بندہ تو دعواے محبت
الٰہی بقدر اپنے فہم کے کرے مگر حضرت رب العزت اوسکو قابل
لطف نہ سمجہے — میان بی بی مین بہی کبہی لذت محبت
کا سبب ہوتی ہے مثلاً دونونکو لذت حاصل ہونے سے
محبت پیدا ہو یا ایک کی طرف سے محبت بواسطۂ لذت ہو
دوسرے کی طرف سے بواسطۂ منفعت یہی وجہ ہے کہ اکثر
مرد عورت سے بے التفاتی کرنے لگتا ہے عقد جدید کا
طالب ہوتا ہے اسی سبب سے بی بی سے بہی لذت پسندی کی
ممانعت کی گئی ہے بلکہ ہمیشہ میان بی بی مین محبت بذریعۂ منفعت

محبت میان
و بی بی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہونا چاہیے یہ اوس سے انتظام خانہ داری و بہم آوری اسباب راحت کا
طالب رہے وہ اسکی وسعت معیشت و اکتساب اغذیہ و اطعمہ کا
درپے رہے اوسی امید اُسکے زر و سیم کی سوا سے احتیاج اوسکی
خدمت کے جیسا تدبیر منزل مین سیاست اہل و تدبیر زوجہ
کے مقام پر مشروحًا گزارش کیا گیا - اب اون محبتون کا
ذکر کرتا ہون جنکے اسباب مختلف واقع ہوا کرتے ہین ایک
طرف سے سبب محبّت کچہہ اور ہے دوسرے کی طرف سے
کچہہ اور مثلاً ایک کو نفع کے امید سے محبّت ہوئی دوسرے کو
اکتساب لذّت سے جیسے ناچنے گانے والے اور سُننے والی ہین
گانیوالا طمع زر رکھتا ہے سُننے والا اوسکی آواز خوش آیند و
صدائے مطرب و حرکات ناز و ادا سے حظ حاصل کرتا ہی پس
انس بہم پہونچ جاتا ہے یہی بات اکثر عاشق و معشوق کی محبّت
مین بہی ہے عاشق کو معشوق سے لذّت مقصود ہوتی ہے
معشوق کو اس سے منفعت کی امیّد ہے اس محبّت کا خاصّہ
یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کی شکایت مین دفتر کے دفتر سیاہ کری
جیسا شاعر کہتا ہے ؎ کہلینگے شکوونکے جبکہ دفتر ادہر
ہمارے اودہر تمہارے ٭ تو آہ گذریگی کیسی دلپر ادہر ہمارا اودہر

تمہارے یہ ایسے شکوے شکایتین کسی قسم کی محبت مین نہین
ہوتین وجہ اسکی یہ ہے کہ طالب لذت اپنے مطلوب کے حاصل
کرنے مین عجلت چاہتا ہے وصال کے اشتیاق مین گھڑیان گنتا ہے
ایک ایک ساعت اسکو ایک سال کے برابر ہے اودہر وہ
اپنی منفعت کا خواہان ہے زر و مال کثیر کا طالب ہے یہ
اوسکے امکان سے باہر ہے ناچار بیٹھے ہوے دکھڑا رو رہا ہے

عشق کا طالب لذت ہونا

شکایتین کر رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھر رہا ہے
کبھی برجستہ زبان پر یہ شعر آتا ہے ؎ جو نہ ہونا تھا ہوا ہم بے
تمہارے عشق مین پہ تمنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا ٭ ظالم
بیدرد بیوفا بیرحم کج ادا نا آشنا قتال سفّاک محبوب کی خطاب
ہین حالانکہ اگر انصاف سے دیکھیے تو عاشق خود ہی ظالم ہین
اونسے وصل کے طالب تو ہین مگر جو واسطہ اونکی محبت کا ہے
یعنے طلب منفعت اوسے پورا نہین کرتے یہ کیونکر ہوسکتا ہے

عشاق کا ظالم ہونا

کہ بدل و معاوضہ بنو کام نکل آئے ۔ ایک قسم اس محبت
کی کبھی بواسطۂ لذّت محض ہی ہوتی ہے مثلاً یہ بھی گل گلستان
خوبی وہ بھی شمع شبستان محبوبی اودہر انکا عالم شباب اودہر
اونکا چہرہ آفتاب اودہر انہین جوانی کی امنگ اودہر اونہین

عشق کی دوسری قسم

جلسۂ پنجم قانون تمدن

حالات عشاق

شباب کی ترنگ ادہر انکا دریائے لذت طلبی جوش پر اودھر اونکی آتش اشتیاق شعلہ ور یہ اونکے فریفتۂ جمال وہ انکے شیفتہ کمال انکا تیر محبت اونکے قلب سے دوسار اونکا خدنگ الفت انکے کلیجے کے پار یہ اونکی خوبی خال و خط پر مائل وہ انکے ابروئے خمدار کے گھائل یہ اونپر مرنے والے وہ انکے قتل کرنیوالے۔ ایسی صورت مین ہر ایک عاشق ہوتا ہے ہر ایک معشوق بنتا ہے یہ اونپر ظلم کرتے ہین وہ انپر دونو ظالم ہین دونو مظلوم یہ قسم سب سے زیادہ بے ثبات ہے عقل و حکمت مین نہایت ہی مذموم ہے جلسۂ سابق مین گزارش کیا گیا اسیوجہ سے حکمانے اس محبت کا نام لوّامہ رکھا ہے یعنی ملامت کے قابل اور بہی اس قسم کے اقسام ہین مگر سب اسی حکم مین داخل ہین سب عقلا

محبت لوّامہ

معیوب ہین نتیجہ بد دکھاتے ہین بنی بنائی گھر کو مٹاتے ہین مدتون کے کمائی خاک مین ملاتے ہین ہمچشمون مین نتیجۂ ذلت و رسوائی دکھاتے ہین اسیطرح جو محبت بادشاہ و رعیت و رئیس و مرؤس و امیر و غریب و غنی و فقیر کے درمیان مین ہے اکثر شکوہ و شکایت سے خالی نہین ہوتی اسوجہ سے کہ ہر شخص

محبت سلاطین

اسباب شکایت

تدبیر زوال شکایت

طرف مقابل سے امیدوار ایسی چیز کا رہتا ہے جو اکثر اوقات مین بہم
نہین پہونچتی جیسے بادشاہ رعیت سے طالب خراج ہوتا ہے تاخیر
ادا مین عتاب کرتا ہے رعیت سختیان اوٹھاتی ہے ہمیشہ بادشاہ سے
اعانت و امداد و عفو و کرم کی طلبگار رہتی ہے تاخیر حاجت روائی
و مطلب برآری مین شکایت کرتی ہے ظلم و ستم کی نسبت دینے
لگتی ہے دیگر اشخاص کو بھی اسی قیاس پر سمجھنا چاہیے اس قسم
کے ملال کا سبب فساد نیت ہے نیت کا فساد تاخیر سے
پیدا ہوتا ہے تاخیر موجب شکایت ہوجاتی ہے اسکے زوال کی
تدبیر فقط ملحوظ رکھنا شرائط عدالت کا طرفین کو اگر عدالت کرین تو کوئی
فعل کسیکا بیمحل واقع نہو پھر کسی قسم کی آپسمین شکایت بھی نہو اگر
ہو بھی تو قابل لحاظ نہے اکثر اسی سبب سے آقا و غلام رئیس و
نوکر کے درمیان مین شکایت پیدا ہوجاتی ہے آقا استحقاق سے
زیادہ خدمت کا طلبگار رہتا ہے خادم حق خدمت سے زیادہ توقع
کرتا ہے یہ اونکے وہ اِنکے شاکی ہوجاتے ہین اگر پابندی شرائط
عدالت سے دونو اپنے اپنے حدود کو قایم رکہین تو لوازم عدالت طرفین
سے مرعی رہین تو اِس شکایت و ملال کی نوبت نہ آئے الفت
قایم ہوجائے تدبیر منازل مین تفصیل اسکی گذارش کی جاچکی ہے

نیک لوگونکی الفت نہ منفعت کی امید مین ہوتی ہے نہ لذت کی بلکہ محض اتحاد جوہر خیر و مشارکت مادہ صلاحیت سبب الفت و محبت کا ہوتا ہے اسی سبب سے مخالفت و منازعت و شکوہ و شکایت سے بالکل پاک پاکیزہ و مبرا ہے بلا تکلف ایک دوسرے کو نصیحت کرتا ہے اخلاق کریمہ و عادات حسنہ کی تعلیم کرتا ہے ایسے اشخاص کا زجر و عتاب بھی ناگوار خاطر نہین ہوتا اونکے کلمات تلخ نصیحت آمیز قند کیطرف حلاوت دیتے ہین یہ شیرینی اوسی ذائقہ خیر کی ہے جو باہم مشترک ہے ایسے لوگون مین صفت عدالت خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ انہین معنونکی طرف حکما اشارہ کرتے ہین کہ دوست وہی ہے جو محبت و صداقت مین بکذات ہو ظاہر مین دو سرا شخص ہو جیسے ایک جان دو قالب کہتے ہین مگر ایسے محبتین عام خلق مین عزیز الوجود بلکہ کمیاب ہین اس لئے کہ وہ لوگ اسکے فوائد سے بے بہرہ ہوتے ہین غرض صحیح محبت سے غافل نتیجہ محبت خیر سے جاہل فقط طمع لذت سے الفت و محبت کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ بچون اور کم سنون کی محبت کا اعتبار نہین ہوتا۔ اسیوجہ سے سلاطین کی دوستی بھی مستحکم نہین ہے کہ وہ اپنے کو صاحب حکومت و اقتدار خلق کو مجبور و ناچار

سبب نیک الفت کا

ایکجان دو قالب کا ہونا

سمجھتے ہین اونکی محبت بہی خلاف عدالت واقع ہوتی ہے دوستی
کی حد سے متجاوز ہوجاتی ہے محبت مین بوے امارت آجاتی ہے
اسیوجہ سے ضرور ہے کہ دوست ہمپلہ ہو بسطرح مساوات دوستی سے
رکہتا ہوتا کسی قسم کی رفعت وپستی درمیان مین نرہے پس اس بنابر
باپ بیٹے کی محبت بہی دوستی کے ذیل مین نہین آسکتے اس لیے
کہ وہ بہی تو بیٹے کو اپنا خورد دستگیر جانتا ہے اطاعت کا طالب
ہے اپنے حقوق کو ترجیح دیتا ہے ہان دوسری حیثیت سے باپ
کی محبت بیٹے کے ساتہہ بڑہی ہوئی ہے اسوجہ سے کہ بیٹا باپ سے متحد
ہے اوسیکے مادۂ روحانی سے خلق ہوا ہے جیسے ایک کتاب کے
دو نسخے یہی وجہ ہے کہ باپ بیٹے کو اپنی روح روان بلکہ عزیز
از جان جانتا ہے بلکہ اپنی جان سے بہی زیادہ عزیز رکہتا ہے یہی
وجہ ہے کہ ہر وقت اوسکا ارادہ اس بات پر متوجہ رہتا ہے کہ
جسقدر کمالات مجہے حاصل ہین وہ سب بیٹے کو حاصل ہوجائین
مثلاً اگر کسی شخص سے کہیے کہ تجہسے فلان شخص افضل واکمل ہے
ہرچند کیسا ہی عقیل وفہیم ہو مقتضائے بشریت ضرور برا
مانیگا اگر یون کہئے کہ بنسبت سابق کے اب کمال تیرا ترقی کر گیا
ہرگز ناگوار نکریگا اوسیطرح اگر کہیے تیرا فرزند تجہسے زیادہ کامل ہے

باپ بیٹے مین دوستی نہین ہوسکتی

باپ کی محبت بیٹے کے ساتہہ

باپ کی خوشی بیٹے کی افضلیت پر

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

علم ولیاقت مین بجسے بہتر ہے تو خوش ہوکر منظور کرلیگا ہرگز ترشرو
نہوگا اسلیئے کہ فرزند کو اپنے ہی نفس کا جزو سمجھتا ہے اپنا پیدا کیا ہوا
جانتا ہے ـــ پیدایش سے آج تک دیدار فرزند سے فرحناک رہا
جتنا جتنا بیٹا نشو و نما کرتا گیا محبّت باپکی زیادہ ہوتی گئی روز بروز
مہر پدری کو ترقی و استحکام ہوتا گیا کیونکر نہو کہ اپنے ساری امیدونکے
پورا ہونیکا وسیلہ جانتا ہے اپنی آنکھونکا تارا اپنی زندگی کا سہارا اپنی
بڑہاپے کا عصا اپنی ضعیفی کا تکیا سمجھتا ہے بعد مرنیکے جب کوئی محنت
و مشقت نتیجہ نہین پیدا کرسکتی حسّ و حرکت سے مجبوری ہوجاتی ہے
بیٹے ہی کے اعمال خیر سے نفع اوٹھاتا ہے عالم باقی مین راحت پاتا ہے
اگر بیٹے نے مواخذۂ پدر کو ادا کردیا ہے تو کسیکے حساب کی زحمت باقی
نہین رہتی ـ ہمیشہ کیواسطے مواخذہ کے بکھیڑونسے چھٹی ملتی ہے
انہین اسباب سے باپ بیٹے کو جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے اوسکی بقا
پر اپنی بقا کو ترجیح نہین دیتا اگر کوئی کہے کہ مرجانے پر آمادہ ہو ہرگز قبول
نکرے بیٹے پر کوئی مصیبت آپڑے تو خوشی سے خود جان دیدے
اوسکو ضایع نہونے دے ـ ہرچند یہ مطالب عوام کے دلونمین
آیسے مرتکز نہین ہوتی جیسے وہ تفصیل کے ساتھ ادا کرسکین مگر منشا
اونکے دلی تمنا کا یہی ہوتا ہے جیسے پردہ مین کوئی چیز ہو اور اوسکی

اسباب محبت پدری

اسباب محبت فرزند

صورت اجمالی باہر سے معلوم ہوتی ہے ۔ مگر بیٹے کی محبت اوس مرتبہ
مین نہین ہوتی جیسی باپ کو بیٹے کے ساتھ ہوتی ہے اسوجہ سے
کہ بیٹا اپنے سبب وجود و حقوق پدر کو مدت دراز کے بعد
جب عقل و تمیز حاصل کرتا ہے اوسکی شفقت و محبت کا مزا اوٹھاتا
ہے تب اس بات کو جانتا ہے کہ میرا مادۂ وجود باپ کی روح
سے ہے پھر باپ کی خدمت مین بدل متوجہ ہوجاتا ہے اونکی
فراہمی سامان راحت مین کوشش وسعی کرتا ہے اونکے اوامر
کی تعمیل مین آمادگی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی

وجہ عدم وصیت پدر براے فرزند

قرآن مجید مین اولاد کو والدین کی خدمتین احسان کرنے کا
حکم دیتا ہے مگر والدین کو لڑکون کی تربیت و تعلیم کی وصیت
نہین کرتا اسوجہ سے کہ خود مادۂ طبیعی اونکا اونکی تحصیل کیطرف
متوجہ ہے تحصیل حاصل کی کیا ضرورت تھی ۔ بھائی کی محبت
بھائی سے بواسطۂ شرکت سبب ہے یعنے باپکا فیضان
روح بھائیون بہنون مین باہم مشترک ہوتا ہے حصول منفعت

محبت برادر [illegible]

مین بھائی بھائی کا ازروے وراثت شریک ہے پس اونکی
محبت ارادی بھی ہوجاتی ہے اور طبیعی بھی مگر بسبب
شرکت منفعت کے جب شرائط عدالت سے تجاوز کرجاتی ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ملال و شکایت پیدا ہو جاتی ہے جیسا آقا و غلام کی شان مین
گزارش کیا گیا اس منازعت کے زوال کی تدبیر بھی وہی ہے
جو اسباب منازعت مین مفصل عرض کی گئی خلاصہ یہ کہ سبب
منازعت کا زوال کرنا چاہیے عدالت و انصاف کی پابندی
ہر ایک کو لازم رکھنی چاہیے - اگر تامّل و تعمق سے دیکھین تو
فی الحقیقت صفت محبّت و صداقت کی باطلاق صادق
بھائی بھائی مین منحصر ہے یہی اصل مین ایک جان دو قالب ہین
یعنے مادۂ ایجاد دونو نکا ایک ہے انکو سب سے زیادہ محبّت
مین کامل ہونا چاہیے بسبب مشارکت اصل جوہر کے برادر
بجان برابر و قوت بازو کی یہی معنے ہین منزل کا سارا دارومدار
انہین کے اتحاد پر ہے اگر خدانخواستہ کسیکے گھر مین بھائیون مین
منازعت ہوتی ہے تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے ظاہر
مین تو ہر ایک اپنی اپنی منفعت کا اعتدال چاہتا ہے
حالانکہ وہ کیفیت و حالت گھر کی نصفت نہین ہوتی بلکہ
بالکل جاتی رہتی ہے اسوجہ سے کہ جو بات گھر کی
بنی ہوئی ہوتی ہے اور جتنے آبرو حالت اجتماع مین ہوتی
ہے ہرگز افراد و جدائی مین نہین ہوتی جیسے دائرے کے

بھائی کا صادق صادق ہونا

بھائیون کے اختلاف سے بالکل گھر کا معدوم ہو جانا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

دو قوسون کو علیحدہ علیحدہ کر دیجیے تو دائرہ نکمینگے یا مربع و مثلث
کی ہر ایک ساق کو جُدا جُدا کر دیجیے سب خطوط مستقیم
ہو جائینگے مگر مثلّث و مربّع کی حیثیّت بگڑ جائیگی جو نتائج
اشکال مربعہ سے پیدا ہوتے ہین ان خطوط مستقیمہ غیر مؤلّف
سے ہرگز نہ پیدا ہونگے پس عاقل کو لازم ہے کہ شرائط
عدالت و نصفت و مساوات کو ملحوظ رکھے اور اس شکل
تالیف کو بگڑنے نہ دے کہ یہی منزل کے عمدہ ارکان ہین
ایسی ہی محبت رعایا کو آپسمین چاہیے کہ اگر حقیقی بھائی ایک
گھر مین اور مادۂ روحانی مین شریک ہین تو رعایا باہم
اکتساب معیشت و سکونت مملکت و حالت اطاعت
مین شریک ہین جسطرح بھائیون کی اتحاد سے گھر بنا رہتا ہے
رعیّت کے اتفاق سے مملکت آباد رہتی ہے ظلم و فساد
نہین ہوتا اسیطرح رعیّت کو بادشاہ کی نسبت حیثیّت بنوّت
حاصل ہے اور بادشاہ کو رعیّت کی نسبت حیثیت ابوّت کی
اسوجہ سے کہ اگر باپ بیٹے کے مادّۂ ایجاد مین شریک ہے
تو بادشاہ رعیّت کے مادّۂ بقا مین جسطرح باپ کو بیٹے سے
امید ہوتی ہے کہ اوسکے وقت مجبوری مین کام آئے گا

مربع و مثلث کا نتیجہ جو خطوط سے نہین نکلتا

رعایا کو باہم بھائیون کی سی نسبت

بادشاہ و رعایا مین ابوت و بنوت کی نسبت

اوسیطرح بادشاہ کو رعیّت سے امید ہے کہ اوسکے وقت پر
اپنی جان کو نثار کریں **سوال** بادشاہ نے کہا کہ کن کن
باتوں میں بادشاہ کو رعیّت سے مشابہت پدری حاصل ہی
جواب حکیم صاحب نے عرض کی بادشاہ کو رعایا کے ساتھہ
کئی امر وں میں مشابہت پدری ہے اوّل شفقت یعنی ہر وقت میں
اپنی رعیّت پر ایسی مہربانی دلی کرے جیسے باپ کو بیٹے پر
ہوتی ہے دوم تحمّل یعنے رحم کرنا اسطرح سے کہ اگر وہ
خطا بھی کریں تو حتّی المقدور درگذر کرے جبتک درگذ
باعث مخالفت نظم مملکت نہو اگر مجبورانہ ثبوت جرم
پر سزا دینی لازم ہو تو بھی ویسا غیظ و غضب نکرے وہی
رحم دلی باقی رہے سوم تعہّد یعنے بادشاہ اپنے نفس کو رعیّت
کی راحت رسانی و دفع ایذا کا ذمہ دار سمجھے اور جملہ مواعید
وضوابط وعہود پر بلاکم وکاست خود بھی پابند ہو کر اونہیں بھی
پابند کرے چہارم تلطّف یعنے جو امور اونکے فلاح و بہتری
کے ہوں اونکا انصرام توجّہ سے کرے جیسے اعانت اونکے
تحصیل معیشت کی ترویج اونکی تجارت کی تکمیل اونکی صنعت
کی حفاظت اونکے اموال کی پنجم تربیت یعنے رعایا کی

مشابہت پدری بادشاہ ہی

شفقت سلطانی

معنی تحمّل

معنی تعہّد

تلطّف شاہی

تربیت رعایا

جلسۂ پنجم قانون تمدن

پرورش و پرداخت کرنا درستی اونکے اخلاق کی ترقی اونکے علم و
کمال کی قایم کرنا مدارس کا درست رکھنا اونکے عادات کا دور کرنا
اونکی برائیون کا تکفل اونکے امور محتاج الیہ کا ششم تعطف یعنی مہربانی
رعایا کے ساتھہ کرنا اگر وہ مفلوک و محتاج ہوجائین تو اونکے ساتھہ
احسان کرنا ایسے اسباب بہم پہونچانا جس سے اونکی رزق کی تنگی زوع ہو
زمانِ قحط وغیرہ مین بہم پہونچانا سامان غذا کا آسان کرنا طریقہ
تحصیل معاش کا اپنی راحت پر اونکی راحت کو مقدم رکھنا
ہفتم طلب مصالح یعنے جو امور اونکے مفید حال معلوم ہون
اور نتیجہ نیک پیدا کرتے ہون اونکو رعایا کیواسطے تجویز کرنا ہشتم
دفع مکارہ ـ یعنے جو مصیبتین رعایا پر آئین ـ کوئی اونکو تکلیف
دے یا ظلم و تعدّی کرے یا اونکے اخلاق و عادات مین فرق
ڈالے یا اونکے اموال کو ضایع کرے اون سبکو بادشاہ دفع
کرے توجہ کے ساتھہ نہم جذب خیر ـ یعنے جتنی اچھی باتین
فائدہ دینے والین ہون اون سبکو رعایا کیواسطے مہیّا و آمادہ
کرے عام اس سے کہ افعال و اخلاق کو نیک کرتے ہون یا صنایع
و پیشہ کو عمدہ بناتے ہون دہم منع شر ـ یعنے بری باتون سے
اونکو باز رکھنا یا غیر کی برائی کا اونکی طرف عائد ہونے دینا یا

بدافعالی یا بداعمالی سے روکنا ان سب حالتون مین بادشاہ کو رعیت کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو پدر شفیق اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے ہرچند اکثر یہ لفظین باہم مترادف ہین مگر غور سے دیکھنے پر ہر ایک کی صفت علیحدہ ہے - اپنا اپنا فائدہ دیتی ہین

رعایا کو فرزند کی حیثیت

سوال رعیت کو نسبت بادشاہ کے کن باتون مین اولاد صالح سے مشابہت ہوتی ہے **جواب** اوّل اطاعت - یعنی بادشاہ کے احکام کی تعمیل قواعد سلطنت کی پابندی اُمرا و حکام جو بادشاہ کیطرف سے معیّن ہون اونکی اطاعت -

اطاعت حکام

دوم - نصیحت و خیرخواہی یعنے بادشاہ کے ملکی حالات مین بقدر امکان مدد دینا اپنی آرائے صائبہ و افکار لائقہ سے اعانت کرنا حالات ملک کو دربار شاہی تک پہونچانا مفید باتین اور خیرخواہی کے امور قوانین سلطنت کے تغیّر و تبدل پر رائے دینا حدود ملکی مین اگر کسی قسم کا فساد پیدا ہو تو اوسکا انسداد کرنا بادشاہ کے نفع و نقصان کو ملحوظ رکھنا سوم ہر حال مین

نصیحت و خیرخواہی رعایا

خواہ بادشاہ بر سر شفقت و محبّت ہو خواہ تنگ گیری و سختی کرتا ہو رعایا کو اوسکی تعظیم و توقیر اور اوسکے امرا و حکّام کی عزت اور عظمت و مرتبت کا خیال رکھنا چہارم - احسانات شاہی و

عظمت حکامِ سلطانی

وقعت احکام سلطانی

رضاجوئی بادشاہ

وجوہ مشابہت برادری رعایا

رعایات خسروانی کی شکرگذاری کرنا۔ تھوڑی رعایت کو بھی زیادہ سمجھنا اونکی شفقت و محبّت کے بدل قدردانی کرنا پنجم۔ اپنی خدمت کی مقابلہ مین بادشاہ کے احسان کو زیادہ شمار کرنا اپنی خیرخواہیون کو بمقدار سمجھنا۔ ششم رضاجوئی بادشاہ مین ایذا و تکلیف کو بخوشی خاطر گوارا کرنا۔ خلاصہ یہ کہ بادشاہ کو بھی رعیّت کے ساتھہ بکمال محبّت پیش آنا چاہیے اور رعایا کو بھی بادشاہ کے ساتھہ الفت و محبت خالص کرنی چاہیے جیسے آباء کرام و اولاد عقیل مین ہوتی ہے سوال رعایا کو باہم کن کن باتون مین بھائیون کی مشابہت لازم ہے جواب وہ بھی چند امر ہین اوّل محبّت و صداقت آپسمین۔ دوم نگرانی و حراست و حفاظت و خبرگیری و دستگیری سوم۔ آسانی و تسہیل ہر ایک کے کامونکی ترقی ایک رعایا کو دوسرے کی صنعت و پیشہ کی چہارم جود و سخا صاحب مال کو غریبون پر اور باہم اموال کو منقسم رکھنا پنجم۔ ظلم ظالم کو دفع کرنا۔ ششم نیک باتون کی حاصل کرنیکی باہم فکر کرنا۔ ہفتم اپنے ابنائے جنس و ہمقوم کو عہدۂ جلیل و صاحب قدرت و توانائی دیکہکر مسرور ہونا ہشتم لغو باتہاے شائستہ نصیحت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

وہدایت کرنا اخلاق نیک کی نہم محفوظ رکھنا اور مہذب کرنا اونکے لڑکون کا دہم امانت و دیانت کرنا اونکے اموال و عرض و آبرو کی یازدہم شریک و معین رہنا وقت نازک مین دوازدہم اطاعت سلطان مین باہم سرگرمی کرنا ایک کو دوسریکا آمادہ و مستعد رکھنا سیزدہم قائم رکھنا شرائط عدالت کا اور مستحکم کرنا اوسکے حدود کا چہاردہم سمجھنا حقوق کا اور قائم رکھنا ہر ایک کے مرتبے کا فرق کرنا ہر شخص کی قدر و منزلت مین پانزدہم باہم شرائط صداقت کا استوار رکھنا جیسا مبحث صداقت مین انشاء اللہ مفصل ذکر کیا جائے گا اگر بادشاہ رعیت کے ساتھ و رعیت بادشاہ کے ساتھ اور رعیت رعیت کے ساتھ ان امور کو ملحوظ نرکھے اور عدالت و صداقت کے لوازم سے کنارہ کرے تو ملک مین فساد سلطنت مین رخنہ آسایش و راحت مین فرق آپسمین دشمنی ہر شخص مین خودغرضی مطلب آشنائی ضرر رسانی ظلم پسندی تلف حقوق ضیاع اموال ہتک عزت خونریزی آبروریزی پیدا ہوگی۔ اتفاق معدوم نفاق معلوم ہوگا بغض حسد کبر نخوت عجب تکبر مکر حیلہ فریب دغا پیشہ تگی کرین گے نتیجہ یہ کہ غدر ہو جائے زیست دشوار ہو ملک غیر منتظم کہلائے تمام عالم مین بدنامی ہو غیر ملکون مین ناقدری و ذلت و

محبت باری تعالیٰ

محبت مین شناخت کی ضرورت

دخواری ہو تمام اہل مملکت اچھے برے سبھی اس عیب مین گرفتار ہون
سوال ـ بادشاہ نے کہا کہ آپنے ذکر محبت مین بندونکی محبت
خدا کے ساتھ بہت اجمال سے بیان کی ہے کسیقدر تفصیل فرمایئے
اسوجہ سے کہ اکثر لوگون کو اس امر مین اشتباہ ہوجاتا ہے کچھ کا کچھ
سمجھتے ہین جواب حکیم صاحب نے عرض کی فی الواقع محبّت
مین یہ مسئلہ دقیق ہے بہت سے اشخاص غلط فہمی کرتے ہین حقیقت
مطلب سے کنارہ کرکے بے راہ راستہ چلتے ہین زبان سے
محبّتِ خداوند عزوجل کا دعوہ کرتے ہین حالانکہ اوسکے معنے و
مفہوم کو بالکل نہین سمجھتے ـ ظاہر ہے کہ محبّت کبھی شخص کے
کسی شخص کیواسطے نہین ہوسکتی جب تک وہ اسکے حالات
وکیفیات سے معرفت کامل حاصل نکرے اور حبیب محبوب کے
صفات پر مطلع نہو بہت بدیہی مطلب ہے کہ محبّت بے
سمجھے بوجھے کیونکر ہوسکتی ہے دیکھیئے جانورون کی باہم اختلاط
مین بھی شناخت و معرفت کی ضرورت ہے اگر کوئی
نیا جانور کسی غول مین پہونچ جائے باوجودیکہ وہی ہیئت و شکل
کا ہو جیسی اوس تمام غول کی ہے مگر وہ غول کبھی اوس نئے
جانور کو اپنے غول مین رہنے ندین گے فقط یہی وجہ ہے

معرفت اوسکے اونکو حاصل نہین جب جانورونمین بہی یہ امر ضرور ہے

تو انسان جو مدرک کلیات وجزئیات ہے قوت عقل وتمیز

رکہتا ہے کیونکر بے معرفت کے الفت ومحبت کرسکتا ہی پس

خداوند عزوجل کی محبت بہی بدون معرفت ذات وصفات

کیونکر ممکن ہے اور یہ بات سوا عالم ربانی کے کسیکو حاصل

نہین پس خدا کی محبت بہی سوا اوسکے کسیکو حاصل نہین حالانکہ دنیا مین

ایک بڑا حصہ خلقت کا مدعی محبت خدا کا ہے عام اس سے

کہ کسی مذہب کا پابند ہو مسلمان ہو یا ہندو دعوائے محبت حضرت

حق سبحانہ کرتا ہے حالانکہ اگر معرفت کی نظر سے دیکہیے تو

کچہہ بہی نہین نام پر مرتے ہین بے سمجہے بوجہے دعوائے زبانی

کرتے ہین — خداشناسی کا دم بہرتے ہین بقول مصلح الدین

سعدی شیرازی ع کہ بے علم نتوان خدا را شناخت

ہرگز آثار عرفان ومعرفت کا اونمین اثر بہی نہین ان لوگون

کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تصویر مٹی کی بناکر کسیکے سامنے

رکہدے اور کہدے کہ یہ تمہارا بادشاہ ہے اسکی اطاعت

کرو اس سے محبت بہم پہونچاؤ اور وہ بے سمجہے اندہون

کیطرح بادشاہ کا خطاب دیدے اور اوسیطرح اطاعت

محبت بے معرفت کے ممکن نہین

مثال جاہلونکے عرفان کی

جاہل بمثال عارف

کرے تو ایسے شخص کو دیکھنے والے ارباب بصیرت بالکل
عقل کا خام مٹی کا ڈھیر خاک کا پتلا کہین گے آدمی کیونکر
سمجھہ سکینگے یہی کیفیت ہے دعوائے محبت باری تعالے
کی کہ جو تصویر اونہون نے اپنے خیال مین بنائی ہے اوسی کو
وجد کرتی ہین اوسیکو خدا سمجھتے ہین اوسکی تعمیل اوامر کرتے
ہین حالانکہ اگر دیکھیئے تو صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ
اوسی مادہ صفرادی کا جوش ہے جو بسبب کثرت ریاضت
و ترک غذا کے جل بھن کر سودا ہو گیا ہے تخیلات فاسدہ
و اوہام کاسدہ پیدا کرتا ہے ایسا شخص انسانیت و آدمیت
سے درگذرتا ہے بیکار محض ہوجاتا ہے نظم عالم کا مخل ہے

مراتب اطاعت و تعظیم

جو فی الحقیقت عارف بحق دانندہ اوصاف باری
تعالے ہین بہت ہی کم ہین بلکہ نایاب بلکہ معدوم ایسے
لوگون سے طاعت و تعظیم مفارقت نہین کرتی —

محبت معلم

اور اس مرتبہ تک کوئی مرتبہ محبت کا نہین پہونچ سکتا
ہان اوسکے قریب قریب اگر ہے تو محبت والدین کی
کہ بعد خدا کے پھر والدین سے بڑھکر کوئی نہین ہے اگر کچھہ
مرتبہ والدین کے برابر ہے تو معلم کی محبت کا ہو جہ سے

کہ اگر والدین باعث ایجاد ہین تو معلّم باعث ادراک عقل و تمیز بلکہ یون کہا جا سکتا ہے کہ محبّت خدا کے حاصل ہونیکا وسیلہ معلّم ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبت خدا بغیر عرفان کے ممکن نہین عرفان بے علم کے نہین علم بے معلّم کے نہین ہو سکتا پس محبت خدا منحصر ہوئی معلّم کی تعلیم پر جسطرح والدین سبب اوّل خلقت جسم ہین اور جسم محل محبّت ہے پس جسطرح باپ ان سبب وجود ہین معلّم سبب تمیز و عقل ہے سکندر سے کسینے پوچھا کہ آپ معلّم کی تعظیم باپ سے زیادہ کیون کرتے ہین سکندر نے جواب مین کہا کہ باپ سبب ہے حیات فانی کا اور معلّم باعث ہے حیات باقی کا۔ بعض کتب مین یہ حکایت ان الفاظ سے ہے کہ سکندر نے یہ کہا کہ باپنے مجھے آسمان سے اوتار کر زمین پر پہونچایا اور معلّم نے زمین سے آسمان پر مطلب ایک ہے یہ استعارہ ہے وہ حقیقت ہے اسیوجہ سے حکماء اخلاق فرماتے ہین کہ معلّم کا رتبہ باپ سے اوتنا ہی افضل ہے جتنا جسم و نفس کے مرتبے مین فرق ہے اسی باعث سے حقوق معلّم روحانی ہین اور حقوق پدر جسمانی خیال فرمایئے کہ اگر معلّم نے اسے حکمت و عقل نہ تعلیم کی ہوتی

حکایت سکندر

مراتب معلّم

تو یہ مراتب محبّت کی تمیز کیونکر کرتا بے سمجھے ایک کے حقوق کو دوسرے کی طرف نسبت دینا خلافِ عدل ہے مثلاً جو محبت مسبب کی ہے وہ مسبّب کیواسطے قایم کرنا شرک ہے یعنے جو محبت خدا کیواسطے لازم ہے وہ والدین کے حق مین مرعی رکھنا شرک محض ہے جو محبت والدین کیواسطے لازم ہے اوسی رئیس بادشاہ وعزیز واقربا کے حق مین استعمال کرنا بالکل جہل ہے بلکہ ہر ایک کے مرتبہ کو علیحدہ رکھنا چاہیے اور ایک کو دوسرے سے تمیز دینا چاہیے کہ خلط وخبط سے ملامتین اور شکایتین اور بدنظمیان پیدا ہو جاتی ہین نظم عالم مین خلل پڑنیکا سبب اسکا محض خرابی تربیت وجہل ہے اگر ان امور سے عالم ہے تو ہر ایک کے حدود کو قایم رکھہ سکتا ہے دوستون عزیزون کے حقوق کی رعایت کرسکتا ہے تقدیم وتاخیر مین ظالم نہوگا تلف حقوق کا الزام نہ اوٹھائیگا — عوامِ خلق اکثر ایسا جانتے ہین کہ ظالم وہی ہے جو کسیکا مال چھین لے یا مارے پیٹے حالانکہ زروسیم کے حق سے یہ کہین بڑہا ہوا ہے ایسا شخص جو حقوق مین ظلم کرتا ہے اوس شخص سے جو مال مین ظلم کرتا ہے بدرجہا بدتر وندموم ہے بلکہ فی الحقیقت خائن اور بد دیانت اوسیکو کہنا چاہیے جو حقوق مین خیانت کرے — حکیم اوّل کا قول ہے کہ محبت مخشوش یعنی کہوٹی

تفاوت مراتب محبت

ظالم حقوق

بدترین ظالم

قول حکیم اوّل

انواع محبت

ابو نصر فارابی

دوستی کہین بدتر ہے کھوٹے روپے سے کھوٹی محبّت جلد خراب ہوجاتی
ہے بہ نسبت سکّہ مغشوش کے پس عاقل کو ہر بات مین نیّت خیر
رکھنا حدود و مراتب ہر قسم کے مرعی رکھنا۔ تفاوت و تخالف سے
پرہیز کرنا لازم ہی۔ پس دوستون کا مرتبہ اپنے نفس کے برابر سمجھنا
چاہیے یعنے جن امور کو اپنے نفس کے لیے محبوب رکھتا ہے دوست
کیواسطے بہی محبوب رکہے اور جن باتونکو اپنے واسطے مکروہ سمجھتا ہے
اونکیواسطے بہی پسند نکرے اپنی اچہی باتون مین اونکو شریک کرے
اپنی بُرائیون کو اون تک پہونچنے ندے۔ شناساؤن اور آشنائی
ملاقاتیون کو اوسنے کم سمجھے مگر دیگر مراتب مین دوستون کے مرتبے
کے برابر جانے اس بات مین ہمیشہ توجہ کرے کہ ملاقاتیون کی ذیل
سے نکلکر اور حالت عرفی سے تجاوز کرکے حقیقی دوست بن جائین
اور رتبۂ صداقت پیدا کرین تا اسکی نیکی کامل طریقے سے اون سب
تک پہونچ سکے اور اونکا فائدہ اس تک پہونچے۔ حکایت
کسی نے سکندر سے پوچھا کہ اکثر بلاد ربع مسکون پر آپنے سلطنت
وحکومت کیونکر حاصل کی اور اتنے بڑے تختۂ زمین کو کیونکر مسخر
کرلیا سکندر نے کہا کہ فقط اس اصول کی پابندی سے مجھے اس
درجہ تک پہونچایا کہ میں نے دوستون کو اپنی شفقت ومحبت سے

مراتب حقوق

حکایت اسکندر

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کامل کرلیا اور کسیوقت مین اپنا دشمن ہونے نہین دیا اور دشمنون کو
بذل وکرم وعفو وعطا سے اپنا دوست بنالیا پہر کسی سے مخالفت
باقی نرہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎ آسایش دو گیتی تفسیر این
دو حرف است * با دوستان تلطف با دشمنان مدارا * اور زیادہ تفصیل
اس مطلب کی اور شرائط دوستی کے اور طریقہ آپس کے میل جول کا
انشاء اللہ مابعد مین ذکر کیا جائیگا الحاصل محبت کا بڑہانا اور دوستونکا
زیادہ ہونا علامت نکوئی وصلاحیت وحسن اخلاق ہے جسکی
دوست دنیا مین زیادہ ہین وہی زیادہ سعید اور ہر طرح کا
کمال بہی اوسیکو حاصل ہو سکتا ہے جسقدر جسکے دوست کم ہین
اوتنا ہی وہ حکم شرارت مین داخل ہے اسلیے کہ شریر بالطبع محبت
سے کنارہ اور نفرت کرنیوالا ہے شرائط محبت مین کوتاہی
پہلوتہی سستی بے پروائی کرتا ہے دوست نالان وشاکی ہوتے
ہین آخر کو دوستی سے کنارہ کرتے ہین سبب اسکا یہی ہے کہ
وہ خیر وشر مین تمیز نہین کر سکتا نفع نقصان سے غافل فوائد
علم وحکمت سے جاہل وہ اصلی رذالت وخرابی جو بسبب اخلاق
بدوسوء تربیت وغیرہ کے اوسکے قلب مین راسخ ہوگئی ہے
باعث ہوتی ہے اس امر کا کہ اچہے کامون سے طبیعت اوسکی

دوستونکا زیادہ ہونا علامت سعادت ہے

سبب عداوت رکہنے شریر کا

بھاگے گی - اپنے نفس کیواسطے بہی سوا اون باتون کے جنکا عادی
ہوگیا ہے کسی صورت سے اکتساب کسی فضیلت و کمال کا پسند
نہین کرتا بلکہ اگر ایسا موقع اور محل بہم پہونچتا ہے تو حذر کرتا ہے
پہلو تہی کرجاتا ہے ایسے لوگون سے جو صحاب فضائل و محبّت
ہوتے ہین نفرت کرتا ہے دور دور بہاگتا ہے جیسے کوئی کاٹے
کہاتا ہے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ اپنی ہی تن پروری
و خواہش پسندی و اطاعت نفس امّارہ و رضاجوئی طبیعت
و متابعت مادۂ شہوانی و لذائذ نفسانی کا درپے رہے کچھ اوسکو
اس سے غرض نہین کہ انجام اسکا کیا ہے کیا کرتا ہون کس راہ چلتا
ہون مثل چاہے مردہ دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اوسکو
اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے اپنی لذّت طلبی مین ایسا ڈوبا
ہوا ہے کہ دریائے غفلت و مدہوشی سے اوبہرتا ہی نہین ایسا
بیہوشی کی نیند کا ماتا ہے کہ آنکہہ ہی نہین کہولتا رات دن شراب
خود پسندی مین المست پڑا رہتا ہے - او نہین چیزون کو پسند
کرتا ہے ویسی ہی لہو لعب کو بہتر سمجھتا ہے جو اوسکو چوکنے ندین
بلکہ اتنا غفلت نہ بچھہ کرکے دو آتشہ کردین اسوجہ سے کہ اگر ہشیار
ہوجائے عقل بکام کرنے لگے تو سب سے پہلے عقل اسی بات کا

حذر کرنا شریر کا نیک کامون سے

تفصیل حالات شریر الطبع

حاکم کرینگی کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ ہو یہ امر اوسکے منتہا کی اذیت
کا ہوگا پس کا ہیکو وہ ہوش مین آسے جو اپنی اذیت کا متحمل ہو عقل کو بالاے
طاق رکہکے غافل خرانٹے لیتا ہے ایسا شخص اونہین لوگون کو
دوست رکہیگا جو اوسکو اوسی حالت مین پڑا رہنے دین اوسکی
اوسی کیفیت کو پسند کرین لذت بہی اوسکی اوسی چیز مین ہوگی
جو اوسے بیخود رکہے اپنی عمر کو اسی حالت زشت مین رائیگان کریگا
اوسی کو سعادت سمجہیگا ایسے شخص کو بہت سے امراض نفسانی
پیدا ہو جاتے ہین جنکو وہ نہین جانتا جیسے حزن و غضب و خوف
اسوجہ سے کہ ایسا شخص قوتہائی متضادہ غیر مرتاض کا جذب
چاہتا ہے یعنے ایک حالت مین ایسی چیزونکا جمع ہونا چاہتا ہے
جنکا جمع ہونا از روے حکمت کے غیر ممکن ہے جیسے قوت شہوت
و طلب کرامت کہ بے دفع شہوت کے کرامت حاصل نہین ہوتی
پس اسکے حاصل نہونے سے رنج اوٹہاتا ہے غصہ کرتا ہے عادت
کے تغیر مین خوف اضطراب طبیعت کا ہے اضطراب طبیعت
کا موذی ہے خلاصہ یہ کہ ایسے شخص کو اپنی حالات کی تمیز
نہین باقی رہتی اسوجہ سے کہ بسبب اشتغال لہو و لعب کے
خود توجہ نہین کرتا اہل صحبت بہی مثل اوسکے ہوتے ہین وہ

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کا ہیکو مطلع کرنے لگے بلکہ وہ اپنی خودغرضی سے زیادہ تر اسکی آتش
ہوا و ہوس کو بہڑ کاتے رہینگے تا اینکہ جل بہنکر خاک سیاہ ہوجاے
خَسِرَ الدُّنیا وَالآخِرَۃِ کا مصداق بن جاوے ایسا شخص گو
ظاہر مین نفس پرور ہے مگر حقیقت مین وہ اپنا آپ دشمن ہے
اپنی ذات کو ہرگز دوست نہین رکھتا اگر محب ذات ہوتا تو
اوسکی بہتری کا خواہان ہوتا پس جب وہ اپنا ہی دوست نہین تو
کسی دوسرے کا کیا ہوگا بقول شاعر ؎ آن خویشتن گم است کرا
رہبری کند ✤ جب یہ کسیکا دوست نہ ٹھہرا تو اور کوئی کا ہیکو
اسکا دوست ہوگا عالم مین کوئی اوسکا خیرخواہ اصلی نہ ہوگا
تا اینکہ اوسکا نفس بہی اوسکا خیرخواہ حقیقی نہین ہے انجام
ایسے شخص کا سوا ذلت و حسرت و افسوس کے کچھہ نہین
المختصر محبت کا کثرت سے ہونا اور تعداد دوستون کی زیادہ
ہونا ایسی چیز ہے جسکی فضیلت مین کتابین حملو مین یا اتنیمہ
کافی و وافی نہین نیک لوگون کی دوستی سبطرح سے محکم ہے
خود وہ بہی اپنی ذات کو نفع پہونچاتے ہین اور غیرونکا فائدہ
بہی اونسے نکلتا ہے غیر لوگ بہی اوسکو بدل وجان دوست
رکہتے ہین اور اوسکے فائدون کے حاصل کرنے کے ساعی

اپنا آپ دشمن ہونا

شریر یا طامع کا کوئی دوست نہین

صفات نیک دوستی کے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

رشتے ہین باہم شرائط محبت وموافقت کو عمدہ طور سے ادا کرتے
ہین نظم عالم کو درست وصحیح کرتے رہتے ہین - ایسے اشخاص پیشہ
احسان پسند اور جزو نافع ہین بالقصد ہی اور بغیر قصد سے بھی اسوجہ
کے بسبب ملکہ نکوئی و احسان کے افعال اونکے مرغوب طبائع عقلا
ہوتے ہین بالذات محبوب ہوجاتا ہے جو شخص اوسکی اچھائی کا
حال سنتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہوکر بن دیکھے بے پہچانے مداحی کرتا ہے
ایک عالم اوسکے اوصاف حمیدہ کے اثر سے خیرخواہ اوسکا بنا
ہوا ہے ہر شخص کے دل مین وقعت و عزت اوسکی سمائی ہے
جہان تک صیتِ محاسن اوسکے پہونچتے جاتی ہے وہان تک
لوگ مسخّر ہوتے جاتے ہین احسان اوسکا پھیلتا جاتا ہے
جمع کثیر و جم غفیر کو مطیع و منقاد کرلیتا ہے - یہی وہ
احسان ہے جو زوال و فنا سے محفوظ ہے جبتک ہستی ہی
تب تک نام اوسکا باقی ہے اگرچہ خود فنا ہوگیا مگر آثار اوسکے
زندہ ہین - بخلاف اون احسانات کے جو کسی غرض منفعت
یا لذت کو شامل ہوتے ہین جبتک وہ غرض رہتی ہے
احسان بھی رہتا ہے اور جہان غرض نکل گئی احسان بھی محو
ہوگیا - ایسے ہی احسان کے بابت یہ ارشاد ہی رُبَّ الصَّنِیعَۃِ

تمام کرنا احسان کا زیادہ مشکل ہے

اَصْعَبُ مِنَ اِبتدائِہَا یعنے صاحب احسان بالغرض کو تمام کرنا
اور باقی رکھنا احسان کا زیادہ دشوار ہے بہ نسبت ابتدا کے
بقول شاعر کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا * اسوجہ
سے کہ غرض جو باعث احسان کی ہے باقی نہیں رہسکتی بلکہ بہت
جلد فنا ہوجاتی ہے تو فانی چیز کا باقی رکھنا بیشک سخت و دشوار
ہوگا اسی باعث سے یہی محبت جو احسان بالغرض کے ساتھ
ہوتی ہے لوّامہ کہلاتی ہے اور محبت احسان کرنیوالے

محبت احسان کرنیوالے کی زیادہ ہے

کی احسان اوٹھانیوالے سے زیادہ ہوا کرتی ہے ۔
قرض دینے والا ہمیشہ قرض لینے والیکا بہی خواہ اور خیر طلب رہیگا
اس لیئے کہ اگر وہ سلامت رہیگا اور مرفہ الحال ہوگا تو اوسکے
قرضہ کو ادا کریگا اگر مفلوک ہوجائیگا یا گذر جائیگا تو پھر قرض
اسکا ایسا نہو دریابرد ہوجائے تو بیچارہ قرض دینے والا احسان
بھی کرتا ہے دعا بھی اوسکے بقا و ثروت کی مانگتا ہے تا اپنے مطلب
کو حاصل کرے مگر قرض لینے والیکو اتنی توجہ نہیں ہوتی حالانکہ
مرہون منت ہے اوسکو زیادہ تر لازم تھا حکیم اوّل کا قول

ہدایت کرنیوالے کی محبت ہدایت یافتہ سے زیادہ ہے

ہے کہ ہدایت کرنیوالا ہدایت کے قبول کرنیوالے کو زیادہ دوست
رکھتا ہے اگرچہ کوئی توقع دنیاوی اوس سے نرکھتا ہو اسوجہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کہ جب کوئی شخص کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اپنی بنائی ہوئی چیز کو
دوست رکھتا ہے جب اوس چیز کو بسبب خوبی کے دوست
رکھیگا تو خوبی بھی زیادہ ہوگی جب خوبی بڑہ جائیگی تو وہ محبت
جو خوبی کے ساتھہ تھی بڑہیگی اسیطرح جس شخص کو نصیحت کرتا ہی
اور وہ قبول کرتا ہے نصیحت کرنیوالیکو اوس سے الفت زیادہ
ہوتی ہے بسبب اسکے کہ وہ امر نیک اوسمین اسکے سبب سے
پیدا ہوا ہے پس گویا اسکی بنائی ہوئی چیز ہے جب اوس امر کو
باعث الفت سمجھیگا تو زیادہ توجّہ کریگا تا اینکہ روز بروز محبّت
ترقی کرتی جائیگی جیسے معلم کو طالب العلم سے الفت ہوجاتی ہے جتنا
طالب علم کمال حاصل کرتا جاتا ہے الفت زیادہ ہوتی جاتی ہی
اسوجہ سے کہ محنت مشقت معلم کی طالب علم مین موثر ہوئی دستور ہے
کہ جس چیز پر زیادہ انسان مشقت کرتا ہے وہ زیادہ محبوب
ہوتی ہے اور اوسکی قدر بھی نگاہ مین زیادہ سما جاتی ہے —
جیسے انسان کو اوس مال سے زیادہ الفت ہوتی ہے جسکو بزور قوت
بازو پیدا کیا ہو ہر کا پسینا پاؤن تک بہا کر سفر دور دراز اختیار
کرکے مسافرت کی تکلیفین اوٹھاکے پرائی اطاعت و فرمان برداری
جھیل کے حاصل کیا ہو ہرگز اوسکے خرچ کرنے مین بیدردی نکریگا کیونکہ

محبّت سے جگو یگا انتہا کی ضرورت کیوقت صرف کریگا بنسبت
اوس مال کے جو باپ دادا کی کمائی سے حاصل ہو یا گرا ہوا خزانہ
ملجائے یا بادشاہ اور وزیر و امیر انعام کے طریقے پر دیدے اوسکی قدر
اتنی نہوگی مثل مشہور ہے باپ کے مال پر آنکھین لال ۔ اسیوجہ سے
مان کو بیٹے سے زیادہ الفت ہوتی ہے کسلیے کہ باپ سے زیادہ
مان مصیبتین اوٹھاتی ہے بڑی بڑی سختیان جھیلتی ہے مگر اوسکو

شاعر کی محبت شعر سے

تکلیف نہین دیتی باپکو وہ ریاضتین کرنی نہین پڑتین ۔ اسیوجہ سہی
اوتنی محبت بھی نہین ہوتی ۔ یہی باعث ہے کہ جس شعر مین شاعر کو
زیادہ غور کرنا پڑتا ہے وہ شعر اوسے بہت عزیز ہوتا ہے جتنے کہ
اولاد اپنی اپنے کلام کو کہتا ہے فردوسی کے زیادہ ملال کی یہی
وجہ تھی ۔ اسی سبب سے شاعر اپنے کلام کو پسند کرتا ہے غیر کے

اسباب احسان

کلام کو اوسقدر پسند نہین کرتا اسیطرح جس چیز مین زیادہ محنت ہوتی ہے
زیادہ عزیز ہوتی ہے پس محسن کی محبّت کی زیادتی بھی انہین وجوہ
سے ہے اور محسن کے محبتون کے اسباب بھی اکثر مختلف واقع
ہوا کرتے ہین کبھی احسان از روے حرّیت یعنی از روے

احسان بوجہ ملکۂ قوت

ملکۂ آزادی طبیعت بلا کسی خیال کے فقط اپنی عالی ہمتی سے کرتا
ہے کبھی احسان بخواہش ذکر جمیل کرتا ہے تا اوسکا ثواب حاصل کرے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اور کبھی احسان بطمع ریا لوگون کے دکہانے کلمات مدح و ثنا سُننے سخی بننے
کے واسطے کرتا ہے مگر ان تینون قسمون مین قسم اوّل یعنے حرّیت زیادہ
افضل ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جب ملکہ جود و سخا و بذل و عطا طبیعت
مین پیدا ہو جاتا ہے تو ذکر جمیل خود ہی ہو جائیگا آپسے آپ نام بھی
بلند ہوگا - اگرچہ مقصود اوسکا نہو - اب دیکھنا چاہیے کہ انسان
اپنے نفس کے ساتھہ احسان کیونکر کرتا ہی اور مقصود اوسکا کیا ہوتا ہی
یہ سابق مین مشروحًا بیان ہو چکا ہے کہ دنیا مین کوئی شخص کسی چیز کو
اپنے نفس سے زیادہ دوست نہین رکھتا تو احسان بھی اپنے نفس کے
ساتھہ زیادہ کریگا - اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسباب دوستی کے
تین ہین یا خیر منشا دوستی کا ہے یا نفع یا لذّت - پس جو شخص ان اسباب
کی تفصیل سے واقف نہین اور اونکی کیفیّت و ماہیت سے خبردار
نہین ایک کو دوسرے سے تمیز نہین دے سکتا بھلے کو برے
سے علیحدہ نہین کر سکتا وہ یہ بھی نہین جانتا کہ مین خود اپنے نفس کے
ساتھہ کیسی محبّت و شفقت اور کسطرح کا احسان کرون اسیوجہ سے
اکثر لوگ نا سمجھی کی حالت مین اپنے نفس کو لذت کا عادی کر لیتے
ہین بعضے نفع کے امیدوار بناتے ہین بعضی بزرگی کے طالب
ہوتے ہین کسوجہ سے ہم - وہ خیر کی ماہیت ہی نہین جانتے اونکے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

نتیجے پر مطلع نہین جو لوگ کچھہ بھی خیر کے فائدون سے خبردار ہو چکے ہین
اُسکے اچھے اچھے اور عمدہ عمدہ پہلوان کا ذائقہ چکھہ چکے ہین اونکی عقل و فہم کو
ثمرات خیر کی چاٹ پڑ گئی ہے تو خیر کی لذت سے بڑہکر کوئی لذت
بہتر نہین جانتے دنیا کی ساری نعمتون مین سے اسکو سب پر فائق سمجھتے
ہین جو جو مزے اسمین حاصل کرتے ہین اوسکا ایک ادنے شمہ بھی
دوسرے مین نہین دیکھتے اونکی نزدیک خیر سے بڑہکر کوئی بلند مرتبہ
اور دنیا کا کوئی حظ نہین ہے اسی لذت کا نام محاورۂ حکما مین لذت
آلہی ہے صاحب اس سیرت کا مقتدی ہے افعال پروردگار کا متمتع
ہے لذات حقیقی سے۔ ایسے ہی شخص سے عام فیض جاری ہوتا ہی
دوست دشمن سبھی مستفید ہوتے ہین دریا کیطرح ہر پست و بلند کو
سیراب کرتا ہے تمام خلق اوسکی مطیع و فرمان بردار ہوتی ہے اسلیے جسے
جو کام وہ کر سکتا ہے اوسکو ابنا جنس نہین کر سکتے بسبب اوسکی
ذاتی بزرگی و شہامت کے۔ اسقدر جو فقیر نے بیان کیا اجمال و
تفصیل ہے قول معلّم اول ابو نصر فارابی کی جب حضرات ناظرین اصل
کتاب کے مطالب غامضہ کو مطالعہ کرینگے اس دردسری
فقیر کی داد دینگے۔ بالآخر جب اکثر اصناف محبت کو فقیر بیان
کر چکا تو اب موقع اس بات کا ملا کہ محبت حکمت کو بھی عرض کرون

ذائقہ لذّت خیر کا

فیاض عام کا محبوب خلق ہونا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اس لیے کہ وہ بھی لوازم محبت سے ہے پس مخفی نرہے کہ بدن انسان مین ایک جزو لطیف ایسا خلق کیا گیا ہے جو پاک و پاکیزہ ہے کثافت سے اور منزّہ ہے شوائب جسمانی سے توجہ اوسکی ہمیشہ اوس عقلی و مفاہیم نفس الامری کی طرف رہتی ہے اصطلاح حکماے اخلاق مین اوسکا نام جزو الٰہی ہے بسبب اُسکے پاک و پاکیزہ اور مائل الی الخیر ہونیکی پس جب یہ جوہر اپنی اصل کی طرف توجہ کرتا ہے یا اپنے ہمجنس کی صحبت سے مستفیض ہوتا ہے اوسوقت اسمین ایک کیفیت انس پیدا ہوتی ہے اوسیکو محبّت حکمت استعمال کرتے ہین یہ قسم محبّت کی قریب قریب ہے اوس محبت کے جو محض خیر کے مادّہ سے پیدا ہوتی ہے جیسا سابق مین مفصلاً گذارش کیا گیا ہے یہ محبّت کل محبتون سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے نہ تو اوسمین درانداز ی کو دخل ہے نہ فتنہ پردازی کی گنجایش ہے نہ کوئی تحصیل منفعت و لذت بالذات شریک ہے جسکی فنا پر اسکو فنا ہو جاے جبتک یہ مادۂ حکمت باقی ہے اسکا میلان بھی اصل کی طرف ہوگا وہی محبت حکمت ہے پس اسکو زوال کسیطرح نہین ہوسکتا الّا اوسوقت مین کہ استعمال اس کا بسبب کثافت رذائل چھوڑ دیا جاے ہر چند ایسا محبت کیواسطے کچھہ تحصیل اخلاق انسانی کی بالذات ضرورت

محبت حکمت

معنی جزو الٰہی

معنی محبت حکمت

لازوال ہے محبت حکمت

جلسۂ پنجم قانونِ تمدن

نہین ملکہ ذکا اور پاکیزگی نفسی نہین حاصل ہو سکتی بغیر اسکے کہ اخلاق
درست ہون اور بغیر صفائی نفس کے یہ محبت بھی کمال کو نہین
پہونچتی پس بالواسطہ ہمکو اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس
شخص کو ایسی محبت حاصل ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ اپنے نفس کیطرف
متوجہ رہتا ہے طبیعت سے معرکہ آرائی و جنگ آزمائی کرتا رہتا ہے
ریاضت و قوی کی تحصیل کرتا ہے آخر مین اوسکو یہ کمال بہم پہونچتا ہے
کہ نفس اوسکا شغل تشنگان شرب کے منزہ ہو جاتا ہے اور اوسکو
نفس کاملہ سے تجانس حاصل ہوتی اور جمال حق سے لمعات سرمدی
وراحات ابدی سے فائز ہو جاتا ہے حکیم ارسطاطالیس لکھتے ہین کہ پوری
پوری اچھے کامل ولی کی سعادت سکو حاصل ہو ہی نہین سکتی سوا
ملائکہ مقربین بارگاہ صمدی کے لیکن آدمیون کی تشبیہ ملائکہ سے
نہایت نامناسب ہے اس لیے کہ ملائکہ کو حفظ و احتیاط کی حاجت
نہین آپس مین لین دین کے معاملات نہین کرتے ایکدوسرے
کے پاس امانت نہین رکھتا ایک دوسرے کا قرضدار نہین کوئی
کسی سے منفعت کا طالب نہین لذت کا خواہان نہین تجارت
کی ضرورت نہین رکھتے جب آپس مین ایک بات بھی اوسکیواسطے
لازمی نہین ہے تو وہ عدالت کو کاہے مین صرف کرینگے اورکیون

کمال محبت کا ثمرہ

قول حکیم ارسطاطالیس

تشبیہ ملائکہ

ضرورت عدالت

کسی پر ظلم کرنے لگے - جب اونہیں کسیکا خوف و خطر نہیں ہوگی
اونکا مراحم نہیں کسی سے ڈرتے نہیں تو اونہیں شجاعت و بہادری
کی کیا احتیاج - جب ایک دوسرے کا محتاج نہیں تو یہ اوسکو
کچھہ نہ دیگا وہ اوسکو نہ دیگا زر و سیم کا اونکے یہان خرچ ہی نہین
تو سخاوت کی کیا ضرورت ہوگی - جب اونمین بالاصل کسی
قسم کی شہوت خلق ہی نہین ہوئی دنیا کی کوئی خواہش رکھتے تھا
نہین تو عفت بھی لازم نہوگی پس وہ فضائل انسانی کی احتیاج
بھی نہ رکھین گے - اور جناب اقدس آلہی کی بارگاہ مین اینسے
کسی فضیلت کی نسبت بطور حقیقت جائز ہی نہین بلکہ اس قسم کے
جملہ الفاظ و معانی سے ذات پاک اوسکی برتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے
کہ درگاہ حق سبحانہ و تعالے مین کسی بسیط چیز یعنے خالص غیر مرکب
کو دخل ہو ہی نہین سکتا اس فقرے سے اشارہ ہے اسطرف کہ
کوئی صفت یا اضافت ایسی جو مخصوص ذات حضرت رب
العزت ہو اور جملہ امور عقلی و صفات غیر سے مُتشبہ نہو ہمارے
افہام سے دور ہے بلکہ ایسا خاص الخاص مراہم پیدا ہی نہین
کر سکتے اسوجہ سے کہ ہماری قوت مدرکہ اوس حد تک نہین
پہونچ سکتی جو مجسمات و محسوسات کے لگاؤ سے مبرا ہو بلکہ ہمارے

[illegible] شجاعت و سخاوت کا [illegible] نہونا

[illegible] فضائل انسانی [illegible] نہونا

انسان [illegible] فضیلت [illegible]

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

فہم فقط اونہین چیزون تک پہونچتے ہین جو ان محسوسات سے بطور قیاس پیدا ہوئے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ چونٹی کو یہ گمان ہے کہ خدا کی معاذ اللہ دو مونچھین بہی ضرور ہین اسلیے کہ اس وصف کا جو اوسکے واسطے کمال ہے کسی چیز مین نہونا عیب جانتی ہے تو خداوند کریم کیواسطے بہی اوسکا نہونا باعث نقص سمجھکر اثبات اس بات کا کرتی ہے یہی منشا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اس فقرہ کا وَکَمَالُ تَوحِیدِہٖ نَفْیُ الصِّفَاتِ عَنْہُ یعنی توحید کا کمال یہ ہے کہ کلیۃً صفات کی نفی کیجائے خلاصہ یہ ہے کہ ہماری عقل و فہم سے معرفت کمال حق سبحانہ و تعالے بعید ہے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے موافق ایک ایک صفت ثابت کرتا ہے یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے قول ارسطاطالیس کا پھر کہتے ہین کہ جب معرفت بمقتضائے کمال انسانی کسیکو حاصل ہوجاتی ہے اور اون مراتب تک پہونچ جاتا ہے جو حد درجہ کے ہین انسان کیواسطے اور سعادت حقیقی و خیر اصلی کو پہچان لیتا ہے تب اوسے محبت حکمت کا رتبہ حاصل ہوتا ہے اور یہی کمال ہے انسان کا اسیوجہ سے کوئی دوسرا شخص اس محبت کو بہم نہین پہونچا سکتا مگر حر بالطبع یعنے جسکے مادہ مین رذیلت و خساست نہو اور جو اشخاص اس فضیلت سے

حق تعالی کا کمال حق تعالی کی نسبت

خصوصیت محبت حکمت آزادون سے

دوسرا قول ارسطاطالیس کا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بہرہ یاب ہوتے ہین اور اس نعمت عظمےٰ سے مستفید ہین وہ ہمیشہ بقدر
اپنی قدرت وقوّت کے طالب رضا رہتے ہین طاعات وعبادات مین
نہایت سعی بلیغ کرتے ہین آپنے جملہ افعال رادی مین پیروی واقتدا
کرتے ہین افعال حضرت رب العزت کے تا بروقت انتقال راحت ابدی
وآسایش سرمدی واستحقاق مصداقِ لفظ محبت حاصل کرین —
اسکے بعد چند فقرے ایسے لکھے ہین جنکے اداکرنیکی مجال ہمین نہین ہے
اور ہم اپنی زبان قلم سے ویسے الفاظ ادا نہین کرسکتے مگر مقتضائے
نقل قولِ فقیر دوسرے عنوان سے عرض کرتا ہے - حکیم ارسطاطالیس
کا یہ منشا ہے کہ جب یہ حالت پیدا ہوجاتی ہے توانسان کو خداوند
کریم سے وہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے جیسے برابر کے دوستونکو اسیوجہ سے
بیہم اپنے بندۂ محبوب کے ساتھ احسانات کرتا ہے - یہی وجہ
ہے کہ جب کسی حکیم کو محبّت حکمت پیدا ہوجاتی ہے تو عجیب عجیب
طرح کی لذتین اوسکو حاصل ہوتی ہین اور بڑے بڑے امور مسرت خیز
کا لطف اوٹھاتا ہے اور جب کسیکو اس محبّت کا کمال حاصل ہوجاتا ہے
اور حقیقت حکمت کو دریافت کرلیتا ہے تو اوسکے روبرو کوئی لذت
ونعمت اسکا مقابلہ نہین کرسکتی اوسکے ایک ایک لمحے کے لطف کے
مقابل مین روے زمین کی سلطنت برابر نہین ہوتی اور کوئی چیز عالم کی

اوصاف حکما

سوء ادب
ترتیب خیال
خلاف موضوع

تفصیل
نذرانہ حکیم

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اوسکو پہلے نہین معلوم ہوتی اسواسطے حکمت کے اسوجہ سے کہ وہ لذت
روحانی اوسکی باقی اور پایدار ہے - پہر اسکے بعد تحریر کرتے ہین کہ
جب یہ مقدمات معلوم ہوچکے تو اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ وہ حکیم
جسکی حکمت سب سے زیادہ کامل وتمام ہے وہ حضرت حکیم مطلق
ہے - دوست بہی نرکہیگا اوسے کوئی شخص مگر جسکا مادۂ طبیعت سعید
ہوگا وہ ہروقت فرحناک وبشاش رہیگا اپنے حظ روحانی کے
سامنے کسی الم کی حقیقت نہ سمجہیگا اسیوجہ سے یہ سعادت انسانکی
کل سعادتون سے بہتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ سعادت انسان کی
امکان سے باہر ہے اسوجہ سے کہ حیات طبیعی وقوائے نفسانی
سے یہ حکمت محبت مبرا ومنزہ ہے بلکہ بالکل علیحدگی رکہتی ہے
بلکہ مخالف اوسکے یہ بات محنت ومشقت سے حاصل نہین ہوسکتی

ع این فضیلت بزور بازو نیست * تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ عنایت حضرت پروردگار عالم ہے اوسی شخص کو عطا کرتا ہے جسکو
اسکے قابل جانتا ہے کسیکو اپنے بندون مین سے چن لیتا ہے اور
اس فضیلت سے مخصوص کرلیتا ہے - ہان علاوہ اون برگزیدگان
مقرب بارگاہ کے اوس شخص کو بہی یہ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے جو
تعب ومشقت پر مداومت کرے اور صبر ورضا کو اپنا شعار کرے

محبت حکیم مطلق

فضیلت حکمت ازراہ اکتساب

جو جو تکلیفین پیش آوین اونکو جھیلکر اپنے مقصود کو حاصل کرتا رہے
اس لیے کہ اگر وہ ان مصیبتون اور مشقتون پر صبر نکریگا تو گویا راحت
طلب ہوگا اور راحت نہ کسی سعادت کا مادہ ہے نہ کسیطرح
کے کمال کا سبب ہے ۔ راحت طلب اور آسایش پسند وہی
شخص ہوگا جو کاہل ہو ایسا آدمی طبعی الشکل بہیمی الاصل ہے یعنے
صورت تو اوسکی آدمیون کی ہے مگر سیرت جانورون کی ہے
ایسے ہی آدمیون کا حکم غلامون اور لڑکون کا ہے بلکہ اونسے بھی
بدتر بلکہ وہ آدمی ہی نہین ہین یہ لوگ کبھی سعادت حاصل نہین کرسکتے
نہ اونکو سعید کہنا چاہیے ۔ عقلا و فضلا کی ہمتین کبھی اسطرف
متوجہ نہین ہوسکتین اونکی ہمتین بلند ہین ارادے عالی ہین طبیعتین
جودت پر ہین وہ ایسی پست حوصلگی کاہیکو کرنے لگے نگاہ اونکی
ایسے نشیب تک کیون پہونچے گی ۔ یہان تک خلاصۂ کلام تھا
ارسطاطالیس کا جسکو فقیر نے حتے الامکان صاف کرکے عرض
کیا ہے بے تکلف ترجمہ و محنت فقیر کی مقابلہ پر معلوم ہوگی حکیم اوّل
کہتے ہین کہ ہر چند انسان آدمی بنایا گیا ہے مگر ہمت اوسکی آدمیون کی
نہونی چاہیے بلکہ ہمت ایسی ہونی چاہیے جو مادۂ حیوانی سے
باہر ہوکر اوس مادہ کیطرف توجہ کرے جو مخصوص اوسیکے واسطے ہے

راحت پسند کمالکو نہیں پہونچتا

نقل قول حکیم اوّل ابو نصر فارابی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسکے ذریعے سے اوسنے جانوروں سے تمیز حاصل کی ہے حیوان ناطق
کہلایا ہے یعنے ہمّت کا لگاؤ بشریت کے جامے سے نہو جو کثیف و
چرک آلودہ ہے بلکہ ہمّت کا دارومدار نور صاف و شفاف پر ہونا چاہیے
جو اسے عطا کیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانیت کے مرتبہ سے بھی گھٹ کر
مردہ جانوروں کیطرح حسّ و حرکت سے معذور ہو رہے دست و پا
بستہ کرکے ایک مضغۂ گوشت بن جائے ہر چند بعد انتقال روح کے اوسکا
بھی یہی حال ہونیوالا ہے مگر جیتے جی مردہ بننا کیا معنے رکھتا ہے۔
زندگی مین تو زندہ رہنا ہاتھ پاؤن ہلانا چاہیے جتنی قوتین اوسکو عطا
کی گئی ہین اون سبکو حرکت مین لاتا رہے بیکار محض نہ کردے خدا
کی عنایت کو رائگان نکرے اس لیے کہ ہر چند آدمی خرد ہے مگر
عقل و خرد کی راہ سے سب سے بڑا ہے ہر چند مادہ کی راہ سے ذلیل
ہے مگر عقل کی راہ سے شریف ہے تمام عالم مین کوئی مخلوق اسکا
ہمپلہ نہین ہوسکتا یہی ایسا جوہر لطیف ہے جو سب مخلوقات کو اپنا
مطیع و فرمان بردار بنائے ہوئے ہے اپنے کمال و عقل سے رئیس بنا
ہوا ہے حکومت کرتا ہے ہر چند آدمی جسکو آدمیت سے موصوف
کرسکین شاذ و نادر مین ہو جسے کہ آدمی آدمی نہین بن سکتا
فقط محنت و مشقت کرنے سے جبتک خارجی استمداد اسکو نہ ملے مگر

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اس بہروسے پر بیٹھ رہنا کہ ہمارے امکان سے باہر ہے کاہلی اسکی کوشش کرین پست ہمتی کا نشان ہے۔ پس ضرور ہے کہ تنہا دنیا کی ثروت و حکومت پر تکیہ نکرے کمال بہم پہونچائے اسوجہ سے کہ روپیہ کا جمع کر لینا اور مال و زر کا حاصل ہوجانا ہر چند باعث رونق و عزت ہے مگر کچھ کمال کو زیادہ نہین کرتا جیساکہ شاعر کہتا ہے ؎ مرا تجربہ معلوم گشت آخر حال ✲ کہ قدر شخص بعلم است و قدر علم بمال ✲ پس دونو لازم ملزوم ہوگئے نہ تو بالکل ہمت کو تحصیل زر کی طرف متوجہ کرے ایسا کہ کمال سے غافل ہوجائے نہ بالکل تحصیل کمال مین غرق ہوجائے اور ضرورت مال کو مفقود کردے بلکہ کمال کے ساتھہ زر کا حاصل ہونا کمیاب ہے اکثر بیچارے معذور و مجبور درویش ہین مگر افعال ونکے کریمانہ ہین اور اکثر مفلس مفلوک ان شبنہ کو محتاج ہین مگر جود و سخا اونکی امیرانہ ہین اسوجہ سے حکیمون نے کہا ہے کہ سعید آدمیون مین وہی لوگ ہین جنکا ذاتی کمال ہے۔ بیرونی امداد کم ملتی ہے سوا افعال محمود کے برے افعال اونسے ظاہر نہین ہوسکتے اس لیئے کہ اکثر افعال بد اقتدار ہی سے سرزد ہوتے ہین یہانتک قول حکیم اوّل کا ترجمہ تہا جو مسلسل عرض کیا گیا دوسرے مقام پر کہتے ہین کہ تنہا فضیلت کا جان لینا کافی نہین ہے بلکہ جبتک فضیلت کی معرفت

بیکار ہے مال بیکمال

بے زر و نیز کمال بیکار ہے

اول کا دوسرا قول ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حاصل کرے اوسکا عمل بھی کرے اسیوجہ سے اخلاق کو حکمت عملی کہتے
ہین آدمیون مین بھی بہت سے اقسام کے لوگ ہین بعضے امور خیر
و برکت پر راغب ہین مواعظ و نصائح اونمین اثر کرتے ہین انکے تعلّم
سے کمالات بڑہاتے ہین مگر ایسے لوگ کم ہین بعضے ایسے ہین کہ آتنا
مادّہ تو اونکا نہین ہے کہ تنہا موعظہ و نصیحت سے متاثر ہون بلکہ
جبتک خوف نہو وعد و عید سے ڈرائے نہ جائین دلون پر اونکے
ہیبت و رعب طاری نہو ہرگز افعال بد ترک نکرین خصائل حمیدہ
کبھی حاصل نکرین بعضے اقسام آدمیون کے ایسے بھی ہوتے ہین جو
تنہا وعد و عید پر بھی نہین مانتے جبتک کامل تہدید و تنبیہ نہو
اور تیغ آبدار ہر ایک کی گردن کو قطع نکرے بعضے خیار بالطبع
یعنے نیک بخت و نیک طینت ہین بعضے کم بخت و بد طینت بعضے
شریعت کی نکوئی پر مائل ہین بعضے رسم و رواج کی خوبی کے خواہان
ہین جو لوگ شرع ظاہری کی راہ سے افعال نیک کرتے ہین اونکی
مثال حکما کے نزدیک اوس لقمہ غذا کی ہے جو گلے مین پھنس جائے
پانی پینے سے اور زور پڑنے سے اوتر جائے پس اونکی پابندی ظاہری
بھی بعد امتداد اوسکے اصلی و حقیقی ہوجاتی ہے ۔ اور اون لوگون
کی مثال جو شرع کے پابند نہین ہین بلکہ رسم و رواج جاہلانہ کو مقدم

آدمیون کے کمالات کے اقسام

خیار بالطبع

مثال ظاہری نکوئی کی

سمجھتے ہین اوس پانی کے گھونٹ سی ہے جو گلوگیر ہو جائے کہ وہ کسیطرح حلق سے نیچے نہین اوترتا بے ہلاک کیئے ہوئے یعنے اونکو یہ گزر ملکہ حاصل نہوگا بلکہ فقط رسم ہی کے پابند رہجائینگے اور کوئی تدبیر اونکے علاج کی نہین ہے جو شخص نیک طینت ہے وہی خدا کے نزدیک محبوب ہے اور خداوند کریم اوسکا کفیل و رہبر ہے ہر طرحکا فائدہ بھی اوسی کو پہونچ سکتا ہے نیک بخت لوگون کی تین قسمین ہین اوّل وہ لوگ ہین جنکی خو بوین روز ولادت سے سعادت داخل تھی تربیت بھی عمدہ پائی حیا و کرم کا اصلی مادہ موجود تھا عمدہ صحبت اونکو حاصل ہوئی اصحاب اخلاق نیک سے افعال و اعمال سے متاثر ہوئے شریر صحبتون سے بھاگتے رہے دوم وہ لوگ ہین کہ ابتدائے حالت سے تو اونکی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ بچپن مین خراب تربیت پائی تھی صحبتین بھی اچھی نتھین مگر عقل و تمیز رکھتے تھے اچھے برُے کو پہچانتے تھے لوگون کے افعال حمیدہ کو دیکھکر پسند کرتے تھے برُے افعال کے نتیجون پر تنبیہ حاصل کرتے تھے رفتہ رفتہ اب اونکے رذائل زائل ہوگئے کمالات بڑہتے گئے ایسے لوگون کو چاہیے کہ زیادہ کوشش اس امر مین کرین کہ عادات نیک سے اسخ ہو جائین رتبۂ حکما پر پہونچ جائین اعمال

مثال جاہلان پابند رسوم

اقسام نیک طینتون کے

نیک بختون کی قسم اول ابتدا سے

قسم دوم جنکی بچپن مین تربیت خراب تھی اور اصلاح اونکی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وافعال اونکے صحیح و درست ہوں علم اونکا کامل رائے صائب ہو جائے سوم وہ لوگ ہیں جو از خود کمالات کے تحصیل مین کوشش نہین کرتے بلکہ مارے باندہے تادیب شرعی اور تعلیم حکمی سے مجبور ہو کر افعال نیک کرتے ہین دنیا کی ملامت سے ڈرتے ہین ایسے لوگ کمال تک بہت کم پہونچتے ہین پس حکمت اخلاق زیادہ تر قسم دویم کے لوگوں کو مفید ہے اور اونہین کو زیادہ تر اس علم سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اہل شقاوت کے اقسام بہت کثرت سنے ہین مگر چونکہ علم اخلاق کو اونسے کوئی بحث نہین ہے نہ وہ اس سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین اونکی درست کرنیوالی اور پابند حکمت رکھنے والی حکومت ہا سلطنت ہے

واللہ اعلم یہان تک بیان کر کے حکیم صاحب نے اختصار کرنا چاہا اس ارادے مین تھے کہ حرف رخصت زبان پر لائین مگر بادشاہ نے پھر مخاطب فرما کے اجتماعات کا سوال کیا

مارے باندہے کی تادیب کی ہے

تخصیص حکمت اخلاق کی قسم دوم سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بیان اجتماعات مردم و شرح احوال تمدن

سوال بادشاہ نے حکیم صاحب کی تعریف کی اور فرمایا مین چاہتا ہون کہ بیان اقسام اجتماعات کی بہی توضیح و تشریح فرمائیے جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ بندگان حضور کی تکلیف کے خیال سے مینے ترک کرنا چاہا تہا مگر حضور کا اشتیاق ایسا کہان ہے کہ ترکِ مطالبِ حکمت و اختصار لذائذ روحانی کو گوارا کرے اسوجہ سے کہ لذت حکمت سے حضور کا قلب محظوظ ہو چکا ہے فقیر بہی تعمیل ارشاد مین دریغ نکریگا اب اپنے مطالب عرض کرتا ہون قبل اسکے کہ اقسام اجتماعات و شرح احوال تمدن گزارش کرون بعض مطالب تمہیدی کا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تا طبیعت عالی جو دوسری جانب متوجہ تہی اسطرف متوجہ ہو حل مطالب بہی حظِ وافر حاصل ہو — ضرورت تمدن اور معنی تمدن کو فقیر گزارش کر چکا ہے اور حضور کو معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا کے انتظام مین تمدن ایک لازمی شے ہے جسپر دارومدار نظم عالم ہے اور اوسی مرکب حالات انسانی کو تمدن کہتے ہین اور یہ بہی ظاہر ہے کہ ہر مرکب کی خاصیت جدا ہوتی ہے اور حکم بہی اوسکا علیحدہ ہوتا ہے ہیئت بہی اوسکی دوسرے عنوان کی ہوتی ہے اسیوجہ سے

تمہید مطالب تمدن

ضرورت تمدن اور معنی تمدن

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اجزاء متفرد مین وہ حالت پیدا نہین ہوسکتی جو مرکب مین ہوتی ہے
اسیطرح اجتماع اشخاص انسانی مین بھی از روئے تالیف و ترکیب کے
حیثیت جدا ہو جاتی ہے جو حیثیت ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ
حاصل ہوتی ہے وہ مجموعی حالت پر نہین رہتے بلکہ اجتماع کی صبغت جماعت
و ماہیت و ہیأت اور ہے اور تنہا تنہا کی اور مگر از بسکہ یہ جماعت
بھی مرکب اشخاص مختلف الامزجہ سے ہے اور ہر شخص مین بہ نسبت
دوسرے کے کسی نہ کسی بات مین فرق ہے تو اقسام اجتماعات مین بھی
فرق ہونا چاہیے - پس انسان مین عام طور پر دو ہی قسم معلوم
ہوتی ہین یعنے یا نیک ہین یا بد تو اجماعات مین بھی دو قسمین ہوگئین

تفاوت حیثیت اجتماعی بہ نسبت منفرد

یا جماعت کا سبب امر نیک ہے یعنے اچھی باتون پر باہم اتفاق
کیا ہے یا بری باتون پر قسم اول کو اصطلاح حکما مین مدینۂ فاضلہ
کھتے ہین اور دوسری قسم کو مدینۂ غیر فاضلہ - مدینۂ فاضلہ کی ایکہی
قسم ہے اسوجہ سے کہ وہ تو مرکب نیک آدمیون سے ہے نیکی ایکہی
قسم کی ہوتی ہے ہان مدینۂ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین اول یہ کہ اجزاء
مدینہ یعنے جماعت کا کوئی شخص علم و استعداد و کمال قوت ناطقہ سے
بہرہ مند نہو بلکہ سب کے سب جاہل بے لکھے ہون کچھ بھلے برے نتیجونکو
نہ سمجھتے ہون مارے باندھے جمع ہو گئے ہون ظاہری باتین سنی سنائی

تقسیم اجتماعات ملکی

پر عمل کرتے ہون جیسے ہندوستان کے بعض ادنے قومونمین پنچایت کا
کا دستور ہو گیا ہے کہ دُھنیا جولاہے کنجڑے درزی وغیرہ جمع ہوکر
ایک جماعت بہم پہونچاتے ہین اپنی قوم کے بہلے بُرے کا فیصلہ خلاف
عدالت وحکمت وانصاف جیسا جیمین آتا ہے کر لیتے ہین کچہہ اونکو
غرض شرائط عدالت ونصفت سے نہین ہے بلکہ وہ اس مطلب کو جانتے
بہی نہین اوسی طریقے کو عدالت وانصاف سمجہتے ہین حکماء اخلاق اسکو
مدینہ جاہلہ کہتے ہین دوم وہ گروہ ہے جو مادۂ عقل وتمیز وقوت
ناطقہ رکہتا ہے نیک وبد کی شناخت کر سکتا ہے مگر نہ ویسی تحقیق
کے بلئے پر بلکہ رسمی وعرفی طریقے سے باہم شرائط عدل وانصاف
بجالاتا ہے اوسیقدر پابندی اونکی نمونہ تمدّن دکہاتی ہے جیسے بعض
قصبات واطراف مین برادری کا دستور قرار پایا ہے بغیر اتفاق
کل جماعت کے کوئی امر تازہ نہین کرتا مگر نہ اوس طور پر جیسا مقتضا
تمدّن کے اصول کا ہے ایسے گروہ کو حکماء اخلاق مدینہ فاسقہ کہتے
ہین سوم وہ گروہ ہے جو بسبب نقصان قوت فکر کے غلط اور
فاسد خلاف حکمت کے قانون وقاعدہ بنائے ہوئے اپنی قوم
کو اوسکا پابند کئے ہوئے ہے اوسیکو فضیلت جانتا ہے کیسا ہی
کوئی حکیم عاقل مدبر کیون نہو مگر اونکے اوس طریقۂ خاص مین داخل نہو تو

مثال پنچایت اور مدینۂ جاہلہ کی

برادری کی مثال اور مدینۂ فاسقہ

مدینۂ ضالہ کی مثال

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اونکے نزدیک وہ نکما اور بیکار ہی ہر گز اوسکے قول و فعل کو معتبر نہ جانین
گے مثال اوس گروہ کی اس زمانہ مین بہت کثرت سے موجود ہے حکما
ایسے اشخاص کا نام مدینہ ضالہ یعنے گمراہ کرنیوالا گروہ رکھتے ہین - بہر طور
ہر ایک تینوں قسموں سے بہت سی قسمین رکھتا ہے اور ہر ایک کا انداز
جدا گانہ ہے اونکے اقسام کا شمار بہی دشوار ہے اس وجہ سے کہ شر کی
قسمین بے حد و بے انتہا ہوا کرتے ہین ہر نئی ترکیب سے ایک نیا فرقہ
پیدا ہو جاتا ہے سلف سے آج تک کی تاریخ عالم دیکہنے سے اس امر کی
توضیح ہو جائیگی تعدد و تکثر ایسے فرقوں کا ہر زمانہ مین خوب روشن
ہو جائیگا خصوصاً اوس قسمین جب تاریخ حکما و اہل کمال کی سیر کریگا
الحاصل کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ مدینہ فاضلہ مین بہی اقسام مدینہ غیر
فاضلہ کی رل جائین بسبب اون وجوہ و اسباب کے جو مابعد مین
مفصل عرض کئے جائین گے ایسی قسموں کو جو فاضلہ مین غیر فاضلہ
ہو جائین نوابت یعنے اوگنے والے کہتے ہین - ہر چند ہمین ازروے
علم محاسن اخلاق کل مدینہائے غیر فاضلہ کے اقسام کا بیان کرنا اور
اوسکے وجوہ و اسباب کا ذکر کرنا ضروری تہا مگر جب تک اون
گروہ بد کی معرفت کامل ہو گی کیونکر انسان اپنے گروہ کے نقایص
زایل کرکے مدینہ غیر فاضلہ کو فاضلہ کر سکیگا - پس جاننا چاہیے کہ

شر کی اقسام کی حد نہین

مدینہ فاضلہ مین اکثر اقسام کا پیدا ہونا

مدینۂ فاضلہ اصطلاح حکما اخلاق مین اوس اجتماع قومی کا نام ہے جو امور نیک
و افعال خیر کے حاصل کرنیکے واسطے آمادہ و مستعد ہو اور حتی الامکان شرور
اور برائیون کو لوگون سے زائل کرے اور جتنے اشخاص اس گروہ مین شریک
ہونگے وہ سب باہم دو چیزون مین ضرور متحد ہونگے اول راے مین
اسواسطے کہ سب کی راے جب تک نیکی و خیر کی طرف مائل نہو گی
اور سب کے سب ترویج و اشاعت امور نیک پر آمادہ نہونگے
تب تک اونہین مدینہ فاضلہ سے کیونکر موسوم کرینگے تو ضرور ہوا
کہ اوس تمام گروہ کی راے ہمہ تن ایک ہی بات یعنے اجراء امور خیر کیطرف
متوجہ ہو دوم فعل مین اونکو باہم متحد ہونا چاہیے اسوجہ سے جسقدر
لوگ اوس گروہ مین فرض کیے جائینگے وہ سب اعمال صالحہ سے
متصف ہونگے اور فعل بہی اونکا یہی ہوگا کہ افعال و اعمال نیک لوگونکو
سکہائین اور اوسکی ترویج کی تدبیرین اور راہین حسب مناسبت
زمانہ پیدا کرین اور جو چیزین ضروری ہون بطور علت مادی کے ہون
جیسے تخت کیواسطے لکڑی یا فاعلی کے ہون جیسے بڑہی یا صوری
کے ہون جیسے چارپائی اور تختے اون سبکو آمادہ و مہیا کرین اور
اوس سے علت غائی ابنی جیسے تخت پر بیٹھنا حاصل کرین مگر
ایسے اتفاق کو یہ امر لازم ہے کہ راے و فعل اونکا از روئے ذاتیات

اتفاق راے

اتفاق در فعل

اتفاق در ذاتیات

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کی بھی متحد واقع ہو یعنے خود ہر ایک شخص کی رائے اصلی امور مبدا
و معاد و اعتقاد اصول مین ایک ہو اسطرح سے کہ جملہ اشخاص فرداً فرداً
ایکہی قسم کا اعتقاد رکھتے ہون ۔ مذہب حق کے جسکو وہ حق جانتے
ہون یکسان پابند ہون ۔ افعال مین بھی باہم متفق ہون سب
طالب کمال ہون پابند حکمت و تہذیب ہون ۔ سب عقل کا
پیرایہ رکھتے ہون شرائط عدالت و سیاست کے پوری پورے
ادا کرتے ہون تاکہ افکار بھی اونکے یکسان واقع ہون ۔ اختلافات
واقعات و تغیّرات زمانہ مین مستقل رہین لغزش قدم و قصور
فہم سے اونکی رائے لغزش نکرے مگر ایسا مشکل ہے کہ سبکی عقل
و فہم برابر ہون اسلیے کہ قوّت تمیز اور مادّہ ادراک ہر شخص کا
مختلف ہوتا ہے کسیکو عقل و تمیز بہ نسبت دوسرے شخص کے
زیادہ ہے اور کسیکو کم ہے سابق مین مفصل بیان کیا گیا ہے
کہ خداوند کریم نے طبایع انسان کے مختلف پیدا کیے ہین
ہر ایک کو دوسرے کی نسبت ایک قسم کا کمال زیادہ ہے
اسکی وجہ بھی گذارش کی جاچکی ہے کہ اگر سب یکسان خلق
کیے جاتے تو انتظام ممکن ہنوتا پس جماعت کی حالت مین
بھی ہر طرحسے برابر اور مساوی ہونا مشکل ہے بلکہ مذہب مین بھی

اتفاق ذاتی اشخاص

تفاوت مراتب اشخاص جماعت

ایسا ہی ہے بلکہ ایسے لوگ جنکی نظرین سلیم عادتین مستقیم ہین تائید
ربّانی شامل حال ہے وہ بہت کم ہین بلکہ عزیز الوجود مگر اسقدر ضرور
ہے کہ کلّی اعتقادات اصول مذہب مین — جو اونکے امثال و اقران
مین بحسب اشتراک پائے جاتے ہون متحد ہون تا کہ اختلاف عقیدہ اصل
اتفاق مین خلل واقع نہو محبّت والفت جو جزو اعظم اتفاق کا ہی جاتی نرہے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نفس انسان مین بہت سی قوتین سمجھنے بوجھنے کی
ہین جنکے ذریعے سے امور جسمانی و روحانی کا ادراک کرتا ہے جیسے
وہم فکر خیال حس مشترک وغیرہ یہ قوتین کسیوقت گھٹ جاتی ہین
کبھی بڑہ جاتی ہین کبھی صاف و شفاف ہوتی ہین کہین بسبب کثافت
اخلاقی و خباثت نفسانی کے تیرہ و تار ہو جاتی ہین جیسا کہ اپنے
مقام پر مفصل مذکور ہے مگر یہ کہ جا ہے جس حالت مین ہون سوتے
جاگتے اوٹھتے بیٹھتے کسیوقت معطّل و بیکار نہین ہوتین اپنا اپنا
کام کرتے رہتے ہین ہان اون امور مین انکو دخل بالذّات نہین ہے
جو محض تصرّفات نفس کے متعلق ہین جیسے معرفت اصلی مبدا و
معاد وغیرہ کی کہ اسکا تعلّق بالذّات نفس سے ہے ہر چند نفس بھی
بذریعہ انہین قوتون کے ادراک کرتا ہے مگر فرق یہ ہی کہ ایسی صورت مین
نفس بطور حکومت و ریاست ان قوتون سے کام لیتا ہے جیسی

نفس انسان کی قوتین

سمجھنے بوجھنے کی قوتین

حالت خواب مین ان کا استعمال

تصرفات نفس کی

اوسکی ضرورت وخواہش ہوتی ہے ویسی ہی مناسب صورتین اور
نقشے کھینچکر اوسکے سامنے حاضر کرتی ہین تب نفس انکے ملاحظہ مین
مصروف ہوتا ہے جو تصویرین بواسطہ جسمیات ومحسوسات بطور
عکس پردار کے عالم تصور مین حاصل ہوکر روبرو نفس متشکل ہوتی ہین
اونہین کو دیکھکر وہ حکم مناسب دیتا ہے اسوجہ سے کہ نفس حقیقی کے
معارف کا مرتبہ بہت بڑا ہوا ہے وہ خود کب متوجہ ہوسکتا ہے
ایسی چیزونکی طرف پس اس بناپر وہ تصویرین جو جسمیات سے
حواس اور لگاؤ سے اوتری ہین جسقدر نفس کے معارف کے قریب
ہونگے لطیف وپاکیزہ ہونگی جتنی اوس سے بعید ہونگی کم مرتبہ ہونگی
پس جسقدر جسکے قوائے مدرکہ جسمانی صاف وشفاف ہین اوتنی ہی
اوسکے معارف مبدء ومعاد ہی بڑھے ہوئے ہین اور اوسیقدر اوسکے
افکار بہی صائب ہین خلاصہ یہ ہے جتنا جسکا تصرف نفسانی بڑہا ہوا ہے
اوتنا ہی اوسکا ادراک لطیف وپاکیزہ ہے اور اوتنی ہی اوسکی رائے
صائب ومفید تمدن ہے - ایسے لوگون کی جماعت کو جنکے قوائے
ادراک صاف ولطیف ہون جماعت حکما وفضلا کہتے ہین
اور جو لوگ انسے اس کمال مین پست وکم مرتبہ ہین تصرف عقلی اور
قوت مدرکہ اونکی گھٹی ہوئی ہے وہم وخیال پر اونکا دارمدار ہے

مقدمۂ علم حکما کا جسمیات سے ماخوذ ہونا

لطافت ادراک قوائے مدرکہ

تعریف جماعت حکما وفضلا

جلسۂ پنجم قانون تمدن

فرق درمیان حکما و متوسطین

وہ اون امور کا ادراک نہین کرسکتے جو لطیف و پاکیزہ و نازک ہین
ہرچند حکما کے گروہ مین بھی ایسے اقسام موجود ہوتے ہین اور
قوت وہم و خیال اونکی یہان بھی اسیطرح ادراک کرتی ہے مگر
فرق یہ ہے کہ وہ لطیف و پاکیزہ و قرین عقل خیالات کو تسلیم کرلیتی
ہین اور خیالات فاسدہ سوداویہ و وہمیہ خالصہ کو لغو و بیکار
سمجھتے ہین اعتنا بھی اونکی طرف نہین کرتے جب اس گروہ ثانی کی
قوت ادراک اوس درجہ کی نہین ہے تو معرفت حقیقی بھی اونکی اوس

ایمان متوسطین کا عقلی نہین

درجہ کی نہوگی اور اجراے احکام بھی اونکا ویسا نہوگا ہرچند معرفت
مبدا و معاد مین یہ درجہ بھی بشرطیکہ متوسط حال مین ہو کافی
سمجھا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اوسطرح کا کمال ہر شخص کو بسبب
کمی و زیادتی مادہ عقلی کے جسکی تفصیل کئی مقام پر گزارش
کیجا چکی ممکن نہین ہے اکثر گروہ مردم اسی قسم مین داخل ہین —
مگر اوس درجہ تک نہین پہونچتی اور نہ اوتنا ایمان انکا سمجھا جاسکتا ہے

اہل معرفت

ہان اسی قسم مین یہ بھی صاحب معرفت کہلائینگے انکا نام بھی اصطلاح
حکمت مین اہل معرفت ہے اب ایک تیسرا گروہ جو بالکل
وہمیات پر دار و مدار کئے ہوئے ہے محض خیالی معرفت پر مطمئن
بیٹھا ہے مبدا و معاد کو بھی جسمیات کیطرح قیاس کرتا ہے

اصحاب تسلیم

محسوسات ہی پر نظر ہے اس سے زیادہ معرفت حاصل نہین کر سکتا
انکا نام محاورہ حکما مین اصحاب تسلیم ہے چوتھا فرقہ ان سے بھی پست ہے
اونکی قوّت مدرکہ بالکل تاریک ہے تصرّف نفسانی گویا کہ ہوتا ہی نہین
دور دور کے خیالات اور مشابہات بعید پر معرفت کا مدار رکھتے ہین
بعض احکام جسمانیات کو مانتے ہین مگر حقیقت تک نہین پہونچتے۔

مستضعفین و سست معرفت

ان لوگون کو مستضعف و سست عقیدہ کہتے ہین ان چارون

چارون قسمون کی معرفت کی مثال

فرقونکی مثال اسطرح سمجھنی چاہیے کہ ایک چیز کے دیکھنے والے چار
آدمی ہین ایک شخص تو اوسکی حقیقی ماہیت سے واقف ہے اور
اصل شے کو دیکھ رہا ہے اوسکے نکات اور دقائق کو سمجھتا ہے
دوسرا فقط اوسکی صورت دیکھ رہا ہے سوا ہاتہ پاؤن ظاہری
باتون کے کچھ نہین جانتا تیسرا اوسی صورت کے عکس کو آئنہ
مین یا پانی مین دیکھتا ہے چوتھا اوسکی تصویر نقاش کی کھینچی
ہوئی دیکھ رہا ہے وعلی ہذا القیاس مگر انسان کے حالات از روے

اختلاف مراتب معرفت کا ایک شخص مین

معرفت کے یکسان نہین رہتے جسقدر تکمیل ہوتی جاتی ہے
معرفت بڑہتی جاتی ہے تو کسی ایک قسم مین ہمیشہ نہین رہ سکتی تو
انکو اس بنا پر مقصر و مستضعف بھی نہین کہنا چاہیے جیسا کہ اوّل
باب تمدّن مین عرض کیا گیا ان یہ قسمین اوس صورت موجودہ

تشخیص مستحق

کیواسطے ہین جو وقت تشخیص موجود ہون بلکہ حضرت محقق یہ فرماتے ہین کہ جب کمالات نفسانی اور عقول انسانی مختلف ہوتی ہین ہر ایک کا ماؔدہ ادراک برابر نہین ہے تو معرفتین بہی مختلف ہونگی ہر شخص اپنے فہم کے موافق کمال چاہتا ہے اور بقدر

تکمیل بقدر ماؔدہ قبول

اپنی قوت کے کامل ہوتا ہی تو اوسکو مقصؔر کیون کہین گے بلکہ رجوع سب کی ناموس کی طرف یکسان ہے بلکہ ناموس جو ہے وہین تکمیل ہے بمقتضاے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ جسمین جتنا ماؔدہ پاتا ہے اوتنا ہی اوسکو کامل کرتا ہے پس ہر شخص کی قوت مدرکہ بہی جتنی اوسکو اصل مین دی گئی ہے یا اوسنے از روے اکتساب حاصل کی ہے اوتنی ہی رہے گی اور ناموس بہی اوتنی ہی تعلیم کریگا جتنا اوسکا ماؔدہ فہم دیکہے گا یہی وجہ ہے کہ کبہی کلمات محکم ارشاد

وجہ اختلاف خطبون بیان اصحاب ناموس

کرتے ہین کبہی متشابہ جیسا آدمی سوال کرنیوالا دیکہتے ہین ویسا ہی جواب دیتے ہین مسئلہ توحید مین بہی کبہی تنزیہ صرف بیان کرتے ہین کبہی تمثیل و تشبیہ کے ساتہہ جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے خطبون کے دیکہنے سے بخوبی ظاہر ہے فقیر نے بہی دو مثالین ذیل ترجمۂ قول ارسطاطالیس مین گذارش کی ہین اسیطرح معاد مین بہی ارشادات ہین سے یہی طریقہ حکماء متقدمین کے بیان کا بہی تہا

جلسۂ پنجم قانون تمدن

طریقہائے افہام و تفہیم حکما

کبھی دلیل و برہان کے ساتھہ مطلب کو ذکر کرتے ہین کبھی بے دلیل
ایک قول مسلم پر قناعت کرتے ہین اوسکا اقناعی نام رکھتے ہین کبھی با
مضامین شاعرانہ مین مطلب کو ادا کرتے ہین اونہین قضایائے شعریہ
سے موسوم کرتے ہین جیسا تاریخ حکما کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے

معنی اقناعی و قضایائے شعری

ایجاد نظم کی حکماء متقدمین نے اسیواسطے کی تہی اور صاحب وصاف نے
بہی بعض تاثیرات شعری کو اسی بنا پر ذکر کیا ہے اسی اصل مطلب
جسطرح سے نکالتے دیکہتے ہین ویسی ہی تقریر کرتے ہین اوسی عنوان
سے سمجھا دیتے ہین جو سائل کی حیثیت عقل وفہم کے موافق ہو

وجہ اختلاف مذاہب

فقیر نے بہی ادب سخن مین کسیقدر عرض کیا ہے۔ جب یہ امر
صاف طور سے ظاہر ہوگیا کہ ہر شخص کا فہم جداگانہ ہے تو اسی
سے یہ وجہ بہی معلوم ہو جائیگی کہ لوگ مختلف العقیدہ کیون
ہین اور دنیا مین کیون اسقدر مذہب پہیل گئے مگر عاقل و مدبر

حاکم کو مذہبی تعصب نچاہیے

مدینہ کو ہرگز اعتنا اور خیال جزئیات اوضاع کا نکرنا چاہیے بلکہ
اقتدا ناموس کی کرنی چاہیے دیکہیے پروردگار عالم جسے ناموس
اکبر کہتے ہین ہرگز ان باتونکا لحاظ نہین فرماتا برابر یکسان معاملت

معاملت پروردگار کا یکسان ہونا کل مخلوق سے

بندون سے کرتا ہے ہان خصوصیات مین کچہہ فرق ہی تو وہ
داخل معاملات عام مین نہین ہے اسیوجہ سے حکما و فضلا

کو کبھی تعصب و دشمنی نہین ہوتی کسی مذہب کا آدمی ہو اونکو بحث نہین
ہرچند وہ خود اوسکا پابند نہو بلکہ اوسکے مخالف طریقے مین ہو مگر اوس
مخالفت و منازعت نکریگا اور نہ ہی چھیڑ چھاڑ اس صورت مین نکریگا
بلکہ حکما کے نزدیک اختلاف ملتون اور مذہبون کا ایسا ہے جیسے
کہانیکے اقسام بہت ہوتے ہین کوئی نمکین ہے کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا
ہے کوئی کڑوا وغیرہ وغیرہ - یا کپڑے کے اقسام کوئی موٹا کوئی مہین کوئی
ملایم کوئی سخت - حالانکہ اونکے نزدیک جملہ اقسام لباس کا نتیجہ بدن کا
چھپانا ہے اور ہر قسم کے ذایقۂ طعام کا نتیجہ کہا لینا - پس جو رئیس ایسے
گروہ مختلف العقیدہ کا ہو اوسکو یہ لازم ہے کہ ہرگز کسی کے مذہب
و ملت سے متعرض نہو بلکہ ہر شخص کے پورے پورے ارکان کو ادا
ہونے دے اور مساوی طور سے سبکے ساتھہ سلوک کرتا رہے -
اپنی حکومت سب پر قایم رکھے ہرچند خود اونکا از روے مذہب ذاتی
مخالف ہو اسیطرح رئیس اوسکو لازم ہے کہ تمام قومونکو باکیدیگر رئیس و
مرؤس کرے اور ہر ایک کو دوسرے کی نسبت چند خصوصیات کے
ساتھہ مخصوص کرے تا آنکہ مراتب ایسے لوگون تک پہونچے جو قابلیت
ریاست مطلقانہ رکھتے ہون بلکہ محض غلام سیرت ہون اسوجہ سے کہ
سب گروہ مراتب مین مختلف ہوتی ہین ہر درجے کے لوگون کی عادات

جملہ مذہب نزدیک حکما یکسان ہین

رعایت مذہب ہر شخص کی [illegible]

[illegible]

علیحدہ ہوتی ہے پس عالم مین جتنے اقسام کے لوگ ہین وہ سب اپنی
اپنی قسم مین ایک ایک گروہ ہین اور مدینہ کا اطلاق ہر قسم کی جماعت پر
کیا جاتا ہے — یہ تفاوتِ مراتب جماعت بھی از روے خلقت ہی
اور اقتدا بے نسبت الٰہی کے جسے حکمت خلق کہتے ہین جب یہ گروہ
اپنی حدود مدینہ سے قدم باہر نکالینگے اور اوس گروہ کے افسر و
رئیس کی پیروی و تعمیل احکام سے انحراف کرینگے تو باعث اونکی تباہی
و بربادی و زوالِ عزت و اقبال کا ہوگا سو جہ سے کہ ایسی حالت مین لازم ہے
کہ قوت ناطقہ و عقل و فہم مین کمی واقع ہو اور قوت غضبی بڑھ جاے
آپسمین ایک دوسریکا دشمن ہو جاے دوسرے کے زوال نعمت کا طالب ہو
ذرا ذرا سی بات پر لڑنے بھڑنے لگے ادنے ادنے امر و نیز مخاصمت
پیدا کرے اپنی قوم کا آپ درپے ذلت ہو —— ہر چند خود اپنی ترقی کا
سبب دوسرے کی زوالِ نعمت کو جانتا ہو مگر فی الحقیقت وہ اپنی
ہی واسطے مضرتین پیدا کرتا ہے ایسی حالتمین زیادہ تر سبب برہمی نظم
مدینہ چند چیزین ہوتی ہین اوّل تعصب یعنے اپنی بات پر ہٹ دہرمی
کرنا اپنی ہی راے خراب کی پیروی کرنا اپنی ہی افعال کو اچھا سمجھنا
اپنی برائیون پر مطلع نہ ہونا اپنی جہل و نافہمی پر قایل ہونا اپنی حاجت
و مطلب کے سامنے دوسریکا فائدہ زائل کرنا اپنے ادنے منفعت

نقصانات گروہ شکنی

اسباب تباہی و بربادی باہم قوم کے

کیواسطے دوسریکا نقصان کثیر کرنا وغیرہ وغیرہ دوم عناد یعنے بغض و عداوت کرنا کسیکے درپے آزار و ایذا رسانی ہونا غیر کا عمدًا نقصان کرنا دوسرے کی آبرو ریزی چاہنا اوسکی ذلّت و رسوائی کا خواہان ہونا اوسکی فلاح و بہبود پر تالّم و تأسّف کرنا وغیرہ سوم مخالفت مذہب یعنے مذہبی باتون اور مذہبی طریقون کو وسیلہ کرکے اپنے غضب کو ظاہر کرنا غیر مذہب کی عبادات و اعمال مین ایک وسیلۂ مذہبی بہم پہونچا کر تعرض کرنا - اونکی عبادتون کے مقامات مخصوص کی اہانت کرنا اونکے طریقۂ عبادت پر مضحکہ کرنا اونکے رسوم و عادات کا مزاحم ہونا — اپنے طرق عبادت کو عمدًا بلا ضرورت ایسے انداز سے ادا کرنا جو دوسرون کی اذیّت و تکلیف و ہیجان طبیعت کا باعث ہو وغیر ذلک اور بہت سے ایسے اسباب قوّت غضبی سے پیدا ہوجاتے ہین جنسے نفاق پیدا ہوجاتا ہے اتفاق ٹوٹ جاتا ہے آپس مین پھوٹ پڑجاتی ہے تمام قوم پر آفت آجاتی ہے پھر اوس اجتماع کا قایم کرنا نہایت دشوار ہوجاتا ہے جیسے تدبیر حفظ صحت آسان ہے اور علاج سوء مزاج اعضاے رئیس مشکل ہے - ایسی ہی لوگ اس بات کے منتظر رہتے ہین کہ خدا نخواستہ رئیس پر کسیطرح کی آفت آئے تو از سر خود رئیس ہوجائین بادشاہ حاکم کی کسیطرح کی شکست ہوجائے

مخالفت مذہب

نفاق کا مٹانا مشکل ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

مذمت طوائف الملوکی

طوائف الملوکی پیدا کرین آپ بادشاہ بن بیٹھین فوری اور ظاہری منافع کو جلوہ دیکر ایک گروہ ناعاقبت اندیش کو اپنا مرید وہم طریقہ کرلین — مثال اسکی یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص بادشاہ حقیقی وخداوند علی الاطلاق کو چھوڑ کر ایک بت بنائے اور لوگون کے اوہام فاسدہ مین اوسکا خدا ہونا راسخ کر کے پجانا شروع کردے تاکہ اپنی ذاتی رونق ومنفعت پیدا کرے — خلاصہ یہ کہ ایسے ہی اسباب جمع ہونیسے گروہ ٹوٹ جاتا ہے تخالف پیدا ہوجاتا ہے اتفاق معدوم نفاق معلوم — بلکہ زیادہ غور وفکر سے دیکھیئے تو دنیا کے جتنے مذہب ہین خواہ وہ حق ہون یا باطل ضرور کسیقدر اصول یا فروع مین باہم مشابہ ہین اسکا سبب یہی ہے کہ جملہ اقسام کے ہزارہا مذاہب ایک مذہب حق سے نکلے ہین کسی نہ کسی اصل مین

کل مذاہب باطلہ کا مذہب حق سے پیدا ہونا

تفاوت کر کے نیا مذہب بنالیا گیا ہے زیادہ توضیح اس فقرۂ مجمل کی ہر قوم کے اصول مذہب دیکھنے سے اور تاریخ عالم کے ملاحظہ سے واضح ہوگی پیرایۂ اخلاق سے یہ مدعا باہر ہے اکثر کتابین مخصوص اسی بیان کیواسطے مختصر ومطول لکھے گئے ہین — ایک ظاہر دلیل اس مطلب کی یہ ہے کہ اگر کچھ بھی مذہب حق مذاہب باطلہ مین شریک نہ ہوتا تو ہرگز کوئی مذہب مرغوب نہ ہوتا اسوجہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کہ باطل کی تو حقیقت و بنیاد ہی کچھ نہین ہے بغیر شرکت حق جلوہ
نہین دکھا سکتا - بالآخر مدینہ فاضلہ جسکی تفصیل سابق مین گزارش
کی گئی ہے اگرچہ اقصائے بلاد مین منتشر و پراگندہ ہو مگر سب باہم
متحد ہین اور ہمیشہ ایک دوسرے کی صلاح و فلاح کا جویا رہتا ہے اسوجہ
سے اگرچہ ظاہر مین بعد المشرقین ہے مگر نور حکمت و پرتو محبت
قلبی برابر پہونچتا رہتا ہے اور ہر خورشید جہان آرائے علم و حکمت
نے طلوع کیا اُودہر تمام قلوب مصفا کو روشنی پہونچ گئی - اسوجہ سے
جو بادشاہ علم و حکمت کا ہے جسے ناموس و اساس کہتے ہین
تمام روئے زمین کے معتقدین پر برابر ریاست و حکومت کرتا ہے
اور اشخاص دور و دراز برابر اطاعت فرمان برداری مین کمر ہمت
کو محکم باندہے ہوئے ہین ہان اسقدر ضرور ہے کہ پہلے تو وہ اصول
مسائل ناموس ایسے قائم کرین جو ہر مقام پر مستعمل ہو سکین پہر اوسکے
فروع و انواع مین ہر مقام کی مصلحت کو مقدم کرکے از روئے
تصرف کے ایسے احکام جاری کرین جو اوس مقام کے مناسب حال
ہون تاکہ تغیرات حالات و مناسبات سے اصل حکم مین مخالفت
واقع نہو اور فروع احکام کی تعمیل مضر نہو - یہی علت ہے کہ حکمائے
متقدمین فرماتے ہین دین و ملک توام ہین یعنے دین ہی عقل و حکمت کا

اتحاد مدینۂ فاضلہ تمام عالم مین

وجہ حکومت ناموس تمام روئے زمین پر

اصول احکام ہمیشہ یکسان رہتے ہین

دین و ملک توام ہین

جلسۂ عجم قانون تمدّن

پابند ہے اور اوسکی تائید و تسدید کرنیوالا ہے اور بادشاہی بہی اوسی کا
سپہدار اور ترویج دینے والی ہے جیسا بادشاہ عجم حکیم فرس اردشیر
بابکان ایران اپنی وصیت مین لکہتا ہے کہ ملک و دین دو توجڑوان
بہنین ہین کہ ایک بے دوسری کے تمام نہین ہوتی جیسے چہت کسی
مکان کی بے بنیاد نہین ٹھہر سکتی اور بے ستون کے قائم نہین ہوسکتی
اسیطرح ملک بے دین کے اور دین بے ملک کے تباہ و برباد ہین الحاصل
جسطرح دوری و بعد مسافت مدنیہ فاضلہ کے لوگون مین معتبر نہین ہے
اسیطرح زمانہ کا اختلاف بہی معتبر نہین جا ہے سیکڑون برس کا درمیان
مین فاصلہ واقع ہو مگر سب ایکہی حکم مین داخل رہینگے اسوجہ سے کہ
ہر چند اون لوگون کا زمانہ متحد نہ تہا مگر رائے اونکی او نظر اونکی
تو ایک غائت کیطرف تہی اور ہمکو کام اتحاد نتیجہ سے ہے نہ اختلاف
زمانہ سے اسواسطے کہ تغیر جزئی جو مخلِ اصل مدعا و مقصود مین نہو کچھہ
مضر نہین ہے ۔ اسیوجہ سے جو تصرّفات حاکم موجود حاکم سابق کے
احکام مین بحسب مصلحت کرتا ہے اونکا اعتبار نہین کیا جاتا اور اس تغیر
و تبدل سے مخالف قرار نہین دیے جاتے بلکہ فی الحقیقت وہ مکمل
اور پورا کرنیوالے اوسیکے قانون کے ہین جیسے ایک بادشاہ بنابر
مصلحتِ وقت ایک حکم دیتا ہے پہر مصلحت بدلنے پر دوسرا حکم

قول حکیم فرس اردشیر

تمام ہونا دین کا بے ملک اور ملک بے دین کے

وجہ اتحاد مدینہ فاضلہ مع زمانہ

دو حاکم مختلف باہم متحد ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

> اتحاد احکام مثال شرعی

دیتا ہے تو یہ حکم ثانی فی الحقیقت مخالف اوسکے نہین بلکہ اس حیثیت سے کہ مدار دونون کا مصلحت پر تھا متحد و مشترک ہے اسواسطے کہ اگر یہ مصلحت اوسوقت مین موجود ہوتی یا وہ حاکم اس وقت مین موجود ہوتا تو یہی حکم دیتا مثال اسکی شرعی یہ ہے کہ جیسا حضرت علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مین مکمل توریت کا ہون نہ مُبطل اور پیغمبر اخر الزمان علیہ السلام کے احکام بہی ایسی ہی ہین کہ تتبع وقت و مصلحت گویا تکمیل اوسی مقصود کی کرتے ہین جو توریت و انجیل کا تھا دنیاوی مثال بہی موجود ہے کہ ہر وقت مین ہر بادشاہ کے احکامات بدلا کرتے ہین تو وہ بہی آپسمین معارض نہین ہین بلکہ منشا اون سبکا ایکہی ہے ہان اون لوگون کی فعال مین البتہ تخالف و تعارض ہوتا ہے جو صورت ظاہری کو دیکہتے ہین اصل مطلب کو نہین سمجھتے ایسے ہی لوگ مخالف بہی جانتے ہین

> اتحاد احکام مثال دنیاوی

> تفصیل ارکان مدینۂ فاضلہ

بالآخر ارکان مدینہ فاضلہ کے پانچ ہین رکن اوّل وہ جماعت ہے جو مدبّران ملک ہون قوت تعقل مین کامل ہون آرائے صائبہ اونکی حد کمال کو پہنچ گئی ہون حالات و واقعات ملکی پر نظر اونکی برابر پڑتی ہے تغیرات و تبدلات کے وجوہ و اسباب پر غور و فکر کرتے ہون ہر امر کی حقیقت پر مطّلع ہون رموز و اسرار سلطنت کے جاننیوالے ہون نظام شاہی کے مکمّل و محافظ انکو اصطلاح حکما مین فاضل کہتے ہین

> رکن اول افاضل علماء افاضل

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اونکے واسطے تحصیل قوّت نظری و حکمت عملی و دیگر ملکات انفسانی
ضرور ہے خواہ بذریعہ تحصیل علوم ہیئت و فلسفہ طبیعی و ہندسہ و حکمت
اخلاق وغیرہ حاصل کیا ہو یا بذریعہ سوہبت و عطیت خواہ وہ رازداران
ناموس ہون خواہ واقف اسرار سلطنت رکن دوم وہ جماعت
جو مرتبہ مین بعد اوس جماعت کے ہے انکا کام یہ ہے کہ جو احکام
مجلس صدر افاضل سے جاری ہون اونکو اپنے ماتحت و عام رعایا
تک پہونچائین اور اطاعت و فرمان برداری اہل شہر و اہل مملکت مین
کوشش کرتے رہین اونکی فہمایش و ترغیب مین کوئی دقیقہ اوٹھا نرکہین
زجر و عتاب بہی کرین خلعت و انعام بہی دین اپنی خوش کلامی و نرم
زبانی سے پراگندہ ہونے دین اگر مملکت و سلطنت کی راہ سے دیکھیں
تو یہ حکّام اعلے اطراف اضلاع و بلاد کی شان ہے اگر ناموس کی راہ
سے دیکھیے تو یہ علما و فقہا و مجتہدین وغیرہ کی شان ہے اس رکن کو
حکماء تمدّن ذوالالسنہ کہتے ہین یعنے صاحب زبان ہو وجہ سے کہ
گویا یہ زبان ہین مجلس صدر کے یا اسوجہ سے کہ تالیف و ترتیب رعایا
اونکی زبان سے متعلق ہے — انہین علوم فصاحت و بلاغت و
خطابت و کتابت و انشا و کلام و علم احکام و مسائل و قوانین
و ضوابط کا جاننا ضرور ہے رکن سوم وہ گروہ جو قوانین عدالت و

رکن دوم

جماعت ذوالالسنہ

علوم لازمی رکن دوم

رکن سوم

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مقدران مملکت

رکن چہارم

واحکام مجلس العالیہ و اصحاب رکن دوم کے اجرا و ترویج مین کوشش کرین اور جسقدر لینے دینے مین ضوابط رعایا کیواسطے معیّن کیے گئے ہون اونکو پورا کرین بقدر ضرورت حقوق رعایا و حقوق سلطانی کی رعایت امور حادثہ و اتفاقات واقعہ کی حفاظت کرین جہگڑے بکہیڑے جو رعایا مین بسبب ترک شرائط انصاف واقع ہون اونکا فیصلہ کرین اگر اونکے امکان سے باہر ہو تو صدر اعلا تک پہونچائین مملکت کی راہ سے تو یہ لوگ حکّام متوسّط منصف قضایا و محصّلان خراج و عمّال و اہل دفتر اور جو جو اونکے متعلق ہین اور ناموس کی راہ سے مفتی و قاضی و معلم و امام جماعت وغیرہ ہین ایسے لوگونکے واسطے علوم حساب و ہندسہ و مساحت و طب و نجوم و احکام و قانون و جزئیات اوسکے لازمی ہین - ایسے لوگون کو اصطلاح علم تمدن مین مقدّران مملکت کہتے ہین یعنے معیّن کرنیوالے احکام و حدود کے رکن چہارم ایسی جماعت جو ان تینون قسمون سے علاوہ ہے اور اونسے مرتبے مین کم ہے انکا کام حفاظت و حراست دین و دولت کی اور ممانعت اشخاص مدینۂ غیر فاضلہ کی ظلم و تعدّی سے تعمیل اوامر رکن اول و رکن دوم و رکن سوم کی محفوظ رکہنا اموال و ارزاق رعایا کا جاری کرنا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حدود و قصاص کا وصول کرنا خراج شاہی کا حسب الحکم چہوٹے
چہوٹے مفسدون کا رفع کرنا وغیر ذلک مملکت کی راہ سے یہ
لوگ فوج نظامی سپاہی ملازمان نظم شہری وغیرہ ہین اور ناموس
کی راہ سے محصّلان زکوۃ و معین اونکے ہین ایسے اشخاص کو فنون
شجاعت سپہگری بگدہری-شہ سواری برچہیتی پہکیتی-بکیتی
گول اندازی-تیراندازی وغیرہ وغیرہ لازم ہین رکن پنجم وہ گروہ
عام رعایا کا ہے جو رزق مخلوقات کے بہم پہونچانیمین کوشش کرتے
ہین اور اونکی تدابیر شایستہ بجالاتے ہین خواہ بذریعہ تجارت مختلف
مقامات پر پہونچاتے ہین خواہ غلّہ کے بونے جوتنے پیدا کرنیمین سعی
و کوشش کرتے ہین خواہ اوسکا اہتمام و انصرام کرتے ہین خواہ
اوسکے اسباب مہیا کرتے ہین یا یہ وہ لوگ ہین جو ضروریات عام کو
بہم پہونچاتے ہین جیسے لباس-غذا-آلات-اوزار-صفائی ہو راحت
رسانی-خدمتگذاری وغیرہ خواہ ازروے معاملات کے خواہ
ازروئے صناعت و پیشہ کے جیساکہ آداب طرق تحصیل معاش تدبیر
منزل جلد اول کے ذیل مین مفصلاً گذارش کیا گیا ایسے لوگون کو
وہ علوم لازم ہین جو اونکی صنعت و تجارت و ملازمت کو بعنوان
مختلف لازم ہون جیسے جرّاثقال-نتائج اقلیدس-عمل تجارت

فنون لازمی رکن چہارم

رکن پنجم اور علوم لازمی

اسباب و آلات ضروری عام قسم کے

مرکب ہونا ارکان جماعت کا

فرع علم فلاحت بعض تاثیرات نجوم بعض اجزا علم طب بعض اوّلیات حساب و دیگر فنون متعلقہ اوسکے اس گروہ کو اصحاب حکمت مالی جماعت کہتے ہین علاوہ ان پانچ رکنون کے ایک قسم وہ بھی ہے جو انسے مرکب ہو خواہ دو سے خواہ تین سے - زیادہ تفصیل اسکی جلسۂ ششم سے واضح ہوگی جب فقیر ارکان اجتماعات مردم کو عرض کر چکا تو اوسکے ساتھ بیان کرنا اس امر کا بھی مناسب جانتا ہی کہ سلطنت اس گروہ کی اور حکومت اسکی کسطرح ہو سکتی ہے اور اوسکے اقسام کتنے ہین اور ہر ایک کے شرائط کیا ہین پس پوشیدہ نرہے کہ ایسے گروہ کی سلطنت جنکے یہ اقسام و ارکان عرض کیے گئے چار حال سے ممکن ہے اوّل یہ کہ از سر خود صاحب حکومت و اختیار بادشاہ مقتدر موجود ہو اور وہ ان سبکو اپنے زیر حکم رکھے - ہر ایک رکن کو اوسکے کمال کے ساتھ نسبت دیتا رہے - ہر ایکے مراتب و حدود و شرائط عدالت قایم کرے ایسا شخص نہین ہو سکتا مگر وہ شخص جو ان چار حالتون مین سے کسی ایک کو حاصل کرتا ہے پہلی صفت اعلے درجہ کی تو یہ ہے کہ حکمت سے متصف ہو یعنے ہر چیز کے حقائق پر از روئے حقیقت و اصلیت کے مطلع و آگاہ ہو تاکہ حوادث و اتفاقات مین وقت و حالت

ریاست بنفسہ اور اسکے شرائط فاضلہ وہ

شرط اول حکمت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وجہالت لازم نہو دوسری تعقل تام کہتا ہو یعنے اگر حکمت کا درجۂ
کامل حقیقی حاصل نہو تو قوت عقل وفہم اوسکی اس درجہ کی ہو کہ ہر وقت
توجّہ اور التفات کے نہایت آسانی کے ساتھ ادراک حقائق کر سکے
اور فہم مطالب وتصور نتائج مین اوسکو کسی قسم کی دقت کرنی نہو ۔
جیسا فضیلت تعقّل اقسام ماتحت حکمت مین مفصلاً گزارش
کیا گیا ہے تیسری جودتِ اقناع یعنے نہ تو وہ حکیم بالفعل
ہو نہ قوت تعقّل مین ایسا مدرک سریع رکہتا ہو کہ بر فور حادث ہونے کسی امر
تازہ کے بلا تردّد وتامّل اوسکے نتیجے پر مطّلع ہو جائے از روئے صحت
ووثوق کے بلکہ اسیقدر اوسکی قوت خیالی کافی ہو کہ نتائج اشیا کو بطور
تخیّل واقناع کے سمجہ سکے ہر چند پورا یقین حاصل نہ کر سکتا ہو ۔
فرق ان تینون مین یہ ہے کہ حکمت تو اصطلاح حکما مین ہر چیز کی غایت کے
حاصل ہونیکو یا حاصل کرنیکو کہتے ہین پس وہ خود غایت اور نتیجہ ہے اور تعقل
اوس قوت کا نام ہے جس سے غایت اور نتیجہ بالذّات تو حاصل نہو مگر
اوسکے واسطے اور وسیلے سے حاصل ہو جائے تو اب تعقل تام
مودّی الی الغایت ہو گا ۔ اور جودت اوسی شے کو کہتے ہین
جو واسطہ تحصیل شرائط غایت کا ہو اگر زیادہ تفصیل اس سے
مطلوب ہو تو مباحث ابتدائی تمدّن کو جو بطور تمہید واصول موضوع

شرط دوم تعقّل

شرط سوم جودت اقناع

فرق تینون شرطون کے معنون مین

زیادت حکمت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

نتیجۂ کلام

کے لکھے گئے ہیں دیکھنا چاہیے جو ستھے یہ کہ دفع پر قدرت رکھتا ہو
یعنے بعد ادراک مطالب کے اون امر حادث کے زوال کی تدبیر
کر سکتا ہو خواہ بذریعہ قوای جسمانی خواہ بقوت روحانی و تدابیر نفسانی
ایسی ریاست کو ریاست حکمت کہتے ہیں دوم یہ کہ سلطنت ایسے

قسم دوم

گروہ کی کسی ایک بادشاہ قادر و توانا جامع اوصاف مذکورہ کے متعلق
تو نہو مگر کوئی ایسا گروہ جو مجموعاً ان اوصاف کا جامع ہو حکومت و ریاست

سلطنت جمہوری

کرے یعنے ایک شخص اونمین حکیم ہو ایک عقیل ایک جواد ایک دافع
مگر یہ چارون ملکر ایک ذات ہو کر حکومت کرین تدبیر مدینہ مین
سعی و کوشش بجا لائین ہر ایک ونمین سے اسطرح اپنے کام کو ادا

مثال اتحاد

کرے جیسے ایک جسم کے چار عنصر یا بدن کے چار عضو رئیس یا ایک
آدمی کے دو ہاتھ دو پاؤن ایسے گروہ متحد و یکذات کی حکومت کو

قسم سوم

حکماے اخلاق ریاست افاضل کہینگے سوم یہ کہ یہ دونو ریاستین
مفقود ہون انمین سے کوئی اوّل یا دوم پائی نجاے بلکہ ایک
تیسرا رئیس پایا جاوے جو درجۂ اوّل کے رتبے کو نہ پہونچتا ہو اور

ریاست سلطنت

درجۂ ثانی کے اوصاف و شرائط سے بھی متصف نہو مگر ایسا ہو کہ
گذشتہ یا ہمعصر سلاطین جو صفات مذکورہ سے متصف ہون اونکے
طریقے کو برتے - اونین کی سیرت پر عمل کرے اونہین کے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

قسم چہارم سلطنت

اصول احکام پہ قوانین جاری کرے اونہین کے ضوابط کا پابند ہو
اپنی جودت طبیعت سے وہی پرداز اوٹھاے جو اون متقدمین کا
طرز تہا اور جو جو نئے نئے امر پیش آوین اونکو بہی اونہین کی حالات
و واقعات سے بطور مثال و عکس کے اخذ کرے اوسکے علاوہ دیگر
صفات جودت خطاب و قدرت دفع وغیرہ کا مستجمع ہو ایسی ریاست کو
سُنّت یعنے اقتدا اور پیروی کرنیوالی کہینگے چہارم یہ کہ اوصاف
اقتدا اور پیروی کے ایک شخص مین جمع نہون بلکہ اشخاص متعددمین
پاے جائین جیسا قسم دوم مین اصل صفات بحیثیت مجموعی پاے
گئے تہے انہین اونہین صفات کا پرتو پایا جاے اوس حالت کو
جو قسم اول و قسم ثانی مین تہے یہ گروہ ملکر اور ایکدل ہوکر بطور نقش ثانی
و تصویر عکسی کے ادا کرین ایسے لوگونکو صحاب سنّت کہتے ہین زیادہ تر
اس زمانہ مین بہی دو قسمین جلوہ پذیر ہین — مگر ممکن ہے کہ تتبع کرنے

پہیل جانا اقسام کا

کرتے بہی اخیر قسمین پہیل کر دو قسمین ہوجائین — یہ اقسام جو ریاستون کی
فقیر نے بیان کئے درجہ کمال اکابر و سادہ عظام و سلاطین فخام
مین پایاجاتا ہے اور جو اونسے کم ہین اونہین بہی اثر اوسکا ضروری ہے
جیسے کہ جنکی ریاستین بہت چہوٹی ہین اور تسلط واقتدار بہی اونکا
گہٹا ہوا ہے اونمین بہی یہ صفات و شرائط لازم ہین اور اونکو بہی

تفصیل لوازم تعلقداران ہندوستان

اقتدار یا ستمہائے حکمت وافاضل کی کرنی چاہیے بنظاہر اسی
قسم کی ریاستین ہندوستان کی عموماً اور اوودہ کے خصوصاً راجاؤن
اور تعلقدارون اور زمیدارون کی ہین اسوجہ سے کہ یہ لوگ ہرچند
رئیس خود مختار و بادشاہ ذی اقتدار نہین ہین بلکہ ایک حاکم انکیواسطے
دوسرا ہے مگر اپنی رعایا پر انکے اختیارات و تعلق رعایا کا انسے بہی
ویسا ہی ہے بہم رسانی وخبر گیری وحفاظت ورفاہ وخیر خواہی و
ترحّم وشفقت ومحبت ولطف اونکو بہی اوسیطرح لازم ہے جیسا

مناسبت تعلقداران عام خاص من وجہ سے

شاہون کو چاہیئے ہان انمین اور سلاطین ذوالاقتدار مین فرق نسبتی
ایسا ہے جیسا عام خاص مطلق اور عام خاص من وجہ مین لعنے
ایک حیثیّت سے تو وہ رعایا ہین بادشاہ کی اور دوسری حیثیت
سے بعض صفات بادشاہی رکہتے ہین یا یون کہا جاے کہ شکل اول
کے حدّاوسط ہین کہ نتیجہ بے اونکی توسّط کے برہان ودلیل نہین
ہوسکتا وغیر ذلک اسیطرح سے انتہا کل حکّام اونکی کی رئیس اعلیٰ

مثال شکل اول

کیطرف بالترتیب ہوتی ہے تا اینکہ انتہا رئیس اعظم کیطرف ہوگی
جوان سب رئیسون کا سردار ہوگا۔ اسوجہ سے کہ رئیسون کا

اسباب حکومت

استحقاق حکومت وامارت تین طرح سے ہوتا ہے (۱) یہ کہ
فعل کسی شخص کا غایت ہو دوسرے شخص کی جیسے سوار کو

جلسۂ پنجم قانون تمدن

سائیس کی ضرورت ہوتی ہے یعنے حیثیت ریاست اوسوقت مین
حاصل ہوتی ہے کہ جب کوئی کیسکی خدمت اور تعمیل کا مامور و محتاج
ہو تو وہ خدمت کرنیوالا اوسکا محکوم و مطیع رہیگا اور مخدوم اوسکی
اطاعت اور اپنی حکومت کے اسباب جمع کرلیگا۔ جیسی مثال مذکور
مین سوار رئیس ہے سائیس کا اور رسالدار رئیس ہے سوار کا یہی ترتیب
بادشاہ تک (۲) یہ صورت ریاست کی ہے کہ دونو رئیس و مرؤس
ایک ہی چیز کے طالب ہون مگر ایک شخص کو اونمین سے قوت اپنے
مطلب کی حاصل کرنیکی اور اپنے مقصود کے سوچنے سمجھنے کی اور
اوسکے حصول کے اسباب مہیا کرنیکی زیادہ ہو دوسرے کو اوتنی قوت
و قدرت حاصل نہو مگر جب قاعدہ اور راہ روّیہ اوسکا دیکھے اور سیکھے
اور اوسیکے طریقۂ حصول مطالب کے موافق خود بھی کاربند اور
اوسکی ہدایت و ارشادت و قول و فعل کا پابند ہوجائے اور اوسی کے
بتانے پر عمل کرے تو وہ بھی ویسا ہی نتیجہ پیدا کرلیگا جیسے مہندس کے
قواعد و علوم کے بتانے او سکھانے کے معمار محتاج ہوتے ہین ایسی
صورت مین شخص اوّل رئیس ہوتا ہے دوسرا مرؤس وہ حکومت
کرتا ہے یہ حکومت اوسکی اوٹھاتا ہے بسبب اپنے نقص کے اوسکی
اعانت و امداد و تعلیم کا محتاج ہے جبتک وہ نہ سکھائے یہ اپنی کسب معیشت سے

سبب اوّل ریاست

سبب دوم ریاست

مثال مہندس و معمار

جلسۂ پنجم قانون تمدن

محروم ہو ناچار فرمان برداری اوسکی کرتا ہی مگر اس قسم کی ریاست مین مراتب
بہت مختلف ہوتے ہین اوّل موجد وصناع سے لیکر مشاق وماہر تک
تھوڑی تھوڑی فوقیت پر مرتبہ کا تفاوت ہوجاتا ہے مگر سب سے
کم مرتبہ وہ شخص ہے جسکو قوتِ اخذ کم ہو اور خود اپنی طرف سے
کوئی بات پیدا ہی نکر سکے بلکہ فقط سکھائی پڑھائی باتون پر
عمل کرے جیسے ہندوستان کے معمار عمارت کے صحیح گوشے
نکالنے کیواسطے گیارہوین شکل اُقلیدس کے مقالہ اوّل کی
بناتے ہین اور اوسکو اپنے محاورہ مین تیلی اور بگون کہتے ہین اگر پوچھیے
کہ یہ کیا چیز ہے کیونکر یہ ثابت ہوتی ہے اور کسطرح سے اس سے
نتیجہ نکلتا ہے تو ہرگز نہین بتا سکتے۔ ایسا شخص جو بالکل مقلد
محض ہے قوت ماسکہ رکھتا ہے نہین خادم مطلق ہے کسیوقت
اسے قابلیت ریاست وامارت حاصل ہو ہی نہین (۳) یہ
صورت ریاست کی ہے کہ وہ شخص ایک ایسی چیز کی تحصیل مین
متوجہ ہو جسکا نتیجہ ایک تیسرے شخص کو پہونچتا ہو جو ان دونون
سے شریف وبلند مرتبہ ہو جیسے موچی اور چمار کہ یہ دونو گھوڑے کے
ساز بناتے ہین اور فائدہ اوسکا سوار کو پہونچتا ہے تو وہ دونو
سوار کے خادم ہین اور سوار مخدوم یہ قسم اکثر صناعت کے کرنی

اختلاف مراتب

معماروں کا شکل اقلیدس بنانا اور نہ سمجھنا

ریاست حصہ سوم

والون مین پائی جاتی ہے سمین بھی بقدر حیثیت و احتیاج مدارج مین اختلاف ہے - انہین وجوہ سے تدبیر منزل مین عرض کیا گیا ہے کہ ہر ایک کو ایک صنعت کرنی چاہیے کسلیئے کہ اگر ایک صنعت نہ کرینگے تو تین امر و نمین ایک مین ضرور نقص واقع ہوگا اوّل یہ کہ از روئے خلقت طبیعت ہر شخص کی ایک قسم کی صنعت سے بالطف خلق ہوتی ہے اوسکے مخالفت مین صنعت حاصل نہوگی محنت رائگان ہوگی دوم یہ کہ اگر دو صنعتون مین اشتغال کرینگے تو کسی مین مہارت حاصل نہوگی اور ایک مین بھی کمال پیدا نکریگا اسوجہ سے کہ ہمت انسان کی کامل طرحسے دو طرف متوجہ نہین ہوسکتی سوم ہر صنعت کا ایک وقت معین ہے اور ہر وقت ضرورت پر اوس خاص کام کی احتیاج ہوا کرتی ہے تو جب ایک شخص دو کام کریگا اور دونوکا وقت آجائیگا تو ضرور ایک مین حرج واقع ہوگا اور نتیجہ یہ ایک ہی کام کیطرف منجر ہو جائیگا - ہان اوسوقت مین ایک شخص کو دو تین کام کرنے چاہیئے جب طالبون کی مقدار کم ہو یا کام کرنیوالون کی کمی ہو جیسا اکثر قصبات و اطراف بلد مین ہوتا ہے - خلاصہ یہ کہ ان اسباب سے ریاست حاصل ہوتی ہے - ریاست اونہین کمالات

کثرت سبب ریاست کی

وجوہ تخصیص صنعت

ایک شخص کو ایک ہی صنعت کی ضرورت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مدینۂ فاضلہ تربیت شدہ

مدینۂ جاہلیہ کی چھ قسمین

اجتماع ضروری

کے ساتھ لازم ہے جو ذکر کی گئی اور مدینۂ فاضلہ ایسے ہی رئیسون کا مطیع ہوگا اب مین اون اقسام کو ذکر کرتا ہون جو ہر قسم کے مدینو کی ذیل مین پائے جاتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مدینۂ فاضلہ مین اکثر ایسے اشخاص بھی ہوتے ہین جو فضیلت کسی قسم کی نہین رکھتے بلکہ ادوات و آلات کی جگہ ہوتے ہین یعنے از سر خود اور بالذّات وہ اس قابل نہین ہین کہ فاضل کہلائے جائین مگر بسبب اسکے کہ زیر اختیار افاضل و تربیت حکما مین اونکی جماعت مکمّل ہوئی اور اونہین کے زیر اہتمام و انتظام رہی۔ امید ہے کہ کمال اصلی تک پہونچ جائین اگر باینہمہ اونکو کچھ بھی کمال حاصل نہوئے تو اوسوقت مین اونکی مثال اوس جانور کی ہوگی جسکی تربیت کسی عقیل و فہیم و مہذّب کے ظلّ عاطفت مین ہوئی ہو کہ بہ نسبت اوس جانور کے جو تربیت ناشایستہ پائیگا بہتر ہوگا **اما اقسام مدینۂ غیر فاضلہ** جسکی ماہیت مرکب اشخاص غیر فاضل سے ہو خواہ وہ جاہلہ ہو یا فاسقہ یا ضالّہ جیسا کہ مع امثلہ کے عرض کیا اونمین بھی ہر ایک کے بہت سے اقسام ہین پس مدینۂ جاہلہ کی چھ قسمین ہین ۱ اجتماع ضروری ۲ اجتماع نذالت و دنارت ۳ اجتماع خسّت ۴ اجتماع کرامت ۵ اجتماع تغلّبی ۶ اجتماع حرّیت **اجتماع ضروری** اوس قسم کے اتفاق کو کہتے ہین جو بغرض اعانت و مددگاری

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اکتساب معیشت و تحصیل قوت باہم ملکر قائم کیاجائے جسکے قیام کے
بغیر چارہ نہو جیسے کاشتکارونکا غول باہم ملکر کسی ضلع مین جوتے بوتے
ہین یا جلاہے باہم ملکر کپڑا بنتے ہین آپسمین کے ہم پیشہ سے مراسم رکھتے
ہین اونہین سے میل جول ربط واتحاد کرتے ہین اس قسم کے صدہا گروہ
ہین خصوصًا ہندوستان مین اسیوجہ سے یہ دستور قرار پاگیا ہے کہ ہرایک
کی ایک قوم ہوگئی ہے انمین بعض محمود وضروری جیسے فلاحت کی مثال
عرض کی گئی بعضے مذموم جیسے چورون ڈاکئون کا اتفاق بعضے بطریق
مکروفریب کے جیسے ٹھگون جعلسازون کے گروہ بعضے بطریق ہٹ
دہرمی وبے ایمانی کے جیسے مفسدہ پرداز مقدمہ لڑانے والے
وغیرہ خواہ ایک ہی قسم کے لوگون کا گروہ ہو یا مختلف مکاسب ملکر
ایک گروہ ہوجائے — ان لوگون مین بہتر وہ ہے جو اپنے غرض کسب
کو اچھی طرحسے حاصل کرے اور اپنی معیشت کے بہم پہونچانیمین زیادہ
مستعد وآمادہ ہو اور تدابیر شایستہ صرف کرتا ہو **اجتماع نذالت**
اوس گروہ کو کہتے ہین جو ازروے ثروت وتموّل وجاہ وحشمت
کے باہم اتفاق کرے اور غرض اوسکی اس اکتساب سے محض زیادتی
زروسیم وغیرہ ہو اور صرف کرنا اوسکا مقامات ضرورت مین ملحوظ
نہو خواہ بطریقۂ مناسب ہو خواہ بطریقۂ غیر مناسب جیسے ساہوکار

وجہ باہم ایک پیشے کی قوم ہوجانے کی

محمود و مذموم پیشون کی مثال

اجتماع نذالت

مہاجن ہنڈی وال

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مہاجن ہنڈی وال وغیرہ کہ غرض اونکی جمع اموال سے فقط زیادتی
ثروت ہے نہ نفع ضرورت - امین رئیس وہ شخص ہے جو سب سے
زیادہ ماہر اور صاحب ثروت ہو جیسے مہاجنون مین جگت سیٹھ وغیرہ
ایسے لوگون کے مکاسب یا اختیاری ہوتی ہین جیسے تجارت و اجارت
یا غیر اختیاری جیسے کہیتی وغیرہ - اجتماع خسّت اوس گروہ کا نام
ہے جو طلب معیشت مین فقط اونہین چیزون پر اکتفا کرین جنسے بدنکو
راحت و لذّت ملتی ہو اور سوا حظ طبیعت حاصل کرنیکے دوسرا فائدہ
مقصود نہ رکہتے ہون جیسے کہانا پینا زوجہ بہم پہونچانا مسخرہ پن کرنا
کہیل کود میں مشغول رہنا بیہودگی و حرکات فضولی مین اوقات
عزیز کو رائگان کرنا رات دن تماش بینی مین بسر کرنا دینا و دین
دونو سے غافل رہنا ایسے لوگون کا نام محاورۂ حکماء اخلاق مین
مغبوط ہے یعنے خوش حال و فرحناک - پس اس گروہ کا رئیس
بہی وہی شخص ہوسکتا ہے جو ایسی باتون مین اون سب پر فائق ہو
تماش بینی و ہزل مین یکتا ہو اسباب لذت کو زیادہ جمع رکہتا ہو اپنے
گروہ خاص کی ایسے امور مین زیادہ اعانت و استمداد کرسکتا ہو
اجتماع کرامت اوس گروہ کو کہتے ہین جو کرامت و بزرگی حاصل
کرنے مین باہم متفق ہو - خواہ قول کی راہ سے ہو خواہ فعل کی راہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کرامت مساوا

کرامت تفاضل

خواہ اون بزرگیون کو دوسری قسم کے گروہ سے حاصل کرین خواہ اپنے ہی گروہ مین ایک دوسرے سے اخذ کرے خواہ برابری کے درجہ مین یا کمی و بیشی کے ساتھہ۔ برابری اسطرح سے کہ مثلاً ایک شخص کسیوقت کوئی چیز دوسرکو دیدے اس غرض سے کہ دوسرے وقت مین ویسی ہی ایک چیز وہ اسکو دے اور کمی و بیشی اسطرح ہے کہ مثلاً ایک شخص کسیکو کوئی چیز اچھی اس غرض سے دے کہ وہ اوسکے معاوضہ مین اوس سے عمدہ اور بہتر اور نفیس چیز اسکو عطا کرے اس بنا پر کہ اون لوگون مین دستور اسکا قرار پاچکا ہے کہ ایسی چیز کا معاوضہ زیادتی کے ساتھہ کرتے ہین مثلاً باغبان کسی رئیس کے سامنے پہولونکو مرتب و مزیّن کرکے ایک گلدستہ بناکر یا ایک ہار گوندہ کر پیش کرے یا ڈالی لگائے اس امید پر کہ انعام حاصل کرے ہرچند مقدار قیمت اوس گلدستے اور ہار اور ڈالی کی بہت ہی کم ہو مگر وہ رئیس بمقتضائے رسم ضرور دہ چند دیگا ـــ اس قسم کی ریاست اکثر پانچ سببون مین سے ایک سبب سے حاصل ہوتی ہے اوّل جمع ہونا اور موجود ہونا اسباب کرامت و بزرگی کا دوم قوّت و قدرت قریبہ کہنا اونکے بہم پہونچانیکی بغیر زیادہ محنت و مشقت کے ـ جیسے کوئی شخص کسی قوم کا مخدوم ہو اور اون سے زیادہ وہ اونکا

مثال باغبان

اسباب ریاست کرامت

قوم کا کام نکالنا

امور مہمہ مین تکفّل کر سکے اور اونکے افکار سے اوسکے افکار زیادہ بکار آمد
اور منتج ہون **سوم** خود رئیس بالذات اپنی قوم کے امور کا تکفّل
تو نہین کرتا مگر اوسکی وقعت و عزت و نام آوری بہ نسبت دیگر باشندگان اوس
قوم کے برآمدکار کے ہے اسوجہ سے اوسکو رئیس بنالیتے ہین **چہارم**
یہ کہ رئیس قوم کو ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو۔ اور وہ اوسکی اطاعت و
فرمان برداری سے مجبور و معذور ہونگے خواہ بذات خود یا وہ
بذریعہ فوج و لشکر و کثرت معین و مددگار کی از طرح کی ہیبت قوم کو دہشت
حاصل ہو تو ضرور ایسے رئیس کی ہیبت اون لوگون کے دلون مین بہت ہوگی
یہان تک کہ اونکا عقیدہ اوسکی نسبت یہ ہوجائیگا کہ یہ شخص ہماری
ہر طرح کے نفع و نقصان پر قادر ہے اور ہم اسکی ایذا رسانی پر قدرت نہین
رکھتے بلکہ کلیۃً اونکا ایسا ہی خیال ہوگا کہ کوئی ہاتھ ضرر پہونچا ہی نہین
سکتا اور یہ سبکو ایذا دے سکتا ہے اسوجہ سے کہ یہ جماعت مدنیہ
جاہلہ ہے علم تو رکھتی ہی نہین جسسبب اوسکی قوت و قدرت کا
دریافت کرلے اور اوسکے حدود و اختیارات کو سمجھے۔ **پنجم** حسب یعنی
خود رئیس کو تو ایسی قوت غلبہ کی حاصل نہو مگر اوسکے آباؤاجداد
مین کوئی صاحب صولت و سطوت و اختیار ہوا ہو اور اوسنے
اپنا ڈنکا بجا رکھا ہو اپنی دہاک باندہ رکھی ہو یا نفع خلق کو بہم پہونچایا ہو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسکے بار امتنان سے وہ قوم اوسکو رئیس بنائے ہوے ہو وغیر ذلک —
ان پانچ اسباب مین سے کسی ایک کے بھی جمع ہونے سے ریاست حاصل
ہو جاتی ہے اگر دو تین جمع ہو جائین تو اور بھی زیادہ ریاست اوسکی
محکم ہو جائے — اور برابری کی حیثیت جو اوّل مین بیان کی گئی ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے بازار کے لین دین کے معاملات یعنی جتنا
کوئی اسکے ساتھ کرے اتنا ہی یہ اوسکے ساتھ — پس رئیس
انمین وہ ہوگا جو کامل طور سے معاملت مساوات پر قادر ہو اور
پورا پورا اس اصول کو برتے خلاصہ یہ ہے کہ ان سب صورتونمین
ریاست اوسی شخص کو حاصل ہوگی جو کرامت کی اہلیت و قابلیت
زیادہ رکھتا ہو خواہ از روئے حسب کے زیادہ ہو اگر اعتبار حسب
کیا جاتا ہو ہان اگر ریاست اوس شخص کی مسلّم رکھین جسکی ریاست
سے اونکو نفع زیادہ حاصل ہوتا ہو تو اوس شخص کو رئیس ہونا
چاہیے جو جود و احسان و بذل و عطا مین خلق کو فائدہ زیادہ
پہونچائے یا اپنے حسن تدبیر سے اونکی مدد کرتا رہے بشرطیکہ غرض
اوسکی اس فعل سے حصول کرامت ہو نہ کسی تحصیل لذت کے
سبب سے ایسا کرتا ہو — پس فرق کرامت و لذت مین یہ ہے کہ
کرامت اوسیکو کہینگے جو اپنے افعال نیک کرے اس غرض سے

ریاست حاصل در مساوات کرامت

عنوان ریاست کرامت

فرق درمیان کرامت و لذت اور بامر ایک کے معنی

خیال صاحب کرامت

کہ وقار و عزت و تعظیم و توقیر اوسکی زیادہ ہو اور شہرہ اوسکی نیکنامی کا
دور تک پھیل جائے اور اوسکے ہمعصر اوسکو اچھائی سے یاد کرین
ہمیشہ نام نیک باقی رہے۔ ایسے شخص کیواسطے یہ بھی ضرور ہوگا
کہ وہ اپنے احسان کیواسطے زر و مال کی احتیاج بھی زیادہ رکھتا ہو
اور اکثر ایسے شخص کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ جو کچھ مین صرف
کرتا ہون محض از روئے ملکہ جود و سخا کے ہے نہ از روے تحصیل
کرامت۔ مگر بہر طور اتنے بڑے اخراجات کیواسطے ضرور ہے کہ مداخل
کی بھی کثرت ہو پس مداخل مال اوسکے از روے خراج و محصول ارضی
کے ہون گے جنکو اپنے ماتحتون سے وصول کریگا یا اپنی قوم سے
بحیلہ و تدبیر حاصل کیا کریگا ایسے افکار کرتا رہیگا کہ کسیطرح رعایا و ماتحت
کے اموال کو حاصل کرون اور داخل خزانہ عامرہ کرکے اپنے اون
مصارف مین صرف کرون جنکے وسیلے سے عظمت و بزرگی
حاصل ہو لوگ مطیع و فرمان بردار رہین اسکی اطاعت مین سرگرمی
کرین اور پھر بعد اسکے اسکی اولاد معزز و مکرم ہو اور وہی حکومت
سلطنت جو اسکو حاصل ہوئی تھی اونکو حاصل ہو یا چند قسمین مداخل
مال کی اپنے مصارف کیواسطے خاص کرلیگا تا اُس مال کے ذریعے
سے اپنی ارادون کو پورا کرے اور کرامت و بزرگی حاصل ہو یا اپنے

خیال صاحب کثرت مداخل کیطرح صاحب کرامت

صاحب ریاست اقسام تحصیل

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

رسم و راہ درمیان روسا

ہمعصر بادشاہون کے ساتھہ کرامت کرے بخیال بدل و معاوضہ او نسے مراسم بڑہائے اونکی رضاجوئی کا طالب رہے تا وہ بہی اسکے امور کے متکفّل ہون - ایسا رئیس ضرور ہے کہ تجمّل و زینت مین بہی اہتمام کرے لباسہائے مزیّن - خلعتہائے زر نگار - تاجہائے مرصّع - تختہائے طاؤسی - فرش ہائے اطلسی - خدّام زرین کمر - سپاہ جرّار - عمارتہائے عالی - قلعہائے متعالی - دولت سراہائے رفیع - قصرہائے منیع - بہم پہونچائے تاکہ وقعت اوسکی لوگونکی نگاہون مین زیادہ ہو - ابّہت و جلالت و عظمت و فخامت حد درجہ کی حاصل ہو اکثر لوگ باریاب در دولت نہونے پائین سوا دربارہائے مخصوص و جشن عام کے اجازت عام حضوری کی نہ دے تاکہ باعث زیادتی ہیبت کا موجب ریاست اسکی مسلّم اور مستحکم ہوجائے اور طریقے اسکے طرز معاشرت کے خلق پر شائع ہوجائین تو جملہ سلاطین و ہم مرتبہ اوسکی اقتدا کرین اوسی کے افعال کے متبع ہون مگر یہ بہی ضرور ہے کہ ایسا بادشاہ ایسے لوگون کے بہم پہونچانے مین سعی کوشش کرے جو اہل کمال و صاحب الفن کی ہون اور اونکی قدر و منزلت مین بقدر اونکے کمال کے ترقی کرے خلعتہائے خسروانی مثل مقسام لباس اسپ و شمشیر و زر و

تجمّل و زینت سلاطین

تلاش اہل کمال

قدر افزائی اہل کمال

جاگیر کے اوسکو عطا کرے تاکہ اپنے ہمچشموں مین عزت اوسکی زیادہ ہو اور قدردانی و کمال پروری بادشاہ کا شہرہ ہو ہر شخص کے دلمین تحصیل کرامت کا شوق ہو اہل کمال کی کثرت ہو اسیوجہ سے ہمیشہ اہل صاحب کرامت کو وہی شخص کی قدر و منزلت بہی زیادہ ہوگی اور اوسی کو قرب بارگاہ شاہی حاصل ہوگا جو اسباب کرامت کی ترقی کے اونکا عرض کرتا ہے — یہ قسم جو فقیر نے گزارش کی اس مدینہ کی عمدہ اقسام سے ہے بلکہ نہایت مشابہ ہے مدینۂ فاضلہ سے تا اینکہ اکثر لوگ مدینۂ فاضلہ اسیکو کہتے ہین خصوصاً وہ حکما جنکی نگاہ مین نفع خلائق و منزلت ریاست بڑہی ہوی ہے اور فی الحقیقت یہ قسم اگر فضائل حکمت کی پابند ہے تو بیشک مدینۂ فاضلہ مین شمار ہے ہان اگر کرامت مین زیادہ انہماک و اہتمام ہے اور حدّ اعتدال سے متجاوز ہوگئی ہے حالت افراط بہم پہونچائی ہے تو جبار کی حد مین آجاتی ہے اور مدینۂ تغلبیہ مین داخل ہوجاتی ہے — **اجتماع تغلّبی** اوس گروہ کو کہین گے جسکے اتفاق کی غرض یہ ہو کہ باہم ملکر کسی دوسرے پر غلبہ حاصل کرین تو اوس گروہ مین وہی لوگ شامل ہونگے جو اس نیت و ارادے مین شریک ہون خواہ کم خواہ زیادہ۔ اس گروہ کے بہت سے اقسام ہین بعضون کی غرض محض حکومت و استیلا کی ہوتی ہے کہ لوگون کو

مدینۂ فاضلہ

افراط و تفریط کرامت

اجتماع تغلبی

اختلاف اغراض بسبب اجتماع اہل تغلب

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اپنا مطیع و فرمان بردار کرین ذرا بھی کوئی سر اوٹھائے تو اوسے پسپا کرکے گھر بار اوسکا تخت و تاراج کردین۔ سبب اجتماع انکا اشتراک محبّت تغلّب ہے لذّت انکی اسمین ہے کہ کسیکو ذلیل کرکے خود نشان انانیّت بلند کرین اپنی قدرت و قوت کو مخلوقات خدا کی نگاہ مین ظاہر کرین۔ اسیوجہ سے اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ اگر کسی مطلوب شے پر بغیر جبر و قہر کے دست رس ہو ہی جاتا ہے تو اوسپر توجہ نہین کرتے اور اوس سے منفعت حاصل نہین کرتے جیسا کہ تاریخ سلاطین کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے خصوصًا اون بادشاہون کی سیر جنھون نے عزم دور دراز کئے ہین اور بڑے بڑے ملکون پر چڑھائیان کین ہین ہندوستان کی تاریخ سے بھی یہ امر کماینبغی واضح ہے اگر خوف تطویل نہ ہوتا تو دو ایک بادشاہون کی مثالین فقیر عرض کرتا۔ بلقیس کے قصّہ مین بھی اسیطرف اشارہ ہے آلحاصل بعضے اقسام اس گروہ کے ایسے بھی ہین جو کید و فریب کو دوست رکھتے ہین اور اپنے ان افکار کے ذریعہ سے حصول تغلّب کا چاہتے ہین بعضے ایسے ہین کہ ایسے تدابیر کو پسند نہین کرتے بظاہر او بالاعلان غلبہ حاصل کرنیکو مرغوب رکھتے ہین بعضے دونو طریقون کو عمل مین لاتے ہین بعضے ایسے بھی ہین کہ اگر کسیکے مال یا سلطنت پر نظر

سبب اجتماع اہل تغلب

لذت اہل غلبہ

تصدیق تاریخ سے

غلبہ از روئے مکر و فریب

غلبہ ظاہری

ڈالتے ہین اور اوس پر تسلط حاصل کرتے ہین تو بے اسکے کہ اوس سے جنگ و جدل کرین قبض و تصرف پسند نہین کرتے بلکہ ٹوک کے لڑتے ہین سوتے کو جگا کر ہشیار کر دیتے ہین تب معرکہ آزمائی کرتے ہین اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک حالتِ غفلت مین تسلط و قلع قمع کرنا بزدلی و نامردی ہے بلکہ لطف ہمین جانتے ہین کہ وہ بھی اپنے دل کا حوصلہ نکال لے اسکی لذت اونکے دلمین زیادہ تر ہوتی ہے۔ اسکا سبب یہی ہے کہ طبیعتین اونکی قہر پسند ہین اور کسیطرح کی مجبوری اور معذوری کو گوارا نہین کرتے۔ ایک یہ بھی دستور ان لوگون کا ہے کہ اپنے گروہ کی مغلوبی پسند نہین کرتے بلکہ جہانتک ممکن ہوتا ہے آپسمین ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہتے ہین وقت پر مدد دیتے ہین ایسی جماعت کا رئیس وہی شخص ہو سکتا ہے جو جبر و قہر و غلبہ مین اونسے زیادہ قوت و قدرت رکھتا ہو فوج و سپاہ و سامانِ جنگ زیادہ جہتیار رکھتا ہو مقابلہ و مقاتلہ مین غلبہ حاصل کرنے کے اسباب اوسکے پاس بہت ہون۔ اصلی سیرت ایسے شخص کی یہ ہے کہ تمام مخلوقات خدا کا وہ دشمن ہے۔ انکے قاعدے اور قانون بھی ایسے ہی ہین جو اونکے غلبے و تسلط کو زیادہ کرین اور اوسکے موانع کو مسدود کرین آپسمین تفاخر و مباہات کرین فخر یہی اوسی شخص کو ہوگی جسکے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

غلبہ وتصرف کے مقدار از روے سختی ودشواری وشمار کے زیادہ ہوتے
ہیں انکے غلبے کی تین چیزین ہین اوّل تدبیر شایستہ جنکا نتیجہ غلبہ ہو
دوم قوت وقدرت جسمانی یعنے خواہ وہ خود قوی ہیکل پہلوان بہادر ہو
خواہ فوج وسپاہ اوسکی جوانمرد - جنگ آزما - معرکہ آرا - جری - سور
ساونت - تیغ زن - صف شکن - قلعہ گیر - صاحب شمشیر -
قواعد دان - رستم دستان - سام ونریمان - افراسیاب زمان
اسفندیار دوران ہو سوم سلاح حربی - توپ - بندوق - تیر
تفنگ - شمشیر - زرہ - جوشن - بکتر - چار آئینے - دستانے -
جہلم - خود - نیزہ - گرز - وغیرہ نہایت آبدار وشرر بار رکھتا ہو یا دو
چیزین اوسے حاصل ہون - اس قسم کے لوگون کے اخلاق - ظلم پسند
جفا شعار - سخت دل - بے رحم - قسی القلب - زود رنج -
غضبناک - مغرور - متکبر - حریص - طمّاع وغیرہ ہین کہانا بہت کہاتے
ہین - اسباب فربہی وزور آوری وفنون سپہگری کو بہت دوست رکہتے ہین
ایسی ہی چیزون کو پسند کرتے ہین - اکثر عیّاش تماشبین بہی ہوتے ہین
اور اوسکے حاصل کرنیمین بہی غلبہ وجبر وقہر کو پسند کرتے ہین اور اونہین کے
وسیلے بہم پہونچاتے ہین - اس گروہ کے تمام اقسام خواہ بظاہر حالت
غلبہ مین ہون خواہ مغلوب ہون یکسان ہین خواہ مراتب مین مساوی

عمدگی سپاہ کی

اخلاق اہل غلبہ

عیش پسند ہونا اہل غلبہ کا

مساوی ہونا اقسام غلبہ کا

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اختلاف ارباب غلبہ

ہون خواہ مختلف مساوات اور اختلاف اونکا یہ ہے کہ غلبہ مین زر و زور
کثرت اور قلت کے مساوی ہون یا قرب و منزلت سلطانی مین
برابر ہون یا رائے و تدبیر مین ہمپلہ ہون یا یہ کہ اوس گروہ مین ایک
شخص جبار و قہار ہو اور باقی سب اوسکے معین و مددگار ہون —
خواہ وہ بالذات جبر کرنیکے خوگر ہون یا بسبب اپنے طریقہ کسب

تشبیہ اہل اطاعت ارباب غلبہ

معیشت کے اوسکی اطاعت و معاونت کرین جیسے انسان کے
ہاتھہ پاؤن احکام و ارادت قلبی کی اطاعت کرتے ہین یا جیسے
کمان کا تیر بندوق کی گولی نشانہ کے موافق صید پر لگتی ہے —
انکے علاوہ جو لوگ اوسکے زیر حکومت و اختیار ہوگئے ہین اوسکی اطاعت
سے سر اوٹھا نہین سکتے اوسکی حکومت و سلطنت سے باہر نکل
نہین سکتے ناچار گردن صبر و رضا کو جھکائے اوسکے مطیع و منقاد ہین

اطاعت ... ارباب غلبہ

جو کچھہ اوسکا حکم ہوتا ہے تعمیل کرتے ہین دم نہین مارتے یہ لوگ بجائے
بندون اور خادمون کے ہین اپنے افعال و اعمال کے پورا کرنے مین آزاد
نہین ہین اپنے نفس کے مالک نہین ہین وہ اس قسم مین داخل نہین بس

اقسام ارباب غلبہ

اس گروہ کی تین قسمین ہین اول جتنے اس گروہ کے لوگ ہون وہ سب
تغلب کے طالب ہون دوم یہ کہ سب تو طالب نہون مگر چند
اشخاص و معین غلبہ رکھتے ہون اور سب شریک اوسکے ہون سوم یہ کہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ایک شخص غالب ہو اور باقی گروہ مجبورانہ اپنے پیٹ کیواسطے
یا اپنی کسب معیشت کو ملجائین — ہر چند ایسے لوگون کا شامل ہونا بھی اس
قسم مین از روئے حقیقت کے مناسب نہین ہے بلکہ اقسام کرامت
وغیرہ مین اونکو شامل ہونا چاہیے مگر اکثر حکما انکو بھی اسی گروہ مین
شمار کرتے ہین جیسے وہ گروہ کرامت کا جو بذریعہ غلبہ کے کرامت
حاصل کرتا ہے جسکی تفصیل عرض کی گئی نہین کے ذیل مین محسوب ہے
اگر انصاف کی نظر سے بہ تامّل دیکھا جائے تو ایسے گروہ کو اقسام کرامت کی ذیل
مین رہنا چاہیے بنظر مقصود اصلی اسواسطیکہ تغلّب بالذّات اونکا
مقصود نہین ہے بلکہ بالعرض ہے تو ایسی صورت مین اقسام غلبہ کے
بخیال اصل غرض ہونا چاہیے پس متغلبین کی از روئے غرض کے تین قسمین معلوم
ہوتی ہین ایک وہ قسم ہے جنکی لذّت غلبہ کے حاصل کرنیمین ہے
یعنے فقط اپنے تسلّط و اقتدار کو پسند کرتے ہین کوئی دوسری غرض
اوسمین شریک نہین ہے نہ اونکو بالذّات مال کی پرواہے نہ ملک
کی بلکہ اکثر مال وغیرہ اونکو حاصل بھی ہوجاتا ہے تو زیادہ اعتنا
نہین کرتے بلکہ بعد حصول تسلط کے مغلوب کو چھوڑ دیتے ہین اور
اسکے درپے نہین ہوتے جیسا کہ زمان جاہلیت کی تاریخ دیکھنے سے
واضح ہوتا ہے کہ اکثر اہالیان عربون کی فقط از روئے اختیار و اقتدار

مولف متغلبوں کو اقسام کرامت مین

اقسام غلبہ بنظر اصل غرض کے

غرض غلبہ خالص

ذکر حالات ایام جاہلیت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وجاہ و مکنت نہین نہ بغرض مال کے دوسری یہ کہ لذّات جسمانی حاصل کرنیکے واسطے غلبہ حاصل کرین مثلاً کسی ملک کے زر و مال کی کثرت اونکے گوش زد ہوئی یا کسی گھر کی عورتون کا حسن و جمال سُنا اوسکے درپے قلع و قمع کرکے اپنی لذّت حاصل کی ایسے لوگون کو اگر انکی مطلوب لذّت بے زحمت و غلبہ کے حاصل ہو جائے تو وہ ہرگز غلبہ کو پسند نکرین تیسری وہ گروہ جنکا مقصود یہ ہے کہ ہم اپنی مرغوب طبع چیز کو بزور قوت حاصل کرین اور ازروے تسلط بہم پہونچائین - ایسے شخص کو اگر اوسکی مطلوب چیز دیدی جائے یا کسیطرح حاصل ہو جائے تو ہرگز وہ قبول نکرینگے بلکہ جب تک اپنی قوّت سے حاصل نکرین آرام نہ لینگے - ایسے لوگ اپنے کو عالی ہمّت بلند حوصلہ کہتے ہین اور لفظ مردی و بہادری سے موسوم کرتے ہین - جاہل اور عوام النّاس قسم اوّل کے لوگون کی زیادہ مدح کرتے ہین اور اونہین کو بزرگ جانتے ہین جیساکہ اصحاب بذل و عطا وجود و بخشش کو افضل سمجھتے ہین بلکہ اورون پر بھی اونکو ترجیح دیتے ہین - مدینۂ تغلّب کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ عوام اوسمین کے ہر شخص کی ہمّت کو برابر جانتے ہین اور اونکی عالی ہمتی کی تعریفین کرتے ہین - اونکی فضلیت کے بیان ہین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے چونکہ اونکا مقصود اصلی بزرگی و عظمت حاصل کرنا ہے وہ اسکو پسند کرلیتے ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہمین اور دوسرون سے بہی اسیکے خواہان رہتے ہین آپنے برابر فہم و عقل
و ہنر بہت ہین کیسکو نہین سمجہتے نئے نئے نام اپنے واسطے وضع کرتے ہین
افتخار و استکبار کا اشتہار دیتے ہین ہمارے زمانہ کو بیوقوف نافہم کندذہن
جانتے ہین - جب ہمچو من دیگرے نیست کی سما جاےگی تو پہر کیسکی نہین
سُنّنے کے بلا تکلف انانیّت و رعونت کا جہنڈا اگاڑینگے رفتہ رفتہ کرامت
و بزرگی سے جبّار ہوجائینگے - اکثر اہل کرامت کیواسطے ایساہی
ہوتاہے کہ وہ کسی شخص کی تعظیم و توقیر فقط از روے تفاخر ذاتی
کرتے ہین - دوسرے شخص کی جود و سخا کو گوارا نہین کرتے بلکہ حماقت
کر دیتے ہین کہ ہمارا متوسّل دوسریکا بار احسان نہ اوٹہاے بلکہ اگر کوئی
کسیکو کچہہ دیتاہے تو اوسکا دینا پسند نہین کرتے آپ اوسکو دیتے ہین
- ایسا شخص خواہان کرامت اکثر مال کے ذریعہ سے کرامت حاصل
کرنا چاہتاہے - یا حصول لذّت کیواسطے تاکہ بزرگی حاصل کرکے
اپنے مطلوب کے حاصل کرنیمین آسانی و سہولت بہم پہونچاے تو فی الحقیقت
یہ طالب بزرگی نہین ہے بلکہ طالب لذت ہے جب تہوڑی سی بہی
قدرت و بزرگی اوسکو حاصل ہوجاتی ہے تو وہ درپے اس بات کا
ہوتاہے کہ ریاست و سلطنت حاصل کرکے تا اپنی لذت کو اوس سے
دوچند سہ چند کردے اور مطلوبات و مشروبات و منکوحات کو اوس سے

لذیذ کرے - خلاصہ یہ کہ بہت سے اقسام اس گروہ کے ہین جنکی تفصیل
موجب تطویل ہے اقسام بسیط عرض کردیے گئے ہین انہین سے اکثر
مرکبات کی شناخت ہوسکتی ہی اَمّا اجتماعِ حرّیت اوس گروہ کو کہتے
ہین کہ جسمین کوئی کسی کا مطیع و فرمان بردار و محکوم نہو ہر شخص فاعل خود مختار
آزاد منش ہو جو چاہے کرے کوئی اوسکا مزاحم و مانع نہو - ایسے گروہ کے
لوگ سب باہم برابر ہوتے ہین کمی و بیشی و پستی و بلندی انمین بہت
کم ہوتی ہے اگر کسیقدر اپنے پر تفوق دیتے ہین تو اوس شخص کو
جسکی حرمت و عزت کو کسی وجہ سے زیادہ سمجھتے ہون ایسے لوگونمین
اختلاف بہت ہے ہر ایک کی ہمتون ارادون حوصلون خواہشون
لذتون مین بہت بڑا فرق ہے -- ایک کو دوسری سے مناسبت بہی
حاصل نہین ہوتی انکے اقسام بہی لا تعد و لا تحصا ہین جب ہر شخص کی
کیفیت و حالت جداگانہ ہے تو قسمین بہی اونکی اونہین کی طرح
بیحساب ہونگی - ایسے گروہ کے لوگ علیحدہ علیحدہ ہوکر اپنا رنگ
علیحدہ جمائینگے اپنی اپنی فکر کرینگے - بعض کسیقدر آپسمین
مشابہت رکھتے ہونگے بعض بالکل مُبَایَنَت کلّی رکھتے ہونگے جسقدر
اقسام مدینون کے سابق مین گزارش کیے گئے وہ سب اس اکیلی قسم مین
پیدا ہونگے خواہ اقسام خسیس سے ہون خواہ اقسام شریف سے ہان

اجتماع حریت

اختلاف اجتماع حریت

جا بجا اسکے اقسام کا مرکب ہونا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

انکا رئیس البتہ نرالا ہوگا سب قسم کے رئیس خود حکومت کرتے ہین باقی
گروہ اطاعت کرتے ہین انکا رئیس محکوم ہوگا اور لوگ اوسپر حکم رانی
کرینگے یعنے اوس کو ہمیشہ انکی مرضی و خوشی کے احکام دینے ہونگے جو امر
انکے صوابدید و پسند کے موافق ہوگا وہ کرنا ہوگا ایسی اطاعت دشوار ہے
اسواسطے کہ ایک شخص کی اطاعت انسان سے بآسانی ہو سکتی ہے
مگر ایک گروہ کی اطاعت جو باہم مختلف الامزجہ والافعال ہون کیسے
امکان کی بات نہین بلا اصل یہ ہے کہ نہ وہ رئیس ہے نہ یہ مرؤس کوئی
انکا رئیس ہی نہین ہان ایک قسم کے سرداری و افسری اوس شخص کو حاصل
ہو جائے گی جو اون لوگون کی بہی خواہی کرتا رہے اور اونکے مختلف
امزجہ سے حدّ اعتدال نکالا کرے اونکے اختلاف پر نظر نہ ڈالے اونکی
فائدہ کی جو صورت نکلتے دیکھے اوسے بعنوان شائستہ اسطرح ادا کرے
کہ وہ باوجود اختلاف ذاتی کے مان لین تو ایسی حالت مین اسکے واسطے
یہ امر لازمی ہوگا کہ خود بقدر ضرورت کفاف قناعت کرے اور اونکی
کی خوبی کا طالب رہے بگڑی ہوئی گھر کے بنانیوالے کو بھی ایسا ہی
ضرور ہے مگر ایسے شخص کو بہت فہمیدہ و سنجیدہ بردبار و متحمل و صابر
و مدبر ہونا چاہیے تاکہ اسکی فضیلت اون لوگون مین مسلم ہو جائے اور
وہ بالیقین سمجھ لین کہ اسکا مقصود فقط ہماری خیر خواہی ہے اپنی لذت

رئیس قبیلہ کا نرالا ہونا

اطاعت کرنا رئیس کا مرضی کی

رئیس قبیلہ کا فہمیدہ و متحمل ہونا لازم ہے

ریاست ذاتی و موروثی

ریاست وراثتی پدری

مدینۂ جاہلہ کا ایک مکمل نمونہ اقسام مذکورہ سے مرکب

وشہوت کا پورا کرنا نہین چاہتا با وجود آزادی مزاج و اختلاف طبیعت کے اسکی خوبی کے قائل ہوجاتے ہین بقدر ضرورت اپنی اپنی حصہ نعمت مین سے تہوڑا تہوڑا اسکا بہی تحمل کرتے رہین - مگر اکثر دیکہا گیا ہے کہ اس گروہ کے ایسے لوگ رئیس ہوتے ہین جنسے کچہہ بہی عام مردم کو نفع نہین پہونچتا مگر بسبب اسکے کہ ذاتی نعمت و دولت وجاہ و حشمت ایسے رئیسون کی اونکی نگاہون مین کُہبی ہوئی ہے - اونکے اقتدار کو مسلم کئے ہوئے ہین خواہ وہ اوسکی نیک بختی و سعادت و لیاقت ذاتی کیوجہ سے خواہ ازروے ریاست پدری و آبائی کے مثلاً اوسکا باپ اوس کمال سے متصف تہا جو ذکر کیا گیا تو یہ اوسکا فرزند ہرچند اوس حد تک نہین پہونچا ہے مگر باپکی سعادت اسمین تسلیم کیجاتی ہے - جسقدر اقسام مدینہ جاہلہ فقیر بیان کرچکا ہے اون سب کا نمونہ ایک اس قسم مین موجود ہے یہ قسم سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے مدن جاہلہ مین - جیسے کسی کپڑے یا تصویر مین بہت سے اقسام کی رنگ آمیزی کی گئی ہو اس مدینہ کی ایک یہ بہی خاصیت ہے کہ ہرچند تخالف رکہتے ہین مگر آپسمین دوستی بہی ہوتی ہے - ہر ایک اپنی اپنی غرض و خواہش کو پورا کرتا ہے ہر شخص بجاے خود رئیس ہوتا ہے - اس ظاہری خوبی کو دیکہکر بہت سے گروہ اوسمین شامل ہوجاتے ہین اور

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اس مدینہ سے ربط و اتحاد پیدا کرتے ہین کثرت انکی بڑہتی جاتی ہے توالد
وتناسل بھی انمین زیادہ ہوتا ہے لڑکے بھی [illegible] صورت کے پیدا
ہوتے ہین فطرت و تربیت بھی اونکی [illegible] مختلف [illegible] ہوتی ہین
اسقدر تفاوت ہوتا ہے کہ تمیز [illegible] کون
کس مدینون کا انمین شمول ہے [illegible]
جاتے ہین اسوجہ سے کہ ہر گروہ [illegible]
ایک ایک صفت بھی ہر قسم کی [illegible] حاضر و
مین کوئی فرق نہین ہے شریف و رذیل [illegible]
اقوام و انساب بھی صحیح نہین رہتے قریبہ و بعیدہ کا بھی حال اکثر صحیح
نہین ہوتا تہوڑا زمانہ گذرنے کے بعد [illegible] طرح کے لوگ پیدا
ہوجاتے ہین فضلا۔ کملا۔ حکما۔ ادبا۔ خطبا۔ شعرا۔ اصحاب صنعت
۔ اہل خدمت اہل تجارت وغیرہ۔ اگر تلخیص و تحقیق کرنا چاہی
تو ہر قسم کے اہل کمال بکثرت انمین نکلینگے ایسے کہ مدینہ فاضلہ مین شمار کیے
جائین اسیطرح صدہا آدمی۔ شریر۔ مکار۔ حیلہ ساز۔ بدنیت۔
بدطینت۔ بدخلق۔ بھی انمین موجود ہونگے کوئی قسم مدینہ جاہلہ کی
انسے زیادہ بزرگ و کثیر نہین ہے جسقدر انکو فراغت معیشت
زیادہ حاصل ہوگی اوتنی ہی کثرت بھی خیر و شر کی زیادہ ہوگی اکثر

کثرت [illegible] گروہ [illegible]

مشکل ہونا تشخیص اقسام کا

اصحاب کمال کا پیدا ہونا حریت مین

اشرار کا پیدا ہونا حریت مین

ایسا فرقہ بڑے بڑے شہرون مین پیدا ہوتا ہے دیہات و قصبات
و قریات مین کمتر اسکا ظہور ہوتا ہے بلکہ جسقدر جو شہر زیادہ محل
سکونت بادشاہ ہوگا اوسیقدر زیادہ اس گروہ کی پیدائش ہوگی۔
المختصر مدینہ جاہلہ کے اور بھی اقسام ہین کہ باہم ترکیب پانیسے پیدا
ہوتے ہین تشخیص و تعیین اوسکے عاقل مدبّر کے ذہن سلیم پر منحصر ہے
جسطرح مدینہ جاہلہ کے اقسام بہت ہین مگر بسیط غیر مرکب اونمین
چھہ قسمین ہین جو مفصلاً عرض کی گئین اسیطرح رئیس بھی چھہ ہین اسوجہ سے
کہ یا رئیس ازروے ضرورت ہے یا ازروے یسار یا ازروے لذت
یا بسبب کرامت یا بوجہ غلبہ یا بعلت حریت۔ جب اینمین سے کوئی
بات بھی پائی جائیگی رئیس ہوجائیگا۔ خواہ کچھہ مال صرف کرکے انین
سے کوئی بات حاصل کرے یا نفع پہونچا کے یا فضیلت حاصل کرکے
یا وہ گروہ اوسکے مال کی طمع سے یا اوسکے نفع کی امید مین یا اوسکے
افضل ہونیکی وجہ سے اقتدا کرے اور اپنا رئیس بناے سوا ان صورتون
کے ریاست کا حاصل ہونا مشکل ہے اسی باعث سے رئیس فاضل مدینہ
فاضلہ کا اس گروہ کی ریاست نہین کرسکتا اگر مجبور کردیا جائے
لوگ اوسکو اپنا رئیس بنالین تو دو حال سے خالی نہین یا یہ لوگ اوسکی
حکیمانہ افکار اور آراے بلند و اخلاق خاص پسند سے عاجز ہوکر معزول

اقسام رئیس

اسباب حصول ریاست

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کرین یا قتل کے درپے ہوجائین یا اوسکی حکومت و ریاست مین
خلل ڈالین اسلیے کہ وہ شخص فاضل تو ضرور ویسے افکار کرے گا
جنسے یہ سب لوگ پابند حکمت ہون محاسن اخلاق پر مجبور ہون
افعال بد کو چھوڑین اعمال نیک کی عادت کرین یہ اونکے دلون کو
بسبب لذت گیری و خودپسندی و نعمت و شہوت کے برا معلوم
ہوگا ناچار اوسکے پیچھے پڑجائین گے اور اوسکی مخالفت مین باہم
متفق ہوجائینگے اگر اوسکی قدرت بڑھ گئی ہے یہ اوسکا عزل نہین
کرسکتے تو بقدر اپنے امکان کے ملک مین رخنہ پیدا کرینگے اور
اوسکی ریاست کو متزلزل اور مضطرب کرین گے ان مدینہ ہای
جاہلہ کو مدینہاے فاضلہ بنانا یا فاضل کا ریاست کرنا دشوار ہے
ہان اگر کسیقدر آسانی ہے تو اقسام مدینہ ضروری اور مدینہ جماعت
مین کہ یہ دونو اپنے داخل مدینہ فاضلہ ہوسکتے ہین اگر تربیت انکی
شرائط حکمت اخلاق کے موافق کیجاے اس لیے کہ زیادہ انین
اثر جہل کا ہے جب وہ رفع ہوجائیگا تو صفات مدینہ فاضلہ کے پیدا
ہونے لگین گے جسطرح مدینہ غلبہ مین استعداد مدینہاے ضرورت کی ہے اور یہ
ان سب مدینون مین استعداد ترکیب مدینہ غلبہ کی ہے اور بہت جلد انکو
توجہ غلبہ کے حاصل کرنیکی ہو جاتی ہے اسیطرح باہم ایک مین

تغیر مدینون کا اور تفصیل اوسکی

وجوہ آسانی و دشواری وغیرہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

دوسرے قسم کی استعداد ہی یعنی یسار لذت ہو سکتا ہے لذت کرامت
ہوسکتا ہے اسوجہ سے کہ مال طلبی کا منشا ممکن ہے کہ لذت ہو جاے
اور لذت طلبی بڑہ کر تکبّر و تفاخر کی حالت مین کرامت کی خو بو
پیدا کرے یا کرامت کی افراط و تفریط منجر لذت کی طرف ہو جاے
یا لذت منشا یسار یعنے جمع اموال کا ہو جاے اس لیے کہ مادہ ہر ایک کا
قریب تر ہے یہ تینون قوّت شہوت مین شامل ہین یہی باعث ہی
کہ ان تینون قسمون کے لوگ اکثر قساوت و غلظ و خشونت و
ترش روئی و جفا پسندی و ظلم و تعدّی و استہانت وغیرہ کے
عادی ہوتے ہین خصوصًا حالت ترکیب مین — اجسام بہی
انکی شدید قوی زور آور فربہ سخت متحمل ہوتے ہین کام انکا سلاح
و آلات جنگ کا بہم پہونچانا فنون پہلوانی و سپہگری سیکہنا وغیرہ
اور اصحاب مدینہ لذت مین اکثر امراض نفسانی شرہ و حرص و طمع وغیرہ
اور جو مثل انکے ہین کثرت سے ہوتے ہین اور روز بروز ترقی کرتے جاتے
ہین اگر تدبیر اونکے زوال کی نکیجاے اکثر ایسے لوگ ضعیف الراے
لیّن الطبع ہوتے ہین — جب غلبہ اور زیادتی ہو جاتی ہے تو
اوسوقت قوت غضبی بالکل تشریف لیجاتی ہے گویا انمین مادہ غضب
ہوتا ہی نہین بالکل ٹہنڈہی حرارت کا نام نشان نہین بلکہ ایسی صورت مین

عادات مخصوص مدینۂ جاہلیہ

اخلاق بد مدینۂ لذت کے

ضعیف الراے اصحاب لذت کا

جلسہ پنجم قانون تمدّن

قوت ناطقہ خادم قوت غضبی کی اور قوت غضبی خادم قوت شہوانی
کی ہو جاتی ہے یعنے دفتر اخلاق ہی اولٹ پلٹ جاتا ہے یا شہوت
و غضب دونو ملکر بیچاری قوت ناطقہ کی گت کر ڈالتی ہین یہ مجبوراً
اپنی اطاعت کراتی ہین جیسا کہ صحرائی عرب اور جنگلی آدمیون مین
دیکھا جاتا ہے کہ شہوت پسندی و عشق زنان مین گرفتار رہتے
ہین دنرآت اسیکی فکر ہے جورو کے مرید عورتون کے غلام زرخرید
اسپر طرہ یہ ہے کہ آپ مین خونریزی و سفاکی بہی ہے مارپیٹ بہی
ہو جاتی ہے لٹھہ بہی چلتے ہین تلوار بہی کہنچتی ہے لڑائی بکہیڑے قصے فساد
بہی ہوا کرتے ہین آئین تباہ و برباد ہین۔ یہ تفصیل ہے اقسام مدینہ جاہلہ
کی از روے ترکیب و غیر ترکیب کے۔ اب مدینہ فاسقہ کے اقسام عرض
کرتا ہون۔ تعریف و ماہیت تو پہلے گذارش کر چکا ہون کہ یہ گروہ
مشابہ ہے مدینہ فاضلہ کے فرق اسیقدر ہے کہ ان لوگون کا اعتقاد
تو یہ ہے کہ ہم مدینہ فاضلہ کے پابند ہین مگر افعال اونکے مخالف ہین
اوس اعتقاد کے۔ ہرچند ان باتون کو جانتے ہین مگر عمل مین نہین
لاتے انکے اقسام بہی اوسیقدر ہین جسقدر مدینہ جاہلہ کے عرض کیے گئے
پس ہر ایک قسم انکی بہی اوسی تفصیل کے ساتھہ سمجھنی چاہیے جیسے
مدینہ جاہلہ مین گذارش کیگئی پس دوبارہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے

افعال اہل کتب

اقسام مدینہ فاسقہ کا برابر ہونا اقسام مدینہ جاہلہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مدینۂ ضالہ جنکے قواعد و اصول مشابہ ہین قواعد اصحاب فضایل مدینۂ فاضلہ سے مگر حقیقت مین اونہون نے غلطی کی اصل بنیاد اونکی صحیح نہین ہے اور خلاف ہے حق سے انکے افعال و اعمال ہرچند بظاہر نکوئی کیطرف مایل ہین مگر خیر مطلق و سعادت ابدی سے محروم ہین انکے اقسام کا شمار بہی دشوار ہے مگر مدینہاے جاہلہ کے اقسام مین فکر کرنے اور اونکے حالات کے غور کرنے سے اور اونکی قوانین و ضوابط کے دیکہنے سے معرفت انکے افعال و احکام کے آسان ہے - اور وہ فرقے جو مدینۂ فاضلہ مین پیدا ہوجاتے ہین جنہین نوابت کہتے ہین جیسے گیہون مین گہن پہولون مین خار کہیت مین گہانس انکی پانچ قسمین ہین اوّل وہ جماعت ہے جنسے افعال فضلاکی ظاہر ہوتے ہین مگر اغراض اونکی سعادات و نکوی محض نہین ہین خواہ لوگون کے دکہانیکے واسطے اور بزرگی و منش حاصل کرنیکو یا لذات و مرغوبات طبیعت بہم پہونچانیکو انکا نام اصطلاح حکما مین مرائیان ہے یعنے دکہلانیوالے دوم وہ جماعت ہے کہ جنکی اصل نیّت تو پیروی مدینۂ جاہلہ کی ہے مگر قوانین حکما و فضلا و اصحاب فضائل حقیقی مانع و مزاحم اونکے ہین مجبورانہ قدم باہر نہین نکال سکتے اگر ظاہر مین اعتراز زبانی بہی ترک کردین اور بالاعلان جہلا کا تبع

مدینۂ ضالہ کی کیفیت

وہ فرقے جو مدینۂ فاضلہ مین پیدا ہوتے ہین

اقسام نوابت محرّف

اسباب تحریف

کرنے لگین تو وقعت اونکی لوگونکی نگاہون مین گھٹ جاے ہر شخص کو
نفرت پیدا ہو رفع حوائج دنیاوی مین فراق آجاے کرامت و لذت
حاصل نہو ایسی صورت مین وہ ناچار اپنی خواہشون کے پورا کرنیکے
واسطے اور ہوا و ہوس نکالنے کے لیے درپے تغیر و تبدل ضوابط
و احکام ہوتے ہین کلمات حق کو بدل بدل کر اپنے مطلب کیطرف
لاتے ہین توجیہات رکیک و بارد کرتے ہین اصول عقل و حکمت
کو مٹا کر محض اپنے منفعت و لذت کیواسطے چند اصول و قواعد
قایم کر لیتے ہین ان لوگون کو انصاف و عدالت سے تو کوئی غرض
نہین حقیقت و ماہیت اشیا سے بحث نہین اخلاق حکیمانہ سے
واسطہ نہین رسوم و آداب مہذب اشخاص سے سروکار نہین
دستور خاص انکا یہ ہے کہ کسی چیز کی پوری پابندی نہین کرتے
نہ قواعد عقلی کی نہ اصول تمدن کی نہ ضوابط حکمت عملی کی نہ احکام
شرع کے ان پابند ہین تو اپنی خواہش و رغبت کے۔ کیا ایک نیا
گروہ قایم کر لینے سے عقل و حکمت مسلم ہوجائیگی سوا اون لوگونکے
جو غرض مین متحد ہین صاحبان عقل مستقیم و ذہن سلیم کبھی انکی
تائید نہین کرسکتے ہین ایسے لوگون نے اکثر یہ اصول قایم کئے
ہین جو منھ بہادے سو کرو۔ زمانہ بدلے تم بھی بدلو۔ دنیا حاصل کرو

تفصیل تحریفات بدینۂ محرفہ

پابند نہونا کسی چیز کا

بعلم سے قواعد فطرتی کا نہ معلوم ہونا

اصول گروہ محرفہ کے

جسطرح سے ہو۔ لذّت ملے عقل و ایمان جائے یا رہے سارے عالم کے عقلا
برا کہیں بلا سے اک دنیا مذمت کرے مراجہ دین و ایمان کا نام نہ لو
اسلام کو پہلے ہی سلام کرو نہ رو مال کچھہ حاصل تو ہو جائے پھر جائے
جو ہو۔ ایسے گروہ کو حکما رمتقدمین محرّفین کہتے ہین یعنے تحریف
کرنیوالے کچھہ یہ فرقہ نیا پیدا نہین ہوا ہے ہر زمانہ مین کسیقدر پایا گیا ہے
دیکھیے ۳۳ ھ مین محقق علیہ الرحمہ حکما کے اقوال سے اس فقرے کی
تفصیل تحریر فرماتے ہین۔ فقیر حسب عادت بحث و مباحثہ سے
برحذر ہے ورنہ رتی رتی حال اس فرقہ کا مشرح کر دیتا اور حکمت
اخلاق سے اسکی ہر اصل کی مخالفت آئنہ کیطرح ظاہر
کر دیتا مگر بصیر و خبیر صاحب نظر کیواسطے یہ کتاب ہر مقام پر
فرق حق و باطل کا دکھا دیگی شب دیجور و روز روشن کی کیفیت
چھپ نہین سکتی انصاف شرط ہے۔ سوم وہ جماعت ہے کہ
حکومت و دولت و سلطنت پر راضی نہین ہے مفسدہ پردازی
و طوائف الملوکی چاہتی ہے ایسی باتین عوام کے ذہن نشین کر دیتی
ہے جنسے اونکے نزدیک سلطنت آقا فاضل کے ظلم و قہر معلوم
ہوتی ہے جاہلون کی جماعت کی جماعت اونکی ہمداستان ہو کر
ملک مین رخنہ پیدا کرتے ہے انہین باغی کہتے ہین چہارم وہ جماعت

کتاب ہر پابندی مصنف منفوری

جماعت باغیان

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہے کہ درحقیقت اونکا مقصود تغیر و تبدّل کسی اصول و قاعدہ کا
نہین ہے نہ وہ اوس سے عمداً انحراف کرنا چاہتے ہین مگر اپنی غلط
فہمی اور کمی ذکا سے اغراض فضلا کو سمجھہ نہین سکتے کچھہ کا کچھہ کہتے
ہین آخر نافہمی سے حق چھوڑ دیتے ہین منحرف ہو جاتے ہین اگر کوئی
بعنوان شایستہ و تدابیر بالیستہ اونکو سمجھا دے اور اصل حقکو واضح
کرکے بیان کر دے تو شاید وہ راہ راست پر آجائین اسواسطے کہ
غرض اصلی اونکی مخالفت نہین ہے بلکہ قول اونکا یہی ہے کہ
ہم ہدایت چاہتے ہین اور فی الحقیقت مقصود بھی اونکا یہی
ہے کسیطرح کا عناد اونکے دلون مین نہین ہے تو وہ جسوقت حق
کو حق جان لین گے فوراً تسلیم کر لینگے ایسے لوگون کو اصطلاح
حکما مین مارقین یعنے گم کردہ راہ و بیرون رفتہ کہتے ہین پنجم

جماعت گم گشتگان

وہ جماعت ہے کہ جنکا تصوّر پورا نہین ہے حقایق اشیا کو کما حقہ
پہچان نہین سکتے مگر مشیخت کے مارے اظہار اپنے جہل کا بھی
نہین کرتے جو کچھہ اپنی سمجھہ مین آتا ہے بے تکی اوڑا دیتے ہین
جہان سے پا جاتے ہین لے اوڑتے ہین ظاہر مین تو وہ لوگ بہت
اچھی اچھی باتین بیان کرتے ہین مگر حقیقت مین وہ پایہ معرفت
تک نہین پہونچتے ہین عوام اونکے فضل کی معترف ہو جاتی ہین

جماعت مبخّرین

حکایت ملا جامی

اسوجہ سے کہ اونکے عقول وافہام انکی اغلاط وتدلیس کا ادراک
نہین کرسکتے ہین اسقدر علم واستعداد نہین رکہتے جو صحت وسقم کو
پہچان سکین۔ ایسے ہی لوگون کے سامنے عقلا وکاملین بسبب
اپنے انصاف ومادّۂ تحقیق کے ظاہر مین زک اوٹہا جاتے
ہین اونکے سخن بے سروپا سے عاجز ہوکر سکوت اختیار کرتے
ہین عوام سمجہتے ہین کہ ہار گئے انکا مقابلہ نکرسکے جواب مین
عاجز ہوگئے حکایت مشہور ہے کہ ملّا جامی سے اورکسی
ایسے ہی شخص سے اک جلسۂ عام مین معارضہ ہوا جہّال
کم استعداد جمع تہے اوسنے دوایک سوال کرکے پوچہا کہ لاعلم
لنا الّا ما علّمتنا کے کیا معنی ہین ملّا صاحب نے کچہہ لم کو
خیال نہین فرمایا کہدیا ہمین علم نہین ہے مگر اوسقدر
جتنا تونے تعلیم کیا ہے۔ عوام جو صحبت مین تہے سمجہے
کہ ملّا صاحب مقر بجہالت ہوگئے شاگردی تسلیم کرلی
اسیطرح کے بہت سے اقوال کتب رجال مین درج
ہین خلاصہ یہ کہ یہ لوگ خود جہل مرکب مین مبتلا ہین
وادی حیرت مین پڑے ہوے ہین جو انمین کسیقدر بہی
عقل سلیم وفہم مستقیم رکہتے ہین وہ خود اپنے اقوال کو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

صحیح نہین سمجھتے بلکہ ہر چند عدد اقسام نوابیت کے انکے سوا
اور بھی پیدا ہو سکتے ہین مگر زیادہ تفصیل مابقی اقسام کی
عبث و بیکار ہے اور انشا اللہ اپنے اپنے مقام پر مفصل ذکر
کیے جائینگے یہان تک بیان کر کے حکیم صاحب نے
عرض کی حضور رات زیادہ آچکی ہے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت ہے آج فقیر نے زیادہ اور روزون سے سمع خراشی
کی امیدوار عفو ہون اور طالب رخصت ۔ عادل شاہ
نے فرمایا کہ حکیم صاحب مین اپنے حظ قلبی کی حالت
عرض نہین کر سکتا جسقدر صحبت آپکی بڑہتی جاتی ہے
اوسی قدر کمال آپ کا واضح ہوتا جاتا ہے
آپ ایسا شخص خوش بیان محقق حکیم
عارف صاحب تدبیر نظر سے نہین گذرا
خیر اب آپ کسلمند ہونگے انشا اللہ
کل کسیقدر سویرے تشریف لائیےگا
صحبت برخاست ہوئی
بادشاہ محل مین تشریف لیگئے حکیم
صاحب اپنی فرودگاہ کو آئے
فقط

خاتمۂ جلسہ

جلسۂ ششم
جلد دوم
تہذیب الخصائل
و
تہذیب الفضائل
آئین سلطنت و حسن معاشرت

جلسہ ششم بیان مین
انتظام سلطنت و آئین معدلت
و آداب ملازمان حکومت
لوازم درستی و صدق وقت و حسن معاشرت کے
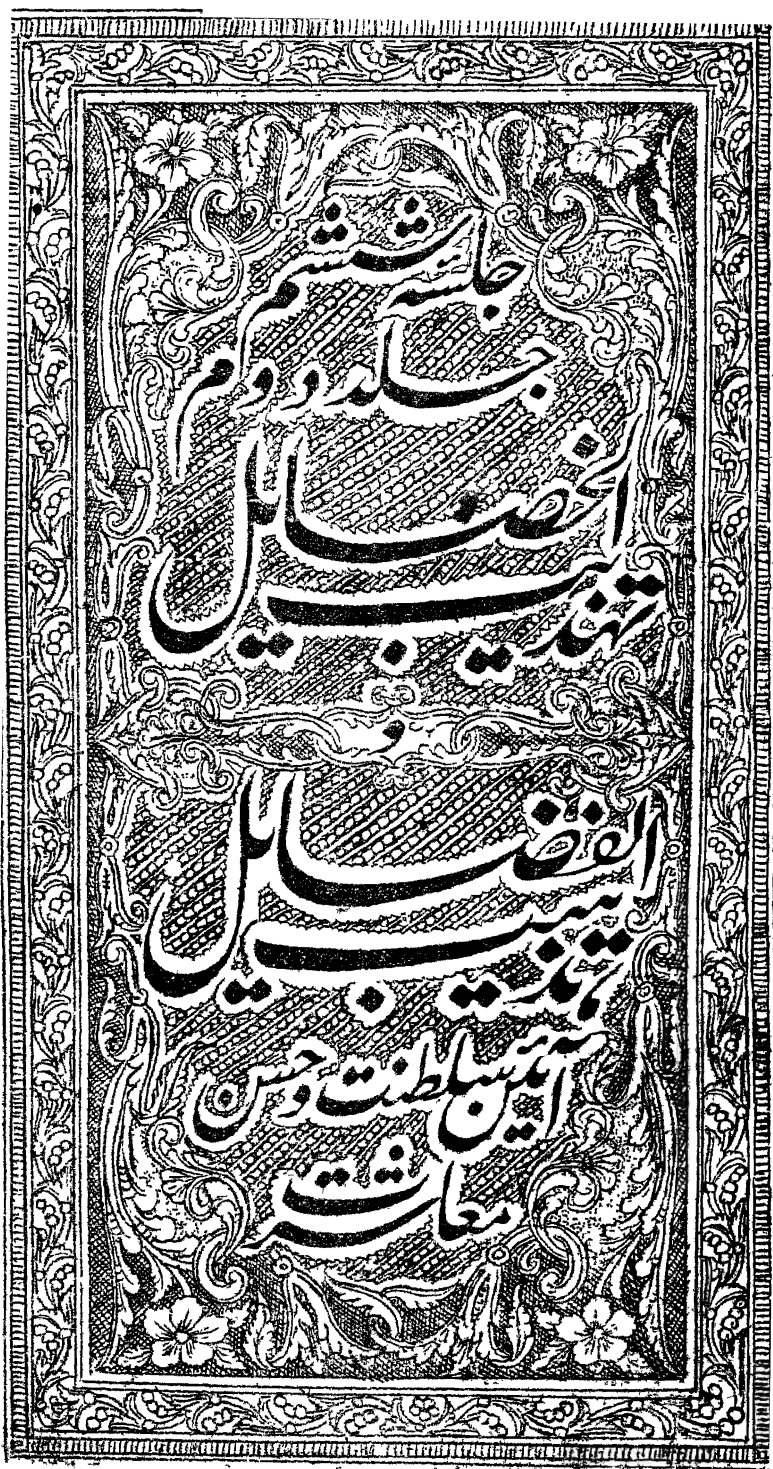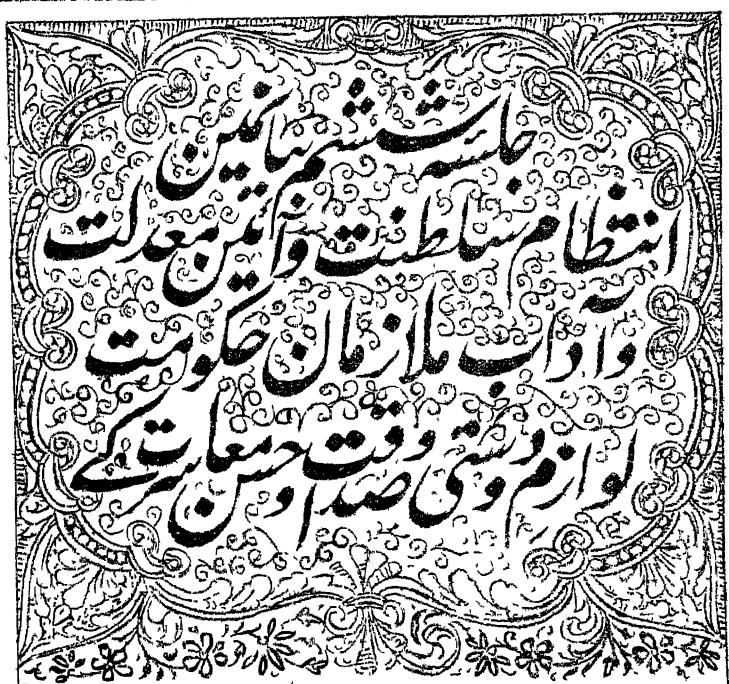
جب خدیو گیہان زرین تاج + خسرو جہان گیر باج و خراج + شاہنشاہ
دیہیم اطلسی + کج کلاہ اختر مقرنسی + سلطان ذرّہ پرور + خاقان نور گستر
تاجدار اکلیل زرنگار + شہریار رفرف و بوم لیل و نہار + فرمان روائے مملکت
نیمروز + گیتی ستان جہان افروز + یعنے دارائے عالم آرائے اقلیم
چارمین نے خوابگاہ مغرب مین استراحت کی اور سکندر جہان پرور نے
اقلیم زنگبار سے بہمراہی لشکر بے شمار آرایش تخت سلطنت کی + مہر
سپہر جلالت نے گوشۂ مغرب مین منہ چہپایا + معشوق قمر تمثال نے
نقاب حجاب اولٹ کر چہرہ دکہایا + آفتاب عالمتاب کا زور شور
کم ہوا + کواکب ہفت آسمان کا لشکر بہم ہوا + اودہر ستارون نے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

آسمان پر اپنی ضو دکھائی + ادہر چراغون نے ہر کوچہ و بازار مین
لو دکھائی + در دولت پر وردی بجنے لگی + توپخانون مین کوہ لرزان
گرجنے لگی + مسجدون مین موذنون نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا + بت خانون مین
سنکہ بجا + عادل شاہ نے ادائے فریضہ سے فراغ حاصل کیا + حکیم
صاحب نے تہیّا دربار کامل کیا + چوبدار کو حکم ملا فوراً حکیم صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی جہان پناہ یاد فرماتے ہین + حضور
پر نور بلاتے ہین + حکیم صاحب بلا تردد اوٹھہ کہڑے ہوئے دربار
خاص مین حاضر ہوکر آداب شاہی سے سلام کیا + جب حضوری مین
پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلاکر بٹھایا + مزاج پوچھا + احوال
دریافت کیا + الطاف خسروانی سے سرفراز کیا اُن الفاظ سے
مطلب آغاز کیا + جناب حکیم صاحب آپکا اس شہر مین وارد ہونا
اور میرا آپکی خدمت سے مستفیض ہونا یہ بہی حسن اتفاق ہے بیشک
تائید حکیم علی الاطلاق ہے - شکر صد شکر اوس پروردگار کا جسنے
میری تکمیل نفسانی کے اسباب مہیا فرمائے کہ آپ اس بعد مسافت کو
گوارا فرماکر یہان تشریف لائے + مین آپ کی محبت کا شکر رہون
بہت آپسے مسرور رہون + اگر زحمت نہو تو بقیہ قوانین تمدن بہی بیان
فرمائیے حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب سوال کل آپنے

اقسامِ ریاست کو بیان فرمایا تھا اگر مناسب ہو تو آج آداب ملوک و
طریقِ سیاست ارشاد فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی
بسر و چشم جو کچھ ارشاد ہوگا فقیر اوسکی تعمیل مین کوتاہی نکریگا ۔ اجتماعات
کے اقسام اور ریاستون کی تفصیل ہر فرقہ و گروہ کی علیحدہ علیحدہ عرض کر چکا
ہون اب حسب الارشاد پہلے آداب ملوک و طریقۂ سیاست مملکت کو
عرض کرتا ہون اوسکے بعد دیگر معاشرت خلق کو گزارش کرونگا ۔۔
پس مخفی نرہے کہ ریاست مملکت عالم مین سب ریاستون سے افضل
و اکمل ہے کل ریاستین اسکے تابع ہین تمام عالم کا دار و مدار اسیپر ہے
اوسکی درستی و شایستگی پر خوبی نظم و نسق منحصر ہے اسیکے رئیس کو زیادہ تر
علم و حکمت کی ضرورت ہے اسیوجہ سے فقیر نے پہلے اونہین مطالب کو
عرض کیا ہے جو بطور تمہید کے اس ریاست کیواسطے مناسب تھے
اب اقسام رؤسا کے اور آداب و شرائط رئیس کے عرض کیے جاتے
ہین ۔ اس ریاست کی دو قسمین ہین اور ہر ایک کی ایک غرض ہے
ایک ریاست فاضلہ جسکی تفصیل عرض کی گئی کہ حکما و فضلا وغیرہ
کے گروہ سے مرکب ہے اوسکی ریاست وہی شخص کریگا جو کمالات بشری
مین درجۂ کمال حاصل رکھتا ہو رذائل و خصائل بد سے بالکل منزہ
و پاک و پاکیزہ ہو آلودگی گناہان اخلاقی و طبیعی سے معرا ہو قواے

ریاست مملکت کل ریاستون سے افضل ہے

رئیس جماعت فاضلہ

ظاہری و باطنی اوسکے حد کمال پر ہون جیسے حکماے قدیم صاحب
ناموس و بادشاہ مطلق اور ارسطاطالیس انسان مدنی و مدبر عالم اور
محدثین نبی اور امام کہتے ہین اس ریاست کی غرض تکمیل بندگان
خداوندی و سعادت دو جہانی ہوتی ہے دوسری ریاست
از روے غلبہ جسے بخیال نتیجہ اول ریاست ناقصہ بھی کہتے
ہین اس ریاست کی عام غرض غلبہ و حکومت و صولت و سطوت و عظمت
و جلالت و فخامت و نبالت و مرتبت و منزلت و زیادتی عزت و
وجاہت و اکثار دولت و حشمت ہے مگر بسبب ارادات باطنی
و اخلاق ذاتی کے اسکی غرض کی بھی دو قسمین ہین اوّل یہ کہ مقصود
اصلی حکومت سے ایسی ریاست و بادشاہی کے قایم کرنا عدالت کا
درست و صحیح رکھنا قواعد تمدن کا ترویج و اشاعت علوم و فنون و
صنایع کی سرپرستی و خبرگیری و حفاظت و حراست رعایا کی دفع
اونکی خصومات و منازعات کا - پابند کرنا اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کا ہو - ایسا شخص ہمیشہ طبیعت اپنی اونہین اسباب کے واسطے
متوجہ رکھیگا اور ویسے ہی وسیلے جمع کریگا جنکے نتیجے اوسکی غرض کو
پورا کرتے ہون - ہمیشہ خود بھی پابند عدالت ہوگا اور خلق کیواسطے
بھی قانون عدالت و انصاف جاری کریگا اور اوسکی تعمیل اوسنے

ریاست فاضلہ کی دو قسمین

مقصود حکومت و ریاست تکمیل بندگان خدا ہے

غرض تکمیل بندگان خدا بواسطہ غلبہ

چاہیے گا جو زر خراج و لگان اراضی و محصول تجارت وغیرہ حاصل
کریگا اوسکو اونہین کی خیر و فلاح مین صرف کریگا اپنے نفس کیواسطے بقدر
ضروری پر اکتفا کریگا حرص طلبی و تجمل ظاہری کو زائد از حد اعتدال پسند
نکریگا اسلیے کہ منشا اوسکا تحصیل کمالات و تکمیل ملکات ہے نہ
اظہار کرامات ہان اوسقدر بیشک اوسکو لازمی ہوگا جس سے از روئے
حفظ عرض و القار رعب بنا بر اشخاص مدینہ جاہلہ چارہ نہو — ہر چند
یہ قسم بہی سلاطین کی ریاست فاضلہ مین داخل ہے اس لیے کہ مقصود
اسکا بہی تکمیل بندگان خدا ہے مگر فرق یہ ہے کہ یہ تکمیل از روئے
حکومت و جبر و قہر ہے اور وہ از روئے ہدایت و فہمایش ہان کسیوقت
مین اونکو بہی ایسا ہی لازم ہوجاتا ہے جب دونو قسمون کی جامع
ہوجائین یا بغیر اسکے چارہ نہ دیکہین دوم یہ کہ مقصود اس حکومت سے

غرض حکومت محض حصول غلبہ

فقط حاصل کرنا قہر و غلبہ کا بندہ بنا لینا بندگان خدا کا لے لینا
رعایا کے زر و مال کا صرف کرنا اپنی راحت رسانی و عیش رانی مین ہو
ایسا شخص کبہی رعایا کی تکمیل کو پسند نکریگا ہمیشہ اظہار تجمل و
طلب کرامت کا خواہان و جویان رہیگا خود پسندی کریگا
لذات و شہوات کی تکمیل مین اہتمام کرتا رہیگا ظلم و جور و تعدی کی بہی
پروا نکریگا بلکہ رعیت کو چوپایے جانورونکی طرح اپنا مطیع و فرمان بردار

جائیگا غلام زرخرید و خدام و عبید کی طرح اوس سے خدمت لیگا اوسکی
مملکت مین بہی شرارت و بداخلاقی و ایذارسانی وغیرہ کثرت سے شائع
ہوجائیگی جو قباحتین ترک تمدن کی فقیر نے گذارش کی ہین وہ سب
موجود ہوجائیگی کبہی رعایا باہمین میل جول ربط و اتحاد محبت و مودت
عدالت و لطف نہ کریگی بلکہ ہمیشہ افعال ذمیمہ و اعمال قبیحہ کے عادی
ہوجائیگی ایک دوسرے کا بہی خواہ اور خیر طلب نہ رہیگا اسوجہ سے
کہ جیسا بادشاہ جس قوم کا ہوتا ہے ویسا ہی رعیت کا طریقہ بہی
ہوجاتا ہے یہی منشا اوس فقرہ مشہور کا ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ
مُلُوْکِھِمْ یعنے آدمی ہمیشہ اپنے بادشاہ کے طریقے پر ہوتے ہین
اور یہی معنی اس فقرے کے ہین اَلنَّاسُ بِزَمَانِھِمْ اَشْبَہُ مِنْھُمْ بِاٰبَائِھِمْ
یعنے عوام زمانہ کے مشابہ ہوجاتے ہین اپنے آباو اجداد کے طریقونکو
چہوڑ دیتے ہین ۔ پس اگر بادشاہ غرض صحیح رکہتا ہو تو رعایا بہی ایسے
ہی اوصاف و اغراض کے جویا ہون گے ۔ اور اگر اغراض غیر صحیح سے
متصف ہے تو ضرور رعیت بہی اوسیطرح کے اغراض رکہتی ہوگی
تفصیل اس قسم اخیر کی اقسام مدینہ غیر فاضلہ کے ذیل مین درج ہوچکی
اب فقیر قسم اول کے اوصاف و شرایط گذارش کرتا ہے کہ حسن اخلاق
و مکارم تمدن کا نتیجہ اوسی فہم سے نکلتا ہے پس ایسے بادشاہ عدالت بنیاد

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

خصائل سلطانی

مین سات صفتین ہونی چاہئین پہلے صحت نسبت ابوت اسکے معنے
دو ہین (۱) یہ کہ نسب آبائی اوسکا صحیح و درست یعنے نسل سلاطین
و امراسے ہو تا کہ بہ باعث وقعت و عزت پدری حکومت اوسکی
خواص و عوام کے نزدیک قابل تسلیم ہو جائے جیسا کہ سابق مین
گذارش کیا گیا (۲) بادشاہ اپنی رعیت سے حیثیت و نسبت

حیثیت ابوت

ابوت رکہتا ہو اونکو اپنا فرزند ارجمند سمجہتا ہو اور وہ اسکو اپنا
پدر شفیق جانتے ہون جیسا کہ اقسام محبت مین مفصلاً عرض کیا گیا
تا کہ استمالت و دلجوئی جو باعث قوام انتظام ہے کما ینبغی حاصل
اور اطاعت و فرمان برداری جو نتیجہ اس حکومت کا ہے برضا و رغبت

علو ہمت

ظاہر ہو **دوسری** صفت علو ہمت بعد تہذیب اخلاق
نفسانی و تعدیل قوت غضبی و قلع و قمع قوت شہوانی کی عالی
ہمت ہونا بہی ضرور ہے جیسا کہ جلسۂ اول مین عرض کیا گیا۔

متانت رائے

تیسرے متانت رائے یعنے سلیم ہونا فکر انتظامی کا بذریعہ
تدبر و تعمق و حزم و احتیاط کے یا مباحثہ و مناظرہ و مشورۂ باہمی
سے یا کثرت تجربہ و واقفیت تاریخ و سیر متقدمین سے یا تحصیل
اون علوم نظامی کی جو واسطے رفع اشتباہ و حفاظت خطائی الفکر
کی مرتب کیے گئے ہین

عزم و ارادت

چوتہے عزم و ارادۂ عالی رکہتا ہو جسے

ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کہتے ہین - یہ ایسی فضیلت ہے جو اتفاقات
راے صحیح و ثبات و استقلال سے پیدا ہوتی ہے - اسی کے سبب سے
انسان جس چیز کو چاہتا ہے ترک کردیتا ہے اور جس چیز پر چاہتا ہے
طبیعت کو آمادہ کرلیتا ہے بلکہ تمام نیک کامون کی اصل یہی ہے جملہ امراض
نفسانی کے علاج کا جزو اعظم ہے - اس فضیلت کی احتیاج سب سے زیادہ
بادشاہون کو ہوتی ہے **حکایت مامون رشید عباسی** لکھتے ہین
کہ مامون کو مٹی کہانیکی عادت ہوگئی تھی تھوڑے زمانے کے بعد لاغری
بدن و زردیے رو وضعف اعضا و نقاحت جسم و درازی شکم وغیرہ
جو علامات ظاہری اسکے ہین پیدا ہوگئے اذیت و تکلیف اوٹھانے
لگا اطبائے زمانہ کو جمع کیا اپنے مرض کی کیفیت اونسے بیان کی
اطبانے تدابیر طبیہ کے استعمال کرنے مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا
مگر کسی نسخے نے اوسکی عادت کو نہ چھڑایا روز بروز آثار ردی مرض کے
بڑہتے جاتے تھے بادشاہ کو خوف طاری ہوتا جاتا تھا مگر ترک عادت پر
قدرت نرکھتا تھا پھر ایک روز تمام اطبا کو جمع کرکے کتب طبیہ کے
ملاحظے کا حکم دیا اطبانے کتابین کھول کھول کر نسخہاے مجرب کا
بتانا چاہا ایک شخص مصاحبین بادشاہ مین سے حاضر در دولت تھا
بول اوٹھا کہ جہان پناہ کیون اسقدر اہتمام و انتظام اسکے علاج مین

فرماتے ہین ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کو اسکے ترک مین کیون استعمال نہین کرتے یہ سنکر ماسون نے تمام اطبا سے کہا کہ اب کوئی میرا علاج نکرے مین خود اسکو ترک کردونگا۔ اسیطرح بادشاہ نپولین کی حکایت مشہور ہے کہ کسی سفر مین گذر اوسکا ایک پہاڑ کی جانب سے ہوا آگے بڑھکر دیکھا تو راہ نتھی لوگون نے عرض کی کہ حضور مراجعت فرمائین اور دوسرے راستے سے پھیر کہا کر تشریف لیچلین بادشاہ نے مقام کردیا فرمایا کہ جبتک پہاڑ مین رستہ نبن جائیگا ہم اس مقام سے آگے نہ بڑھینگے اصحاب تاریخ لکہتے ہین کہ بہت کم زمانہ مین پہاڑ کٹ گیا بادشاہ نے اوسیطرف سے عبور کیا۔ لکہا ہے کہ نپولین مذکور نے حکم دیدیا تہا کہ ہمارے دفتر مین لفظ ناممکن و دشوار کا استعمال نکیا جائے کوئی چیز ایسی نہین ہے جو ہمت باندہنے پر حاصل نہو جائے ہرچند مقصود اسکا ممکنات ہی کے متعلق تہا مگر انتہائے عالی ہمتی سے بلاقید حکم دیدیا اور نباہ دیا اسیطرح اکثر سلاطین اولوالعزم کی حکایات مشہور ہین کتب سیر مین درج ہین جیسے تاریخ اسکندری و تیموری وغیرہ پانچوین صبر شدائد کے تحمل سے اور قوت و سختیون کے اوٹہانے کی عادت بہی عالی ہمتی کو لازم ہے بلکہ وہی اکثر سبب بہی اسکا ہوجاتی ہے کیسا ہی مشکل و سخت امر پیش آئے ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہیے

حکایت نپولین بادشاہ یورپ

نپولین کا لفظ غیر ممکن کا دفتر سے خارج کرنا

متحمل و صابر ہونا

کہ دنیا کی کوئی سختی باقی نہیں رہ گئی مگر سب بے صبری کا تذکرہ
رہگیا بقول شاعر ؎ مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان
نشود + چھٹے یسار یعنے ثروت و تونگری کہ بے زر و مال کے بھی
کوئی کام نہیں نکلتا تدبیر منزل مین ضرورت سکۂ رائج الوقت اور
احتیاج مال کی گزارش کیجا چکی ہے۔ بقول کسی شاعر کے ؎
اے زر تو خدائی ولیکن بخدا + ستار عیوب و قاضی الحاجاتی +
ساتوین اعوان صالح یعنے ایسے اشخاص بھی ضرور ہین جو معین و
مددگار ہوتے ہین اور اوسکی غرض مین شریک ہوکر اوسکے نتیجہ کو پورا
کرین۔ بعض حکماء اخلاق فرماتے ہین کہ ان خصائل ہفتگانہ کی ضرورت
دہمدگی مین کوئی شبہہ نہین مگر انہین سے چار خصلتین اشد مرتبہ مین
ضروری ہین یعنے ہمت ۔ عزیمت ۔ صبر ۔ کہ اعوان یسار
بھی اونہین سے حاصل ہوسکتے ہین ۔ اور البتہ تو خود ہی مجازی
استعمال ہے۔ اسیوجہ سے فرماتے ہین کہ بادشاہ حقیقت مین وہی
شخص ہے جو امراض عالم کے علاج پر قدرت رکھتا ہو یعنے جو
حوادث و نقصانات اتفاقی ملک پر آجائین اونکے زائل کرنیکے
افکار صائبہ و تدابیر شائستہ کرسکے اسطور سے کہ بعد تشخیص مرض
اور تحقیق اسباب نقصان و وجوہ امراض اتفاقی عہد صحت پر قادر ہو حتی الامکان

امراض مہلکہ مملکت

انسداد ابواب پیش از پیش کرسکے جیسے طبیب تدبیر حفظ صحت مین جن اخلاط کا غلبہ یا جن اعضا کا ضعف مشاہدہ کرتا ہے پہلے سے اوسکے اعتدال پر رہنے کی کوشش کرتا ہے یونہین بادشاہ کو بھی انسداد ان ابواب کا ضروری جنسے مفسدے کا خیال ہو پس اب ضرور ہوا کہ امراض مملکت بھی گزارش کیے جائین جسکی محافظت مین بادشاہ پہلے سے متوجہ ہو پس اصحاب تمدن بطور حکم اکثریہ کے فرماتے ہین کہ امراض مہلکۂ مملکت جنسے خوف بربادی و فنائے ملک کا ہے دو ہین

مرض ظلم

اوّل یہ کہ حکومت ذوالفرمانی بادشاہ کی بطور تغلب محض کے ہو یعنے رعایا پر جبر و ظلم کرتا ہو اسلیے کہ حکومت تغلب ضد ہے سلطنت کی اسوجہ سے کہ سلطنت کا حاصل تکمیل بندگان خدا ہے اور نتیجۂ حکومت تغلب کا حصول لذت ہے وہ تکمیل کے مانع ہے۔ ایسا تغلب قبیح و مذموم ہے

آپس کی لڑائیان

بالذات کوئی اسکو پسند نہین کرسکتا مگر طبیعت مفسدہ **دوم** تحارب ہرجی یعنے آپس کی لڑائی بکھیڑے قصے فساد خانہ جنگیان کہ باعث فساد مملکت اور خرابی رعایا کی ہوتے ہین آخر سبب

اسباب بقا و فنائے سلطنت کے

بربادی ہے اور بربادی کا ہونا بھی دیکھا ہے تو یہ پس قبیح بالذات بھی ہے اور مولم بالذات بھی اسیوجہ سے ضرور ہے کہ ملک کا منتظم ہمیشہ اتفاق سے کام کرے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تا باہم معین و مددگار رہین جیسے اجزاے بدن مگر یہ اتفاق دو طرح سے
ہوتا ہے یعنے حق بہی ہوتا ہے باطل بہی پس اتفاق امر حق پر ہوے
اوسکو دولت حق کہتے ہین اور اتفاق امر باطل پر مذموم ہے اوسکو دولت
باطل کہتے ہین اما اقسام سلطنت از روے بقا و فنا پس یہ
ظاہر ہے کہ سلطنت اوسی وقت مین ہوگی کہ جب ایک جماعت
باہم متفق ہوکر کسیکی اطاعت و اعانت قبول کرے ہو واسطے
کہ ہر انسان کی ایک مقدار محدود قوت کی ہے جب بہت سی
لوگ اپنے اپنے مقدار کو ایک طرف متوجہ کرینگے ایک شخص کی
اطاعت مین صرف کرینگے تو قوت اوس شخص کی بہت قوی ہو
جائیگی اور ایک ایسا شخص بن جائیگا جسکی قوت مثلاً ہزار آدمیونکے
برابر ہو تو ہر ایک شخص بالذات یا اشخاص مختلف الارا جو بسبب اختلاف
کے اشخاص تنہا مین شمار ہوتے ہین اوسکی تاب مقاومت نلا سکینگے
پس ناچار مغلوب ہو جائینگے اگر وہ شخص قوی اپنی جماعت کی تالیف
کو قایم رکہیگا اور حالت نظم کو از روے قواعد تمدن درست کرتا
رہیگا تو بیشک اس شخص کی حکومت کو استحکام ہوگا اور دولت
وسلطنت پایدار و استوار رہیگی اگر ایسا نکریگا — اپنی جماعت
کو جس سے اسنے قوت حاصل کی تہی توڑ دیگا بہت جلد نوبت اوسکی

ماہیت سلطنت

بقا سلطنت
و بیان سبب

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

فنا ہوجائیگی پہر وہی حالت تنہائی آجائیگی اسوجہ سے کہ ہر وقت مین
خواہشین انسان کی اور رغبتین طبیعت کی مختلف ہوتے ہین ایک حالت
سے دوسری حالت پر بدل جایا کرتے ہین پس جو پہلی مرتبہ جو اونکی اعانت
واستمداد کا سبب ہوا تہا اگر باقی نہ رکہا جائیگا اور وہ تالیف کی
صورت قایم نہ رہیگی تو دولت بہی نہ رہیگی۔ اسیوجہ سے جن بادشاہونکی
ارادے اصل تالیف کیطرف متوجہ رہے ہمیشہ ترقی کرتے گئے جب
اصول تالیف کو انہون نے چہوڑ دیا ضعیف ہوگئے سبب
اس تالیف کی باقی رہنی اور زائل ہوجانیکا یہ ہی کہ عوام کو ہمیشہ
نظر کثرت اموال وبزرگ منشی کیطرف ہوتی ہے جبتک سلاطین
ان دو نوامرون کو اونکے واسطے مہیا وآمادہ رکہتے ہین ہر چند
سبب تک وہ فیض نہ پہونچے ایک کو دیکہکر دوسر یکو امید پیدا
ہوتی ہے اوسوقت تک وہ بہی سرگرم اطاعت وفرمان برداری
مین رہتے ہین ادہر بادشاہ نے اونکی خواہشون کے پورا کرنیمین
کمی کی اودہر انکی امیدین جو باعث اختیار اطاعت تہین
ٹوٹ گئین۔ مگر یہ امر بہی ضروری ہے کہ مراعات وخبر گیری
رعایا کی حد اعتدال سے متجاوز ہونے پائے اس لیے کہ اگر فراغ
احوال بہم پہونچیگا۔ اعانت شاہی کی اونکو احتیاج باقی نرہیگی

فنا دولت تعلق سے با ترنا

سبب بقا وفنا تالیف

تسلیم اطاعت باید رفع حاجت باشی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تو راحت و آرام مین مبتلا ہو جائیگی - آلات حرب کہولکر رکہدینگے
وہ فنون جو لازمہ اعانت و استمداد مین سیکہین گے معطل محض
ہو جائینگے کاہلی اور سُستی سے بالکل نکمّی اور بیکار ہو جائین گے -
ایسی حالت مین جب کوئی دوسرا بادشاہ صاحب عزم و ہمّت
قوی و توانا ارادۂ تسلط کریگا انکے بنائے کچھہ نہ بنیگی اوسکو
تسلط کرنےمین کچھہ بہی دقّت و زحمت واقع نہوگی بے دہڑک
ملک چہین لیگا بادشاہ کو تخت سے اوتار کر اپنے اختیار مین
لے آئیگا - اگر ایسا نہ بہی ہوا تو خود اونہین لوگون مین سے
جو زیادہ کثرت اموال رکہتا ہوگا مملکت مین فساد و غدر
برپا کر دیگا پہر بادشاہ بہی کچھہ نہ کر سکیگا - اسیوجہ سے حکمانے
کہا ہے کہ اوّل کسی بادشاہ کی حکومت مین اگر دوسرا شخص
اپنا تسلط کرنا چاہے تو نہایت دشوار ہے اگر امتداد زمانہ
کے بعد انحطاط کی حالت مین حملہ کریگا تو بیشک فتح و ظفر
حاصل کریگا پس تدبیرین حفظ دولت کی دو ہین ایک قایم
رکہنا تالیف کا دوسرا اپنے دشمن کو یا جنمین مادہ فتنہ و فساد
پیدا ہونیکی امید ہو کمزور کرنا اونکی قوّتون کا گہٹانا حکایت
کتب تاریخ مین لکہا ہے اور حکمانے اس حال کو نقل کیا ہے

کہ جب سکندر فیلقوس نے دارا پر چڑہائی کی اور بعد معارک سخت و درشت کی دارا کو ایسا کیا ممالکت عجم پر تسلط حاصل کیا دیکھا کہ اہل عجم نہایت قوی ہین سلاحہاے حربی و سامان جنگ و جدال بہی بکثرت رکہتے ہین ہمتین بہی اونکی عالی ہین سوچا کہ ایسا نہو یہ باہم اتفاق کر کے خون دارا کے طالب ہون میری حکومت مین فتنہ و فساد برپا کرین مگر بغیر ظاہر ہونے کسی امر کے استیصال بہی خلاف عدل و انصاف تہا عالم تحیر مین اپنے استاد ارسطاطالیس کو خط لکہا تہا ارسطاطالیس نے جواب دیا کہ ایسی صورت مین مقتضاے حکمت یہ ہے کہ اون لوگون کی رائین مختلف کر دے آپسمین تفرقہ ڈلوا دے نہ وہ ایکجا جمع ہونگے نہ قوت باہم پہونچا سکینگے ایک دوسرےکا درپے آزار ہو جائیگا آپسہی مین کٹ مرینگے تو بچ جائیگا۔ سکندر نے ہر قوم مین ایک ایک رئیس معین کر کے متعدد اشخاص کو حکومت سپرد کی ہر ایک کو سر خود مالک بنا کر خود اپنے خراج کو وصول کرتا رہا وہ لوگ بسبب طمع ریاست کے آپسمین خصومت پیدا کرنے لگے یہ مطمئن ہو گیا تا اینکہ اسی نکر صائب سے تا زمان حکومت اردشیر بابکان کسیکو جرأت نہوئی کہ اس اختلاف کو رفع کرے

سوال ارسطاطالیس سے سکندر فیلقوس کا

تقسیم کرنا ریاست کا

اور خون دارا کا طالب ہو اسیطرح جب سفر ہندوستان سے مراجعت
کی فوج مین دو گروہ کرکے اپسمین مناقشہ ومنازعہ کرادیا تا حالت بیکاری
مین آمادۂ فساد نہ ہوجائین ــ پس بادشاہِ جہان پناہ کو لازم ہے
کہ ہمیشہ رعیّت کے احوال پر نظر کرتا رہے اور حسب مناسب اونکا حساب
کرکے مصلحت وقت کو تلاش کرے اور اوسی کے مقتضا پر احکام جاری کرے
برعایت عدالت وانصاف یعنے مصلحت وقت وعدالت کو برابر
لازم وملزوم سمجھتا ہے مگر چند شرطون کے ساتھ شرط
اوّل یہ کہ اقسام ودرجات مخلوقات کے ازروے افعال واعمال
قایم کرتا رہے اور ہر ایک کی مناسبات ولوازم کو ملحوظ رکھے جسطرح بدن
انسان مین عنصر چار ہین اقسام آدمیون کے ازروے خصوصیّت و
مناسب بہی چار ہین قسم اوّل اہل قلم یعنے صاحبان احکام
فیصلہ کنندگان قضایا اہل کتابت وانشا اہل حساب وہندسہ
منجمین واطبا وغیرہ کہ کام سلطنت کا بے انکے نہین چل سکتا اور مملکت
کی حالات وحسابات بے انکے معلوم نہین ہوسکتے ـ پس یہ
پانی کی طرح دخیل ہین اور قوام سلطنت انہین کے سبب سے درست ہے
قسم دوم اہل شمشیر لڑنے بہڑنے والے دشمن سے مقابلہ کرنیوالے
سپاہی سوار وغیرہ ــ اس گروہ مین وہ لوگ بہی داخل ہین جو بنابر

تفصیل درجات

اہل قلم

اہل شمشیر

حفاظت و حراست خزانہاے شاہی و بنابر اظہار ہیبت و جلالت
و اعانت ملکی معین ہون جنکے ذریعے سے تعمیل احکام ہوتی ہو
مثل آگ کے ہین کہ باعث روانی خون بدن و بقاے حرارت غریزی
ہے حرارت و گرم خوئی بھی انکو لازم ہے ۔ قسم سوم اہل معاملہ جیسے
تجار کہ مالہاے تجارتی و اسباب ضرورت خلق کو ایک مقام سے
دوسرے مقام پر پہونچاتے ہین اور ارباب صناعت و پیشہ وران
کہ اگر یہ نہون تو راحت بلکہ بقاے شخصی اور بقاے نوعی انسان کی
ممکن نہو یہ لوگ بمنزلہ ہوا کے ہین کہ باعث دفع بخارات کثیفہ ہوتی
ہے اور روح حیوانی کے محرک ہے قسم چہارم اہل مزارع یعنے
زمیندار کاشتکار وغیرہ جو قوت بنی آدم کا پیدا کرتے ہین مادہ بقاء انسانی
کے معین ہین انکی مثال خاک سے ہے کہ مادہ خلقت جسمانی ہے ۔
پس جسطرح عناصر کے گھٹنے بڑہنے سے اعتدال مین فرق آتا ہے
اسیطرح غلبہ ایک قسم کا دوسری قسم پر موجب فساد مملکت ہوجاتا
ہے جسکا کام جس حد کا ہے اوسیقدر اوسکو فضیلت بھی ہے ۔
بعض حکما کہتے ہین کہ فضیلت انکی اس تفصیل سے ہے اصحاب حرث و فلاحت
و کشتکار مددگار اعمال ہین یعنے انکا عمل ملک کو مدد دیتا ہے
اصحاب تجارت معین اموال ہین انکے مال کے ذریعہ سے سلطنت کو

اہل معاملہ

اہل مزارع

اختلاف درجات مراتب ضرور ہونا

اختلاف اقوال حکما در اثبات مراتب

شرط دوم

فائدہ پہونچتا ہے امرا و حکام اپنی آرائے صائبہ سے مدد کرتے
ہین اصول و قواعد از روئے حقیقت کے بتاتے ہین حیثیت
اجتماعی تمدن کو قائم کرتے ہین **شرط دوم** یہ کہ بادشاہ تمام
اہل مملکت پر نظر از روئے تمدن کے کرے اور ہر ایک کے مرتبے
مین اوسکی حالت تمدنی کے شرائط کو ملحوظ رکھے — اور اونکی پانچ

اصناف مردم از روی طبیعت

صنفین ہین **صنف اول** کے وہ لوگ ہین جنکی طبیعت مائل

صنف اول

بخیر ہے اونکی نکوئی کا اثر دوسرون تک پہونچتا ہے اخلاق حمیدہ
سے متصف ہین یہ لوگ کل اقسام سے بہتر ہین جوہر خلقت اونکا
خلاصۂ آفرینش ہے انہین کے وجود سے انتظام عالم قائم ہے
پس بادشاہ کو بھی سب سے زیادہ انہین کو مقرب رکھنا چاہیے کہ انکے
افکار سے بہت بڑی اعانت بادشاہ کو ملتی ہے انکی تعظیم و توقیر مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیے بلکہ اونکو بجائے رؤسا و دیگر
خلق کے شمار کرنا چاہیے **صنف دوم** کے وہ لوگ ہین جو مائل الی الخیر

صنف دوم

تو ہین اور اخلاق سے بھی متصف ہین مگر نکوئی اونکی اونہین تک رہتی ہے
دوسرونمین سرایت نہین کرتی انکی بھی تعظیم ذاتی کرنی چاہیے مگر انسے
مملکت کو زیادہ فائدہ نہین پہونچتا **صنف سوم** کے وہ لوگ ہین

صنف سوم

جو نہ نیک ہین نہ بد ہین از روئی طبیعت کے — اونکو محفوظ رکھنا چاہیے انکی بہت ہین

سعی کرنا چاہیے کہ یہ بھی قسم دوم مین داخل ہو جائین صنف
چہارم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع ہین مگر شرارت اونکی
دوسرون مین اثر نہین کرتے انکے مرتبے کو گھٹانا چاہیے بلکہ
مواعظ و زجر و تنبیہ و مرغبات و مبشرات سے آمادہ ترک
شرارت و مہیا اکتساب خیر کرنا چاہیے اگر آمادہ ہو گئے
تو سبحان اللہ ہو المراد نہین تو اونسے دوری اختیار کرنی چاہیے

صنف چہارم

صنف پنجم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع بھی ہین اور شرارت
اونکی دوسرون مین اثر بھی کرتے ہے یہ سب سے بدتر اور
باعث فتنہ و فساد مملکت ہین انکی اہانت و رسوائی مین کوئی
دقیقہ نامرعی نہ رکھنا چاہیے یہ بدترین آفرینش ہین یہ بالکل قسم
اول کے مخالف اور ضد ہین مگر اس گروہ کے اشخاص مختلف ہوتے
ہین اگر ایسے ہین کہ زجر و عتاب و تہدید و تنبیہ و اجراے حدود
و سزا سے باز آتے ہین تو انکی اصلاح کرنی چاہیے ورنہ اونکے شر و بدی سے
خلق کو محفوظ رکھنا چاہیے اس حفاظت کی بھی کئی قسمین ہین
(۱) حبس یعنے کمتر وہ یہ ہے کہ ایسی تدابیر کرے کہ یہ اہل
مدینہ سے مخلوط نہ ہونے پائین یعنے شہر سے نکالدے (۲) یہ ہی
کہ قید کر کے اونکے تصرفات بدنی سے اونکو باز رکھے (۳) یہ کہ

صنف پنجم

اقسام ثلثہ حفاظت صنف پنجم سے اور قید و نفی

اگر اس پر بہی خوف اونکے شر و فساد کا ہو تو اوسے مملکت سے باہر کردے
(۴) اگر اس سے بہی زیادہ اونکے شر و رسے خوفناک ہو تو اوسکی سزا
مین حکمائے اخلاق کا اختلاف ہے بعض کا حکم یہ ہے کہ بالکل نیست
و نابود کردے یعنے تیغ آبدار سے سزا دے بعض فرماتے ہین کہ
نہین تلف نفس نہ کرے مگر کسی ایسے عضو کو کاٹ کر بیکار کردے
جسکی شرارت ثابت ہو جیسے ہاتھ پاؤن زبان وغیرہ یا کسی حس کو
باطل کردے جیسے آنکہین نکال لینا یا کانون مین سیسا پلا دینا مگر قتل
نہ کرنا چاہیے خلاصہ انکا یہ ہے کہ جسطرح کی سزا سے اونکے شر سے
امان ملے وہ کرے مگر ممانعت قتل کی اسوجہ سے ہے کہ ہرچند
وہ شریر ہے مگر آخر انسان ہے آثار حکمت حضرت حق سبحانہ و
تعالے اوسمین پائے جاتے ہین اوسکا عمداً امٹانا خلاف عقل
و حکمت ہے الا اوسوقت مین جب وہ خود ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہو
یا بقاء اوسکا مضر بقاء نوعی خلق ہو اور عام خلقت کو ضرر کلی پہونچائے
تو ایسی صورتمین فنائے کلی کا مضایقہ نہین مگر باینہمہ بعض حکما احتیاط
کا حکم دیتے ہین اور حبس دوام کی سزا تجویز کرتے ہین پہر طور
قاعدہ کلی اس قسم کی سزا دینے کا یہ ہے کہ پہلے نظر
عموم مصلحت مخلوقات پر کرنی چاہیے اوسکے بعد حیثیت

خصوصیت کو دیکھنا چاہیے جیسا طبیب مریض کے پہلے تمام
اعضا پر نظر کرتا ہے پھر نظر جزئی ہر عضو پر کرتا ہے اگر دیکھتا ہے
کہ کوئی عضو فاسد ہو گیا ہے کہ اوسکا فساد دیگر مقامات و اعضا
تک سرایت کرتا ہے تو اوسکا قطع مناسب جانتا ہے اگر سرایت
اوسکی دیگر اعضا تک نہین معلوم ہوتی تو قطع پر جرأت نہین کرتا

شرط سوم الطاف

شرط سوم یہ ہے کہ جب اقسام مخلوقات کو از روے اعمال
و از روے تمدن دیکھ چکے تو اوسوقت مین بحسب مراتب تقسیم الطاف
خسروانی کرے جسکا جو مرتبہ ہو اوسکے موافق عطا فرمائے کمی
و بیشی کو خیال رکھے اسواسطے کہ ہر شخص کا استحقاق از روے
مراتب کے ہے اگر کمی کریگا تو اوسکے حق کو ادا نہ کریگا اگر زیادتی
کریگا تو دیگر حقوق ضایع ہونگے ۔ جب مراحم خسروانی و عنایات

حفاظت عطیۂ شاہی

سلطانی سے سرافراز کر چکے تو اوسکی حفاظت کے لئے فکار کرے تاکہ
عطیۂ شاہی کو لوگ ضایع نہ کر دین اور اوسکو ضرر نہ پہونچائین اگر کسی
حادثہ سے اوسکا نقصان ہو جائے تو بقدر ضرورت اوسکو پھر ذیل

عطیہ و سزا بلحاظ ضرورت و احتیاج

مستحقین مین شمار کرکے دوبارہ بذل و عطا کرے اور عطیہ فرمانے مین ضرورت
معطی الیہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ عطیہ بے محل واقع نہو مثلاً
کسی کو روپیہ کی ضرورت تھی اور اوسے خلعت عنایت ہوا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تو اوسمین اوسکا ہرج و نقصان ہوگا اسیطرح سزا دہی مین بہی بمقدار
جور کے موافق سزا دینی چاہیے اس لیے کہ اگر زیادتی کریگا تو خود اوس
مقدار زائد کا مستحق ہوگا اوسکے روبرو جو اوسکا حاکم ہے اور کمی کریگا
تو اوس شخص کے حقمین خیانت ہوگی اور وہ بہی خلاف عدالت ہے ہوسکتا
ہے کہ خود اپنی طرف سے تو یہ اوسکو سزا دیتا ہی نہین بلکہ بسبب
ایذا رسانی خلق کے سزا اوسکے مکافات مین دیتا ہے تو گویا وہ حق ہے
اون مظلومون کا پس اس ظالم پر اوس حق کا نہ ادا کرنا جور ہے اوسیطرح
اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین اگر کسی نے کوئی گناہ کسی کا کیا اور بادشاہ
نے اوسکو عفو کر دیا تو اوسکے عفو کرنے سے وہ بری الذمہ نہین ہوتا بلکہ
جب تک معاوضہ بالمثل نہوگا عدل پورا نہوگا بلکہ اگر ورثا اوسکے
عفو کرین تو بہی وہ گناہ اوسکے سر سے نہین اوترتا بلکہ اگر وہ مظلوم
خود عفو کرے تو بہی از روے عدالت وہ بری نہین ہوتا اس لیے
کہ یہ عفو اوسکا علیحدہ اک ذاتی احسان ہے اسکے اوپر معاوضہ اوسکے
ظلم کا تو ظاہر نہین ہوا انتہا یہ کہ مسئلۂ احسان مین جاکر اوس سے
درگذر کیجاے **شرط چہارم** احسان ہے پس معلوم ہونا چاہیے کہ
بعد عدالت کے سلاطین کیواسطے احسان سے بڑہکر کوئی چیز نہین
ہے احسان کے معنے ہین کہ زائد از مقدار عدالت از روے ترحم و

شرط چہارم احسان

وشفقت بادشاہ معاملت کرے تفضلات شاہی و ترحمات جہان پناہی سے خلعت سرافرازی عطافرماے کہ یہ بہی نہایت مفید امر ہے واسطے استمالت و توجہ قلوب و وابستگی دامن دولت شہریاری کے یہی وہ چیز ہی جو باعث تسخیر قلوب ہوتی ہے آخر کو خلوص محبت پیدا کردیتی ہے حکایت کتب تاریخ مین ذکر احوال قطب الدین امیر تیمور گورگان اوائل ۷۸۰ ہجری مین لکہا ہے کہ توقتمش خان ازبک نے کئی مرتبہ امیر تیمور سے معرکہ آرائی کی ہر مرتبہ پسپا ہونے پر طریق عجز وانکسار اختیار کیا اور امیر نے توجہ دوسری جانب کی پہر اوسنے تمرد واستکبار کیا تا اینکہ چار مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جب چوتھی مرتبہ امیر نے تسلط پہر حاصل کیا اور راہ چارہ توقتمش خان مسدود ہوگئی پہر التجا والحاح کی امیر نے بمقتضاے ہمت شاہانہ پہر عفو تقصیرات سابقہ کرکے تاج بخشی کی اس احسان مکرر کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہر توقتمش خان ازبک کو ایسا خلوص حاصل ہوا کہ مسافرت دشت قبچاق مین وہ وہ جانفشانیان اور خیرخواہیان کین کہ دوسرے کے امکان سے باہر تہین پہر کبہی تمرد نہین کیا الحاصل احسان عجب چیز ہے کہ خود بخود انسان کو مطیع وفرمان بردار کرلیتا ہے کیسا ہی متمرد دشمن ہو ضرور گردن جہک جاتی ہے دشمنی وعداوت کو ترک ہی کردیتا ہے

حکایت امیر تیمور گورگان و ازبک

تعریف احسان کرنے کی

متعلقات عدالت

سلاطین عظام و شاہان ذوی الاحتشام کیواسطے سب سے بڑا کام عدالت و حکمت کا عمدہ طور سے قایم کرنا ہے کہ اسی سے نام نیک تابقائے دہر باقی رہتا ہے جب کوئی شخص اوسکا ذکر خیر سنتا ہی مدح وستایش کرتا ہے جسطرح ہیئت جسمانی و صورت انسانی بغیر تصرف طبیعت کے بیکار ہے اوسیطرح تصرف بغیر قوت جوہر نفسانی کے اور نفس بے عقل کے رائیگان ہے پس ملک بے حکومت کے حکومت بے حکمت کے حکمت بے معدلت کے قایم نہین ہوسکتی اگر حکمت نہ ہو تو جہل لازم آئی جہل سے ظلم ہو ظلم سے ملک غیر منتظم ہو بدنظمی سے معیشت مین فرق آئے فساد معیشت سے رعیت تباہ ہو تباہی رعیت سے مملکت ویران ہو جائے سلطنت پر زوال آئے تو عدالت کا قایم کرنا گویا سلطنت کا قایم کرنا ہے پس اصول کلی عدالت کے کسیقدر سابق مین گزارش ہو چکے اب اس مقام پر فقیر متعلقات عدالت کو عرض کرتا ہے اور وہ چند امر ہین اوّل حاجات مردم کا سماعت کرنا اور

عدالت سے سلطنت کا قایم رہنا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حتی الامکان حاجت روائی مین کوشش کرنا دوم چغلی مفسدہ
پردازی و راندازی بدگوئی کا نہ سننا اگر سننا بھی تو اوسکی تحقیق
و توثیق فرمانا خواہ بظاہر خواہ باخفا سوم مخلوقات خدا کو اپنے
فیض و کرم کا امیدوار کرنا چہارم ہیبت و خوف کا قلوب عباد
مین مستولی رکھنا پنجم دشمنون کے دفع کی تدبیر کرنا خواہ درگاہ
سلطانی سے اونکو واسطہ ہو خواہ رعایا سے ششم راہون
اور کاروان سراؤن کو محفوظ رکھنا مسافرون کے واسطے امن
و آسایش بہم پہنچانا ہفتم حدود مملکت کا محفوظ کرنا غنیم کے
تصرف سے ہشتم صاحبان ہیبت یعنی سپاہ فوجی ملازمین
معزز و مکرم رکھنا اونکی رضاجوئی کو ملحوظ خاطر رکھنا نہم اہل
فضل و کمال سے اختلاط و ملاطفت فرمانا دہم حکمت اخلاق
خصوصاً حکمت تمدن کی اشاعت کرنا یازدہم ذاتی لذتون
کو زائد از حد اعتدال نہ پسند فرمانا بلکہ حظ قلبی کو رعایا کی بہبود
و فلاح کے متعلق سمجھنا دوازدہم تعلیہ و قہر سے حذر فرمانا اور
بلا ضرورت طلب کرامت سے بھی احتیاط کرنا سیزدہم
کسی وقت مین تدبیر امور مملکت و سیاسات سلطنت و
ترویج قواعد معدلت سے خالی نہ رہنا چہاردہم قوت لشکری

صفائی و حفاظت راستون کی

فوج کا معزز رکھنا

رعایا کی بہبودی

تدبیر مملکت سے غافل نہ رہنا

اخفاء ارادات

سے قوت فکری کا زیادہ ہونا اور اوّل امر مین ہر چیز کے نتیجے پر
غور فرمانا کہ عواقب امور واضح ہوجائین پانزدہم اسرار باطنی
و ارادات قلبی کو بغیر وقت ضرورت ظاہر نفرمانا اسلیے اگر دلی
بات دلہی مین رہیگی اور مثلاً وقت اوسکا باقی نہ رہا تو منقصب لازم
نہ آئیگی بلکہ کہدینے سے یہ خوف ہے کہ مبادا کوئی اس امر کی
اطلاع ایسے اشخاص سے کردے جنکو ضرر پہونچتا ہو اور وہ سنکر
ہوشیار ہوجائین یا کہکر ہر بات کی تیج کرنی پڑے بلکہ ایسقدر اخفا
کرنی چاہیے کہ اصل رائے کو کوئی از روے تفرس بہی دریافت
نکر سکے جیسے عالمگیر اور حلال خور کی حکایت مشہور ہے —
شانزدہم ہر امر مہم مین تقویت راے بہم پہونچانا اور اہل الرائ
سے مشورہ لینا ہفتدہم اوضاع مدینہ کو قایم رکہنا یعنے جو طریقہ
مراسم و آداب کا اونمین چلا آتا ہو بشرطیکہ مخالف حکمت و تمدن
کے نہو اوسے جاری رکہے اور تغیر اوسکا بغیر ضرورت پسند نکرے
اسلیے کہ پابندی مراسم بہی عمدہ سبب بقاء نظم مملکت کا ہے
کسواسطے کہ پرانی طریقے سے قلوب مانوس ہوجاتے ہین اور
اوسکی مخالفت کو پسند نہین کرتے نیا امر گوارا نہین ہوتا طبیعت
اونکی اوکہتی ہے اور آخر آمادہ مفسدہ پردازی ہوجاتے ہین ہیجدہم

قایم رکہنا اوضاع مدینہ

زمام حل وعقد کو اپنے ہاتھ مین نہ سمجھنا یعنے یہ خیال کرکے کہ جو ہم چاہینگے اوسیطرح رعیت کرنے لگے گی اپنی خواہش ورغبت کے موافق احکام جاری نہ کرنا چاہیے بلکہ خود بادشاہ کو بھی اوسیطرح پابندی اور مجبوری احکام سے ہونی چاہیے جیسے عام خلقت کو ہوتے ہے الا اختلاف حیثیت مین — اسلئے کہ جسوقت یہ خیال ذہن ملوک مین راسخ ہو جائیگا مخالفت جمہور خلق پر جرأت کرینگے وہ جرأت مخالف طبیعت واقع ہو گی مفاسد عظیمہ برپا کریگی **نوزدہم** تجسس حالات ملکی و کیفیات عمال کیواسطے مخبر اور پرچہ نویس مقرر کرنا اور اونکی صحت بیانی کا اہتمام کرنا **بستم** حالات سلاطین نیک آئین کا سماعت فرمانا اور اونکے حالات کا اثر اپنی طبیعت مین پیدا کرنا — **بست و یکم** لشکر کا کثرت سے بہم پہونچانا اور اونکی چستی و چالاکی و آمادگی کے افکار کرتے رہنا **بیست و دوم** مجمع خلاف مصلحت کو افکار شایستہ سے توڑنا اور اتفاق نیک قایم کرنا **بیست و سوم** حوادث مملکت کے حقیقتون کو دریافت فرمانا اونکے انسداد کی کوشش کرنا **بیست و چہارم** عوام الناس اور لڑکون بچون کی تقریرون کو سننا اوس سے استفادہ کلیات فرمانا — **بیست و پنجم** ہر قسم کے ادنے واعلےٰ لوگون کی درخواستون اور

بادشاہ کا پابند احکام ہونا

کثرت لشکر

عام چیزون سے نتیجہ نکالنا

بہ نکالنا و نیز دوستون کا شمار

عرضیون کا سماعت کرنا اور نیک و بد پر غور کرنا بیست و ششم
دوستون کے بڑہانے کی کوشش اور اونکے ثبات قایم رکہنے کے وسیلے
بہم پہونچانا بیست و ہفتم دشمن سے لطف و مدارا کرنا اور اونکے
دوست کر لینے کیواسطے بذل و عطا فرمانا جیسا کہ سکندر کے اقوال
سابق مین عرض کیے گئے بیست و ہشتم حتی الامکان صلح و آشتی کرنا
اور جنگ و جدال سے پرہیز کرنا اسلیے کہ بغیر ضرورت شدید کے
ہزار ہا جانون کا تلف کرنا بہت سے انسانون کا خون بہانا خلاف
حکمت ہے ہان اوس وقت مین بیشک ضرور ہے جب عرض و آبرو
و دولت و ملت مین فرق آتا ہو یا اخلاق نیک کے جاری کرنیمین
تندید و تنبیہ کی ضرورت ہو —

آداب قتال

قتال و جدال

پس جاننا چاہیے کہ مادہ قوت قتال و جدال کا اکثر غضب سے
ہوتا ہے اور غضب کی مذمت اور تدبیر اوسکے زوال کی جلسۂ اول
و سوم مین گذارش کیجا چکی ہے ہان کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ صفت
شجاعت یا صفت عفت یا حکمت یا عدالت باعث آمادگی
جنگ و معرکہ آرائی ہو جیسے کسی ظالم کے ظلم کے دفع کرنیمین امداد کرنا

سبب جنگ کا شجاعت ہونا

سبب جنگ عفت کا ہونا

عدالت کا سبب جنگ ہونا

احتیاط جنگ مین

اور مظلوم کی اعانت مین سعی وکوشش کرنا کہ از روے شجاعت ضروری
ہے اور عفت اسطرح سے سبب مقابلہ ومقاتلہ کا ہوجاتی ہے جیسے
کوئی شخص اسکے اہل وعیال وآبرو مین تعدی کرنا چاہتا ہے اور
کوئی تدبیر حفظ آبرو کی اسکے امکان مین نہین ہے تو ناچار برسر
ممانعت ہوگا اور آخر نتیجہ خونریزی کا حاصل ہوگا اور عدالت باعث
تلف جان اوسوقت مین ہوتی ہے کہ جب وعظ ونصیحت اخلاق
بد کے زایل کرنیکو کافی نہین ہوتی اور تہدید وتنبیہ اور اجراے حدود
کی ضرورت ہوتی ہے بہرطور بغیر ضرورت عقلی کے خون ناحق محض
اپنے غیظ وغضب مین نگرانا چاہیے جہانتک ممکن ہو تدابیر شایستہ
سے زوال منازعت کا کرے اگر کوئی تدبیر بجز آمادگی جنگ وستیز
نہ بن پڑتی ہو تو اوسوقت مین نہایت حزم واحتیاط کے ساتھہ
معرکہ آرائی کرے اگر پہلے ہی حملے مین دشمن بہاگ نکلے تو دوسرے
حملے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر ظفریاب ہو تو اون لوگون سے بھی باوجود
برسر مخاصمت نہو جنہون نے اسکی اعانت سے پہلوتہی کی تہی
یا غنیم کے امداد مین اونکی آمادگی ظاہر ہوئی تہی اسوجہ سے کہ شاید
ان لوگون کو کسیطرح کی قوت حاصل ہوجاے تو بنی ہوئی بات بگڑ
جائے گی اسیوجہ سے سلاطین کو خود معرکہ مین تشریف لانا اور نفس

معرکۂ جنگ میں بادشاہ کو خود شریک ہونا

صفات افسران فوجی

حیلہ کا کام نہ ہونا لڑائی میں

قول ارشیر بابکان

نفیس سے معرکہ آرائی کرنا بہی مناسب نہین ہے اسلیے کہ اگر بادشاہ
کے روبرو فوج بہاگ جائیگی پہر اوسکا تاب مقاومت لانا بہت
مشکل ہے اگر بادشاہ موجود نہوگا تو ممکن ہے کہ دوبارہ فوج آمادگی
کر سکے اور دشمن پر ظفریاب ہو یا ہمراہ رکاب شاہی لڑنے کی
ہوس باقی رہے پس فوج کا افسر اوس شخص کو کرنا چاہیے جسمین یہ
تین صفتین موجود ہون پہلی صفت یہ ہے کہ شجاع اور بہادر قوی
ہیکل و توانا صاحب قوت و صولت ہو تاکہ رعب اور دباؤ بہی فوج پر
رکہے دوسری صفت صاحب تدبیر ہو افکار صائب کر سکتا ہو
تاکہ اگر موقع کسی حیلے یا تدبیر کا آجائے تو اوسوقت مین اپنی فکر سے
نہ چوکے اسلیے کہ الحرب خدعۃ مشہور ہے تیسری صفت
آزمودہ کار ہو لڑائیان لڑے ہوئے تجربہ حاصل کیے ہوئے ہو
نشیب و فراز جنگ سے آگاہ ہو تاکہ کسیطرح کی غلطی واقع نہو اور
جو مقصود اصلی لڑائی کا ہے حاصل ہو جائے ۔ اسیوجہ سے حکیم
اردشیر بابکان کہتا ہے کہ جبتک تازیانے سے کام نکل سکے لاٹہی
مارنے کی کیا ضرورت ہے فقط رعب اور ہیبت سے اگر دشمن
بہاگ جائے تو تلوار کہینچنے کی کیا حاجت خلاصہ یہ کہ جہان تک
ممکن ہو لڑنے اور خون ناحق کرانے سے پرہیز کرے جیسے اطبا

کہتے ہین کہ آخر معالجے مین داغ دینا چاہیے یا قطع کرنا چاہیے اسیوجسے
عقلا نے لڑائی مین جہوٹ بولنا اور مکر و فریب کرنا جائز سمجھا ہے
مگر بے ایمانی کو کسی حالت مین جائز نہین جانتے — عمدہ طریقہ
لڑائی کا یہ ہے کہ دشمن کے حال پر اطلاع بہم پہونچائے اوسکی مقدار
فوجی اور اوسکے ارادات قلبی سے آگاہ ہو رہے جاسوس لگائی
رہے خبرین منگاتا رہے تاکہ اوسکے ارادون سے آگاہ ہو کر قبل از
وقوع واقعہ انسداد کر سکے جیسے تاجر ہمیشہ لوگون کے پسند کو دریافت
کر لیتا ہے تب سودا منگاتا ہے اور مقصود اوسکا ہمیشہ تحصیل
منفعت ہے اسیطرح پادشاہ کو جنگ جدال مین اپنے مقصود
پر نظر رکہنی چاہیے اگر کسی تدبیر سے کام نکل سکے تو ہرگز فوج کشی
نکرنا چاہیے — حکمائے مجرب کہتے ہین کہ قلعہ و حصار و خندق مین
محصور ہونا چاہیے مگر بدرجۂ مجبوری اسوجہ سے کہ قلعہ مین محبوس ہو کر
اپنے ہاتھہ پاؤن بند ہوا دینا ہے اور دشمن کے اختیار مین آجانا ہی
اور دشمن کو کبہی حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگرچہ سپاہ مین قلیل ہو قوت
مین کم ہو اور کبہی معرکہ مین غصہ نہ آنا چاہیے بلکہ صبر و تحمل کے ساتہہ
لڑنا چاہیے کہ غصہ سے انسان گہبرا جاتا ہے ہاتھہ پاؤن پہول جاتے
ہین کچھہ بنائے نہین بنتا جب ظفر حاصل کرے فتح نصیب ہو تو بہی

عمدہ طریقہ لڑائی کا

ممانعت قلعہ بندی

لڑائی مین غصہ نہ آنا چاہیے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

انعام سپاہیان فوجی

تدبیر سے غافل نرہے فوج کی آراستگی مین کوتاہی نکرے جنہون نے ثبات
و استقلال اختیار کیا اور ہوش و حواس سے لڑے ہون داد جوان
مردی بہادری دی ہو اونکو خلعت و انعام سے سرافراز کرے
اور جو مارے گئے ہون اونکے عیال کی پرورش کرے اونکے بچون پر توجہ کا
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے - یہ بھی فرماتے ہین اگر دشمن دست

دشمن اسیر کا قتل کرنے مین نقصان ہے بجای خطا

قدرت مین آجائے تو اوسے قتل نکرنا چاہیے بلکہ اسیر و دستگیر
رکھنا چاہیے اگر موقع مناسب ہو تو خرچ جنگ حاصل کرکے
پھر تاج بخشی کرنی چاہیے اسوجہ سے کہ قتل سے کوئی فائدہ نہین

باج بخشی

نکلتا بلکہ چھوڑ دینے سے ایک یہ بھی امید ہے کہ راہ راست
پر آجائے جیسا حکایت تیمور و توقمش مین عرض کیا گیا -
اسیوجہ سے جنگ مین تعصب کے استعمال کی ممانعت کی
گئی ہے - تاریخ الحکما مین تحریر کرتے ہین کہ سکندر نے

حکایت سکندر و ارسطاطالیس

کسی شہر پر تسلط حاصل کیا تھا اور کل رعایا کو زیر تیغ کرکے
عمارت و مکانات ایسا کر دیے تھے جب یہ خبر اوسکے اوستاد
ارسطاطالیس کو پہونچی اوسنے ایک نامہ عتاب آمود سکندر کو
لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قبل از تسلط اختیار در گذر
نہ تھا تو بعد تسلط پھر اونکے درپے ایذا رسانی ہونا کسوجہ سے تھا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ترجمہ نامہ ارسطاطالیس

اگر وقت مقابلہ و مقاتلہ وہ تیرے برابر تھا تو بعد ہزیمت وہ تیرا مد مقابل نہین ہے پھر اپنے زیر دست پر دست تعدی دراز کرنا ظلم ہے یا نہین سلاطین کو ایسی حالت مین عفو و درگذر فرمانا چاہیے کہ عفو و کرم حالت قدرت و اختیار مین بہتر ہے نہ حالت مجبوری مین بقول سعدی ؎ تواضع ز گردن فرازان نکوست + گدا اگر تواضع کند خوے اوست + تفصیل اسکی سیر ملوک دیکھنے سے واضح ہوگی —

مشورت

مشورہ باہمی

سوال — عادل شاہ نے بعد سماعت لوازم عدالت و آداب ملوک فرمایا کہ حکیم صاحب آپنے لوازم عدالت مین یہ بھی فرمایا ہے کہ بادشاہ کو باہم مشورہ کرنا چاہیے اور رائے لینی چاہیے اگر مناسب ہو تو شرائط مشورہ بھی بیان فرمایئے جواب — حکیم صاحب نے عرض کی جہان پناہ چونکہ طبایع اکثر سلاطین کی بالذات علیہ کو پسند کرتے ہین جیسا مفصلاً فقیر گزارش کر چکا وہ کسیکو اپنا شریک کرنا رائے و تدبیر مین پسند نہین کرتے اسوجہ سے حکماے اخلاق اس مطلب کو کمتر ذکر فرماتے ہین فقیر نے بھی اختصار

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مناسب جانا تھا مگر درحالیکہ طبیعت حضور کی متوجہ معدلت
پناہی و تحصیل کمالات حکمت اخلاقی ہے فقیر مفصلاً عرض کرتا ہے
قبل اسکے کہ مشورہ لینے کے طرق اور اقسام عرض کرون ضرورت
مشورہ کا عرض کرنا لازم ہے ۔ یہ تو حضور پر خوب ظاہر
ہو چکا ہے کہ انسان ہر قسم کی معاونت کی خواہش طبیعی رکھتا ہے
اور اختلاف طبائع انسانی کا بیان بھی مکرر گذارش کیا گیا ہے۔
اقسام اجتماعات کی تمہید مین اختلاف خاصیت افراد انسانی
و اجتماعات انسانی بھی ظاہر ہو گئی کہ جو کام جماعت سے
نکلتا ہے ایک شخص کے کرنے سے نہین ہو سکتا ۔ تو غرض تمام
بیان تمدن سے یہی ہے کہ ہر گروہ اور ہر فرقہ باہم بلکہ ایک رائے
ہو کر کام کرین اور ایک کی رائے و تدبیر سے دوسرے کو قوت حاصل ہو
جب ہر گروہ کیواسطے یہ امر لازمی ہے تو اوس شخص کو سب سے زیادہ
ضرورت اسکی ہوگی جو کل کا رئیس ہوگا انتظام عالم اوسکے دست
قدرت و اختیار مین ہوگا تاکہ انحراف رائے سے نظم عالم مین خلل
واقع نہو اور کسی قسم کے سوء تدبیر دامن لوث بادشاہی و جہان
پناہی تک پہونچنے نپائے پس بیان ضوابط و قوانین قوت رائے
و تدبیر کا چند صورتون کے متعلق ہے اول یہ کہ کن لوگون سے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

قوت رائے بہم پہنچانی چاہیے اور اونکے شرائط وحدود کیا ہین
پس اہل الرائے کیواسطے سات شرطین ہین پہلی شرط یہ ہی
کہ جسقدر جماعت مشورہ کیواسطے بہم پہونچائی جاے اور رائی
اونکی ذخیل نظم مملکت ہو اون سب کو اقسام صناعتہائی
شریفہ مین سے ہونا چاہیے جسکی تفصیل جلد اول تدبیر منزل اسباب
داخل مین مفصل عرض کیجاچکی ہے یعنی صاحبان محاسن اخلاق
ہون افکار صحیح رکہتے ہون اوسکے علوم متعلقہ جنکی بنا محض دفع
اغلاط فکری کیواسطے کی گئی ہو جانیوالے ہون جیسے منطق وغیرہ
نفوس اونکے خباثت رذائل سے بری ہون صفات حکمت و شجاعت
و عفت سے متصف ہون تجربیات اونکے از روے واقفیت
سیر ملوک و حکماء کامل ہو چکے ہون جیسا ابہی متانت راے
مین عرض کر چکا ہون مگر کچہہ یہ ضرور نہین ہے کہ سب کے سب
اس فضیلت سے متصف ہون بلکہ کچہہ لوگ ایسے بہی ہونے
چاہیے جو صنایع شریفہ کی قسم دوم و سوم مین شمار کیے جاتے
ہون جیسے ادبا و اہل قلم وغیرہ یا اصحاب ہیبت و روساء
افواج نظامی کہ اکثر نظام ملکی و منازعات سرحدی و تصحیح حسابات
و تحریر مراسلات مین انکی رائے کی بہی ضرورت ہوتی ہے

شرط اول سلامتی اہل شورہ

شرط اول سلامتی راے

علم شان و فہم مشورات

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دوسری یہ کہ عالی ہمت صاحبان ارادہائے بلند ہون یعنے علاوہ
ان کمالات کے ہمتین اونکی پست نہو گئی ہون بلکہ ہر وقت اونکا
یہی خیال ہو کہ اگر ہم افکار شایستہ و تدابیر بایستہ کو صرف کرین
تو ممکن ہے کہ تمام روے زمین کو اپنے بادشاہ عدالت پناہ کا
مطیع و فرمان بردار کردین جیسا کہ خصائل سلاطین مین عرض کیا گیا
اسواسطے کہ جبکہ رائے و تدبیر شاہی انہین کے مشورہ پر منحصر ہے تو انکی
عالی ہمتی سے اعلیٰ حضرت شہریاری کی ہمت کو قوت و توانائی
ملتی ہے مثل مشہور ہے ۔ لڑے سپاہی نام سردار کا ۔ کاٹے
دہار نام تلوار کا تیسری خیرخواہ دولت و بہی خواہ سلطنت ہون
یعنے ہمیشہ اونکی نیت اسی بات پر متوجہ ہو کہ ایسے ارا و افکار بہم
پہونچاے جنسے نظام مملکت استوار رہے اور روز بروز حسن و
خوبی بڑہتی جائے رعایا خوشحال رہے مکاسب مین ترقی ہو
زراعت و دیگر صنائع و حرفات مین زیادتی ہو آمدنی ملک کی
بڑہ جائے مملکت سبز و شاداب رہے یعنی رعایا و سرکار شاہی
دونوں کی خیر مناتے رہین اور دونوں کی بہبودی و فلاح کے طالب
چوتھی صابر و متحمل ہون ذراسی برہمی یا خدانخواستہ خرابی ملکی
یا مفسدہ سنکر گھبرا نجائین عقل و حواس باختہ نہو جائین ہمیشہ

دوسری شرط عالی ہمتی

تیسری شرط خیرخواہی

چوتھی شرط صبر

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

استقلال مزاج مین کامل و استوار رہین بلکہ ایسے اوقات مین زیادہ
آمادہ و مستعد ہو جائین کہ انتشار و اضطراب سے ایسا نہو طبع ہمایون
شاہی مین اثر پیدا ہو پانچوین غرض صحیح رکھتے ہون یعنے اپنی
مطلب کے یار نہون اپنی منفعت کے طلبگار نہون بلکہ اگر
خود اونکے منفعت کے بارہ مین مشورہ لیا جائے تو بھی بادشاہ
کے حسب مصلحت رائے دین اپنی جان و آبرو کا مطلق خیال
نکرین بلکہ اگر خود اونکے نفس سے سوال کیا جائے تو اپنے معائب
کو آپ بیان کردین **مثال** لکھا ہے کہ ایکروز امرؤ القیس ثقفی والد
ماجد حضرت مخدرۂ علیا جناب اُمّ لیلا والدۂ حضرت علی ابن الحسین
الشہید نے آکر خدمت امیر المومنین مین عرض کی غلام ایک امر مین مشورہ
لینیکو حاضر ہوا ہے عقیدت کیش یہ چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی
کو حسنین علیہما السلام کی کنیزی مین حاضر کردے تو آپ کسکو ان
دونو حضرتو نمین میرے واسطے مناسب سمجھتے ہین حضرت نے
فرمایا کہ یون تو دونو میرے پارۂ جگر نور نظر ہین کسکو ترجیح دون
مگر تیرے حق مین مصلحت یہ ہے کہ حسینؑ کے ساتھ اپنی بیٹی کا
نکاح کر اسوجہ سے کہ حسنؑ اکثر طلاق دیتے ہین اور حسینؑ طلاق
نہین دیتے تو تیرے واسطے وہی بہتر ہین پس باوجودیکہ حضرت

پانچوین شرط غرض صحیح

حکایت امرؤ القیس ثقفی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حالات ملکی کی واقفیت

دونو صاحبزادے مساوی تھے دونو روح وجان تھے مگر حضرت نے اظہار امر واقع مین بخیال صدود مشورہ کوتاہی نہین فرمائی بلکہ جو اوسکے حق مین بہتر تہا بلا تردد فرمادیا چھٹی یہ کہ حالات ملکی پر مطلع ہون اسرار سلطنت سے آگاہ ہون مصالح گذشتہ و آیندہ کے واقف کار ہون اہل مملکت کے امزجہ سے آگاہی رکہتے ہون تاکہ امر مشورہ طلب مین رائے دینے کے وقت مصالح کو پیش نظر رکہین جیسے طبیب تمام اعضائے بدن کے حالات سے واقف ہوتا ہے تفصیلات امراض پوچہتا رہتا ہے نسخون مین اوسکی رعایت کرتا ہے اگر کسی مرض کی طاری ہوجانیکا خوف ہوتا ہے تو اوسکے انسداد کی فکر پہلے ہی سے کرتا ہے تب علاج حالت موجودہ کا کرتا ہے اگر کسی مریض کو فالج یا لقوہ کا عارضہ ہوگیا ہو تو بیس برس تک مبردات شدیدہ کا استعمال نکریگا اگر مریض مسن و معمر ہوگا کبھی کا فور ندیگا اگر مریض کی قوت زیادہ دیکھیگا تو رادع کو ہرگز جائز رکہیگا اسیطرح مشیر کو بہی گذشتہ و آیندہ کی حالات مملکت پر نظر کرنی چاہیے اگر سال دو برس کے بعد کسی مفسدہ کے پیدا ہونیکی امید ہو تو اوسکی فکر اسوقت سے کرنا شروع کرے جتنی

مثال طبیب

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

رائین دین اون سب مین اوسکی رعایت برابر چلی جائے - اگر کبہی
کوئی حادثہ مملکت مین پیش آیا ہو تو اوسکا خیال رکہے اگر دشمن
کی قوت دیکہے تو کبہی جنگ جدل پر کمر ہمت نہ باندہے بلکہ
صلح وآشتی ولیت ولعل کی اونکار رہے وغیر ذلک سا توین

ساتوین شرط امانت داری

راز دار و امانت گذار ہون آرائے سلطانی وافکار خسروانی
کو کسی سے بیان نکرین جو کچہہ مجلس شورے مین متحتم ہو جائے اوس
سے کسیکو خبر نکرے ہو چہ سے کہ دیوار ہم گوش دارد شاید اوڑتی
اوڑتے خبر طاق بیٹہے مخالف تک پہونچ جائے دشمن کے کان بہر
تو ہوتے ہی نہین کہین سُن گن پاجاے اپنی فکر و تدبیر مین مشغول
ہو وہ تو ہمیشہ گوش برآواز رہتا ہے اپنا سبیتا سو چاکرتا ہے
جیسا بیان کیا گیا - اسکے سوا اور بہی شرائط ہین جو انہین قسام
سے نکل سکتے ہین اور اسی کتاب سے پیدا ہو سکتے ہین

طریق مشورت کا

دوم یہ کہ کسطرح مشورہ لینا چاہیے وہ بہی کئی طرح سے ہے
(ا) یہ کہ اگر موقع مناسب ہو تو خواہ بذریعہ تحریر خواہ بالمشافہ
خواہ بحیثیت مجموعی خواہ فرداً فرداً پہلے سے اوس امر
مشورت طلب کو واضح طور سے مفصل ظاہر کر دینا چاہیے
تاکہ ہر شخص بہ نزدیک خود اوس امر کی ہر طرح کے پہلو اور جوانب

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اطلاع مجلس کی

فوائد و نقایص سوچ کر ایک رائے اپنے حسب مقتضائے وقت
قایم کر سکے تاکہ بروقت استفسار کے زیادہ سوچنے کی ضرورت
باقی نرہے مثلاً اگر کسی تذکرۂ علمی سے اوس مطلب کا ماخذ پیدا ہوتا ہے
یا تاریخ سلف میں اوسکا پتا ملتا ہے یا قواعد تمدن کے متعلق ہے
یا تجربیات حکما سے نکل سکتا ہے یا کسی قانون مجریہ کے مطالعہ
کی ضرورت رکھتا ہے یا استخبار و استکشاف کے متعلق ہے یا کاغذات
دفتر کے دیکھنے کی حاجت ہے یا اسکے علاوہ اور کسی قسم کی تو اوس سے
مطمئن ہو رہے اور بتجدید نظر اوسپر کرلے تاکہ غلطی واقع نہو اور
رائی صائب عرض کر سکے (۲) یہ کہ اگر ایسا امر ہے جسمیں اجتماع

اجتماع یکجائی

و حالت مجموعی کی ضرورت ہے تو ایکجا جمع ہونیکا حکم جاری
فرماوے اور اگر فرداً فرداً رائے لینے کی ضرورت ہے تو ہر ایک
سے علیحدہ علیحدہ بلاکر استفسار کرے یا بذریعہ تحریر۔

اسباب فراہمی حواس

(۳) اسباب فراہمی حواس کو مہیا کرے مثلاً اگر اجتماع یکجائی
کی ضرورت ہے تو ایک مکان وسیع مرتفع جسمیں نفوذ ہوائے
لطیف کا زیادہ ہو سکے موسم گرما میں خنکی دیتا ہو سرما میں گرمی
بہم پہونچاتا ہو باغ سامنے ہو ایک جانب گلہائے رنگا رنگ
کی بہار ہو ایک طرف چشمۂ آبشار قمری کی رفتار بلبلونکی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

لوازم جمع حواس

چہکار گلاب کی مہک لالہ کی لپک چاندنی کی چمک سبزہ کی
لہک سب اسباب فراغ بال آمادہ ہون پہر اوسوقت دیکہے
دماغ کیا کام کرتا ہے کس پر دیسے آواز سنا تا ہے کس آسمان
کے تارے توڑتا ہے کے ہزار برس کا آگا پیچہا سوچتا ہے جیسا
اکثر سلاطین کے مشورت خانونکا حال سناجاتا ہے نوشیروان
عادل کا باغ داد مشہور ہے جو آج تک کثرت استعمال سے بغداد
کہلاتا ہے — (۴) جسوقت یہ مجمع اہل خرد جمع ہوجائے

طریقہ مشورت کرنیکا

مہتمم ایک ایک مطلب کا آغاز کرے بسلسلہ ہر شخص سے استفسار
کرے جملہ فوائد و نقایص اوسکی رائے کے ضبط تحریر مین لائے
امور متعلقہ کو یاد دلائے جب سب کی آرا جمع ہوجائین
حضور جہان پناہی مین پیش کرے آیندہ جو کچہہ نتیجہ نکلے —
(۵) ایسی صحبت مین بہتر تو یہ ہے کہ سلاطین صاحب تمکین
خود شریک نہون اسوجہ سے کہ شاید اونکا رعب شاہی مانع

رعب شاہی کا مانع آزادی ہونا

تقریر ہو اور آداب ملوکانہ سے حالت آزادی اون لوگونکی
جاتی رہے چہ ہر مرضی بادشاہی دیکہین ہان مین ہان ملانا
شروع کردین بقول سعدی ؎ خلاف رائے سلطان رائے
جستن + بخون خویش باشد دست شستن + پر عمل کرنے لگین اگر

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اگر بنا بر استماع حالات و اطلاع فوائد و نقصانات جو ضبط تحریر
مین مشکل سے آسکتے ہین شریک ہو بہی تو اوسوقت مین اون کو
آداب ملوکانہ سے باز رکہے خود بہی اور نکا ہم مثل ہو جاے جتنے
خدم و حشم ملازمین و متعلقین سیاست بہی ہمراہ ہون جسطرح اون
لوگون کو اچہا معلوم ہو اور جسطرح اونہین اطمینان قلب حاصل ہو
بیٹھین اوٹھین اسوجہ سے کہ ذراسی بات مین حواس منتشر ہو جاتے
ہین اوسوقت کی راے صحیح نہین ہوتی پس جمع حواس کا مخل
کوئی امر واقع نہونا چاہیے — (۶) آپس کی تقریر و زائد
از ضرورت بیانات کی بہی ممانعت کرے کہ بمقتضاے
اَلْکَلَامُ یَجُرُّ الْکَلَامَ مطلب چہوٹ جاتا ہے خلط خبط سے
نتیجہ نہین نکلتا بلکہ جب تک ایک شخص تقریر کرتا رہے
سب ساکت رہین اوسکی تقریر کو سنتے رہین جب وہ اپنا
کلام تمام کر چکے تب دوسرا تقریر کرے جیسا کہ فقیر نے
آداب سخن مین مفصلاً عرض کیا ہے اگر کچہہ استفسار کرنا ہو
تو بذریعہ مہتمم دریافت کرین تا وہ اسلوب شایستہ سے
سمجہا دے آپس کی جہک جہک زق زق بق بق نہو
کہ ہرگز ایسی صورت مین نتیجہ نہین نکلتا آے ہوے حواس

ممانعت تقریر بیجا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

جاتے رہتے ہین — (۷) جب تقریر سب کی تمام ہو یا رد
پیش ہو تو عام اس سے کہ کسینے رائے غلط دی ہو خوب ہر شخص کو
مراحم خسروانی سے سرافراز کرنا چاہیئے شفقت و الطاف
شاہانہ عمل مین لانا چاہیئے تاکہ اون لوگونکا دل بڑھے آیندہ
زیادہ تر امعان نظر کرین اہل خطا صواب الفکر کے جویا
ہون اہل صواب پھر ویسی ہی صوابدید کی تلاش کرین کوئی
ہمت نہ ہارے — وغیرہ وغیرہ — سوم یہ کہ نتیجہ کیونکر
نکالنا چاہیے — بعض حکما کا مقولہ یہ ہے کہ کثرت رائے پر
عمل کرنا چاہیے جسطرف غلبہ ہو اوسیکو معمول بہ گردانا
چاہیے اسلیے کہ بہت سے آرا کا ایکطرف متوجہ ہونا دلیل
اوسکی حقیقت و صحت کی ہے اور کم لوگون کی رائے کی نقصان
کی مگر محققین اس قول کو پسند نہین فرماتے ہین کہ اگر کثرت
ہی حق ہوا کرتی تو راہ تحقیق و تدقیق و جدت نظر بالکل مسدود
ہوجاتی فقط اسیقدر کافی ہوتا کہ غلبہ کو دیکھ لیا کرین اور
قول قلیل کو چھوڑ دیا کرین اگر جمہور کی رائے کی متابعت
لازم ہوجاتی تو نئی نئی تجربات اور تازہ تازہ تحقیقین کیونکر
پیدا ہوتین نہ فیثاغورث اور آزک نیوٹن حرکت ارضی کے قائل

تکمیل اہل مشورت کی

[illegible] نتیجہ نکالنے کا

کثرت رائے پر مدار ہونا

نقصانات کثرت رائے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ہوتے نہ ۶۶ خلطین جسم انسان مین پیدا ہوتین بلکہ مسائل حکمت
نظری نظری نہ رہتے تقلیدی ہو جاتے کیون ہر دور علم تازہ
ہوتا نئے نئے صنائع و آلات پیدا ہوتی مصنفات جدیدہ کی
احتیاج کیون باقی رہتی نقش ثانی کیون نقش اول سے بہتر ہوتا
مبدا ر فیاض کی سرکار مین کمی نہین ہے حسب مصلحت جسے
چاہتا ہے ایک ایسا امر عطا کرتا ہے جسمین دوسرا شریک نہین
ہوتا تو کیونکر حصر کیا جا سکتا ہے کہ کثرت ہی حق ہے اونہین کی
رائے صحیح ہو ممکن ہے کہ اون سب کی راے نے خطا کی ہو
اور اس جماعت قلیل نے راہ صواب اختیار کی ہو اسوجہ
سے اہل حق کم ہے باطل بہت ہے تو ایسی صورت مین کثرت
کیواسطے حکم صحت نہین دیا جا سکتا بلکہ اوسیکو ترجیح دینا
چاہیے جسکے دلائل محکم و استوار ہون اور برہان اوسکا قوی
ہو فوائد اور نتائج خوب پیدا ہوسکتے ہون مگر انصاف یہ ہے
کہ دونونکا قول صحیح ہے فرق اسقدر ہے کہ قول محققین کا
اگر مادہ تحقیق و اخذ پیدا ہو سکے تو بیشک قابل التسلیم ہے
اور اسی گروہ کے اصول پر مدار رکھنا چاہیے اور اوسی
قول کو اختیار کرنا چاہیے جسکی دلیل مضبوط ہو و الا بدرجۂ

انصاف مصنف

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

مجبوری حالت شک مین جب کسیطرح کا غلبہ زروئے دلائل وبراہین پیدا نہ ہوسکتا ہو کثرت پر مدار رکھنا چاہیے تاکہ قضیہ تو ختم ہوجائے بحث تو تمام ہو پس اختیار کثرت بدرجہ ناچارگی ہے نہ بحال اختیار واللہ اعلم بالصواب یہ عمدہ طریقہ تحصیل مشورہ کا تھا جو فقیر نے گذارش کیا اسکے علاوہ تین طریقے اور بھی ہین جنسے استشارہ ہوسکتا ہے۔

طریقہ استشارہ رای دشمن سے

اوّل یہ کہ ایسے اسباب بہم پہونچائے جس سے دشمنون کی رائے کا حال معلوم ہو بذریعہ مخبرون اور جاسوسون کے اور اونکے ارادات ومقالات کے مخالف یا مقابل جیسا موقع ومحل ہو اپنے واسطے مشورہ سمجھے خصوصًا یہ مشورہ زیادہ تر ایسے ہی اوقات مین بکارآمد ہے جب برسر مقابلہ ومقاتلہ ہو کہ اس سے بڑہ کر دوسرا طریقہ ایسے اوقات مین مشورہ کا نہین ہے اِنَّمَا الاَشیَاءُ تُعرَفُ بِالاَضدَادِ جیسے برہان منطقی مین نتیجے کی تصدیق وصحت نقیض سے کیجاتی ہے جسے برہان تخالف کہتے ہین

تمثیل برہان تخالف سے

اور بعض اشکال اقلیدس صوری نے بھی اسی برہان سے ثابت کیے ہین اور فقیر نے جلسہ دوم مین قول حکیم یعقوب کندی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مشورہ لینا حال سلف سے

مین اس مضمون کو عرض کیا ہے ب مشورہ لینا حالات
سلف سے یعنے اون اشخاص مسلم الثبوت کے قول و فعل
سے جنکے افعال سے نتیجے عمدہ پیدا ہوے ہون جیسے سلاطین
عدالت آئین و حکماے متقدمین کی تاریخ سے ایک قسم کا
تجربہ کامل حاصل ہوتا ہے مگر شرط اس مشورہ کی یہ ہے
کہ اوسوقت کی مصلحت جب اونہون نے اوس فعل کو کیا تھا
سمجہلے اور لم بہی معلوم ہوجاے مثلاً جسطرح اونہون نے

شرائط مشورت سلف

سپاہ آراستہ کی تہی لشکرون پر حملہ کیا تہا دشمن کو پسپا کردیا
تہا خود بہی اونکے اون افعال کو اختیار کرے جو منتج بخیر ہوے
اور اون سے پرہیز کرے جو اونکی خرابی کا باعث ہوگئے تہے
کہ باشتراک مصلحت اسکے فعل کا نتیجہ بہی ویساہی نکلیگا
شرط مصلحت اسواسطے ہے کہ اکثر ایساہی ہوتا ہے کہ
کوئی فعل اسنے دیکہکر کیا مگر اوسکا نتیجہ برا پیدا ہوا تو سبب
اوسکا تغیر مصلحت تہا بلکہ اس زمانے مین اکثر مصالح بحیثیت
زمانی و مکانی بدل گئے ہین تو محض تقلید کی راہ سے امور جزئی
کو عمل مین لانا نہ چاہیے باوجود مخالفت مصلحت کے
بلکہ اون افعال سے ایک نتیجہ کلی نکالکر عمل کرنا چاہیے اسوجہ سے

[illegible]

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اسوجہ سے کہ کلیات کبھی نہین بدلتے اور نکے احکام یکسان رہتے ہین اور نتیجے بھی یکسان ہین اسیوجہ سے کلی کہتے ہین اس برہان کو اسطرح پر سمجھنا چاہیے جیسے اقلیدس کے بعض اشکال باعانت مساوات اشکال دیگر ثابت ہوتے ہین اسطور پر کہ مثلاً ا مساوی ہے ب کے اور ب مساوی ہے ج کے تو بنا بر علوم متعارفہ مساوی مساوی کا مساوی ہے ا بھی مساوی ہوگا ج کے (ج) طریقہ مشورہ کا یہ ہے کہ اہل زمانہ کے نقل پر خواہ ہمعصر ہون خواہ متقدم جنکا نتیجہ برا پیدا ہوا ہو خود تنبیہ کرے جیسے سعدی حکایت لکھتے ہین (از لقمان پرسیدند حکمت از کہ آموختی گفت از بیخردان) مگر شرط یہ ہے کہ اسے بھی از روئے دریافت حقیقت عمل مین لاے اسلیے کہ سہ گاہ باشد کہ کودک نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے + پس اگر اوسکی ماہیت نہین جانتا تو نشانہ ہدف پر نہین لگیگا بلکہ تیر اتکا ہو جائیگا جیسے اقلیدس کی بعض شکلین بسبب مخالفت اشکال کے ثابت ہوتی ہین یہ بھی ایک قسم ہے برہان تخالف کی قسم دوم مین اور اسمین فرق یہ ہے کہ

ثبوت برہان مذکور سلطنت کا مساوات اقلیدس سے

استخراج مشورہ افعال اہل زمانہ سے

ثبوت مخالفت اشکال مثلثا

وہ عین ضد سے ثابت ہوتا ہے اور یہ مثل ضد ہے صورت مقدم
مین آ ضد ہے ب کی اور ج مساوی اوسکی تو ج بہی ضد ہوگا
آ کی وعلی ہذا القیاس زیادہ تفصیل اسکی لوازم سلطانیہ مین عرض کی گئی

عدالت انوشیروانی

سوال عادل شاہ نے پہر حکیم صاحب سے خطاب فرماکر کہا آپنے
ذیل اسباب تحصیل مشورہ مین نوشیروانکی باغ دادکا ذکر کیا ہے
مین چاہتا ہون کہ کچہہ حال عدل وداد نوشیروانی کا بہی ذکر فرمائے
جواب ہرچند حالات ذاتی کا بیان کرنا تاریخ کی شان ہے
مگر حسب الارشاد اوسقدر اقوال وافعال انوشیروان عادل کو
ذکر کرتا ہون جو عدالت وتہذیب اخلاق سے متعلق ہین
اصحاب تاریخ سلف حدود ۶۱۲۴ چہہ ہزار ایکسو چوبیس مین طبعی
مین ذکر کرتے ہین کہ جب قباد نے تختگاہ سلطنت کو چہوڑا
اور دنیا واہل دنیا سے منہ موڑا ارکین دولت ووزرا سلطنت
نے فرزند ارجمند مسافر عدم انوشیروان کی خدمت مین
اگر بکمال الحاح والتجا درخواست کی کہ حضور زمام حکومت
کودست مبارک مین لین اور زیب وزینت تخت وتاج فرمائین

زمانہ سلطنت
نوشیروان
۶۱۲۴

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

انوشیروان نے انکار کیا اور فرمایا کہ خلق عادی ظلم و جبر کی ہے
اگر مین بہی ویسا ہی کرونگا ظالم ٹہرون گا اگر قانون عدالت کو
از سر نو قایم کرونگا لوگ گہبرا ئینگے میری جان کے دشمن ہوجائینگے
اس سے بہتر یہی ہے کہ کنارہ کرون اپنی نجات کا چارہ کرون
آخر تمام ارکین سلطنت نے ہم عہد و پیمان ہو کر اطاعت
و فرمان برداری قبول کی اور انوشیروان کو تخت سلطنت
پر بٹہایا بعد زینت افزائی مسند حکومت و امارت بادشاہ نے
تمام رعایا و برایا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین تمہارے
بدن پر حکومت کرون گا نہ تمہارے دلون پر تمہارے
اطوار کی خوبی کا جویان ہون نہ تمہاری اسرار کا اطاعت
کا طالب ہون نہ عبادت کا اسواسطے کہ دلون کا حال
سوا خداوند متعال کے کوئی نہین جان سکتا اور ما فی الضمیر
کو سوا عالم الغیب کوئی نہین پہچان سکتا۔ یہ سنتا تہا
کہ ایک شور تحسین و آفرین کا بلند ہوا ہر طرف سے صدائے
تہنیت آتی تہی تمام مخلوق خدا دعائے خیر کرتی تہی
اصحاب تاریخ لکہتے ہین کہ اس کلمہ کو سنکر اور ایماء شاہی
پاکر تین سو ساٹھ حکیم در دولت سے مشرف ہوئے اور

معذرت نوشیروانی سلطنت سے

کلمات وقت تخت نشینی

تین سو ساٹھ حکیم کا حاضر ہونا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اور حضوری مین حاضر رہنے لگے - ایک روز حکیم برزویہ
رئیس اطباے شاہی نے حضور معدلت پناہی مین عرض کی
کہ فقیر نے کتب قدیمہ مین دیکھا ہے کہ ہندوستان مین ایک
بوٹی گھاس کی ایسی ہے کہ اگر مردے پر رکھدین جی اوٹھے
اور باتین کرنے لگے اگر ایماے شریف ہو توسفر ہندوستان
اختیار کرکے اوس گھاس کو حاصل کرون اور نظر کیمیا
اثر مین گذرانون بادشاہ نے اجازت دی اوسنے سامان
سفر درست کیا ہندوستان کیطرف آیا ہر پہاڑ پر اور
ہر جنگل مین بوٹیان تلاش کرتا پھرتا تھا مگر کہین اوسکا
سُراغ معلوم نہین ہوتا تھا آخر کار مجبور ہوکر بہ تقریب چند
بادشاہ ہندوستان کی حضوری مین حاضر ہوکر عرض
مدعا کی بادشاہ نے امرا و ارکین دولت کو اعانت و استمداد کا
حکم دیا حکماے مملکت نے اک مرد پیر عقیل و فہیم کے
پاس پہونچایا برزویہ حرف مطلب زبان پر لایا عرض کی
کہ بحکم بادشاہ عدالت پناہ انوشیروان مین ایسی گھاس
کی تلاش مین آیا ہون جو مردے کو جلا دیتی ہے اوس
مرد پیر نے کہا کہ بابا توکس خیال مین ہے یہ مضمون حقیقی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ذکر کتاب کلیلہ و دمنہ

نہین ہے بلکہ بطور استعارہ و تشبیہ کے ہے ہندوستان مین
ایک کتاب ہے جسکی یہ خاصیت ہے کہ اگر کسی مردہ دل
نادان جاہل کی سامنے پڑھی جائے تو وہ بھی دانا ہو جائے
باتین زندون کی سی کرنے لگے وہ کتاب خزانہ شاہی
مین موجود ہے اگر تجھے خواہش ہو تو بادشاہ سے طلب
کر برزویہ پھر مہاراجہ پرتاب چند کی خدمت مین حاضر
ہوا اور اوس کتاب کی خواہش کی بادشاہ نے وہ
کتاب خزانہ شاہی سے نکلوا کر برزویہ کے سپرد کی
برزویہ کتاب کو لیے ہوئے مدائن مین حاضر دردولت
ہو کر آداب شاہانہ بجالایا کتاب حضور مین رکھدی
سارا قصّہ عرض کیا بادشاہ نے اوسکے ترجمہ کا حکم دیا
حکیم بزرجمہر و دیگر اہل حکمت نے اوسکا ترجمہ فرمایا
اور حکایت سفر برزویہ و کیفیت مہاراجہ پرتاب چند
کو اوسکی تمہید مین تحریر کر کے حضور خسروانی مین پیش کیا
بادشاہ نے دیکھا کہ فی الحقیقت کتاب کیا ہے آئینۂ حکمت ہے
وہ کتاب کلیلہ دمنا تھی اوسکی پابندی و پیروی نے نوشیروان
کو عادل لقب دیدیا — **تذکرہ** — ایک روز سفیر

آنا برزویہ کا مدائن مین کتاب لیکر

ترجمہ کرنا حکیم بزرجمہر کا

مستظایانس قیصر روم در دولت شاہی پر حاضر ہوا عمارت
سر بلند سلطانی کو ملاحظہ کرتا تھا اتفاقاً نظر اوسکی صحن
ایوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانب سے کج ہے متعجبانہ
لوگون سے پوچھا کہ ایسی عمارت سر بلند اور ایسے ایوان
دل پسند کے کج ہونیکا کیا باعث ہے ندمائے شاہی جو اس
مقام پر موجود تھے اونہون نے عرض کی کہ اس مقام پر ایک
ضعیفہ کا مکان ہے ہر چند بادشاہ نے زر کثیر سے معاوضہ
فرمانا چاہا مگر اوسنے گوارا نہ کیا ناچار بادشاہ نے کجی ایوان
کو گوارا فرمایا مگر اوس ضعیفہ پر ظلم کرنیکو پسند نکیا سفیر روم
نے کہا کہ عدالت کا مستقیم ہونا عمارت کے مستقیم ہونیسے
بہتر ہے اسیطرح ایک روز بادشاہ باغ داد مین مصروف
عدل گستری تھا ظالم و مظلوم اکٹھا تھے ہر ایک اپنی داد
و بیداد کہہ رہا تھا بادشاہ انصاف فرماتا تھا کسی شخص نے
عرض کی کہ حضور جہان پناہ نے یہ طریقہ معدلت کا کہانسے
اخذ فرمایا بادشاہ نے فرمایا کہ ایک روز ایام شباب مین
شکار کیواسطے گیا تھا راہ مین ایک کتا سو رہا تھا ایک
شخص نے بیقصور ایک بڑا سا پتھر اوٹھا کر دے مارا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حکایت شکار نوشیروان

اوس کتے کا ایک پاؤن ٹوٹ گیا تہوڑی دور آگے بڑہکر ایک گہوڑے نے لات ماری اوس شخص کا پاؤن ٹوٹ گیا ابہی تہوڑی دور آگے نہین گئے تہے کہ ایک گڑہے مین گہوڑے کا پاؤن پڑا اوسکا پاؤن بہی ٹوٹ گیا اوسوقت مجہے یہ خیال ہوا کہ ظلم کا نتیجہ اچہا نہین ہوتا ضرور سزا مل جاتی ہے - منجملہ اوسکے اقوال کے یہ چند کلمہ بطور کلیہ اخلاقی کے ہین — بادشاہی لشکر سے

اقوال نوشیروان

لشکر مال سے مال خراج سے خراج آبادی سے آبادی عدالت سے عدالت نکوئی عمال سے نکوئی عمال وزرا و ارکین دولت کی خوبی سے ارکین کی صلاحیت بادشاہ کی توجہ سے توجہ بادشاہ کی ارکین دولت کی نسبت بے اپنے نفس کے منضبط اور پابند کرنیکے ممکن نہین نفس کا پابند ہونا بے قوت و اقتدار و عقل کے محال اتنا فقرہ اضافہ کرنا چاہیے کہ اصلاح نفسانی بے حکمت اخلاق کے غیر ممکن تو بعد حذف حدود اوساط یہ نتیجہ نکلا کہ بادشاہی بے حکمت کے غیر ممکن ہے اور یہ بہی انوشیروان کا مقولہ ہے کہ بہتری رعیت کی فوج کی خوبی سے بہتر ہے اور بادشاہ کا عادل ہونا اک زمانہ کی عدالت سے افضل ہے -

امثال نوشیروانی

یہ بہی اوسی کی کہاوت ہے پہلے دن جاتے دیر نہین لگتی بری گہڑیان

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

وصیت شاہ ولیعہد کو

کہتے ہین گشتاسپ نے اپنے فرزند ارجمند ہرمز کو جب ولی عہد فرمایا ہی تو ان کلمات سے نصیحت و وصیت کی ہے۔ کہتے ہین کہ اے فرزند مال کا جمع کرنا خزانہ مین اسواسطے ہے کہ فوج کے سپاہیون اور بہادرون کو تقسیم کرے تا اونکے سبب سے رعایا کی حفاظت ہو اور آبادی مملکت مین ترقی ہو۔ ہر روز دربار عام کرنا چاہیئے تا ہر شخص دیکھے اور حالات و مقالات سے واقف ہو اسواسطے کہ جسقدر اُنس و محبت دیدار فرحت آثار سے پیدا ہوتے ہین ایک خزانہ کے دے دینے سے نہین ہوتی جسطرح مشورہ علما سے کرنا اور حکما سے مصلحت لینا عقل کو زیادہ کرتا ہے اسیطرح جاہلون سے دوری سبب تفریح روح ہے

مدار سلطنت پانچ چیزون پر

کہتے ہین کہ مدار سلطنت کا پانچ چیزون پر ہے۔ اوّل حفظ و حراست مملکت دوم۔ پیروی شریعت سوم نیک لوگونکی تعظیم و توقیر چہارم بُرے آدمیون کی تہدید و تنبیہ پنجم لطف و شفقت عام رعایا سے حسب موقع اور مناسب۔

چار چیزون سے بچنا

پھر کہتا ہے کہ اے فرزند جو شخص چار چیزون سے بچے کبھی اوسکا پاؤن پیچھے نہ پڑے اوّل جلدبازی دوم سستی سوم عُجب چہارم الحاح و التجا۔ کہتے ہین کہ چار چیزین رُوح کو

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

ہلاک کرتی ہین اوّل حرص دوم ترس سوم عار چہارم قرض پہر کہتے ہین چند باتین ایسی ہین جو چند شخصون کیواسطے نہایت ہی معیوب ہین — بیرحمی بادشاہ کو — حرص علما کو — بخل تونگرون کو — کاہلی جوانون کو — رعنائی بڈہون کو — بیشرمی عورتون کو — جہالت وبےعلمی شرفا کو — اے فرزند بادشاہون کو وزیر ایسا کرنا چاہیے جو اونکے کارہاے نیک پر آمادہ رکہے دوستی ایسے شخص سے کرنی چاہیے جو دوست کی رضامندی کو اپنی خوشی پر مقدم رکہے — عمدہ تدبیر انتظام کی یہ ہے کہ تحمل وبردباری سے کام کرے اور اپنے وقت پر ادا کرے — زیادہ تفصیل اسکی توقیعات کسرے مین ملاحظہ فرمانا چاہیے شاہنامہ مین بہی فردوسی نے ہفت جلسۂ نوشیروانی کو مفصل بیان کیا ہے — فقیر زیادہ تفصیل حالات وکیفیت انتظام کو بخیال حفظشان علم اخلاق تخصیص کے ساتہہ ذکر نہین کرسکتا کتب تاریخ مثل روضۃ الصفاء خاوندشاہ وناسخ التواریخ مرزا محمد تقی سپہر لسان الملک مستوفی دیوان اعلےٰ مملکت ایران وغیرہ مین ملاحظہ فرمانا چاہیے —

چار چیزین ہلاک کرتی ہین

شرائط وزیر

شرائط دوستی

تدبیر انتظام

سبب نازک مزاجی سلاطین

آداب ملازمان سلطانی

از بسکہ حضرت حق سبحانہٗ تعالے نے سلاطین و ملوک کو اپنے بندگان خاص کا مربی و سرپرست قرار دیا ہے اور تمام ممالک محروسہ کے عدل و انصاف کو اونکی رائے رزین و عقل دوربین کے متعلق فرمایا ہے ارزاق بنی آدم و حوائج اہلِ عالم باسباب ظاہر اونہین کی ذات ستودہ صفات پر مقرر ہین تو اسوجہ سے ہمتین بہی اونکی عالی اور طبایع بہی اونکے لطیف اور امزجہ بہی اونکے نازک خلق فرمائی ہین ذراسے امر ناگوار کو بہت سمجہتے ہین اور ادنے سوءِ ادب کو گستاخی خیال فرماتے ہین اسوجہ سے کہ اگر وہ ایسے جزئیات کا انضباط نہ فرمائین اور آداب و قواعد کی حفاظت نکرتے رہین تو کلیات امور مین نقص واقع ہو انتظامات درہم دبرہم ہوجائین اگر ذراسے ظلم کو پسند کرلین تو فوراً اہل مملکت دہ چند و صد چند بلکہ ہزار چند کے مرتکب ہون بقول سعدی ؎ بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روادارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ + پس ملازمان دربار و وظیفہ خواران سرکار عدالت مدار کو زیادہ تران امور مین اہتمام فرمانا چاہیے اور رضا جوئی سلطانکو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکہنا چاہیے مصالح ملکی کو بعنوان

حفاظت رضاے اجمعہ

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

طریقہ ادای مطالب بحضور شاہی

حکایت ہارون الرشید و امتحان محمد امین و مامون رشید

شایستہ و بطرز مرغوب و بعبارت دلچسپ حضور مین عرض کرنا اور ارا صایبہ و افکار شایستہ کو باداب بایستہ گوش حق نیوش تک پہونچانا لازم ہے اسوجہ سے کہ بسا اوقات عنوان تقریر و بیان بیمحل اصل مطلب کو ضایع کر دیتا ہے اور پایۂ اعتبار و توجہ سے ساقط کر دیتا ہے بلکہ منجر سوء ادب کیطرف ہو جاتا ہے چنانچہ حکایت کرتے ہین کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی سے کسینے عرض کی کہ حضور نے اپنے بڑے صاحبزادے محمد امین کیطرف اسقدر تعلیم و تفہیم مین توجہ نہین فرمائی اور امور ریاست مین بہی زیادہ دخیل نہین کیا اور چہوٹے صاحبزادے مامون کو مختار کل فرمایا اسکی کیا وجہ ہے خلیفہ ہارون نے دونو بیٹون کو ساتہی بلایا اور پوچہا کہ لفظ مسواک کی جمع کیا ہے محمد امین نے برجستہ کہدیا **مساویک** ہرچند بحیثیت لغت جمع صحیح ہے مگر اسکی ایک یہ معنے بہی ہوتے ہین کہ برائیان تیری پہر مامون سے پوچہا کہ مسواک کی جمع کیا ہے اوسنے تامل کرکے کہا کہ ضد محاسنک یعنے آپکی نیکیو کی ضد تب ہارون نے اوس سائل سے کہا کہ یہی مادۂ تمیز مابہ التمیز ہے دونون مین پا جلیئے نعمت خان عالی کے فقرات دلچسپ و لطائف موزون مشہور و معروف ہین — خلاصہ یہ ہے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ دربار میں لوگونکو زیادہ تر اسکا لحاظ چاہیے کہ ایسا ہو کوئی بے
تہذیبی و بدسلوبی ناگوار خاطر ہمایون شاہی ہو جائے اور باعث
عتاب ہوکر موجب زوال قدر ہو اسیوجہ سے حکمائے تشبیہ
دی ہے کہ سلاطین جہان بسبب وفور شجاعت و تہور کے شیر و نسے
مشابہت رکھتے ہین کہ ذراسی بات پر اظہار غیظ و غضب مائی
ہین جیسا جلسۂ اوّل و دوم مین تہذیب اخلاق کے عرض کیا گیا
جسکو جتنی منزلت حضوری کی حاصل ہے اوتنی ہی اوسکے واسطے
مشکل ہے مگر ان نکات اور باریکیون کو زیادہ تر وہی سمجھ
سکتا ہے جو دربار شاہی سے باریاب ہوا اور حالات ملوک
وامزجہ سلطانی سے واقف ہوا ازبسکہ یہ آداب و رسوم بطور
عموم بیان مین نہین آسکتے او کسیقدر اپنے اپنے محل پر تدبیر تعلیم
اطفال و آداب سخن مین گذارش ہو چکے اور اخلاق محسنی وغیرہ
مین بھی ذکر کئے گئے ہین فقیر ان امور کو اون مقامات پر حوالہ
کرکے دیگر لوازم ضروری کی طرف توجہ کرتا ہے پس عمدہ مراتب
نمک حلالی و اداے حقوق کے یہ ہین کہ ہمیشہ اپنے مالک آقا کی
بہی خواہی و خیر طلبی کا جویا رہے اور جہانتک ممکن ہو امور
نیک کو عائد حال کرتا رہے اور ہر قسم کے محاسن و مکارم کو اپنے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ولی النعمت کیواسطے چاہتا رہے زبان فصاحت لسان کو ہمیشہ
نشر محامد و افشاء فضایل مین کہولے اور لسان طلاقت بیان
کو ہمیشہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے اظہار مین جاری
رکہے جہانتک ممکن ہو عیوب کے چہپانیمین کوشش کرے اور
جسقدر مخفی ہو سکے کسی امر بد کو جو احیاناً واقع ہوگیا ہو شایع
نہونے دے کہ علاوہ ضیاع حق کے خود اسکی سبکی کا باعث ہوگا
خدمات متعلقہ کو بکشادہ پیشانی و بہ خوشدلی بجالاوے اور حفاظت
و حراست اموال سلطانی مین جد و جہد کرے سبب احتشام
خسروانی کو قلب پر مستولی رکہے اور اوقات نازک مین جان و
دل کو عزیز نہ کرے اسلیئے کہ اسکی آبرو اور عزت اور اسکی اولاد
کی صحت و سلامت بلکہ دین و ملت کی تکمیل سب منجر اوسی ولی نعمت
کیطرف ہوتی ہے اور اوسی کے بذل و عطا سے اسکی معیشت
متعلق ہے ۔ اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین کہ جن لوگون کو قرب
سلطانی حاصل نہوا ہو اونکو ہوس تقرب کی کرنی نچاہیے اگرچہ
منافع کثیرہ کی امید ہے مگر اوسی کے ساتہ مضرتین بہی کثرت سے
ہین تنہا حقوق رعیت کیا کم ہین جو اور حقوق بہی لازم کرلیئے جائین
گو بظاہر مقربان درگاہ عیش و کامرانی مین معلوم ہوتے ہین مگر فی الحقیقت

مراعی آقا کی

عیب پوشی

اداے خدمت

عزیز نکرنا جان و مال کا

مشکلات مقربان درگاہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

وہ ہر وقت سُولی پر بیٹھے ہوئے ہین خوف دلمین سمایا ہُوا ہے
نفس راست کرنا مشکل ہے رات دن سوتے جاگتے خیال لگا ہوا ہے
کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے گھڑی گھڑی کے خیر مناتے ہین خدا خدا
کرکے دن رات کاٹتے ہین اگر بادشاہ انصاف پسند نہین ہے
تو اور بھی جان عذاب مین ہے گھر بار لٹ جانیکا دھڑکا لگا ہے
ادھر چوبدار کی صورت دیکھی ادھر جی سن سے ہوگیا جبتک وہ
کچھ حکم سنائے دلمین پنکھے لگے ہوئے ہین ہوش و حواس اڑے
جاتے ہین سچ کہا ہے شاعر نے مصرع جسکا رتبہ ہے سوا
اوسکو سوا مشکل ہے + خلاصہ یہ کہ اگر چارۂ تدبیر معیشت
دوسرے طریقوں سے نکلتا ہو اور کیسے حضوری کی تمنا کرے
خصوصًا سلاطین جور کی خدمتین بلکہ جہانتک ممکن ہو بچتا
رہے ہان اون صورتین زیادہ تر حضوری و درباررسی سلاطین
لازم ہوگی جب مظالم عام سے رعایا و دیگر ابنا ء جنس کا بچانا مقصود ہو
مثلًا دیکھا کہ بادشاہ کو ہمہ تن توجہ ظلم رسانی پر ہے اور تمام مملکت
یا کوئی خاص قوم معرض ہلاکت مین ہے تو ایسی صورت مین مقتضائے
تمدن یہی ہے کہ دو ایک شخص جو کمال تہذیب مین ممتاز ہون
حفظ قوم کے لیئے تقرب اختیار کرین اور تدابیر شائستہ و فقرات

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چسپیدہ سے توجہ بادشاہی کو کسیطرف منعطف کردین اور اپنی
قوم کو بچالین جیسا کہ بعض بعض حکایات سابقین سے واضح ہی
اور حالات ثقات سے معلوم ہوتا ہے مثل قصۂ مومن آل فرعون
وعلی بن یقطین وغیرہ کے بالجملہ جو لوگ حاضر خدمت شاہی اور
ملازم رکاب جہان پناہی ہون اونکو ہمیشہ اپنے عہدے کے کامون
کو نہایت مستعدی و ہوشیاری سے انجام دینا چاہیے اور ہر وقت
محاسبہ و بازپرس کا خیال ذہن مین رکھنا چاہیے کہ معلوم نہین
کیسی آن پڑے اور کسوقت حساب دینا ہو **حکایت** مشہور ہے
کہ ایک روز چاندنی رات مین جہانگیر بادشاہ بوچے پر سوار کہاریون کے
کاندہے پر محلات کیطرف چلے جاتے تھے دفعتًا اوسطرف سے
گذر ہوا جہان اونکی والدہ ماجدہ تشریف رکہتی ہتین جہانگیر شاہ
کو اس حالتمین دیکہکر اونہین حسرت ہوئی آہ سرد کہینچی اور
کلمۂ افسوس زبان پر لائین بادشاہ بہی سمجہ گئے کہ یہ میری ہی
حالت پر افسوس کرتی ہین فورًا اوتر پڑے اور حاضر خدمت
ہوکر عرض کی حضور نے کیون آہ کی ہر چند ٹالا مگر انہون نی
نہ مانا تب بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا مجہے اسوقت تمہارے
باپ اکبر شاہ یاد آئے کہ وہ ہمیشہ راتون کو کاغذات ملکی دیکہا

حکایت جہانگیر شاہ و اوتر پڑنا بوچے سے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کرتے تھے کبھی اسطرح بیکار عیش طلبی مین بسر نہین کرتے تھے جہانگیر
شاہ نے ایک مہری کو حکم دیا کہ ابھی جاکر چوبدار سے حکم دے
کہ ٹوڈرل مل دیوان کو جسطرح بیٹھے ہون حاضر کرے چوبدار
فوراً گیا اور ٹوڈرل مل کو مع دفتر اوسیطرح سے اوٹھالایا دیکھا
کہ جامے کے بند کُھلے ہوے ہین پگڑی سر پر نہین ہے قلم ہاتھ مین
ہے پوچھا کیا کرتے تھے عرض کی دفتر دیکھہ رہا تھا ایک موضع
کے رقبہ پر غور کر رہا تھا کہ بسال گذشتہ کی پیمایش سے امسال
کئی سو بیگھہ کم ہو گیا اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی تھی اوسمین
پریشان تھا بادشاہ نے پوچھا پھر کیا معلوم ہوا ٹوڈرل مل
نے عرض کی کہ جب خادم نے تمام اوس ضلع کے نقشونکو
ملایا اور ہر ایک کا مقابلہ کیا تب معلوم ہوا کہ اوس موضع کی
سرحد پر ایک دریا واقع ہے اوس نے زمین اس موضع کی کاٹکر
بہادی اور دریا پار کے موضع مین بڑہادی اسکا رقبہ کم ہو گیا
اوسکا زیادہ ہو گیا کہا اچھا جاؤ پھر بادشاہ بیگم سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ مین ان لوگون کے بھروسے پر غافل ہون اور ابھی اوقات
کو راحت مین بسر کرتا ہون بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا تمہاری
تقریر صحیح ہے مگر یہ تو خیال کرو کہ ٹوڈرل مل کی یہ بیداری کسوجہ سے

ٹوڈرل مل بیدار مغزی

بیگم نصیحت بادشاہ

پیدا ہوئی فقط تمہارے الداکبر شاہ کی بیداری کا آج تک اکین
اثر ہے۔ تو نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ ٹوڈرل مل کی محنت نے
اوسوقت کیا نتیجہ معقول پیدا کیا۔ اسیطرح ہر ملازم کو اپنے
کام پر مستعد رہنا چاہیئے اور ایسی ہی دلسوزی سے انجام دینا
چاہیئے جسوقت بادشاہ یاد کریں بلا تردد حاضر ہو فوراً حکم کی
تعمیل کرے اور جو حکم صادر ہو اوسکی تعمیل ہمیشہ عمدہ طریقہ سے
کرے اسواسطے کہ دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جسمیں دونو پہلو
اچھے برے موجود نہوں اگر عمدہ طور سے انجام اوس حکم کا ہوگا
تو قدر و خوبی حکم بادشاہ کی خوب ظاہر ہوگی اگر بے عنوانی
و بدسلیقگی سے تعمیل ہوگی تو اصل حکم کی خرابی پر محول ہوگا
پس کبھی خادم کو سزاوار نہیں ہے کہ اپنی خرابی تعمیل کو آقا کی
حکم کی خرابی کیطرف منجر کرے یعنے اگر بادشاہ کسی چیز کی تحصیل
کا حکم دے اور عنوان اوسکا کسی دوسرے طریقے پر فرمائے
اور یہ مناسب موقع و محل سے کرے اوس مقصود کے پورا ہونیکا
عمدہ طریقہ سوچے تو اوسی طریقہ مستحسن کی تعمیل کرے اور بکنایہ
ظاہر کرے مگر نہ اس عنوان سے کہ ناگوار خاطر ہو بلکہ باندازِ
شایستہ اوس غلطی کو رفع کرے اور اگر بادشاہ اپنی غلطی کا الزام

خوبی طریقۂ تعمیل

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اسکو دے تو معذرت مین اوس غلطی کے ثابت کرنیکی اصرار نکرے
بلکہ خود مقر ہوکر بادشاہ کی غلطی کو اوڑھ لے جیسے سلطان محمود
اور ایاز غلام کے موتی توڑنے کی حکایت مشہور ہے - اگر اسکو
کوئی عہدہ اس قسم کا حاصل ہے کہ یہ بادشاہ کو رائے و مشورہ
دے سکتا ہے اور رموز و دقایق سلطنت پر مطلع ہے جیسے وزرا
و ارکین مشورت تو انکو لازم ہے کہ ہمیشہ ایسے طرز سے اپنی خیراندیشی کا
اظہار کرین اور بادشاہ کی خصائل کا زوال چاہین جس سے ناگوار خاطر
نہو اور مقصود نکل آئے مثلاً کسی حکایت یا مضمون تاریخ کے پردہ مین
یا کسی شعر و رباعی وغیرہ کے اشعار سے یا کسی دوسرے شخص کی
زبان سے بیان کرین برجستہ و بے محابا ہرگز عرض نکرین کہ ایسا نہو
نتیجہ حاصل نہو اور دوبارا عرض کرنیکا موقع نرہے اسیوجہ سے بادشاہ
کے مزاج کو دریا سے اور سیل سے تشبیہ دیگئی ہے جدہر روان ہوئے
روان ہوئے پہر کسیکے روکنے سے فوری نہین رک سکتی ہان اگر دوسرے
جانب دریا کا زور متوجہ کیا جائے اور کئی شعبی پر منقسم ہوجائے تو
بیشک وہ قوت باقی نہ رہیگی بلکہ اک زمانہ کے بعد ممکن ہے کہ اوس جانب
کا بہاؤ نہ رہے یا مثلاً پہاڑ پر سے پانی گر رہا ہے اگر فوراً روکدین تو
صدمہ عظیم پہونچے اور ہرگز نہ رک سکے اگر متعدد مقامات پر گرنے لگے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

یا راہ مین ہی پہیر کردین یا دو چار مقامون سے مختلف طریقون سے
روک روک کر بہائین تو اوسقدر نقصان نہو جتنا اوسکے دریعے
سے ہوتا ہے۔ پس اسیطرح اگر بادشاہ کو کسی چیز کیطرف مائل دیکہین
اور اوس امر کو خلاف مصلحت جانتے ہون تو اوسکے زوال کی اوسی
امر مین تدبیر کرین اور دوسری طرف طبیعت کو بانٹ دین یا اوسکے
مواقع بدل دین یا اونہین لوگونکو جو اوس شغل خاص کے معین
ہین تعلیم و تفہیم کرین یا کسی غیر شخص کیطرف سے اظہار اوسکا کرین
بہرطور وہ تدبیر کرین جسکا اثر پیدا ہوتا ہو یہ کہ امر ذہنی کے عنوان
سے باز رکہنا چاہین کہ ایسا طریقہ کبہی مفید نہین ہوتا بلکہ ضد اور ہٹ
کو پیدا کر دیتا ہے اور پہر اصلاح پذیر ہونا نہایت مشکل ہوجاتا
ہے اور اس قسم کے حکایت بکثرت کتب تاریخ مین موجود ہین اور
غور کرنیسے خود واضح ہو سکتے ہین — اور ہر ملازم کو جسے کچہہ بہی
رموز مملکت مین مداخلت ہو اسرار شاہی کے چہپانیمین اہتمام کرنا
چاہیے اور حزم و احتیاط کو عمل مین لانا چاہیے بلکہ جو امور ظاہری
ہون اور بالاعلان واقع ہوے ہون اونہین بہی حتی المقدور
بیان نکرے تاکہ اس عادت سے پہر اسرار کے بیان پر خود ہی جرأت
نہوگی اور آقا کو بہی اس امر کا خیال رکہنا چاہیے کہ اظہار اسرار مین

احتیاط بہی ملحوظ رکہنی چاہیے

امانت داری و رازداری

حتی المقدور چشم پوشی کرے تا وہ خود پشیمان ہوکر متنبہ ہو جائے اور
باز رہے والا اوس سے راز کو کبھی ظاہر نفرمائے اسلیے کہ ممکن ہے
کہ کسینے از روئے تفرس و قیاس اخذ کر لیا ہو اور کسی تقریر سے
مستنبط کیا ہو تو پھر الزام دینا اوس شخص اسرار دان پر عبث
ہوگا بقول شخصے دیوار ہم گوش دارد جیسا مشورہ کے مقام پر
عرض کیا گیا۔ وجہ افشائے راز کی اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ نظام
عالم ایک دوسرے پر موقوف ہے اور ہر شخص اخبار تازہ کی سماعت کا
مشتاق رہتا ہے ادہر ذرا سی سن گن کسیکی کان مین پہونچی اور
مناسبات کو ملا کر اور حاشیے چڑہا کر دوسرے سے بیان کیا اونے
تیسرے سے رفتہ رفتہ زبان زد عام و خاص ہو گئی۔ چونکہ مناسبات
صحیح تہے وہ وہ حاشیے بہی صحیح ٹھہرے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ
ضرور کسی رازدار نے بیان کیا ہے۔ اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ بادشاہان
کو ایک قسم کی خاص ہمت ہوتی ہے جو دوسرے کسی شخص مین
نہین پائی جاسکتی یعنے اونکو ایک خاص مادہ خدمت لینے کا
اور عام مخلوقات کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنیکا ہوتا ہے کہ وہ
اوسی طریقہ کو ضروری جانتے ہین اور فی الحقیقت کسیقدر نظم
و نسق کیواسطے لازم بہی ہے خواہ بنا بر نظام محبت ہو خواہ التزام

وجوہ افشائے راز

خاص ہمت بادشاہان

جلسہ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

عدالت خواہ بمعاوضہ حقوق مالی خواہ بمبادلہ رعایات شاہی مگر
سبب اسکا کبھی تو ضرورت اصلی ہوتی ہے اور کبھی خوشامد چاپلوسے
لوگون کی جب کثرت سے تعریفین کیجائینگی اور اظہار اوصاف
حد مبالغہ سے بڑہکر غلط و دروغ ہوجائیگا تو سننے والیکو ضرور
ایک قسم کا خیال پیدا ہوجائیگا اور اپنی اصابت راے وسلامت
ذہن کو مسلم جانیگا خواہ وہ منجر حصول کرامت کی طرف ہو
خواہ استکبار پیدا کرے - مگر جبکہ مادہ اس خاص ہمت کا ضرورت
عقلی ہو خواہ بالذات مقتضی اظہار اقتدار واجبار ہو جیسے
اقامت حدود مردم یا دفع اشرار ناس - خواہ اس وجہ سے
کہ سلاطین متقدم نے رعایا کو جبر وقہر کا عادی کر رکہا تہا رحم
دلی اور عدالت سے کام نہین نکلتا - بلکہ منجر بدنظمی وسست کاری
کی طرف ہوا جاتا ہے خواہ اسوجہ سے کہ ایک وقت مین عقلاً
ضرورت مزید اہتمام وسخت گیری کی تہی اور وہ عادت طبیعت
مین پیدا ہوگئی یا اور کسی وجہ سے بہرصورت ایسی ایک قوت
سلاطین مین ہوتی ہے اور اوسیکے سبب سے وہ طلب حدمت
مین تاکید فرماتے ہین اور استعجال کرتے ہین تو ملازمین شاہی
کو بہی رعایت اس امر کی ضرور ہے خود بہی ملحوظ رکہین اور علم

اسباب تملقت مادۂ خاص

ضرورت سختی امرا

رعایا کو بھی عادی رکھنا چاہیے تاکہ وسیلہ تعمیل اوامر کا ہو اور
اجرائے احکام بہ تعجیل تمام ظہور مین آئے ۔ اور یہ بھی لازم
ہے کہ ملازم اپنے آقا کی نسبت کسی جرم کو یا سوء تدبیر کو ظاہر
نکرے اور کوئی الزام کسیطرح کا ہو اپنے آقا پر نہ لگائے ہر چند
اوسنے بمقتضائے شفقت و قدردانی گستاخ بھی کر رکھا ہو
بلکہ اگر کوئی امر قبیح ظاہر بھی ہو تو اوسے فاش نکرے بلکہ اگر
بھولے سے زبان پر آ بھی گیا ہو تو اوسکا اظہار و اقبال نکرے
اسلئے کہ زمان اقرار سے تا زمان اخبار بڑا تفاوت ہو جاتا ہے
اگر کوئی ایسا امر خادم و مخدوم کے درمیان واقع ہو کہ جسکا
الزام خادم و آقا دونون پر عائد ہوتا ہو تو اوسوقت ایسا حیلہ
کرے جس سے خود بھی بری ہو جائے اور آقا کی نسبت بھی الزام
عائد نہونے پائے اور عقلا کے نزدیک بھی معذور سمجھا جائے ۔
اور جو چیزین آقا کو مرغوب ہون اونکا خیال رکھے اور اونکے
بہم پہونچانے مین سعی کرے اور جو مکروہ طبع ہون اونسے احتیاط
کرے اور حتی المقدور باز رہے بلکہ اگر کوئی امر بالذات اسی
مرغوب ہو اور وہی آقا کو بھی مرغوب ہو تو خود اپنے نفس کو
اوس سے باز رکھے اور آقا کی خدمت کیواسطے حاضر رکھے بلکہ

بلکہ ہمیشہ اس اصل کو اپنے ذہن نشین رکہے کہ اطاعت و خدمتگذاری
بغیر ترک حظ نفس ہو ہی نہین سکتی اور فرمان برداری مین
آزادی باقی ہی نہین رہتی یہ ایسا کلیہ ہے جو دین اور دنیا دونون
مین مفید ہے یہی معنی ہین تعبد کے اور یہی مطلب ہے پابندی
کا جیسا اشارۃً کئی مقام پر گزارش ہو چکا - بلکہ یہانتک اس
کلیہ کو قایم رکہنا چاہیے کہ اگر حق صریح اسکا رضائے آقائی
مین عند الضرورت صرف ہو جائے تو بہی دریغ نکرے اسواسطے
کہ اوّل مرتبہ مین اگر اپنے حق کا پورا کرنا چاہیگا تو خلل سے خالی
نہوگا بلکہ ایک قسم خود غرضی ظاہر ہوگی اور اگر ترک کریگا تو
بہت بڑی جگہ آقا کے دلمین پیدا ہوگی جس سے آیندہ کیواسطے
صدہا اقسام کے منافع اور ترقیون کی امید ہے - اسیوجہ سے
دست سوال آقا کے سامنے بغیر ضرورت دراز کرنا اور حاجات
ذاتی کا بیان کرنا بہی ممنوع ہے بلکہ لطف کے ساتہہ اور موقع محل
دیکہکر اشارۃً وکنایۃً اپنی اغراض کو عرض کرنا چاہیے تا طماعی
ظاہر نہو اور قناعت سے قدم باہر نہ بڑہے اسلیے کہ دنیا کا
ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب اسکی خواہش کا اظہار
ہوتا ہے تب یہ توجہ نہین کرتے اور جب بے پروائی کیجاتی ہے

حکمت پیدا کرنی آقا کے دلمین

بیان کرنا حاجات ذاتی کا

تو خود بخود آتی ہے پس ہمیشہ بپردہ استغنا مین طلب دنیا کرنی
چاہیئے اور حرص خام مین اپنی آبرو کو نہ کھونا چاہیئے اسلیئے کہ
اگر روے احتیاج کسیطرف لے بھی گئے اور اوسنے نہ مانا تو ذلت
کی ذلت ہوئی اور کام کچھہ بھی نہ نکلا اور اگر استغنا ظاہر کرتا رہا
تو کام بھی نکلا اور آبرو بھی رہی مگر اسکے واسطے سلیقہ شرط ہی
اسی باعث سے حکما فرماتے ہین کہ بادشاہون اور امیرون سے
اصل منفعت کو حاصل نکرنا چاہیئے بلکہ اسباب حصول منفعت
کو طلب کرنا چاہیئے جیسے عزت و اختیار کہ انسے خود دنیا کا
کام نکلتا ہے اور اظہار احتیاج کی ضرورت نہین ہوتی ہر چند
یہ ظاہر ہے کہ خدمت حصول منفعت کیواسطے اختیار کیجاتی
ہے مگر رؤسا و امرا کا یہ بھی خاصہ ہے کہ طلب نفع کو ناگوار کرتے
ہین اور حریص و طماع سمجھتے ہین اور جو اونکے نفع کی فکر کرتا ہی
اوس سے خوش ہوتے ہین اور عزیز جانتے ہین خود بذل و عطا
سے اوسکا تکفل کرتے ہین اور اوسکے ادا حقوق مین کمی نہین
کرتے بلکہ روسا رکی نگاہون مین اسطرح اپنے مالکو ظاہر کرنا چاہیے
کہ یہ گویا سب مال و اسباب جو کچھہ اسکے پاس ہے وہ سب اونہین
کا ہے جسوقت چاہین لے لین تاکہ اونکے قلب مطمئن رہین اور

اور اسکے مال کو اپنا مال سمجھکر تلف و ضایع پر نیت نکرین یہی مقتضا ہے
یہ کلیہ مشہور ہے اَلْمَمْنُوعُ مَحْرُوصٌ عَنْہُ وَالْمَبْذُولُ مَمْلُوکٌ
عَنْہُ یعنے انسان کو جس چیز سے منع کرو اوسی پر حرص کرتا ہے
اور جو چیز دیدو اوسکو پسند کرتا اور جو کچہہ مال و جاہ حاصل کری
اوسکو اپنی ذاتیات مین کمتر صرف کرے بلکہ ہمیشہ آقا ہی کے
اظہار زینت و تجمل مین خرچ کرے کہ اس صورت مین بہت بڑی
وقعت نگاہون مین پیدا ہوتی ہے اور بڑا اثر دلپر پڑتا ہے اور
فی الحقیقت مروت کا تقاضا بہی یہی ہے اور احسان کی جزا
بہی یہی ہے اور ایسی چیزون سے بہی احتیاط کرے جو مخصوص
امرا و سلاطین سے ہون اسواسطے کہ ایسی چیزونکا بہم پہونچانا
اوس چیز کی ضیاع کی فکر کرنا ہے اور اپنے نفس کو مرض ہلاک
مین ڈالنا ہے اور اگر آقا کوئی چہوٹی اور کم قدر چیز بہی عطا
کرے تو اوسکے قبول مین اوس چیز کی وقعت کا خیال نکرے
بلکہ اوسکے عطیہ کو تصور کرکے اظہار امتنان بہت کرے
اور جو کچہہ کم و بیش اپنے آقا سے حاصل ہو اوسی پر قناعت
کرے اور زیادہ اوس سے حرص نکرے اور دوسرے کیطرف
رو سے التجا نلیجاوے کہ باعث بدنامی آقا کا ہے - اگر آقا عتاب

خاصیت طبیعت انسانی

پرہیز کرنا اشیاء مخصوصہ سلاطین و امرا سے

کرے یا اظہار غیظ و غضب فرمائے تو ہرگز شکایت اوسکی نکرے اور اپنی ہی خطا تصور کرے اسلیئے کہ اکثر اوقات وہ رضامند رہا اور ایک وقت مین ناراض ہوگیا تو کیا انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اس ایک وقت کی ناراضی کو ہر وقت کی رضامندی کے مقابل سمجھے بلکہ ترجیح دے ہرگز یہ انصاف نہین ہے مگر اسکا خیال رکھنا البتہ ضابطہ و منصف کا کام ہے بلکہ ایسا مناسب عذر کرے جس سے آقا کا عتاب زائل ہوجائے اور حالت رضامندی بہم پہونچے اور اگر کسی بادشاہ جور کا ملازم ہو اور اوسکی مطاوعت سے گریز نکرسکتا ہو تو اوسے یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ دُہری مصیبتون مین مبتلا ہے اگر بادشاہ کی مطاوعت کرتا ہے تو رعیت کے جبر و ظلم کا شریک ہے تو دین و مروت عقل و حکمت انصاف و عدالت سب تشریف لیئے جاتے ہین - اگر رعیت کی خیرخواہی اور حفاظت مین سعی کرتا ہے تو بادشاہ سے بگڑتی ہے اپنی آبرو و جان کا خوف ہے ایسے شخص کا علاج نہین ممکن ہے مگر دو صورتون سے یا تو وہ قطع نظر کرے دنیا سے اور ملازمت کو بحیل و تدابیر چھوڑ کر دروازہ بند کرے تجارت و دیگر مکاسب صنعت کو اختیار کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہین

عتاب آقا پر شکایت نکرنی
عذر مناسب
بادشاہ جور کا ملازم

تو جہان تک ممکن ہو اپنی جان و آبرو کے ساتھ رعیت کے بہی خواہی کرتا رہے تا اینکہ خداوند کریم اس رنج سے اوسکو پاک کرے ۔

نقل قول الکتاب الادب ابن مقفع

کتاب الادب بن مقفع مین لکھا ہے کہ اگر بادشاہ تجھکو اپنا بھائی بنائے تو تو اوسکو اپنا خداوند جان اور اگر وہ تیری توقیر کرے تو تو اوسکی تعظیم و اجلال مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکر اگر کوئی جگہ حضور بادشاہی مین ملے تو اوسیقدر تضرع و زاری و دعاگوئی کو ادا کرے مگر دعا کے الفاظ بہی ایسے ہون جنسے بیگانگی اور بے تعلقی چاپلوسی محض ثابت نہوتی ہو بلکہ امر واقع اور قدر امکان کے لگاؤ کو بہی لیے رہین

شرائط دعاگوئی

کہ اسمین وثوق و یقین مدح اصلی کا ہوتا ہے اور بے انداز تعریف کو بناناسمجھتے ہین مگر اوسقدر کہ جو زبان زد او معمول بہ قرار پا چکا ہو یا کسی فرقہ کیواسطے مخصوص ہوگیا ہو یا کسی عنوان کو لازم ہو جیسے شعرا کی قصیدہ سرائی جسکے واسطے تخئیل اور اطرائی مدح حسن ہے مگر اسمین بہی حدود ممدوح سے تجاوز نہ ہونے پائے مثلاً

تخصیص مدح شعرا

وزیر کی مدح مین شاہانہ الفاظ یا شاہون کی مدح مین بزرگان دین کے مخصوص الفاظ ۔ اور کبہی حضوری مین اس قسم کے الفاظ کا استعمال نکرنا چاہیے جنسے بوے حق طلبی معلوم ہوتی ہو یا اپنے احسانات و خدمتگذاری سابق کا اظہار ہو بلکہ ہمیشہ ویسی ہی خدمت کرکے اوس

حق طلبی کی کراہت

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

سابق کی خدمت کو یاد دلانا چاہیے تاکہ اسوقت کی تازہ جانفشانی و عرق ریزی کو دیکھکر سابق کی محنت یاد آجاے — اسیوجہ سے حکماء متقدمین فرماتے ہین کہ دنیا مین کوئی کام وزارت سے دشوار نہین ہے اسوجہ سے کہ اوس سے زیادہ قرب و واسطہ بھی بادشاہ تک کسیکو حاصل نہین اور دشمن بھی اوسکے وہی لوگ زیادہ ہین جو بادشاہ کی حضوری سے مستفید ہین ہر وقت اسی تاک مین ہین جسطرح ہو سکے خلعت وزارت پہنے عنان انتظام ہاتھہ مین لیجیے لاکن یہ نہین سمجھتے کہ یہی دن پھر اونکو بھی در پیش ہین تخلیون مین صحبتون مین آوازے کھینچتے مین موقع پر فقرہ بندیان کرتے ہین — اسیوجہ سے حکماء متقدمین نے وزارت کلی اختیار نہین کی حکیم ارسطاطالیس استاد سکندر ہمیشہ معین و مددگار مشیر رہے مگر خاصۃً عہدہ وزارت کو قبول نہین کیا مگر اسمین بھی شبہ نہین کہ وزارت کا عہدہ ایسا جلیل الشان ہے کہ جسے دوسرا واسطۂ خداوندی کہنا چاہیے یعنے جسطرح بادشاہ رعایا و خدا کے درمیان مین ہے اوسیطرح بادشاہ و رعایا کے درمیان مین وزیر ہے پس بعد سلطنت کے وزارت سے اعلے تر مرتبہ بھی کوئی نہین جیسا صنایع شریفہ مین مفصل عرض کیا گیا بہر حال وزیر عاقل و خوش تدبیر کیواسطے زیادہ مفید

وزارت مشکل کام ہے

وزارت عظمت عہدہ

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اس امر مین استقامت رائے و احتیاط ہے اور ہمیشہ برابر سادی
رکہنا اپنے افعال و اقوال کا ظاہر و پوشیدہ اور بہت متحمل و بردبار
ہونا چاہیئے تاکہ اگر کسیکی حسد و عداوت کی کیفیت اوسکو معلوم
بہی ہوجائے تو اظہار غیظ و غضب نکرے بلکہ اسطرح ظاہر کرے کہ
گویا اوسنے کچہہ سنا ہی نہین اگر بادشاہ بہی کچہہ استفسار کرے تو اپنی
اجنبیت ظاہر کرے تاکہ اوسکی مظلومیت اور اونکا ظلم نظر بادشاہی
مین اچہی طرح سے ظاہر ہوجائے — اور اگر اتفاقاً معارضہ و سوال
و جواب کی نوبت آئے تو ہرگز غیظ و غضب کو دخل نہ دے اسوجہ
کہ غصے کی حالت مین کبہی تقریر صحیح نہین ہوتی بلکہ حکما نے
اسیوجہ سے یہ کلیہ قرار دیا ہے کہ غلبہ مباحثہ مین ہمیشہ حلیم و بردبار
کو ہوتا ہے — پہر ابن المقفع تحریر فرماتے ہین کہ عمدہ آداب ملازمت
شاہی مین ریاضت نفسانی انسان کی ہے ہر امر مکروہ پر اور موافقت
رائے سلطانی کی مخالفت کی حالتمین یعنے باوجود مخالفت اپنی
رائے کے بادشاہ کی رائے سے موافقت کرنا اور اونکی مزاج کو
پہچان کر اور بعنوان منشا خاطر کو دریافت کرکے اوسی کے موافق
انضباط قواعد کرنا — اسرار سلطنت کا مخفی رکہنا اگرچہ امر
سہل کیون نہو — کسی چیز مین استفسار نہ کرنا جسکی خود بادشاہ

محاسن افعال وزرا

ریاضت نفسانی ملازمت شاہی کے واسطے

اسرار کا مخفی رکہنا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

نصائح امراے متفرقہ

رئیس اطلاع نہ دے — ہمہ تن توجہ کرنا رضاجوئی مین — اقوال شاہی
کی تصدیق کرنا — آرا جہان پناہی کی تزئین و آرائش کرنا
اور موافق صوابدید عقل کے اظہار کرنا سلاطین کی نکوئیونکا ظاہر
کرنا اور برائیونکا چھپانا — جن چیزونسے بادشاہ کو محبت ہو اونکو
آسان کرنا — جو ناگوار طبع ہون اونکو دور کرنا — اونکی محنت کو
خود اوٹھالینا — اپنے کام کو اونسے حوالہ نکرنا — ہر وقت اطاعت
مین مستعد رہنا — اپنی راحت سے خدمت کو مقدم رکھنا خفگی
بادشاہ پر آزردہ نہونا — سختی کو سختی نہ سمجھنا معتوب شاہی سے

معتوب شاہی کا حکم

ناراض رہنا — مقربان درگاہ کو دوست بنائے رکھنا — یہانتک
احتیاط کرنا کہ معتوب شاہی کے ساتھ صحبت مین حاضر نہونا
بیموقع سفارش اوسکی نکرنا — اپنے پہلو کو بچائے رکھنا —

سرگوشی نکرنا صحبت بادشاہ مین

جب بادشاہ خطاب کرے تو دل وگوش وجملہ اعضاو جوارح سے
سماعت کرے کسی دوسرے امر مین مشغول نہو کسی اور
طرف نگاہ نکرے — صحبت بادشاہ مین دوسرے سے اشارہ
نکرے کوئی بات کانمین چپکے سے نکہے — اسلیے کہ معلوم نہین
بادشاہ کو کیا بدگمانی پیدا ہو اسوجہ سے کہ سلاطین کو زیادہ تر
ایسے خیالات ہوجاتے ہین — اور اگر کسی سے سوال کرین تو

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تم خود اوسکا جواب نہ دو کہ اس سے سبکی انکا ہونین ظاہر ہوتی ہے
اور سائل و مسئول دونونکی خفت کا باعث ہوتا ہے اگر سائل کہہ
بیٹھے کہ مین تمسے نہین پوچھتا تو سوا گردن جھکا لینے کے کیا جواب
ہوگا اگر کسی جماعت سے پوچھین اور تو اونمین سے ہو تو ہرگز سبقت
جواب مین نکر کہ اور ساتھیونکو ناگوار ہوگا اور تیرے قول کی تردید
پر آمادہ ہوجائینگے بلکہ اسقدر سکوت کر کہ وہ لوگ اپنی اپنی جواب
دے چکین پھر اگر ضرورت اور موقع دیکھے تو جواب دے – اور
اگر بادشاہ تجھکو اور لوگون سے زیادہ عزیز رکھتا ہو تو بھی تو
تقدیم اونسے اختیار نکر خصوصًا اقربائے شاہی سے یا خدمتگذاران
قدیم سے اسلئے کہ اس امر کو اخلاق سفہا مین سے شمار کرتے ہین
اسواسطے کہ ہر شخص کو خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر کسی نہ کسی شخص کے
ساتھ ایک رجحان طبیعی ہوجاتا ہے اگرچہ وہ شخص کم مرتبہ ہو پس
اس مطلب کو سمجھکر محبوب بادشاہ کی تعظیم و توقیر کرنا چاہیے اور
بذل و عطا سے اوسے خوش رکھنا چاہیے – اس توجہ خاص کا سبب
اکثر مادۂ روحانی ہوتا ہے خواہ کوئی قرابت سبب اسکا ہوجاے
یا کوئی خاص امر اسکا باعث ہو بہر طور اوس توجہ روحانی کا مقابلہ
کسیطرح نہین ہوسکتا اگر وہ درپے آزار ہوجائے گا تو عالی مرتبہ

تقدیم نکرنا اقربا ملازمین پر

توجہ خاص بادشاہی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ہونا کچہہ مفید نہوگا — اگر بادشاہ کوئی راے دے جو تیرے نزدیک خلاف
مصلحت ہو تو اپنی راے کو ظاہر نکر اور اطاعت و مسکنت
کے ساتھہ قبول کرے اسلیے کہ بادشاہ حاکم ہے اور تو مطیع
و فرمان بردار ہے پس اوسے حکم زیبا ہے اور تجکو اطاعت —
پہر ابن مقنع فرماتے ہین کہ جو شخص ان شرائط کا پابند نہو سکتا ہو
اوسے ملازمت شاہی سے کنارہ کرنا چاہیے کہ نتیجہ زیادہ بدتر
ہے اوس منفعت سے جو فوری حاصل ہو یہان تک ترجمہ تہا قول
ابن مقنع کا اور اسی پر اس مطلب کا خاتمہ کیا جاتا ہے کہ قول
ابن مقنع انشاءاللہ مقنع ہوگا — واللہ اعلم بالصواب —
سوال — یہانتک تقریر پہونچی تہی کہ حکیم صاحب نے
کسیقدر سکوت فرمایا بخیال طول صحبت برخواست کا ارادہ
کیا بادشاہ نے کہا کہ ابہی تو کچہہ ایسی رات بہی نہین آئی ہے
تو بچیے ہین کچہہ دقیقے باقی ہین اگر مناسب ہو تو کیفیت معاشرت
اصدقا و دیگر اصناف مخلوق کو بہی اسی ذیل مین بیان فرما دیجیے
جواب حکیم صاحب نے عرض کی ارشاد حضور کا بجا ہے
سمع خراشی جہان پناہ کا مجہے خیال تہا ورنہ فقیر اسیوقت ان
مطالب کو تمام کرتا اب حضور اصرار فرماتے ہین تو فقیر بہی

راے با بادشاہ
بادشاہ کو دینا

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

ضرورت دوستی

عرض کرنے پر مستعد ہے — ماہیت دوستی کی اور افضل ہونا
اوسکا عدالت سے پہر تقسیم اوسکی ارادی وطبیعی کیطرف پہر اسباب
محبت ارادی کے اور تفصیل اوسکی جملہ اقسام کی اور اطلاقات
لفظی الفاظ محبّت ومودت وصداقت وعشق کی سب فقیر
کل کے جلسے مین عرض کر چکا ہے اور حضور کے ذہن مبارک مین
بہی ہوگا — اب دوست بہم پہونچانے کے طریقے اور شرائط و
صفات دوست کے اور حقوق دوستون کے اور اسباب قائم
رکہنے دوستی کے اور طریقے دوست سے معاملت کرنیکے اور
جو امور اوسکے متعلق ہین وہ اس مقام پر گذارش کرتا ہون —
پس حضور پر یہ تو خوب ظاہر ہے کہ تمدن کے معنے باہم ارتباط
کے ہین اور انسان اسی انسانیت وانسیت سے ممتاز ہوا ہے
اور یہی مادۂ مدنی اوسکی ترجیح کا باعث ہے حیوان سے تو
اب سعادت انسانی بہی اسی مین ہوگی کہ جو امر اوسکی ترجیح
کا سبب ہے اپنے ابناء جنس سے زیادہ رکہتا ہو اور یہ بہی
ظاہر ہے کہ جس کی دوست زیادہ ہونگے وہی اپنے مایحتاج
کے حاصل کرنے مین کامل ہوگا اسلئے کہ تمہید مین عرض کر چکا ہون
کہ انسان بے معاونت کے کامل نہین ہو سکتا اور ہمکو سب طرح کی

دوستوں کا زیادہ ہونا باعث تکمیل ہے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

معاونت کی احتیاج ہے پس انسان کامل وہی ہے جسکی معاون
بہت ہون پس جو شخص درپے تحصیل کمال ہے وہ لابد دوستون
کے بڑہانے کی فکر مین رہیگا جو جو اچہائیان اسکے پاس ہین وہ ان
تک پہونچائیگا اور جو جو امور اونکے بہتر ہین وہ اوسکی طرف
منجر ہونگے تاکہ جن اچہائیون کو تنہا حاصل نہین کرسکتا مل
جلکر حاصل کرے اپنی عمر عزیز کو لذائذ کامل و تمتعات وافر
مین بسر کرے مگر میری مراد لذائذ سے یہ لذائذ فانی نہین
ہین جو قوائے شہوانی و خواہشہائے بہیمی سے متعلق ہین بلکہ
مقصود ان لذتون سے تمتعات حقیقی و التذاذ الٰہی ہے
جسکی تفصیل فقیر نے محبت کی ذیل مین عرض کی ہے۔ ہر چند
یہ محبت ایسی چیز ہے جو دونو قسم کی لذت کو پورا کرتی ہے
یعنے اگر محبت بخواہش لذت فانی ہے تو بہی اگر بخواہش
لذت باقی ہے تو بہی ہان اتنا فرق ہے کہ فانی کی محبت
بہی فانی اور باقی کی محبت بہی باقی۔ مگر ایسی محبتین جو حقیقی
ہون اور مادہ اونکا خیر واقع ہوا ہو بہت ہی کمیاب ہین اور
حیوانی محبتین بہت کثرت سے کیونکر نہو کہ اچھی چیزین
دنیا مین بہت کم ہوا کرتی ہین اسلئے کہ عزت و خوبی کیواسطے

انسان کامل کا معاونت دوستون سے ہونا

سبب محبت کا نصیب ہونا

محبت حقیقی کا کمیاب ہونا

قلت عزت اور ... ہونا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

قلت لازم ہے اگر کثرت سے ہو تو عزت بھی اوسکی ادنی
ہو مگر ان دو نو اچھی بری محبتون کا ساتھہ ہے یعنے بغیر اسکے
کہ ایسی قسم کی محبت بھی بہم پہونچائی جاے چارہ نہین ہوتا
ہان اسقدر البتہ ضرور ہے کہ تمیز رکھتا ہو اور ہر ایک کی
قدر و منزلت کا فرق جانتا ہو یعنے اصل محبت حقیقی کو جانے
اور رفع ضرورت کے لیے محبت حیوانی کو بھی پیدا کرے اسکی
مثال حکماء اخلاق اسطرح سے دیتے ہین کہ جیسے کہانے مین مصالحہ
کی ضرورت ہوتی ہے ہر چند غذائیت مین اوسکو کوئی دخل
نہین مگر بغیر اوسکے درستی اوسکی بھی ممکن نہین پس یہ بھی شریک
ہو کر فائدہ غذا دیتے ہین اسیطرح محبت خیر سے تنہا فائدہ حاصل
نہین ہو سکتا جبتک بقدر ضرورت محبت حیوانی بھی حاصل
نکیجاے — مگر اوسیقدر جیسے کہچڑی مین نمک اسی وجہ سے حکما
تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح انسان کو محبت حقیقی ایک لازمی
شے ہے اسیطرح محبت ظاہری اور حسن معاشرت اور ملاقات
رسمی بھی ضرور ہے کہ اکثر اوقات یہ ظاہری محبت منجر باصلیت
ہو جاتی ہے پس جسطرح شرائط صداقت کو از روے حقیقت استعمال
کرنا ضرور ہے اوسیطرح اکثر بغیر استحقاق بھی استعمال کرنا چاہیے

اچھی بری دونون محبتون کا ساتھہ ہے

رفع ضرورت کے لیے محبت حیوانی

ظاہری محبت اکثر منجر باصلیت ہوجاتی ہے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اسلیے کہ اظہار محبت صادق سے ممکن ہے کہ محبت بہی صادق ہوجاے جیسا اہب اشخاص کا دستور ہے کہ آشنایان رسمی سے بہی وہ ویسے ہی اخلاق کرتے ہین جنسے محبت صادق کا گمان بلکہ یقین ہوجاتا ہے اور پہر یہ اونکا حسن اخلاق مجازی کو حقیقی کردیتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس کہتے ہین کہ انسان کو محبت سے چارہ ہی نہین خواہ غنی ہو خواہ فقیر اسوجہ سے کہ تونگر اور صاحب ملک و مال جسقدر مستغنی ہے اوسیقدر لوازم اور ضروریات زیادہ ہین اور اوتنی ہی احتیاج بہی اوسکی آدمیونکیطرف زیادہ ہے یعنے اگر فقیر کا کام ایک آدمی سے نکلجاتا ہے تو صاحبان ملک و مال کو ہزار آدمی کی ضرورت ہے بقول شاعر؎ آنانکہ غنی تراند محتاج تراند ÷ تو اوسکو ہزار آدمیون سے محبت بہم پہونچانا اور رفع احتیاج کرنا ضرور ہوگا مثلاً بادشاہ ایک ملک وسیع پر قابض و متصرف ہے اور خلق خدا اوسکے زیر فرمان ہے تو اتنے بڑے ملک کا انتظام تن تنہا کیونکر کرسکیگا ضرور ہے کہ فوج بہی کثرت سے ہونشیان دفتر اہل قلم اہل خدمت منتظمان مملکت بہت سے جمع ہون تاکہ اون سبکے اعانت و امداد سے اتنے بڑے ملک کا انتظام کرسکے یہ اونکی

حسن اخلاق مجازی حقیقی ہوجاتا ہے

ضرورت ہے آدمیون کی مستغنی کو زیادہ

حاکم کو انتظام ملک نہیں ہوسکتا

خدمت تکفل معیشت وغیرہ سے کرے اور وہ اسکی بوجہ کو بتائین
اور اوسکا کام توجہ خاطر سے کرین - پھر کہتے ہین کہ یہ مادۂ انسان
از روئے فطرت کے خلق کیا گیا ہے یہی مادہ ہے جو بہت
سی جماعت کو ایک دوسرے سے وابستہ کردیتا ہے اگر ایسا
نہ تو بہت سے معاملات دنیا کے درہم وبرہم ہو جائین -
دیکھئی اک وے سے مثال یہ ہے کہ اگر دو لڑکے ایک جا نہون
تو کہیل نہین سکتے یا چند لوگ باہم نہون تو سیر وشکار سے
لطف نہین اوٹھاتے اسیطرح سلاطین اگر بہت سی فوج جمع
نکرین تو مملکت پر قبض وتصرف حاصل نہین کر سکتے - حکیم
انتفراطیس کہتے ہین کہ مجھے بڑا تعجب آتا ہے اون لوگون سے
جو اپنی اولاد کو تاریخ سلاطین واخبار ملوک ووقایع شاہان گذشتہ
تعلیم کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان لوگون کے حالات مین زیادہ
تر لطف لڑائی بھڑائی جنگ وجدال کینہ وعداوت انتقام وغیرہ
کا ہے ان حالات کے سننے سے ضرور ہے کہ پڑہنے والے کے
دلمین بھی ویسے ہی آثار پیدا ہون - کیون ایسی حکایتین اور
تاریخین نہین پڑہاتے جنسے مادۂ الفت کو جوش ہو جیسے
اکثر حکایات کتاب الفرج بعد الشدہ وغیرہ کہ جسکی بنیاد

تکفل معیشت پر بھی مادۂ الفت زمین ہوتا ہے

کھیل لڑکونکا بھی دو ہی جان سے ہوتا ہے

سلاطین بے فوج سلطنت نہین کر سکتے

ایسی کتابین ہونا چاہئین جنسے مادۂ الفت پیدا ہو

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اکثر ایسی ہی اصول اخلاقی پر ہے۔ پھر کہتے ہین کہ محبت ایک
ایسی چیز ہے کہ معیشت بے اوسکے ممکن نہین ہے بلکہ انسان کی
زندگی بے محبت کے نہین ہوسکتی اگر تمام دنیا کے سب عمدہ
چیزین اور تمام مال و متاع ایک شخص کو دیدیا جائے اور وہ
محبت کی صفت نرکھتا ہو تو یہ سب وبال جان ہوگا اور پھر
اپنی زندگی سے پورا کر نہین دوست کا محتاج رہیگا اگر کوئی شخص
دوستی کے مرتبہ کو کم حقیقت سمجھے تو فی الحقیقت دوستی کا مرتبہ
کم نہین ہو جاتا اوس شخص کا مرتبہ البتہ عاقلون کی نگاہ مین
کم ہو جائیگا اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دوستی ایک بہت آسان
چیز ہے بہت جلد حاصل ہوسکتی ہے اوسکا خیال خام ہے
ایسے دوست جو کسوٹی پر کسے ہوئے ہون زر کامل عیار کی جا صفت
رکھتے ہون امتحانون مین پورے نکلے ہون شرائط محبت کو کامل
کرتے ہون نہایت کم ہین۔ پھر تحریر فرماتے ہین کہ قدر محبت
و مودت کی عاقل کی نگاہ مین تمام روے زمین کے خزانون سے
اور ہفت اقلیم کی مملکت سے اور جتنی دنیا مین نفیس نفیس چیزین پیدا
خلق ہوئی ہین اور جس سے منفعت کامل حاصل ہوسکتی
ہے اون سب سے اسوجہ سے بہتر ہے کہ مصیبت کے وقت مین

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

یہ کوئی چیز کام نہین آتی پہر دوست ہے ایسا ہے جو اوسکی وقت
تنگی مین مدد کرتا ہے اور اپنی دوست کی مہم مین جان و دل سے
کوشش کرتا ہے خواہ وہ منفعت فوری ہو خواہ تاخیر سے
اوسکا ظہور ہونیوالا ہو خوشحال اوس شخص کا جو اس نعمت عظمی
و سعادت کبرے سے مستفیض ہو ہرچند وہ نفائس دنیا مین
کسی چیز کا مالک نہو اور اوسکا کیا کہنا ہے جو ان امور کے ساتھ
ایسی نعمت کو بہی حاصل رکھتا ہو اسواسطے کہ جو شخص ایک ایسی
مملکت کا انتظام کرنا چاہے جو آنکھون سے اوجہل صدہا
منزلون کے فاصلے پر ہو اور ان لوگون کا حال دریافت کرے
جو نہایت دور و دراز مقامات پر ہون اور یہان بیٹھے بیٹھے ہر شخص
کی جزئیات و کلیات کی نگرانی کرنا چاہے وہ ان دو آنکھون
اور ایک دل اور ایک زبان سے کیا کر سکیگا ایسے شخص کو ضرور
ہے کہ بہت سے کانون اور بہت سی آنکھون بہت سے دلون کا
مالک ہو کہ وہ سب ملکر ایک ذات ہو جائین اور جو اوسکے دل
و زبان پر آئے وہ اطراف بلاد بعیدہ مین پہونچے اور جو وہ
دیکھین سنین وہ اس تک پہونچے بے زحمت اسکو تمام مملکت
کے حالات مخفی پر اطلاع ہو اور غایب کو بطور حاضر کے مشاہدہ

تنگی وقت مین سوا اصلی دوست کے اور کوئی مدد نہین کرتا

انتظام ملک کیلیے بہت سی آنکھین اور کان چاہیے ہین جو ایک ہو گئی ہون

کرے یہ بات کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی مگر محبت اور دوستی کے ساتھ
اور نہ انتظام کبھی حاصل نہین ہوسکتا مگر رفیق شفیق کے ہاتہون سے
یہانتک حاصل ترجمہ تہا حکیم الشفر اطیس کا جب فضیلت محبت
و ضرورت احباب معلوم ہوچکی تو اب بیان کرنا ایسے اسباب کا
ضرور ہوا جنسے دوستی حاصل کیجا سکتے ہے اور محبت قایم رہ سکتی ہے
اور دوستونکے اچھے برے ہونیکی شناخت ہوسکتی ہے تاکہ طالب
محبت کو دہوکہا نہو اور بعد حصول محبت کے دوستی بحیل پر افسوس
نکرنا پڑے جیساکہ کسی چرواہے کی حکایت مشہور ہے کہ وہ
ایک دنبہ کی تلاش مین بازار کو گیا چاہتا تہا کہ کوئی فربہ اور تنومند
دنبہ خرید کیجیے ایک شخص کے پاس ایک دنبہ بہت فربہ دکہائی
دیا موٹا سمجہکر خرید کر لیا جب مکان پر آیا اور ذبح کیا معلوم
ہوا کہ گوشت نہ تہا ورم تہا اس منفعت کی امید پر نقصان اوٹہانا
پڑا جیساکہ اس عرب کی حکایت کو شاعر عرب نے نظم کیا ہے
شعر أُعِيذُهَا نَظَرَاتٍ مِنْكَ صَادِقَةً + أَنْ تَحْسَبَ
الشَّحْمَ فِيمَنْ شَحْمُهُ وَرَمُ یعنے الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی
نہ سمجہے فربہی اور ورم مین تمیز کرے اسلیے کہ آدمیون مین
بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ فی الحقیقت تو وہ صاحب

اسباب حصول محبت کا بیان

و رم و شحم

بعض آدمی بظاہر اچہے معلوم ہوتے ہین

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فضائل نہین ہین مگر دیکھنے مین آدمی معقول اور بہت مہذب
معلوم ہوتے ہین اسوجہ سے کہ خودنمائی اور اظہار فضیلت
مین وہ کاہل ہین جیسا جلد اوّل جلسہ سوم تشابہ فضائل مین
مفصل عرض کیا گیا بہت سے بخیل روپیہ پیسا دیتے ہین
اس تمنا مین کہ سخی مشہور ہون بہت سے معرکہ آرائیان اور
خانہ جنگیان کرتے ہین تاکہ بہادر کہلائین حالانکہ نہ وہ خرچ
کرنیسے سخی ہوگئے نہ یہ عقلا کے نزدیک بہادرون مین شمار ہوئے
وہ مسرف ہوئے یہ مہلک کہلائے بلکہ اس صفت مین جانورونکو
آدمیون سے زیادہ ترجیح ہے کہ وہ صفات موجودہ سے
زائد اظہار نہین کرتے یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص انکو اس
عنوان کی تعلیم کرے پھر ہمیشہ انسانکو تمیز اصلیت اور صنعت
بہت ضرور ہے یہ نہو کہ بعض جانورونکیطرح جوہری ہری
گہانس دیکھین کہا لین خواہ وہ نفع کرے یا نقصان یا کسی
چیز کو شیرین سمجھکر نوش فرمائین اور آخر کو تلخ ہوجائے ایسی
صورت مین فائدہ کے عیوض سخت نقصان ہوجاتا ہے اور سوا کچھ
چارہ نہین بن پڑتا ہے پس جب کیفیت دوستونکی بہم پہنچانیکی
بیان کردیجائیگی اور فرق اچھی طرحسے ظاہر کردیا جائے گا بشرطیکہ

مسرف سخی نہین ہوتا

ہلاک کنندہ قوم شجاع نہین ہوتا

انسان کو اصلیت وصنعت سے تمیز کرنا ضرور ہے

بیان اصلی دوستونکا

ان اصول کو ملحوظ خاطر رکھے کبھی دہوکہا نکہاے گا اور کبھی کیسا ہی
کوئی مکر و فریب کیون لاکر خود نمائی کرے یہ اوسے یار نکرے گا
کتنا ہی کوئی شخص چاہے کہ دانہ ڈالکر دام مین پہنسالے یہ نہین
پہنسنے کا ایسے اشخاص سے دور دور رہا کرتا رہے گا اور پناہ بخدا
کرتا رہیگا طریقہ دوست صادق بہم پہونچانے کا اس سے بہتر نہین
ہے جو حکیم ابن شمعون نے بیان کیا ہے اس مقام پر فقیر اونہین
کے اقوال کا ترجمہ کرتا ہے کہتے ہین کہ جب کوئی شخص چاہے کہ
صدیق صادق اور رفیق شفیق پیدا کرے تو پہلے اوسے یہ ضرور
ہے کہ اوس شخص کے حالات تفحص کرے کہ آیا بچپن سے اپنے
مان باپ سے یہ کیسا سلوک کرتا تہا اور اپنے اعزا و اقارب خورد
و بزرگ کے ساتہ اسکا کیا طریقہ تہا اگر معلوم ہو کہ بعنوان شائستہ
یہ اونکے ساتہ بسر کرتا تہا اور بخلق و محبت اونسے پیش آتا تہا
تو اوسے قابل محبت کے سمجہے ورنہ پرہیز کرے اسلیے کہ مثل مشہور ہے
جو اپنے مان باپ کا نہوا وہ کسی کا نہوگا بقول شاعر ع بیٹا وہی
سعید جو کام آئے باپ کے ۔ اسلیے کہ جو عقوق مین مبتلا ہے
وہ حقوق کو کب خیال کرتا ہے اوسکے بعد اس امر کو دریافت
کرنا چاہیے کہ اوسکا سلوک اپنے دوستونکے ساتہ کیسا تہا اگر

پہلے جانچنا اور پرکھنا

دوست کو پہلے اسکے مان باپ اور اعزا

سلوک کو دیکہنا کہ دوستون سے کیسا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اونکے خدمت گذاری مین کسیطرحکا قصور نہین کرتا تہا اور اونکی حاجت
روائی مین ہر طرح سے آمادہ و مستعد تہا تو بیشک وہ قابل دوستی کے
ہے والا ہمین اوس سے کیا امید ہوگی پہر چند روز بطریق امتحان
نشست و برخواست کرنی چاہیے مختلف اوقات مین اوسکے
خلوص محبت کو دیکھنا چاہیے حالات مختلف نیک و بد کو بیان
کرکے اوسکا استمزاج لینا چاہیے کہ آیا احسان کو کس مقدار سے سمجہتا
ہے اور محبت کی وقعت اوسکی نگاہ مین کتنی ہے کچہ یہ ضرور
نہین ہے کہ احسان کا معاوضہ اوسنے احسان کے ساتھہ کیا ہے
بلکہ اگر زبان و دل سے بہی وہ احسان مند ہے اور شکر گذاری
ادا کرتا ہے تو بہی وہ محبت کے قابل ہے اسلیے کہ اکثر اوقات
انسان معاوضۂ احسان سے عاجز ہوتا ہے اور شکر نعمت جیسا
چاہیے ادا نہین کرسکتا ہے مگر جو قلب صافی رکہتا ہے اوسکے
دلمین ضرور اثر احسان کا ہوگا اور دلکی بات ضرور زبان پر
آجائیگی کسی نہ کسی وقت امتنان بہی ظاہر کریگا زبانی شکریہ بجالائیگا
اگر کوئی اوسکے محسن کی برائی بیان کریگا تو ضرور ناگوار معلوم ہوگا
اگر موقع محل دیکھیگا جواب دیگا والا چشم و ابرو سے ناگواری
ظاہر ہوجائیگی اور کفران نعمت کرنیوالا ہرگز ان اوصاف سے

طریقہ امتحان محبت

اداء احسان شکریہ سے

محسن کی برائی کو ناگوار کرنا

احسان کا باطل ہونا استحقاق سے

قول حکیم ابو نصر طوسی بہت کفران نعمت

کفران کا لفظ کفر سے مشتق ہونا

کفران کا عذاب سخت ہونا

متصف نہوگا محسن کی کوئی قدر اوسکی نگاہ مین نہوگی حقوق محبت کو بیوقعت سمجھتا ہوگا اگر کوئی احسان بھی اوسکے ساتھ کریگا تو وہ اوسپر استحقاق اپنا قایم کرکے بیوجہ باطل کریگا اگر کوئی کچھہ سلوک زر و مال سے کریگا تو اوسکو اپنی باپ دادا کا قرض سمجھکر ناچیز و حقیر جانیگا — پھر تحریر کرتے ہین کہ دنیا مین کوئی آفت کفران نعمت سے بڑھکر نہین ہے کوئی عذاب ناقدری احسان سے زیادہ نہین ہے کوئی شقاوت محسن کے بدلیسی بدتر نہین ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو لفظ کفر کفران سے مشتق ہے اسیطرح کوئی سعادت شکر سے بڑھکر نہین ہے اور کوئی نکوئی احسان سے زیادہ نہین ہے تا اینکہ حضرت حق سبحانہ و تعالے بھی باوجودیکہ محتاج شکر نہین ہے مگر شکر کرنیوالونکو دوست رکھتا ہے اونہین کو نعمت بھی زیادہ دیتا ہے اور شکر نکرنیوالے پر عذاب نازل کرتا ہے خود فرماتا ہے وَاِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَاِنْ کَفَرْتُمْ فَاِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ یعنے اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم نعمت بہت زیادہ کرینگے اگر کفران نعمت کروگے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہے پس دوستی کیواسطے سب سے زیادہ اسی امر کا دریافت کرنا ضرور ہے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ احسان کرنا عبث ہوجاتا ہے اور دوستی کا کوئی نتیجہ بہتر نہین
پیدا ہوتا ہے پھر اس امر کی تحقیق کرنا چاہئے کہ رغبت اس
شخص کی لذات اور شہوات کیطرف کیسی ہے اگر لذت پسند
اور مطیع شہوت ہے تو ضرور شرائط محبت سے کنارہ کشی
کریگا غیر کیواسطے اپنے نفس کی سختیون کو پسند نہین کریگا جاہ
کی قدر اوسکی نگاہ ہو مین طلب لذت سے زیادہ ہوگی بلکہ زر و
مال کی محبت اوسکے دلمین زیادہ ہوگی ترجیح کرنے کی فکر مین
اپنی عمر عزیز کو صرف کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ ایسے دوست ہوتے
ہین کہ بالکل یگر شرائط محبت ولوازم صداقت پند و نصیحت وغیرہ
کو ادا کرتے رہتے ہین اور دوست کی حاجت روائی مین کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہین کرتے مگر جسوقت کوئی معاملہ روپیے پیسے
کا درمیان مین آجاتا ہے ساری وفاداری اور صداقت شعاری
اونکی جاتی رہتی ہے اتنی بڑے امر عظیم کو ان دو ٹکڑیون کے
مقابل مین کھو دیتے ہین صد ہا برس کی محبت کو دفعتاً خاک
مین ملا دیتے ہین۔ اسیوجہ سے روپیہ کو مقراض المحبت کہتے ہین
ایسے ہی لوگون سے تشبیہ دیتے ہین کتون کی ایک ہڈی پر سب
کتے دوڑ کر حملہ کرتے ہین آپسمین لڑتے مرتے ہین حالانکہ اگر ایک ہڈی

لذت پسند کی دوستی سے پرہیز کرنا

ٹوٹ جانا رشتہ محبت کا وقت معاملت کے

روپیہ کا مقراض المحبت ہونا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بہی نقصان منافقت

کو ملجائے تو بہی اوسکا کچہہ بہلا نہو۔ انہیں معنون مین یہ حدیث
ہے اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَّطَالِبُهَا کِلَابٌ اسیطرح دو پیسون کے
واسطے فضیحتا ہے شور و غل ہے گالی گلوج کی نوبت ہے
اونکے درپے آزار وہ انکے نقصان کے طلبگار ایک ہنگامہ ہے
پہر اسپر بہی اکتفا نہین لٹھہ بہی اوٹھتے ہین تلوارین بہی کہنچی ہین
بندوقین بہی تیار ہو رہی ہین پلیتی سلگ رہے ہین تکلین اوتر
رہی ہین اگر پوچھیے اجی حضرت آج یہ کسپر چڑہائی ہے کس سے
مقابلہ پیش ہے جواب کیا معقول جی ہمارے بہائی صاحب نے
آج ہمارے مملوکہ و مقبوضہ اسامی سے دو روپیہ حقیت کے وصول
کر لیے اوسکو اپنی رعیت بنانا چاہتے ہین یا اسقدر بہوسہ پیال
اوسکے گہر سے لیگئے ارے میان تم سہی جا اونکے گہر کی دہنیان کرو تم
چولہی مین نہ جلائی ہون اونکی دیوارین کہود کر زمین پر گرائی ہون
تب تو مین شریف ہون جب اسکا مزا چکہا دون اگر وہ بیچارہ
مصیبت کا مارا سائل بمقتضائے اصلاح ذات البین کہے
اوٹہا کہ اجی حضرت جانے دیجیے کوئی اپنے بہائیون سے ایسی
خفگی کرتا ہے اگر آپکی رعیت سے دو پیسے پر حقیت کے اونہین
نے لیے یا تہوڑا سا بہوسا لیگئے تو کیا اتنی سی بات مین غصہ

خیالات زمیندارانہ

اونکا ثابت ہوگیا آپ بہی اونکی محبت سے ایسا ہی کریجیے گا تو
اوس بیچارے کی جان کو رخصت ہوگئی فرمانے لگے اجی میانصاحب
آپ کیا جانیے یہ زمیندارانہ معاملات ہین ایک ایک گوڑی پر
جان دیتے ہین ایک ایک پیسے پر ہزار ونکا کشت خون ہو جاتا
ہے جی شرح ملا کا سبق نہین ہے جو ملا صاحب نے سمجھا دیا سمجھہ لیا
اسے سپہگری کہتے ہین جبتک سو پاہی نہ جانتا ہو سپاہی نہین
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم طرح دیدین اپنی بات ہیٹی کرین بیچمون
مین کرکرے کرآئین ــ اور اس انگریزی زمانہ مین تو نتیجہ اسکا
یہ ہے کہ ہاتہہ مین ہتکڑی اور پاؤن مین بیڑی سنٹرل جیل کو

حکایت عبرتناک

چلے جاتے ہین نعوذ باللہ منہ حکایت ایک روز ایک
شریفون کے قصبے مین میرا گذر ہوا وہان کے لوگون مین سے
ایک شخص کو دیکہا کہ صورت مردی آدمیون کی سی ہے گزی گاڑہے
کی میلی پہٹی ہوئی دہوتی پہنے ایک کہرپا ہاتہہ مین ایک چہیدان
کندہے پر بہلے صورت سے اونکو شریف جانکر قریب بلایا ہین
کین احوال پوچہا معلوم ہوا کہ یہ اوس قصبے کے رئیس ہین دو
سو ضلع کے زمیندار تہے ہاتی پالکی دروازے پر تہی دو سو
جوان نوکر تہے آپس مین ڈانڈہ مینڈہی کی سرحد پر نزاع تہی ہنسی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

لڑائی ہوا کرتی تھی خون ریزی کی نوبت آتی تھی اسمین تباہ و برباد
ہو گئے علاقہ رہن و بیع ہو گیا رہا سہا جو کچھہ تھا بند و بست مین
عدالت کے خرچے مین آگیا اب ایک گھوڑی بچھڑی سواری
مین ہے یہ چھندان او سکے پیر دن مین باندہ دینگے اس کہر بے (بیچ)
سے گھاس چھیلینگے اور اس گھوڑی پر لاد کر فروخت کرینگے
جب رات کا کھانا چلیگا — یہ سنکر میری آنکھون سے آنسو نکل پڑے
دل کانپنے لگا او نکی حالت پر افسوس کرتا تھا اور کچھہ کلمات
تاسف سے او نکو نصیحت کرتا تھا اوسی حسرت مین میری
زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ چلیے مین آپکو کسی ریاست مین نوکر
رکھوا دون کچھہ تو آپکی بسر اوقات کی صورت ہو فرمانے لگے
ہمکو تو کوئی کام نہین آتا نہ لکھے نہ پڑھے نہ کبھی نوکری کی
ہم کیسکی نوکری کیا کرین — زمانے کے ہاتھہ سے تنگ ہین
زیست ناگوار ہے مرنا اچھا معلوم ہوتا ہے یہ سنکر مجھے اور بھی عبرت
ہوئی کہ اس بداخلاقی نے ایسے شریف کو اس حالت پر
پہونچایا مسند حکومت سے اوتار کر خاک مذلت پر بٹھایا
اسپر بھی وہ جہالت نہین گئی رسی جل گئی مگر بل اوسکا لینا ہے
ہے پناہ بخدا اپناہ بخدا ایک اس حکایت پر کیا منحصر ہے ہزارو (انسان)

خیالات جہالت

عبرت خیز اثر

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

شہروں کی یہی حالت ہے - اسی جہالت کے تباہ کیے ہوئے
ہیں ذرا اطراف بلاد میں پھر کر سیر کیجیے تو حال معلوم ہو
میں اسوقت کہاں سے کہاں پہونچ گیا معاف فرمائیے جوش
جنسیت نے غلبہ کیا تھا اس حکایت کو لکھ گیا اب پھر اوسی
حکیم دانا السقراطیس کے مقولہ کو تمام کرتا ہوں لکھتے ہیں کہ
جو شخص دوستی پر مال و زر کو ترجیح دیتا ہو اوس سے بھی حذر کرنا
چاہیے - ان سب شرائط کے بعد اس امر کو بھی دیکھنا چاہیے
کہ اوس دوست کو محبت ریاست اور خواہش کرامت و بزرگی
منشی تو نہیں ہے اسواسطے کہ غلبہ و تفوق کا چاہنا اور دوسرے پر
بغیر استحقاق اپنے نفس کو ترجیح دینا بھی محبت کو توڑتا ہے
کیونکہ ایسا شخص انصاف نہیں کرتا اور احسان و عطا سے
مساوی کو نظر میں نہیں لاتا بلکہ تکبر و ترفع اوسکو ہمیشہ دوستوں کی
اہانت و سبکی پر آمادہ کرتا ہے آخر الامر نتیجہ صداقت کا عداوت ہو
جاتا ہے پھر اسکے بعد نظر کرنی چاہیے کہ اوس شخص کو جس سے
دوستی کرنی مقصود ہے رغبت لہو و لعب ناچ رنگ کیطرف
تو نہیں ہے تمسخر دلگی کو تو پسند نہیں کرتا اسوجہ سے کہ ایسے
امور کیطرف متوجہ ہونا دوستان صادق کی اعانت و امداد سے

بقول حکیم السقراطیس

محبت ریاست

رغبت لہو و لعب تمسخر وغیرہ

شرائط محبت از مصنف

بازرکہتا ہے اور کبہی ایسا شخص دوستون کیواسطے مشقت گوارا
نہین کرسکتا اور کبہی شرائط محبت کو اچہی طرح سے ادا نہین
کرسکتا یہان تک ترجمہ تہا قول انشقراطیس کا ان شرائط کے ساتہ
چند امور اور بہی ملحوظ رکہنے چاہئے کہ وہ بہی محبت کے قطع کرنیوالے
ہین اوّل سفاہت اور بلاہت کہ جسمین مادہ عقل نہین ہے
اوس سے کوئی امید صلاحیت نہین ہے دوسرے زود رنج ہونا
ذراسی بات پر بگڑ جانا ادنے امر پر ناراض ہوجانا تیسرے
متلون مزاج کبہی کچہہ اور کبہی کچہہ چوتہے مشکوک ہونا طبیعت کا
پانچوین کہنے سننے پر یقین کرلینا بغیر تحقیق چہٹے عار پسند ہونا یعنی
امور بدنامی کو گوارا کرنا ساتوین کاہل و سست مزاج ہونا ـ
آٹہوین بے اعتنائی اور بے پروائی کرنا امور دینی سے چاہے
جس مذہب مین ہو نوین کثیف مزاج اور بدتمیز و غیر محتاط ہونا
دسوین رذیل و ذلیل پیشون کا کرنا جنسے طبیعت نفرت کرتی ہے
ہرچند ضروری ہون گیارہوین معتوب سلطانی ہونا خصوصاً
ملازمان شاہی کیواسطے بارہوین اس قسم کا مرض ہونا جو تعدی
کرتا ہو ـــ اور جو امور اخلاقی یا طبعی ایسے ہون جنسے محبت
مین فرق آنیوالا ہو یا ضرر اخلاقی و نفسانی یا حفظ صحت مین

فرق آتا ہو اون سبکو شرائط دوستی مین سے سمجھنا چاہیے جب
ان سب امتحانات و شرائط مین کامل نکلے ادہر طرح فضیلت
اوسکی یقینی ہو جاے اوسوقت بنیاد محبت کرنی چاہیے اور
پہر اوسکے بڑہانے اور محفوظ رکہنے مین کوشش کرے کہ ایسا
شخص بہت کمیاب ہوتا ہے۔ ایک حکیم کا مقولہ ہے۔ کہ دنیا مین
جب مین کسیکو محزون و مغموم دیکہتا ہون تو مجہے حیرت ہوتی ہے
اور سمجہتا ہون کہ شاید اسکا کوئی دوست صادق نہین ہے ورنہ
یہ کیون مغموم رہتا پہر وہی حکیم کہتا ہے کہ اگر کسیکو ایک دوست
بہی ایسا ملجاے جو شرائط مذکورۂ بالا کا جامع ہو تو بہی غنیمت ہے
بلکہ حقیقتاً شرائط دوستی ایک شخص سے بہی ادا کرنے مشکل ہین نہ
یہ کہ بہت سے دوستون کے ایکجا حوائج کا پورا کرنا یہ تو نہایت
دشوار امر ہے مثلاً ایک دوست کے گہر مین شادی ہے اور
ایک کے یہان کوئی سانحۂ غم پیش ہے تو یہ شخص اگر اوسکی شادی مین
شرکت کرتا ہے اور آثار مسرت کامل طور پر جو مقتضا کمال محبت کا
ہی ظاہر کرتا ہے تو دوسرے کی محبت مین فرق آتا ہے اور اگر آثار غم
پیدا کرتا ہے تو مسرت حبیب کے خلاف ہے اسیصورت مین
بغیر قطع شرائط کے چارہ نہین ہے یا کسی دوست کی حاجت روائی

ایک حکیم کا مقولہ

شرائط دوستی کا ایفا بہت مشکل ہے

تعارض احباب

کیواسطے سفر کی ضرورت ہے اور دوسرے کیلیے پاس ہر وقت
بیٹھے رہنے کی احتیاج ہے تو پہر دونون کے شرائط کمال محبت
کیونکر ادا ہو سکتے ہین یہان تک قول تہا حکیم الشقراطیس کا
مگر یہ تحیر جو منشا اتحاد و وحدت و یکتائی جیبت کا۔ مخصوص
حد کمال کیواسطے ہے جیسے کہ صفات اور شرائط دوستی کے بہی
حد کمال کیواسطے بیان کیے ہین مگر ان شرائط کا مجموعًا ایک
شخص مین جمع ہونا یا ایسے کاملون کا افراط سے بہم پہونچنا دونو
امر عسیر ہین اور محبت ایک امر ضروری ہے جسپر دار و مدار
نظم عالم قرار کیا گیا ہے جیسا کہ سابق مین نقل کیا گیا اور اون
ضرورتون کا ایک شخص سے نکلنا غیر ممکن تو حصر بہی ٹوٹ
جائے گا اب ان دونو امرون کے مسلم رکہنے کے بعد یہ نتیجہ
اس کلیہ سے پیدا ہوگا کہ دوستون کی کثرت مین سعی کرے اور
ان شرائط مین جو اہم اور مقدم ہون از روے ضرورت
اون پر اکتفا کرے اسوجہ سے کہ اگر وہان مسئلہ کفایت جاری
کیا جائے تو وہ محدود نہین ہو سکتا اسوجہ سے کہ ضرورتونکی
حد نہین ہے اور مختلف اوقات مین اور مختلف حیثیات مین
مختلف دوستون کی ضرورت ہوتی ہے اور جمع دونون کا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بحد کمال غیر ممکن تو ناچار انہین شرائط مین تخفیف کرنی چاہیے اور اہم فالاہم کا حکم کرنا چاہیے ۔ پس کلیّہ شرائط کا یہ ہے کہ ایسے امور جنسے اخلاق بد کا شبہ ہو یا محبت کو استوار نرکھتے ہون یا حفظ حقوق مین فرق ڈالتے ہون اون کو اوّل مرتبہ مین تحقیق کر لے تب دوستی کا ارادہ کرے مگر یہ ضرور ہے کہ جسمین جسقدر اوصاف متحقق ہون اوسکی اوسیقدر عظمت و محبّت نگاہ مین رکہے اور اوسیطرح اوسکے ساتہ سلوک کرنا ہی مگر حدّ اعتدال سے تجاوز نکرے ۔ جب فقیر دوست کے شرائط

شرائط دوستی

کو سطرح سے گزارش کر چکا تو اب حقوق محبت کو عرض کرتا ہے

حقوق محبت

پہلا امر یہ کہ جن شرائط کو دوستی کیواسطے حکمانے ذکر کیا ہی اونکی پابندی خود کرنی چاہیے ورنہ دوسیرکو حتراز ہوگا جسطرح یہ اوس سے بسبب عدم تکمیل شرائط پرہیز کرتا تہا ۔ انہین معنونمین یہ حدیث شریف ہے طُوبیٰ لِمَنْ شَغَلَہٗ عَیْبُہٗ عَنْ عُیُوْبِ النَّاسِ یعنے خوشا بحال اوس شخص کے جو اپنی عیب بینی مین ایسا مشغول ہو کہ دوسریکے عیب کو نہ دیکہے یہی مطلب ہے شاعر کا سہ ہر یکے ناصح براے دگران + ناصح خود یافتم کم درجہان + دوسرا امر یہ ہے کہ افراط حرص فضائل مین ذرا ذرا سی خطاؤن پر خیال نکرے کہ بہول چوک انسان کیواسطے

حرص فضائل

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسنِ معاشرت

لازمی امر ہے اگر ایسی ہی نازک خیالی کو صرف کریگا تو دنیا میں
کوئی شخص سوائے معصوم علیہم السلام کے ایسا نکلے گا
جو عیب سے محفوظ ہو البتہ عادت کرتے کرتے اور اخلاق
کا ملکہ بہم پہونچاتے پہونچاتے پہر کسیقدر یہ حالت بہم پہونچ
جائیگی کہ کوئی فعل اسکا غفلت مین بہی خلاف عقل و حکمت سے زد
نہو جیسے حضرت محقق کے حالات مین لکہا ہے۔ حکایت
علامہ محمد بن یوسف مطہر حلّی تحریر فرماتے ہین کہ بعد تحصیل
و تکمیل علوم درسی و فقہی بنابر تحصیل علوم حکمت مین اٹھارہ
برس خدمت حضرت محقق طوسی مین حاضر رہا اور شب و روز خلا و ملا
سفر و حضر مین بہت کم جدائی اختیار کرتا تھا اس زمانہ دراز مین
مینے محقق سے ترک ادب ہی نہین دیکہا چہ جائے کہ گناہ صغیرہ
و کبیرہ فی الحقیقت یہ حضرات موید من اللہ تے اور انفاس
قدسیہ رکہتے تہے کیونکہ حکمت اخلاقی طبیعت مین راسخ ہوگئی تہی
اضطرار مین بہی ویسے ہی حکیمانہ افعال ظاہر ہوتے تہے بلکہ اگر ان
لوگون کے حالات بشری کو غور کیجیے تو معصوم علیہ السلام کے اوصاف
و اخلاق جنکا یہ ایک نمونہ بہی نہین ہو سکتا مصدق ہوجاتے ہین
اور اس پر تو افاضت کے اونا شعاع سے اون کے انوار ملکوتیہ

کی تکمیل معلوم ہو سکتی ہے بالآخر کبھی ایسے جزئیات خطا پر اعتنا
نکرنی چاہیے ورنہ پھر وحدت دوستی کے سوا اور کوئی چارہ
نہو گا بلکہ زیادہ غور کرنے پر اپنے ہی نفس سے کنارہ لازم ہوگا
حالانکہ وہ جزو لاینفک ہی پس دوست کو بھی اپنے نفس کیطرح خطا سے
معاف رکھنا چاہیے اور اسیطرح محافظت و نصیحت کرنی چاہیے
تیسرا۔ امر یہ کہ اگر کسی دوست سے کسی شخص کو عداوت
ہو تو خود اوسکی وجہ سے دوست سے عداوت نہ بہم پہونچائے
بلکہ اگر ممکن ہو اور وقوع صلح کی امید رکھتا ہو تو صلح کرا دے کہ
دشمنی اور نفاق سے بڑھکر تمدن کی خراب کن دنیا مین کوئی چیز
نہین ورنہ خود اوسکی دوستی سے کنارہ نکرے اگر دو نو دوست
ہون اور دونون کی رضاجوئی ممکن نہو تو اون مین اوسی شخص کو
ترجیح دے جسکو از روے فضائل و کمالات ترجیح ہو اور روابط
محبت مین جس سے زیادتی ہو اگر ان دونو مین ترجیح نہو سکتی ہو
تو دونو پر اظہار کر دے اور اون دونون کے امور تنازعہ سے
پرہیز کرے۔ چوتھا۔ امر یہ ہے کہ جب کوئی دوست شرائط
کے موافق بہم پہونچے تو اوسکے ساتھ جہانتک ممکن ہو سلوک
کرتا رہے اوسکی احوال پرسی سے غافل نہ ہو جائے کوئی حق

اعتنا نکرنا جزئیات پر

دشمنی و دوستونمین

ترجیح دوستونکی

سلوک دوستونکا ساتھ

اوسکا اگرچہ اوسنے کیون ہو ضایع نکرے اوسکے مہمات مطالب مین
سعی وکوشش کرے جو حوادث اوسپر پیش آجائین اونمین اوسکا
شریک ہوجاے اونکے دفع کرنیکی فکر کرے ہر طرح سکھ دکھ مین اوسکا
ساتھ دے نہایت بشاشت اور خوش خلقی کو ساتھ پانچوان امر دوست کے
دیدار فرحت آثار سے مسرت ظاہر کرے دلی مسرت پر اکتفا
نکرے کہ دل کا حال سوا عالم الغیب کے دوسریکو معلوم نہین
ہوتا تاکہ ہر روز شوق اوسکا بڑہتا جاے اور محبت مین زیادتی
ہو چھٹا امر دوست کے غیبت مین سامنے سے زیادہ حق
دوستی ادا کرے نہ یہ کہ سامنے تو اظہار مودت کرے اور غیبت مین
غیبت بقول شاعر ع دوست باید کہ از معائب دوست *
مثل آئینہ روبرو گوید * نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان * پس
سر رفتہ مومو گوید * تاکہ وہ اس تذکرہ کو سنکر اوسکی دوستی کا
قائل ہوجاے اور صداقت پر یقین حاصل کرے اور اوسکے
ساتھ وہ بھی ایسا سلوک کرے اسواسطے کہ آثار محبت خفیہ کی
غیبت مین برابر ظاہر ہوتے رہتے ہین بلکہ یہی طریقہ اپنے تمام
متوسلین و اعزا و اقارب کے حق مین ملحوظ رکھنا چاہیے ساتوان
امر یہ کہ مدح و توصیف مین دوست کے اتنا مبالغہ نکرے کہ منجر

دوست کی شرکت

دوست کا خیال غیبت مین

دوست کی مدح و توصیف

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چاپلوسی اور تملق کیطرف ہوا ور اتنی کوتاہی بہی نکرے جس سے بد دماغی
و کبر ثابت ہو اس لئے کہ تملق گویا جادۂ صدق سے انحراف کرنا ہی
اور بے اصل چیز کو خلاف واقع بیان کرنا ہے پس نظاہر تو تملق ہے
مگر باطن مین نفاق ہے اسلیے کہ نفاق بہی تو حالت قلبی کے
خلاف اظہار کرنیکو کہتے ہین اسیطرح بد دماغی و کبر آٹھوان امر
یہ کہ ہر وقت ہر لحظہ ان مراتب دوستی کی عادت رکہے اور سستی
و پہلو تہی کو راہ نہ دے اسواسطے کہ عادت گیر ہو جانا اس طریقہ کا
ہمیشہ باعث ازدیاد محبت ہوتا ہے اور تذکرہ اس حسن خلق کا
دور تک پہیلتا ہے دیدہ و نادیدہ سب محبت پیدا کرتے ہین
مثال اسکی حکمانے کبوترونکے ساتہہ دی ہے کہ جس گہر مین
دانا پانی اونکو راحت سے ملتا ہے اور آسایش سے بسر کرتے ہین
اوس گہر کے گرد پہرا کرتے ہین اور غیر کبوترونکو بہی لگالاتے ہین اپنی
مجمع کو زیادہ کر لیتے ہین اسیطرح جب دوست کسی مجمع مین اوصاف
حمیدہ اپنے دوست کے بیان کرتا ہے تو اوس تمام مجمع کو تمنا اسکی
ملاقات کی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ ہر وقت عادی اوس
اخلاق نیک کا ہے تو جب کوئی اسکے پاس آئیگا مسرور و شاد کام
ہو کر جائیگا اور پہر اوسکی زبان سے جو جو سنیگا وہ بہی تمنا کریگا پہانتک

تملق و کبر کا نفاق ہونا

عادت کرنا حسن خلق کی

کبوتر کی مثال

کثرت احباب کا طریقہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

که ایک عالم کو تسخیر کر لیگا اور آوازہ کمال اوسکا اطراف عالم مین شایع
ہو جائیگا حکما فرماتے ہین کہ اس سے بڑہکر کوئی طریقہ تسخیر قلوب کا
نہین ہے اور اگر کبوتروں سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے تو آدمیون سے
کیون نہوگا وہ تو بے زبان ہین اور یہ صاحب بیان ہین لیکن اور
اونمین کچہہ تو فرق ہونا چاہیے جتنی انکو ترجیح حیوانات پر ہے اتنی ہی
اس مادے مین بہی ترجیح ہونی چاہیے — نوان امر یہ ہے کہ اگر
خداوندکریم اپنے فضل و عطا سے کوئی روز مسرت اسکو دکہائے
یا کسی قسم کی ترقی حاصل ہو تو اوس وقت اپنے دوستونکو بہول نجائے
اپنی خوشی مین اونکو بہی شریک کرے جسطرح اونکو وقت مصیبت
مین شریک کیا تہا بلکہ مصیبت مین شریک کرنا حالت مجبوری سے
تہا ورنہ کسی دوست کا دل دکہانا اور کسی مصیبت مین اوسکو پہنسانا
کب شایان محبت تہا اور یہ حالت اختیاری اور موافق شایان
دوستی کے جسطرح دوستونکو شریک مصیبت ہونا دوستی خالص کے
شایان تہا خلاصہ یہ کہ دوست کو برابر دکہہ سکہہ مین شریک ہونا
چاہیے اور کرنا چاہیے دسوان امر اگر کوئی روز بد کسی دوست
کیواسطے پیش آئے تو اوسمین انتظار اوسکی اطلاع حال اور عرض
مطلب کا نکرنا چاہیے بلکہ چشم و ابرو و حالت و کیفیت سے تفرس

طریقہ تسخیر قلوب

ترقی و خوشی مین دوستونکو نبہولنا

مصیبت مین دوستی کی شان شریک ہونا

حال بھانپنا بے انتظار اطلاع

اوسکے مکنون خاطر کو دریافت کرکے سعی بلیغ اوسکے دفع مین کرے
شاید اوسکی بلا اس سے ٹل سکے اور اوسکا کام اس سے نکل سکے
بقول شاعر ؎ دَعْوَی الْاِخَاءِ عَلَی الرَّخَاءِ کَثِیْرَۃٌ + بَلْ فِی الشَّدَائِدِ
تُعْرَفُ الْاِخْوَانُ + یعنے اچھے دنون مین تو بھائی بھی کو سبھی تیار ہوتے
ہین مگر جو بھائی برائی مین کام آوے وہی کام کا + گیارہوان امر
یہ کہ اگر کسی وقت کسی دوست سے کج ادائی ویے مروّتی ظاہر ہو
تو اوسکے سبب کے دریافت کرنے مین بہت جلد کوشش کرے
اور جسقدر جلد ممکن ہو اوس کدورت و غبار کو دل سے نکال ڈالے
اسلیے کہ اگر اوسنے بسبب غیرت یا بخیال ذلّت یا بوجہ سوء خلق
وغیرہ کی صفائی نچاہی اور آئینہ دلکو زنگ آلودہ رکھا تو پھر یہ زنگ
جگر مین پیوست ہوجائیگا پھر اسے سمجھو گا تو قبل اسکے کہ غبار
زنگ ہونے پائے صیقل عذر و الحاح سے جلا کردے اور آئینہ
دلکو صاف شفاف بنادے ورنہ اس زنگ کدورت سے رنگ
محبّت جاتا رہیگا دوست دشمن بن جائیگا ۔ مگر اس زوال کدورت
کی تدبیر اس سے بہتر کوئی نہین ہے کہ انسان صدق بیانی و راست
گوئی کو کام مین لائے اور جو سبب وحشت و ناگواری خاطر کا
ہوا اوسکے دفع کی فکر کرے اور راہ عذر و تسلیم کو اختیار کرے کہ

بری گھڑی کا ساتھ

رفع کدورت مین تعجیل

راست گوئی سے صفائی کدورت

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ کوئی سفارش دنیا مین تسلیم و اقرار سے
بڑھکر نہین ہے - اور اگر خود کچھ مکدر ہو گیا ہو تو بلا تکلف صاف
کہدالے اور ہرگز اوسکو دلمین نرکھے کہ یہ کلیہ ضرب المثل ہے
وَفِي الْعِتَابِ حَيَاتُ الْمُؤَدَّبِ بَيْنَ الْأَقْوَامِ یعنے عتاب کرنمین
زندگی ہوتی ہے اوس شخص کی جو مودب ہو اور اگر موقع اظہار کا
نہ رکھے بلکہ زیادتی ملال کا خیال ہو تو خود اوسکے محاسن قدیم و اشفاق
و الطاف سابق کو یاد کرے اور یہ کہے دلسے نکال ڈالے کہ یہ طریقہ
اوس سے بھی اعلا و افضل ہے ہرچند اوسیقدر مشکل بھی ہے اگر
ایسا ممکن نہو تو بعنوان شایستہ اپنی اوس کدورت کو بیان کرے
اور دوست کی معذرت کو قبول کرے کہ دوستی یون ہی باقی رہتی ہے
گیارہواں امر جسقدر شرائط ابتک بیان ہو چکے ہین یا آئندہ
بیان ہونگی اون سب کو حتی الامکان خود بجالائے اور دوسرے سے
اوسکی پوری پوری تکمیل کا طالب نہو اسلیے کہ جسوقت یہ
اون شرائط کا کماینبغی پابند ہو جائیگا اور آثار اوسکے اور ظہور اوسکا
نظروں مین ہوگا خود تنہا پابندی باعث بقائے محبت ہو جائیگی
اگر ذرا سا بھی تساہل کرینگے اور دوست سے تکمیل شرائط کے
خواہان رہینگے تو کبھی فساد محبت سے محفوظ نہ رہینگے جسطرح

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

خام دیوار کا نقش و نگار بغیر حفاظت کے موسم بارش مین نہین
ٹھہر سکتا بلکہ پختہ عمارتون کی رنگآمیزی بھی اگر محفوظ نکیجائے تو
بقا نہین کر سکتی خیال کیجیے کہ اوس شخص کا جفا پیشہ ہوجانا جس سے
سبطرح کی نکوئی کی امید ہو اور پہلو تہی ایسے دوستون سے جس سے
ہر دکھہ سکھہ مین شرکت کی امید ہو اسکی کیا تاثیر پیدا ہوتی ہے
اور کیا کیا برے نتیجے اس سے ظاہر ہوتے ہین صورت اوّل مین
دوست کی جفا ایکہی شخص تک اثر کرتی ہے یعنے ایک ہی شخص
کی امید منفعت مین فرق ڈالتی ہے مگر صورت ثانی مین بہتون کی
بدمہری سے نقصان عظیم حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ اگر دوست
دشمن ہوجائین گے اور درپے مضرت ہونگے تو اون سب کی
مضرتین خالص دشمنون سے کہین زیادہ ہونگی علاوہ اسکے
کہ جو امیدین اونسے دوستی کی حالتمین تہین وہ سب جاتے
رہینگے **بارہوان امر** [۱۲] یعنے بیدلی سے فقط دکھلانیکو کسی چیز کا کرنا
ہرچند ہر طرح سے مذموم ہے مگر دوستون کے ساتھہ ایسا فعل
نہایت ہی برا ہے اس لیے کہ ظاہر کا مخالف باطن کے ہونا سبب
ہے اختلاف کا اور اختلاف علت ہے تباین کی اور تباین ہی سے شر پیدا
ہوتا ہے شر سے محبت ٹوٹتی ہے اسواسطے کہ دوستی کا کرنا

خیابان ترک شرائط کی

دوستون کی بدمہری سے زیادہ نقصان ہوتا ہے

ریا دوستون کے ساتھہ بہت ہی بری ہے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دوستی سے تباین کا رفع ہو جانا

اصل مین تباین کے رفع کیواسطے ہے تو جب تباین بخود دوستی مین حاصل ہو جائیگا تو دوستی جو اوسکے مخالف کا نام ہے کیونکر باقی رہیگی کہ جمع ضدین محال ہے ریاکر خوا لاکہی ایسا ہی سمجھتا ہے کہ یہ ظاہری حالت باعث تشحید خاطر ہوتی ہے قوت اصلی کو ترقی دیتی ہے اور اس مجازی و ظاہری محبت سے حقیقی بہی ہو جاتی اسی خیال سے رؤسا و امرا کی محفلوں مین اظہار محبت کرتا ہے اس حد تک کہ قاعدہ ادب سے بہی تجاوز کرتا ہے اور جاہلونکی طرح الفاظ غیر مرادی کا استعمال کرتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو اللہ اکبر یہ شخص بڑا محبت کرنیوالا ہے حالانکہ تنہائی مین اوسکا ادنے شمہ بہی ظاہر نہین ہوتا بالکل انجان بن جاتے ہین صحبت امرا مین تو بڑی ہی طراری فراری دکہاتے ہین اوسوقت دوستون کی حالت سکوت کی ہوتی رعب شاہی سے اونسے خطا ہوتی ہین یہ اپنی حاضر جوابی دکہارہے ہین۔ ایسے اشخاص حقیقت مین بغاوت پیشہ اور جبار ہین اسلیے کہ جبار بہی تو ایسا ہی کرتے ہین کہ جب ثروت و نعمت اونمین زیادہ ہو جاتی ہے دوسرے کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین اور رونکی مروت مین طعن کرتے ہین اظہار معائب مین کوشش کرتے ہین اور اونکو بہتر چاہتے ہین تا اینکہ آپسمین عداوت کی ٹھہر جاتی ہے ایک دوسرے کی نعمت کا زوال چاہتا ہے نوبت خونریزی

دوستی کی ریا

دوستی کی بغاوت

کی آجاتی ہے ہزارہا آدمیونکا خون ناحق مفت رائیگان ہوتا ہے
تو حقیقت مین یہ جتاری اور بہرا ایک ہی چیز ہے تیرہوان
بخل کرنا دوستون کے ساتھ ہر چند بخل بھی اقسام رذائل مین سے
ہے جیسا کہ جلد اول اخلاق مین عرض کیا گیا مگر دوستون کے ساتھ
نہایت ہی مذموم ہے خواہ مال سے ہو خواہ اسباب سامان سے خواہ
کسی کمال سے خواہ کسی علم و عمل سے ہو اس لئے کہ جب متاع دنیا مین
جو نسبت بقدر رشتے ہے بخل کرنیکی ممانعت ہے خصوصًا دوستونسے
تو ایسی چیزو مین بخل کرنا جسمین بخل کرنیسے نقصان ہوتا ہے اور
خرچ کرنیسے زیادتی کیونکہ خوشنما و موافق عقل ہوگا اور ایک شخص کا
اوس نعمت سے محظوظ ہونا اور دوستونکا محروم ہونا باوجودیکہ اونکے محظوظ
ہونیسے اسکا حظ نہین جاتا کسطرح مناسب سمجھا جائیگا مگر یہ بخل
علوم مین چند وجہ سے ہوتا ہے یا تو قلت بضاعت سے یا طلب
تفوق سے کہ جاہلون کے سامنے ذی علم مشہور ہو جائے یا اس خوف سے
کہ کسب معیشت مین فرق آجائے یا از روے حسد اور یہ سب
قبیح و مذموم ہین بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ غیر کے علم مین
بخل کرتے ہین اور اونکو اظہار و اعلان سے منع کرتے ہین ایسے ہی
لوگون کے سبب سے اشاعت علوم مین فرق آتا ہے نہین [illegible]

بخل با دوستون کے ساتھ

علمی بخل

اسباب بخل علمی

غیر کے علم مین بخل [illegible]

بعض ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگر کوئی کتاب کسی فاضل کی اونکے ہاتھ
آگئی اور نسخہ اوسکا کمیاب معلوم ہوا تو اوسکے تعدد کو خلاف اپنے
کمال کے سمجھتے ہین اور چھپنے منع مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتے تا اینکہ اخر بھی اوسکا مندرس ہوجاتا ہے جیسا علوم
حکمت ہند سے محو ہوگئے اسیوجہ سے کہ باشندگان ہند قوم
آریہ کا یہ دستور قرار پایا تھا کہ سوا برہمنون کے دوسریکو تعلیم علوم
نہین کرتے تھے اور جبتک اوس طالبعلم کو اپنی اطاعت و
فرمانبرداری مین راسخ نہین پاتے تھے کچھہ بتاتے نہ تھے اثر اس
خلق بد کا یہہ ہوا کہ اب ادنین بھی اون کتب کا سراغ نہین علوم فقط
خلاصہ یہ کہ دوستون کے حقمین سب سے زیادہ یہ امر مضر ہے
اور باعث ہے انقطاع دوستی کا اسوجہ سے کہ عالم مین دوستی کا
نتیجہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے مستفید ہو جب یہ اوس سے
بخل کریگا تو لوگ اس سے بخل کرینگے اگر ایسا ہی سب اختیار کرین
تو تمدن جو باعث نظام عالم ہے ٹوٹ جائے یا رہو آن امر یہ کہ
دوست کی برائی سننے کا روادار نہو کسیکو اتنی گنجایش ندے کہ
وہ کسی دوست کی غیبت کو بیان کرسکے بلکہ بعنوان تمسخر و مضحکہ
بھی دوست کا ذکر ہونے ندے کیونکہ کوئی شخص اپنے دوست کا

کتاب کا نایاب کر دینا کسیکی

علوم ہند کا ضایع ہونا بسبب اسکے تھا

فایدہ دوستی

دوست کی برائی نہ سننا

ذکر بے عنوان ہی سن سکتا ہے جب اسکے کان اور آنکہ اور دل اوس
دوست کے چشم و گوش ہوں اگر اپنی برائی آپ سننے پر کوئی محظوظ
ہوتا ہو تو البتہ دوست کی بہی برائی سن سکے اسوجہ سے کہ رضا
کسی فعل پر بوجہ اختیار خود اوس فعل کا کرنا ہے اگر دوست سن
پائے کہ فلان شخص میری عیب جوئی پر راضی تہا تو کیا اوسے
ناگوار نہوگا اور متنفر نہوگا اور دوست دشمن نہوجائیگا تیرہوان
امر دوست کے نصیحت کرنیمین بہی بخل نکرے اسواسطے کہ جسطرح
دوست کے معائب کا سننا خلاف دوستی تہا اوسیطرح دوست کو
اوسکے عیوب پر مطلع نکرنا بہی خلاف امانت و دیانت ہے بلکہ
احتیاط ایسے امر مین خیانت کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے مگر یہ
ضرور ہے کہ نصیحت ایسے اسلوب سے کیجائے کہ دوست کے ناگوار
خاطر نہو اور فضیحت کے درجے پر نہ پہونچ جائے اسیوجہ سے حکما
فرماتے ہین کہ پہلے کسی مثال یا حکایت کے ذیل مین بیان کرے
اگر اس سے بہی کچہہ نفع نہو تو اشارہ مین ملائم عبارت کے ساتہ
بعد کسی تمہید مناسب کی بیان کرے مثلاً پہلے اوسکے محامد و اوصاف
کو ذکر کرے اوسکے ذیل مین اوس عادت بد کو بہی بطرز شائستہ
ادا کرے اور اگر بالتصریح بیان کرنیکی احتیاج ہو تو اسکا خیال

دوست کی برائی سننا اپنی برائی سننا ہے

نصیحت مین بخل نکرنا

طریقہ دوست کی نصیحت کا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

رکھے کہ کوئی دوسرا شخص شریک صحبت نہو محض تخلیہ ہو اور سوقت مین بہی
اظہار اوس امر کا ایسی عبارت سے ہو جس سے قلق اور افسوس ظاہر
ہوتا ہو نہ یہ کہ طعن و تشنیع کے عنوان سے بلکہ اس کیفیت کو بہی پوشیدہ کرنا
چاہیے تاکہ ایسا نہو دشمن کے کان تک پہونچ جاوے - چودہوان
امر - یہ کہ کسی بدگو اور چغل خور کے کلمات کو دوست کے حق مین استماع
نکرے اور ہرگز دوست کی نسبت کیسا ہی وہ فقرہ گرم کہنا چاہیے
نہ سنے کہ ان لوگون مین قوت بیانیہ کا ہونا اور کلمات سیاست
اور فقرات موقع و محل کا ادا کرنا بہی ضرور ہی اکثر بدکار و اشرار الفضلا
و اخیار کی صورت مین پوشیدہ ہوتے ہین اور اکثر ذکر لذیذ مین فقرات مفید
مطلب ذکر کر جاتے ہین اور ادنے سے امر کو عظیم کر کے بیان
کرتے ہین اور چہوٹی سی بات کو بہت گہٹا کر دکہاتے ہین اور
قرائن اوسکے ایسے جمع کر دیتے ہین جس سے باور ہونیمین کوئی شبہ
باقی نہین رہجاتا بلکہ بے اصل بات تو انکو بہی اپنی ضرورت کیواسطے بیان
کرتے ہین چاہیے اونکا کچہہ مطلب نکلے یا نہ نکلے یا فقط عداوت
ہی سبب اوسکا ہو - حکمائے دانشمند نے ایسے لوگون کی تشبیہ دی
ہے اون چورون سے جو ناخنون سے دیوار مین رخنہ پیدا کرتے ہین
اور جب جگہ بیلچہ کی پیدا ہو جاتی ہے دیوار کہود کر سیندہ کر لیتے ہین

تشبیہ چغلخور

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بلکہ وہ دیوار ہی گرا دیتے ہیں اس قسم کی بہت سی حکایتیں کتب میں
مذکور ہیں چنانچہ کتاب کلیلہ دمنا کے شیر اور بیل کی حکایت
اسی مطلب کی توضیح کرتی ہے اور غرض بھی اوس سے یہی ہے کہ
جب ایسا بڑا بہادر و قوی جانور ایک روباہ ضعیف کے کہنے سے
مبتلا ہو گیا یا بادشاہ قادر و توانا و صاحب ملک چند بدگویوں کے
واسطے سے وزرا اور ارکین معظم سے ناخوش ہو گیا تو دوستوں کے
درمیان میں عداوت کا پیدا ہو جانا کیا دشوار ہے **خلاصہ** ان
تمام شرائط کا یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حزم و احتیاط کو مرعی رکھے
اور ہرگز اس پہلو کو ترک نکرے اس واسطے کہ از روے تمدن محبت سے
بڑھکر کوئی دوسری چیز ایسی نظم عالم میں نہیں ہے اور کوئی شے باہم
ربط و اتحاد اس سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتے پس اسکی محافظت
میں بھی اوسیقدر احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جسطرح انسانکو
بالذات ایسے اخلاق کیطرف ضرورت ہے جنسے نظم و نسق
و الفت صحیح رہے جیسے عدالت کیواسطے تصحیح معاملات کی
تاکہ رذیلت جور سے حفظ ہو عفت کی احتیاج اسواسطے کہ شہوت
پسندی میں عقل و حواس جو اصل اصول ہیں زائل ہو جائیں اور امور
بیکار مرتکب نہو۔ شجاعت اسواسطے کہ سختیوں کو انسان دفع کر سکے

خلاصہ شرائط محبت

ضرورت بالذات اخلاق کی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ضرورت اسباب خارجی

اسیطرح چند اسباب خارج کی بھی ضرورت ہے جیسے کسب مال
واسطے آزادی وحصول قدرت واختیار کے پس جسقدر رفع احتیاج
اوس امر خارج سے متعلق زیادہ ہے اوسیقدر وہ زیادہ لازم ہے
اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز زیادہ محتاج الیہ اعانت واستمداد سے نہین
اوس شخص کیواسطے جو محتاج معاونت خلق کیا گیا ہو تو اب معین و
مددگار واعوان صالح سے بھی زیادہ کوئی امر محتاج الیہ نہوا اور جب
انحصار اعوان صالح کا بقائے محبت پر ہوا اور بقاے محبت ایفائے
شرائط و مستعدی کے بغیر نہین ممکن تو اب اس ضرورت سے انسانکو
دوست کی تکمیل شرائط مین سب سے مقدم ہوگی - اسی وجہ سے
یہ کلیہ حکمانے معین فرمایا ہے اور فی الحقیقت خلاصہ ہے تمام دین و دنیا کے
افعال و اعمال کے نتائج کا وہ یہ کہ کوئی برائی کسل و کاہلی سے بدتر نہین اور
کوئی نکوئی مستعدی سے افضل نہین پس جس مین یہ مادہ زیادہ ہے اوسمین
آثار تمدن اسیطرح سے پیدا ہوسکتی ہین - اور یہ مضمون تو تقریر
سابق مین مفصلاً گزارش کر چکا کہ جو اشخاص تمدن کے اصول کی
پابند نہین اونمین حدت و وحشت لازم ہے اور اونکو ہرگز زندہ اور
متمدن مین شمار نکرنا چاہیے - پس محبت کی فضیلت سب سے بالا ہوگئی اور اسکا
اہتمام مقدم ہے اور زیادہ تکرار سے غرض فقیر کی یہی تھی کہ [illegible]

کاہلی سے بدتر اور مستعدی سے بہتر کوئی چیز نہین

فضیلت محبت

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حسن معاشرت

سوال جب جناب حکیم صاحب اس وادی محبت کو طے کر چکے
اور گلستان صداقت نشان کی سیر و سیاحت سے فارغ ہوئے
عادل شاہ نے پھر التماس کیا آج ان مطالب کو باقی چھوڑیے
جو کچھ اقسام تمدن میں رہگیا ہو بیان بھی کر دیجیے کثرت شوق تاب ضبط نہیں
دیتا کہ اس تھوڑے سے مطلب کو کل پر حوالہ کروں اور تمام شب و روز
اسی اشتیاق میں مبتلا رہوں جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ اب اسقدر اور باقی ہے کہ عوام مخلوقات خدا سے کسطرح ملنا چاہیے
اور اونکے ساتھہ کیسی رفتار کرنی چاہیے یہ تو حضور پر واضح ہو چکا ہے
کہ آدمی ایک طرح کے خلق نہیں ہوئے مختلف حیثیتوں سے اونکی
متعدد قسمیں ہیں تو سب سے ایک طریقہ ربط و اتحاد و سلوک
سردار کا کیونکر ہو سکتا ہے - اس حیثیت سے کہ اونسے ہمیں
کن اقسام پر رفتار کرنی چاہیے آدمیوں کی تین قسمیں ہیں یا تو وہ
بلند مرتبہ ہمسے ہیں یا برابر یا پست تر اگر بالاتر ہے تو اوسکے مرتبے
کو ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ نقصان کیطرف متوجہ نہو اگر ہمسر مقابل ہے
تو اوسکی ترقی کا خیال رہے تاکہ باعث اوسکے کمال کا ہو اگر خود سے وہ کمتر ہے

تین قسمیں خلق کی

طریق حسن معاشرت
با اقسام ثلثہ

تو وہ درجۂ کمال حاصل کرے جس سے برابر ہو جائے - ایک طریقہ ان
تینون قسمون کی معاشرت کا بھی علیحدہ ہے پس قسم اوّل کی معاشرت
جو بزرگ و کمتر مرتبہ والونمین ہوتی ہے اوسکی تفصیل آداب ملازمان
سلطانی سے واضح ہو سکتی ہے - اور معاشرت مدمقابل کی تین حال سے
خالی نہین دوستون کے ساتھ یا دشمنون کے ساتھ یا اون لوگونکے
ساتھ جو نہ دوست ہین نہ دشمن - پھر دوستون کی بھی دو قسمین
ہین یا دوست حقیقی ہین یا غیر حقیقی - حقیقی دوستون کی معاشرت
کی کیفیت شرائط محبت و دوستی مین عرض کی گئی - اور فرق دوست
حقیقی و غیر حقیقی کا بھی وہین سے معلوم ہوگا کہ ان دونون مین
ما بہ التمیز کیا ہی اور دونون کی پہچان کیونکر ہو سکتی ہی باقی رہے لوگ جو دوست
حقیقی تو نہین ہین مگر مشابہ دوستان حقیقی کے ہین شاید تصنع اور بناوٹ کا
اونمین پایا جاتا ہے انکے ساتھ بھی اوسی طریقے کو استعمال کرنا چاہئے

جو مرتبہ اونکا از روے حقیقت کے ہو یعنے غیر حقیقی بھی خالی
اس سے نہین کہ کچھ اصلیت رکھتا ہو پس جسقدر بعد امتحان کے
اصلیت ثابت ہو اوتنا ہی اونکے حقوق کو مرعی رکھے مگر احسان
و نیکی مین دریغ نکرے اور استمالت و مدارات و صبر وغیرہ مین
زیادہ اونکا خیال رکھے اور جسقدر بن ہو سکے اونکے رفع حوائج مین کوئی

جلسہ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

دقیقہ فروگذاشت نکرے بلکہ بذل وکرم سے اونکو حقیقی دوست
بنالے ہان اسقدر بیشک خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے دوستون سے
جو حقیقی نہون اپنے اسرار وعیوب کو پوشیدہ رکھے اور جو راز کی
باتین ہون یا جنسے نفع وضرر پیدا ہوتا ہو اونکے بیان سے احتیاط
کرے اور اگر کوئی خطا اونسے ہوجائے تو ہرگز شکایت وملامت
نکرے اور اگر وہ اسکے حقوق کے ادا کرنیمین کوتاہی کرین تو عتاب
نکرے بلکہ معاوضہ بھی اوسکا اونکے ساتھہ اوسطرح پر نکرے کہ ایسی
صورت مین بسبب اونکے حقیقی نہونے کے کوئی فائدہ شکایت کا
مترتب نہین ہوتا بلکہ سکوت سے امید اونکے اصلاح کی ہے اور یہ
بھی امید ہے کہ بعد چندروز کے مراتب صداقت اونکے بڑہ کر
حد حقیقی پر پہونچ جائین جہانتک ممکن ہو اونکے ساتھہ مواسات
اور سلوک نیک کرتا رہے اور اونکے عزیزون اور دوستون کے
ساتھہ احسان ومدارا کرے اور ہمیشہ ملاقات کیوقت اظہار بشاشت
کو صرف کرے اور اختلاط وارتباط کی باتین خواہ اصلی ہون خواہ
مصنوعی ضرور اونکے ساتھہ کرتا رہے اور اونکی ضرورت کیوقت
دستگیری اونکی کرے اور اسیقدر اپنے احسان سے اونکی گردنونکو
بوجھل کردے تاکہ ہر شخص کو اوس سے رغبت پیدا ہو اور اگر شاید وہ

پوشیدہ رکھنا اسرار کا دوستان غیر حقیقی سے

دوست غیر حقیقی کو حقیقی کرلینا چاہیے

کسی مرتبۂ بلند کو پہونچ جائین تو اوسکی بہی کوئی منفعت اونسے پیدا ہو
نہین تو اونکے شرور سے کسیقدر پناہ ملے مگر اوس صورت مین زیادہ
بار اونکو نہ دے اور زیادہ پہر وسا اونپر نہ کرے تاکہ ان دوستی بڑہانیکی فکر
کرتا رہے — لیکن معاشرت اعداکے ساتھہ پس اوسکی بہی دو قسمین
ہین یا دور کے دشمن ہین یا نزدیک کے پہر وہ بہی دو حال سے خالی
نہین یا ظاہر بظاہر ہین یا پوشیدہ — صاحبان کینہ دشمنان ظاہر مین
شمار ہین اسوجہ سے کہ ظہور اونکے کینہ کا ظاہر مین ہوجاتا ہے اور
صاحبان حسد دشمنان باطن مین محسوب اسوجہ سے کہ ظاہر مین تو
وہ اظہار دشمنی نہین کرتے مگر باطن مین دل اونکے اسکی ثروت و
حکومت کو ناگوار کرتے ہین بہرطور دشمن نزدیک زیادہ تر پرہیز کی
قابل ہے خواہ وہ ظاہر ہو خواہ باطن اسواسطے کہ وہ ہر وقت کے
حالات وکیفیات سے واقف ہے جملہ ماکل ومشارب سے آگاہی
رکہتا ہے بقول شخصے گہر کا بہیدی لنکا ڈہاوے خلاصہ یہ کہ دشمن سے
ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے کیسا ہی کمزور ہو ناتوان نہ جاننا چاہیے
بقول شاعر ؎ دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد + عمدہ طریقہ تو
سیاست دشمن کا یہ ہے کہ تحمل وصبر ومدارا وغیرہ سے اوسکو بہی
دوست بنائے اور کینہ وبغض وعداوت کو اوسکے دلسے نکالکر صیقل

معاشرت اعدا کے ساتھہ

اقسام دشمنان

طریقۂ سیاست دشمنان کی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

شر کا نیکی سے دفع کرنا نیکی ہے

کردے کہ اس سے بڑہکر کوئی تدبیر معقول قابل اطمینان دوسری نہیں ہے
اگر ایسا نکر سکے تو ظاہری مروّت اور نکوہی راے سے دریغ نکرے
اور کبھی نظاہر دشمنی کا اظہار نکرے اسواسطے کہ شر کا نیکی سے
دفع کرنا بھی نیکی ہے اور شر کا شر سے دفع کرنا بھی شر ہے اگر دشمن سفیہ
یا کم عقل ہو تو ہرگز اوسکو خیال نکرنا چاہیے کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار
ہوتا ہے اور اسپر بھی کبھی بھروسہ نکرنا چاہیے کہ زمانہ دراز منقضی
ہونے سے اوسکی عداوت جاتی رہی نہین آتش زیر کاہ برسون کے
بعد سلگتی ہے بلکہ جہان تک ممکن ہو عداوت کا زمانہ بڑہنے ندے
اور صفائی مین کوشش کرے اسلیے کہ جتنا زمانہ عداوت کا بڑہتا
جائیگا اوتنا ہی رنج ملال افکار زیادہ ہونگے اور اوسیقدر نعمت
مین زوال ہوگا اور اوسیقدر مال کا نقصان آبرو کی اضاعت

دشمنی سے کوئی فائدہ نہین ہوتا

بزرگی کا فرق بہم پہونچیگا جسکی کیفیت کمی کے غور کرنے پر اور انصاف
کرنے پر معلوم ہوگی اور جسقدر عمر تدابیر دشمن مین صرف ہوگی وہ
بالکل رائگان و برباد ہوگی نہ دنیا ہی مین اوسکا فائدہ ہے اور
نہ آخرت مین بقول شاعر ؎ اے مگس حضرت سیمرغ نہ جولانگہ تست
عرض خود می بری و زحمت ما میداری + جب ان مراتب کو فقیر
گذارش کر چکا تو اسباب عداوت ارادی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے

اسباب عداوت اور انکی

اور وہ پانچ سببوں سے پیدا ہوتی ہے اوّل تنازع ملکیت مین
خواہ قلیل ہو خواہ کثیر اس قسم کی یہ عداوت بہی بہت مشکل سے
زوال پذیر ہوتی ہے۔ دوم تنازع جاہ و مرتبہ مین اکثر اسکی بنیاد
رشک و حسد سے ہوتی ہے۔ سوم تنازع غایت مین یعنے حصول
نتائج مین مثلاً کسیکی تدبیر نے عمدہ نتیجہ پیدا کیا اور کسیکی تدبیر
نے قصور کیا اور دونون کا مدعا ایک تہا اسوجہ سے آپسمین عداوت
پیدا ہوگئی چہارم باعث دشمنی کا ایسی شہوت پسندی ہے جو باعث
ہتک حرمت یا زوال آبرو ہو پنجم اختلاف آرا باعث عداوت
ہوجاے ان سب کا علاج یہ ہے کہ سبب کے زوال مین کوشش

عداوت کا طریق زوال

کرے اور اوسکی غرض کو بعنوان شایستہ بطور عقل سمجہے اور
عوام الناس کے قول و فعل پر عمل نکرے بلکہ ہمیشہ نتائج عقلی لحاظ
کر لیا کرے کہ وہی مقدم ہے اور بہتر ہے۔ اور کید دشمن سے بچنے
کا طریقہ اس سے بہتر کوئی نہین کہ اونکے حالات پر مطلع ہوتا رہے
اور اونکے مکر و حیلہ سے آگاہ ہو رہے تا قبل از وقوع واقعہ انسداد

اطلاع احوال دشمن پر

اوسکا کرسکے اور اس امر کی حفاظت کرتا رہے کہ دشمن کوئی
بدگوئی اور شکایت روسا و حکام تک نہ پہونچاے بلکہ اگر موقع
ہو تو بعنوان مناسب خود کہے یا کسی دوسرے سے کہلائے تا کہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

پوشیدہ کرنا عیوب دشمن کا

اصل امر گوش گذار ہورہے اور وقت بد سگالی و بدگوئی کے مفید ہو اور ہمیشہ دشمنون کے عیوب کو دریافت کرتا رہے اور اوسکے اخفا کی کوشش کرے تاکہ اوسکے خصائل بد ترقی کرین اگر کسی عیب کی شہرت ہوجائیگی تو وہ خود بناہ مانگیگا اور اگر مخفی رہینگے اور کسی موقع پر یہ اونکا اظہار کریگا تو باعث اوسکی شرمندگی کا ہوگا۔ حکما کہتے ہین کہ ایسے مقام

صداقت سے حفاظت

پر سچائی بہت بڑا آلہ دشمن کی محافظت کا ہے بقول مشہور سانچ کو آنچ نہین بلکہ دروغ بیفروغ سے ہمیشہ دشمن کو غلبہ حاصل ہوجاتا ہے اور اگر شاید کہین حفظ ہوا تو بسبب اوسکا قصور تدبیر ہوگا نہ محض صداقت۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی جملہ عادات سے اطلاع بہم پہونچائے تا اوسکے موافق تدبیر کو عمل مین لاوے اور جو امور ناگوار خاطر دشمن ہون اونسے بھی آگاہ ہوئے کہ ظفر اکثر ایسی ہی صورتون مین دکھائی دیتی ہے۔ اور سب سے

دفع دشمن عالی مرتبگی سے

عمدہ طریقہ زوال عداوت و تدبیر ازالہ دشمن کا یہ ہے کہ انسان خود ایسے افکار عالی اور تدابیر بلند کو صرف کرے کہ جو مادہ قوت و اقتدار دشمن کا ہے اوسپر ترقی کرے اور حقیقت مین ازروئے کمال و فراہمی اسباب لوازم اوس سے بڑھ جائے تاکہ اسکی بلندی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

خود کسر عدد کا سبب ہو دو نو طرح سے یعنے اسکا وقار بھی بڑھ جائے
اور اوسکی قوت بھی اسکے مقابل مین گھٹ جائے اور ہمیشہ اسی فکر
مین رہے کہ دشمنون کے دوستون کو اپنا دوست بنائے اور دوستون
کا دشمن بنا دے بلکہ جہانتک ممکن ہو دشمن سے پیرایہ دوستی
ظاہر کرے کہ باطنًا نہ سہی تو ظاہر مین تو برائی کرنیسے شرمائیگا
اور دوست بننے رہنی پر اوسکے اسرار و حالات پر اچھی طرح سے
اطلاع حاصل ہوگی پہر جناب محقق ارشاد فرماتے ہین کہ کسی دشمن
کو دشنام نہ دے اور کلمات بد سے یاد نہ کرے بلکہ تعرض اور
اعتراض سے بھی احتیاط کرے اسلیئے کہ نتیجہ اس کا اکثر بد پیدا ہوتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہی روز اپنے واسطے پیش آتا ہے بلکہ
جہانتک ممکن ہو دشمن کے نفوس و اموال کو بھی ضرر نہ پہونچائے
کہ عقلا اس فعل کو وسیلہ سفاہت سمجھتے ہین اور دشمنون کو زبان
درازی کی جگہ مل جاتی ہے حکایت کہتے ہین کہ ابو مسلم مروزی
نے اٹھارہ برس نصر سیار سے معرکہ آرائی کی اور آخر کار گرفتار
کر کے اپنی دار السلطنت کو لایا ایک شخص اوسوقت صحبت
مین حاضر تھا اوسنے نصر سیار کو دشنام دی ابو مسلم نے ترش رو
ہو کر کہا کہ ہرگز تجھکو زیبا نہ تھا اگر تینے تدارک اس کا کیا تھا و

دشمن کے دوست کو دوست بنانا

بر زبان نہ لانا ہجو دشنام کا

حکایت ابو مسلم مروزی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بلاء دشمن پر خوش ہونا

در پے جان و آبرو ہوا تھا تو اوسکا ایک سبب تھا مگر سمجھے کوئی فائدہ اس دشنام سے حاصل نہیں ہوا بالآخر اگر دشمن کو کسی آفت مین مبتلا دیکھے تو اوسپر مسرور نہو اور اظہار مسرت نکرے اسواسطے کہ شاید زمانہ گردش کرے اور خدانخواستہ وہی روز اسے پیش آوے تو باعث شماتت نہو اگر دشمن حمایت طلب کرے اور جائے پناہ تصور کرکے زیر دامن آئے یا کسی چیز مین

امانت دشمن کی اور اوس کی

امانت دار کرے تو ہرگز ہرگز پہلوتہی اور خیانت نکرنی چاہیے بلکہ نہایت کشادہ پیشانی اور مروت سے اپنے ذیل کرم مین لینا چاہیے اسواسطے کہ اگر اسکے لطف و عنایت نے دشمن کے قالب پر اثر ڈالا تو دوست ہو جائیگا ورنہ اسکی نکوئی اور حسن سیرت عالم مین مشہور و معروف ہوگی اور اوسکا اثر بہت دور تک پہیلے گا ہرچند یہ مرحلہ اوس شخص کیواسطے زیادہ دشوار ہے جو پابند ہوا و ہوس ہو مگر جو پابند عقل و خرد ہے ضرور

دفع اعدا کے تین طریقے

ہر چیز کے نتیجہ پر غور کریگا پہر تحریر فرماتے ہین کہ دفع اعدا کے لیے تین طریقے ہین اوّل یہ کہ حتی الامکان دشمنوں کی نفوس کی اصلاح کرے اگر یہ ممکن نہو تو اصلاح ذات البین مین کوشش کرے دوم دشمن سے ملنے چلنے مین احتیاط کرے سفر

دور و دراز گوارا کرے سوم یہ کہ دشمن کے استیصال کی فکر کرے اور اوسکے مکر و کید کو اپنے تک پہونچنے سے پیشتر سبب مین اخیر تدبیر ہے اور اسکی چھ شرطین ہین کہ بغیر اون کے پائے جانے کے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے اوّل یہ کہ دشمن بالذات شریر ہو کسیطرح صلاح اوسکی ممکن نہو دوم یہ کہ کوئی تدبیر سوا قہر اور غلبہ کے ہو نہ سکتی ہو اور کوئی چارہ خلاصی کا ممکن نہو سوم یہ کہ اسباب کی امید ہو کہ اگر ظفر اوسکو حاصل ہوگی تو وہ اس سے زیادہ تدارک کریگا اور کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھیگا چہارم یہ کہ کئی مرتبہ اوسکی شرارت کو مشاہدہ کر چکا ہو کہ امید صلاحیت باقی نرہے پنجم یہ کہ استیصال مین کسیطرح کی خیانت اور غدر اسکی جانب عائد نہو ششم یہ کہ کوئی نتیجہ بد دنیا و آخرت مین پیدا نہو جبتک یہ مجبوریان نپائے جائین ہرگز استیصال پر کمر ہمت کو چست نکرے لیکن باوجود اسکے اگر دوسرے دشمن سے اوسکا استیصال ہوسکتا ہو تو خود جرات نکرے کہ یہ طریقہ قرین حزم و احتیاط ہے اور وہ قسم دشمنون کی جو محض بمقتضائے حسد عداوت کرتے ہین اونکا تدارک اس سے بڑھکر کوئی نہین کہ جو باعث اونکے حسد کا ہے

دفع ادنی دشمنان بہ اتصال

دشمنان حسدی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اوسمین ترقی کرے تاکہ اور زیادہ وہ جل جلکر گداختہ ہون اور
آخر مجبور ہوکر اپنے حسد سے باز آئین اتنا خیال ضرور ہے کہ
اونکی تدابیر موثر نہونے پائین اور اونکے کید و مکر سے محفوظ
رہے اور جہانتک ممکن ہو اونکے اس طریقۂ خاص کو ظاہر کرتا رہے
مگر شرط یہ ہے کہ خود کسی امر مکروہ کا مرتکب نہو اور اونکے
تدارک مین کسی امر بد کو اختیار نکرے اور معاشرت اون لوگونکی
ساتھہ جو نہ دوست ہون نہ دشمن یہ بہی مختلف ہے کلّیہ اس کا
یہ ہے کہ جو شخص جس مرتبہ کا مستحق ہو اوسکو اوسی مرتبہ کے
ساتھہ رکہے مثلاً جو لوگ نصیحت کرنیوالے اور ہدایت فرمانے
والے ہین اونکی خدمت مین بانکسار حاضر رہے اون کے
اقوال ہدایت بنیاد کو توجہ خاطر سے سُنے اور جہانتک ممکن ہو
تعمیل مین کوشش کرے مگر یہ ضرور خیال رہے کہ ہر شخص کا
قول قابل قبول نہین ہوتا جبتک عقل و خرد کے نزدیک وہ
قول قابل اعتماد نہو ہرگز تسلیم نکرے بلکہ اگر کوئی اونے شخص
بہی قول محکم بیان کرے تو ضرور تسلیم کرے جیسا کہ مشہور ہے
اُنْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کہنے والے کی
بات کو دیکہو نہ کہنے والے کی ذات کو مثلاً اکثر گنوار بادیہ نشین

بچاؤ ساتھ حیلہ وارونکا

معاشرت اون لوگون سے جو نہ دوست ہین نہ دشمن

کہنیوالی کی بات کو دیکہو نہ ذات کو

ایسی ایسی حکایتین اور ضرب المثلین بیان کرتے ہین جو بالکل
قواعد عقل کی موافق ہوتی ہین جیسے گردہر نہراج کی کنڈلیان اور تلسی
داس کے دوہرے وغیرہ تو عقل کی راہ سے عالم نما کے قول
لایعنے سے یہ اقوال بامعنی بہتر ہین بہرطور انسانکو خود تدبر اور
تعمق کرنا چاہیے اور تنہا اعتبار پر عمل نکرنا چاہیے مگر یہ بات
بہی صاحبان علم کیواسطے ہے کہ وہ خیر و شر مین اچہی طرح سے
تمیز کر سکتے ہین نہ جاہل اونکے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ فہمیدہ
و سنجیدہ کے قول پر عمل کرین اسیواسطے معصوم علیہ السلام
کا قول بے دلیل کے قابل تسلیم ہے کہ پہلے اونکی عصمت
عقل کے روسے ثابت ہو چکی ہے تو اب اگر کوئی تقریر سمجہہ مین
نہ آئے تو وہ ہمارے یا راوی کی فہم کا قصور ہے بہرطور مقصود یہ ہے
کہ دہوکا کہانے سے محفوظ رہے اسواسطے کہ اکثر لوگ خود
غرضی سے بہت سے مطلب بیان کر دیتے ہین جنکی اصلیت
کچہہ بہی نہین ہوتی اسی وجہ سے ایسے لوگون کی تعظیم کرنا چاہیے
جو محض خیرخواہی کی راہ سے خلق خدا کو نفع پہونچاتے ہین
اور خود بہی اونہین کے طریقے سے مشابہت کرنی چاہیے اور
ہرگز حق بات مین ملامت کا خیال نکرنا چاہیے اور بیوقوفونکے

سخن بیہودہ کی شناخت

قول شخص مسلم الثبوت

حق بات کہنے مین ملامت کا خیال نکرنا چاہیے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

سفہا کی بات کا خیال نکرنا

سفہا کو برا نہ ماننا چاہیے اگرچہ کیسی ہی سخت کلمات کہین بلکہ
اسکو ہمیشہ حلم و بردباری کے ساتھہ اونسے معاملہ کرنا چاہیے
تاکہ وہ درپے اذیت نہون اور بیدا اپنے فعل مستحسن سے باز رہین
اگر بدنامی سے خوف کرے اور تقریر نا ملایم سفہا کا تحمل نکرسکے
تو اظہار اوس ملال کا نکرے اور جفا و جفہ اونکی ملامت کا ہرگز
عمل مین نہ لاوے نہایت حزم و احتیاط سے اصلاح کرے یا
مفارقت و دوری اختیار کرے یا اونکی صحبت سے کنارہ کشی
کرے جہانتک ممکن ہو ایسے گروہ سے رسم ملاقات نکرے
کہ نتیجہ ایسی ملاقات کا سوائے زحمت اور مصیبت کے اور کچھہ نہین
ہوتا خصوصًا وہ لوگ جو اخلاق بد سے موصوف ہون جیسے

متکبر کے ساتھہ تکبر

متکبر کہ انکی صحبت سے ضرور اثر تکبر کا پیدا ہوجاتا ہے بلکہ حکما کا
یہ مقولہ ہے کہ متکبر کے ساتھہ خود بھی تکبر کرنا چاہیے اور اگر وہ
تعلی کرے تو خود بھی بلند پروازی کرے اسلیئے کہ متکبر کے ساتھہ تکبر
کرنا گویا علاج بالمثل ہے اور تواضع اور فروتنی ایسے لوگونکے
ساتھہ مین باعث اہانت و تحقیر ہے اسلیے کہ وہ لوگ اپنی
گمان مین اس فعل کو بہتر سمجھتے ہین اور اپنی راے کو صایب جانتے
ہین ہر شخص سے خدمتگذاری کے طالب ہوتے ہین جب کوئی

ہم پیشہ ہم نشین

دوسرا یہی اونکے سامنے تکبّر کریگا تو یا اپنے فعل پر نادم ہونگے
یا برا بر سمجھینگے بقول سعدی ؎ تواضع ز گردن فرازان نکوست
گدا اگر تواضع کند خوے اوست + اور اہل فضائل سے ہمیشہ
اختلاط کرنا چاہیے اور اونکے اخلاق و عادات حسنہ کو اخذ
کرنا چاہیے جسقدر ممکن ہو اونکی سیرت و طریقہ کو اختیار کرے
جہانتک ہو سکے اونہین کے قدم بقدم چلے یہانتک کوشش
کرے کہ خود بھی اوسی زمرہ مین شمار ہو اور اپنے ہمسایہ اور

حقوق ہمسایہ

ہم پیشہ اور ہم طریقہ لوگون کی تعظیم و توقیر اور رفع احتیاج
اعانت و امداد مین کوشش کرے اگر کوئی امر نا ملائم
یا خلاف مروت اونسے ظہور مین آئے تو صبر کو کام فرمائے
ہرگز عتاب و سختی نکرے اسلئے کہ کریم النفس وہی ہے
جو اپنے نفس پر قادر ہو اور لئیم وہ ہے جو متابعت ہوا و
ہوس مین نتیجے کا خیال نکرے اسی وجہ سے حکما فرماتے ہین
کہ لئیم ہمیشہ صبر بدن پر کرتا ہے اور کریم صبر اپنے نفس پر کرتا ہے

زیر دست و رعیہ

اسیطرح جملہ مخلوقات سے بعقل و فراست معاملہ کرنا چاہیے
اور ہمیشہ تمام مخلوقات خدا کی اصلاح کا درپے رہے اور جو
گروہ زیردست اور محکوم ہو اونکی سیرت کو دیکھے جس فرقہ مین

اور جس طریقے مین معلوم ہو ویسا معاملہ اونکے ساتھہ کرے
مثلاً طالبان علم اگر رغبت اونکی تحصیل علوم کی بسبب نکوئی
طبیعت کی ہے تو اونکی تعلیم مین توجہ خاص فرمائے اور اگر
غرض اونکی تحصیل علم سے صحیح نہین تو تہذیب اخلاق تعلیم کرے
اور اونکے معایب نفسانی سے اونکو مطلع کرتا رہے اور جو علم کہ باعث
اونکی خرابی طبیعت اور لغزش قدم کا ہو اوس سے منع کرے جیسے
اونکیلیے غیر سلیم الطبع کو علم فلسفہ الہیات وغیرہ یا بلید الذہن کو
فنون طبعی وغیرہ بلکہ ایسے اشخاص کی تعلیم و ترتیب مین تقدیم و تاخیر
علوم نظری و عملی کے ملحوظ رکھے جسکی تفصیل جلد اول مبحث اخلاق
مین گذارش ہو چکی خلاصہ یہ کہ جسکی طبیعت جس رنگ سے آمادۂ
اصلاح ہو سکے اوسی طرح سے اوسکی ترتیب کرنی چاہیے اور ویسا ہی
طریقہ اونکے ساتھہ عمل مین لانا چاہیے اسیطرح ہر جماعت کے اشخاص
کو غور کرکے پابند اونکے فلاح و خیر کا کرے مثلاً اہل صنعت کی تکمیل
صنعت مین اور اہل حرفت کو تکمیل پیشہ مین مدد دے اور صنعت
یا حرفت بد سے باز رکھے اور بعنوان شایستہ اپنے امکان سے کوتاہی
نکرے مثلاً سائل بھیک مانگنے والے جو عادی الحاح اور التجا کے
ہوگئے ہون اونکو بھی اس طریقے سے باز رکھے اس طرحسے کہ جو لوگ

[illegible] کی تربیت و تہذیب

طریقۂ تعلیم طالبان علم

تکمیل اہل صنعت

زیادہ الحاح کرتے ہین اونکے دینے مین تاخیر کرے اور جو لوگ اپنی
غرض اصلی کو بیان کرتے ہین اونکی حاجت روائی مین تعجیل کرے
محتاج اور طامع مین تمیز کرے طماع کو باز رکھنے حاجتمند کو نقد بھی دیدے
دے اونکو یا کو محنت و مشقت کا عادی کر دے جسے وہ کو راحت
پہونچاے **حکایت** مشہور ہے کہ سبحان علیخان مرحوم و مغفور
ایک روز اپنی صحبت مین تشریف رکھتے تھے ایک شخص لباس
تکلف پہنے ہوے ملاقات کو آئے خانصاحب نے اونکی تعظیم
و توقیر کی اور وقت رخصت اونکے خدمتگار کو بلا کر پانسو روپیہ
دیے اور کہا کہ کل پھر میرے پاس تشریف لانا تھوڑی دیر نہین گذری
تھی کہ ایک شخص ایک بچے کو گود مین لیے ہوے فریاد و زاری
کرتا ہوا آیا دریافت کیا تو اوسنے بیان کیا کہ اوس شخص کی زوجہ
بے کفن پڑی ہوئی ہے کوئی سامان تجہیز و تکفین کا نہین ہے
خانصاحب نے آٹھ آنے پیسے دلواے حاضرین صحبت
کو نہایت تعجب ہوا ایک شخص اونمین سے اوٹھکر اوسکے ہمراہ
ہوا پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا دیکھا کہ وہ صاحب ایک کمرے پر
تشریف لیگئے اور چھ آنے پیسے ایک طوائف کو حوالہ کیے اور
دو آنے اوس بچے کی مان کو دیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ روز آپ ایک لڑکا کرایہ پرلے آیا کرتے ہین اور رؤسا کو بھو کا
دیگر کفن کے نام سے لیجایا کرتے ہین اور اپنی معشوقہ کی
خدمتمین حاضر کرتے ہین نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو ہوشیاری بدل و
عطا کرنا چاہیے اور علی الدوام ہر کام مین عقل و فراست و فہم
و کیاست کو صرف کرنا چاہیے اور ہر چیز مین نتیجہ اور غایت کو
ملحوظ کرنا چاہیے اسواسطے کہ علم اخلاق فقط ایک راستہ اور طریقہ
تعدیل مزاج کا ہے اور عمل کرنا اوسپر اور ہر موقع و محل کا دریافت
کرنا عاقل و ہوشیار کا کام ہے وھو الموفق والمعین یہ فرما کر
حکیم صاحب نے رخصت طلب کی بادشاہ اوٹھہ کھڑے
ہوئے و فور عنایت سے گلے لگا لیا ہاتھونکا بوسہ دیا ارشاد فرمایا
شکر صد شکر پروردگار عالم کا کہ اس بندۂ بے بضاعت کی ہدایت
کیواسطے کیا کیا اسباب اور کیسے کیسے اشخاص عنایت فرمائے
آپکا تشریف لانا بھی بہت بڑی نعمت پروردگار ہے جسکا شکر ادا
مین کسی زبان سے ادا نہین کر سکتا آج آپکو زحمت بہت ہوئی
ہے کل انشاء اللہ مین پھر زیارت سے مشرف ہونگا بعض
مطالب جزئی جو استفسار کے قابل ہین عرض کرونگا یہ کہکر
بادشاہ محل مین تشریف لیگئے حکیم صاحب اپنے فرودگاہ پر آئے فقط

۱۰ افادت صحبت و شکریہ حکیم صاحب

خاتمۃ الکتاب

جب فیلسوف دانائے روزگار نے پردۂ ظلمات مین پناہ لی اور
حکیم خردمند نے خلعت نورانی پہنکر اوج سریر خسروانی کی راہ
لی افلاطون روشن ضمیر نے خمخانہ مغرب مین منہ چھپایا ارسطو نے
جہان سے بہمراہی افواج نجوم دربار سکندری کو مزین فرمایا
حکیم صاحب دربار عادل شاہی مین حاضر ہوئے آداب کورنش
بجالائے سوال ارشاد ہوا کہ مطالب حکمت عملی کو تو آپنے
تمام فرمایا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آج کچھہ مختصر سا حال حکیم
ارسطاطالیس کا بیان کیجیے اسوجہ سے کہ اکثر مطالب اخلاق
اور تمدن کو آپنے اونہین کے زبان سے نقل کیا ہے اور بہت سی
مضامین حکمت اخلاق کو اونہین کی کتاب عجائب نفسانی پر حوالہ
فرمایا ہے تو اونکا ذکر خیر بہی موجب صحت اعتقاد و باعث
کثرت اعتماد ہوگا اوسکے بعد امیدوار ہون کہ چند الیسی نصیحتین
بہی ارشاد ہون جنسے تجربہ حاصل ہو جواب حکیم صاحب نے
دست بستہ عرض کی اگر ارشاد فیض بنیاد یوہین ہے تو فقیر کو
تعمیل مین کیا عذر ہے اصحاب تاریخ و سیر و مورخان باخبر از روے

خاتمۃ الکتاب

حساب تحریر فرماتے ہین کہ ظہور حکیم ارسطاطالیس کا ۵۲۲۵ سنہ
سال ہبوطی مین تہا یعنے ولادت حضرت عیسیٰ سے کہ تیس پینسٹھ برس
پیشتر انکا عالم علم و حکمت بلند ہوا اسم شریف مین چار لغتین وارد ہین
ارسطاطالیس و ارسطالیس و رسطاطالس و رسطالیس مگر
اصل یونانی نام انکا ارسطو ہے معنی اسکے فاضل کے ہین والد
ماجد انکے حکیم نیقوماخس بن اخاذن ہین اور سلسلہ نسب انکا
دونون طرف سے منتہی حکیم اسقلیبوس کیطرف ہوتا ہے جیسا
کہ حکیم بطلیموس نے اپنے بعض مصنفات مین ذکر فرمایا ہے
مولد انکا بلدہ اصطاغیرا از مضافات یونان ہے تلمذ انکا
حکیم افلاطون بن ارسطن بن اسقلیبوس ثانی سے ہے بیس برس
خدمت استاد مین حاضر رہکر دقایق علم و حقایق حکمت کو
حاصل کرتے تہے یہانتک کہ افلاطون بے حضوری ارسطاطالیس
کسی قسم کا درس نہین دیتے تہے اگر کوئی کچھ سوال کرتا تہا تو ارسطو
کا حوالہ کرتے تہے اونکی قدر و منزلت کی یہ کیفیت ہے کہ بعض
احادیث مین وارد ہے کہ عمرو بن عاص بعد مراجعت مصر خدمت
حضرت رسولخدا مین حاضر ہوے بعض حالات مصر بیان کرنے
لگے حضرت نے استفسار فرمایا کہ اہل مصر کا اب مذہب کیا ہے

ظہور حکیم ارسطاطالیس

وجہ تسمیہ ارسطو

حسب و نسب و تعلیم ارسطو

تعریف ارسطو حدیث سے

خاتمۃ الکتاب

اور کسپر عقیدہ رکھتے ہین عمرو بن عاص نے کہا کہ وہ لوگ ارسطو
علیہ اللعنہ کے اقوال کے مطیع ہین حضرت نے عتاب فرمایا اور اس
جسارت سے منع فرمایا اور ارشاد کیا اِنَّہٗ نَبِیٌّ ضَیَّعَہٗ قَوْمُہٗ
یعنے وہ مرتبۂ عقل مین شان نبوت رکہتا تہا مگر اوسکی قوم نے اوسکو
ضایع کردیا - اور معلم ثانی اپنے مصنفات مین تحریر کرتے ہین
کہ فلاسفہ یونان کے سات فرقے ہین اوّل اصحاب فیثاغورس
جو اپنے معلم کے نام سے مشہور ہین انہین کی تقلید مین اکثر حکماے
انگلستان وغیرہ ہین دوم وہ لوگ جو کسی شہر کے نام سے
مشہور ہوگئے اونکو ارسطینوس کا تابع کہتے ہین سوم اپنے
مدرس کے نام سے مشہور ہین انکو تابعین کرسفس کہتے ہین
چہارم اصحاب مظلہ ہین انکو مظلّہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ ہیکل
شہر اسن کے سایہ مین درس وتدریس کرتے تہے پنجم وہ گروہ ہے
جو کسی خاص طریقے مین اپنے اوستاد کا پیرو ہے انکو اصحاب
دیوجانس کلبی کہتے ہین اسوجہ سے کہ دیوجانس کا یہ طریقہ تہا
کہ سوا اپنے اصحاب وخویشاوند کے دوسرے سے لطف ومحبت
نہین کرتے تہے ششم اصحاب لذت ہین جنکا مقولہ یہ ہے
کہ غرض حکمت ومعرفت سے فقط لذت دانش ہے جو نفس کو

فرقہاے فلاسفہ
اصحاب فیثاغورس
اصحاب ارسطینوس
اصحاب کرسفس
اصحاب مظلہ
اصحاب کلبی
اصحاب لذت

خاتمۃ الکتاب

حاصل ہوتی ہے ہفتم اصحاب افلاطون و ارسطاطالیس انکو
مشائین کہتے ہین اسوجہ سے کہ اکثر حالت مشی مین درس دیتے
تھے مگران سات گروہون سے تابعین فیثاغورس و اصحاب
افلاطون و ارسطو ترقی لیگئے چنانچہ آجتک یہی دو نظام جاری
ہین - الحاصل جبتک افلاطون بقید حیات رہے ارسطو خدمت استاد
مین حاضر رہے جب اونہون نے عالم ہستی سے انتقال کیا سن
ارسطاطالیس کا ۳۷ برس کا تھا پھر یونان مین آکر ایک مدرسہ
کی بنیاد کی اور وہان طلبا جمع کرکے تعلیم مشکلات علوم کرنا
شروع کی تا اینکہ فلپ پدر اسکندر رومی نے عریضہ لکھا
اور شہر ماکادونیہ کو طلب کیا حکیم نے وہان آکر توقف کیا اور
تعلیم و تربیت اسکندر مین اہتمام فرمایا اور شہر مسدن مین
قیام کیا مگر جب اسکندر نے نہضت کی تو آب و ہوائے شہر
مُسدن خلاف مزاج ہوئی وہان سے سفر کرکے شہر اسن
مین توقف کیا اور دس برس وہان تعلیم علوم کرتے رہے - مگر
بسبب عداوت و بغض امادان کاہن وہان بہی سکون
نکرسکے اپنے مولد بلدہ اصطاغیر مین آئے اور تعمیر عمارات و
تحصیل کمالات مین سعی وافر فرمائی - ایک روز کنار دریا حقیقت

وجہ تسمیہ مشائین

ہجرت ارسطو

مدرسہ یونان

تعلیم اسکندر

اقامت شہر مسدن

اقامت شہر اسن

عداوت امادان کاہن و مراجعت مولد

خاتمۃ الکتاب

سبب وفات حکیم ارسطاطالیس

جذر و مد دریافت کر رہے تھے چاہتے تھے کہ ایک تصنیف خاص
علّت جذر و مد میں تحریر کریں کہ دفعتًا ایک موجۂ دریا نے
آکر چھپا لیا اور ارسطاطالیس اوسی جذر و مد دریا کے تفکر میں
غرق ہو گئے شاگردوں نے دریا سے اوس در بے بہا کو نکال کر
بکمال عزت و آبرو پیوند خاک کیا مگر جب کوئی مشکل شاگردوں
کو پیش آتی تھی مقبرۂ ارسطاطالیس پر جا کر طلب افاضت
کرتے تھے اور اوس مسئلہ مشکل کو حل کر لیتے تھے مردم اصطاخیر

مشورت مقبرہ ارسطو

نے جمع ہو کر نعش ارسطاطالیس کو ایک تانبے کی صندوق
میں لیجا کر شہر اساالیس میں دفن کیا اور اوس جگہ کو مشورتخانہ
قرار دیکر مشورۂ باہمی کرتے تھے اس اعتقاد سے کہ برکت قبر
ارسطاطالیس سے اونہیں علم و ذکا حاصل ہو جائے المختصر

مقدار عمر و تعداد تصنیفات

اس حکیم دانا نے مجموع اڑسٹھہ برس اس دنیائے فانی میں
بسر کی اور ایک سو بیس کتابیں علوم حکمیہ و فنون مختلفہ میں
تصنیف و تالیف کیں ایکروز شبکو مامون رشید خلیفۂ

خلیفۂ عباسی کا خواب میں دیکھنا

عباسی نے خواب میں حکیم ارسطاطالیس کو دیکھا بعد
دریافت حال کے پوچھا کہ دنیا میں آپکے نزدیک بہتر کون
شخص ہے حکیم نے کہا جسکی بہتری پر عقل حکم کرے پھر عرض کیا

خاتمۃ الکتاب

جمع کرنا اور مترجم ہونا مصنفات ارسطو کا

مجھے کوئی نصیحت کیجیے کہا کہ خدا کی توحید اور صحبت نیک اختیار کر جب صبحکو ماموں کی آنکھہ کہلی حکم دیا کہ مصنفات ارسطو جمع کیے جائیں اور ترجمہ ہوں بادشاہ روم کو نامہ لکھا کہ مصنفات ارسطو جسقدر آپکے مملکت میں موجود ہوں روانہ کیجیے بادشاہ نے بہت تفحص کیا تو ایک رہبان جو قسطنطنیہ سے کئی میل کے فاصلے پر رہتا تہا اوسنے عرض کی کہ اراضی یونان میں عہد قسطنطین بادشاہ سے ابتک ایک مکان مقفل چلا آتا ہے جو بادشاہ اوس عرصے میں عالی ہمت گزرا اوسنے ایک ایک قفل اضافہ کیا اس گمان سے کہ اوس مکان میں کوئی خزانہ بیش بہا ہے

خزانہ کتب حکما

بخیال ننگ و ناموس کہولنا اوسکا اور صرف کرنا اوس خزانہ کا مناسب نہ سمجھا حالانکہ اوس خزانہ میں کوئی مال دنیا نہیں ہے بلکہ چند کتب حکمت ہیں جنمیں علوم عقلی مدوّن ہیں جب مردم بوزنطیہ نے دین مسیحائی اختیار کیا تہا تو قسطنطین

قصہ قسطنطین بادشاہ

بادشاہ نے کتب حکما کو بند کر کے مقفل کر دیا تہا تا لوگ اون کتب کے ذریعے سے گمراہ نہوں اور دین مسیحی میں سستی اختیار نکریں یہ سُنکر بادشاہ نے اہل مشورت کو جمع کیا اور پوچھا کہ ان کتابوں کا ماموں کے پاس بہیجنا خلاف عقل و

خاتمۃ الکتاب

وحکمت ہے یا نہین سب نے یا لاتفاق عرض کی کوئی
ہرج نہین ہے بلکہ شاید ان کتابونکے ذریعے سے اونکے دین
وملت مین فرق آوے یہ سوچکر بادشاہ نے بے تکلف اون
کتابون مین سے پانچ شتر گرانبار کرکے مامون کے پاس
روانہ کئے مامون نے بہت سے حکماء عصر کو ملازم رکھکے
اون کتابونکے ترجمہ کا حکم دیا۔ چنانچہ حنین بن اسحاق
وحبیش بن حسن وثابت بن قرہ پانچ پانچ سو دینار
ماہ کے ملازم تھے اور برابر اون کتب کا ترجمہ زبان عربی مین
کرتے تھے۔ چنانچہ قسطاس بن لوقا البعلبکی کو جب
بغداد مین لائے ہین تو اس قسم کی بہت سی کتابین اوسکے
ساتھ تھین جسمین اکثر کتابین خود اونہون نے ترجمہ کی تھین
اور بعض اونکے فرمایش سے ترجمہ کی گئین تھین ان کتب مین
اکثر مصنفات ارسطاطالیس کی تھی کہ بعض اونمین سے
پوری پوری ترجمہ ہوئی اور بعض ناقص رہگئی۔ چنانچہ
آجتک وہ اوسی طرح ناتمام ہین مصنفات ارسطو چار قسمونکے
ہین اول منطقیات دوم طبیعیات سوم الٰہیات چہارم
خلقیات جس فن مین یہ کتاب ہے تفصیل اور فہرست ان کتب کی

روم سے آنا کتب ارسطو کا

مصنفات ارسطو کا ترجمہ ہونا

بعض مصنفات ارسطو کا ناقص رہجانا اور ناتمام

خاتمۃ الکتاب

تفصیل تصنیفات اخلاقی ارسطو

شرح ترجمہ ونام مترجم صاحب تاریخ الحکما نے لکہی ہے اور
بعض مصنفات کتب خانہ فقیر مین بہی موجود ہین اس مقام پر
کتب خلقیات کی فہرست تحریر کرتا ہون - منجملہ اوس کے
کتاب النفس ہے جسے یحیٰی ابن عدی نے تیسرے مقالہ
تک ترجمہ کیا ہے اور حنین نے پورا ترجمہ زبان سریانی مین
کیا ہے اور اسحاق نے دو مرتبہ اوسکا ترجمہ کیا ہے اور
ثامسطیوس نے اوس کتاب کی شرح کی پہلے مقالہ کے
دو مقالہ کیے اور دوسرے مقالہ کے بہی دو مقالہ اور تیسرے
مقالہ کے تین مقالہ اور لاسیندروس نے اوسکی تفسیر کی
اور سنبلیقوس نے شرح کی اور حکیم اسکندر نے تلخیص
کی سو ورق سے زیادہ اور ابن بطریق نے اوسکا خلاصہ
کیا پہر شرح ثامسطیوس کو اسحاق نے عربی مین ترجمہ
کیا اور پہر تیس برس کے بعد تصحیح کی دوسری کتاب حس
محسوس کے بیان مین ہے اسکے دو مقالے ہین مگر یہ بہت
کمیاب ہے جسقدر موجود ہے وہ ابی البشر متی بن یونس
سے نقل کیگئی تیسری کتاب ملقب بکتاب الحیوان

کتاب الحیوان ارسطو

ہے اوسمین اونیس مقالے ہین ابن بطریق سے منقول ہے

اور ایک نقل قدیم اوسکی سریانی مین موجود ہے وہ [illegible]
بہتر ہے نیقولاوس نے اس کتاب کو مختصر کیا ہے [illegible]
بن زرعہ نے عربی مین اوسکا ترجمہ کیا ہے چوتھی [illegible]
ارسطو سے کتاب الاخلاق ہے جسکی فرفو[illegible]
شرح کی ہے اسمین بارہ مقالے ہین حنین بن اسحاق نے
اوسکا ترجمہ کیا ہے چند مقالہ اوسکے بخط اسحاق یحیی بن
عدی کے پاس تھی اوسے کتاب کے اکثر فوائد حکیم محمد
بن یعقوب بن مسکویہ رازی نے کتاب الطہارت مین
نقل کیے گئے اور اکثر محقق طوسی نے کتاب اخلاق ناصری
مین درج کیے — فقیر نے بھی وسی کتاب کا حاصل [illegible]
باضافۂ چند مطالب اس کتاب مین عرض کیا ہے اب [illegible]
مطلب کو فقیر بعض نصائح حکیم افلاطون پر تمام کرتا ہے
جو اونہون نے وقت احتضار اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو
بطور وصیت کے تعلیم کیے تھے اور جملہ فروع علم [illegible]
مفید ہین فرماتے ہین کہ —

۱ اپنے معبود کو پہچان اور اوسکے حق کو ملحوظ رکھ —

۲ ہمیشہ تو پڑہنے پڑہانے مین اوقات بسر کر —

احوال کتاب الاخلاق ارسطو

نصائح افلاطون بشاگرد خود

خاتمۃ الکتاب

۳ تحصیل علم وکمال کو ہر چیز سے مقدم رکھ —

۴ اہل علم کو کثرت علم سے امتحان نکر بلکہ اجتناب شر وفساد سے حال اونکا دریافت کر —

۵ خدا سے ایسی چیز نہ طلب کر جسکا فائدہ منقطع ہوجائے

۶ یقین کرے جتنی نعمتین ہین خدا کی طرف سے ہین —

۷ جتنی خدا کی نعمتین ہین وہ باقی ہین اور تجھسے نہین جدا ہونے کی —

۸ ہمیشہ ہوشیار رہ کہ شر کے اسباب بہت ہین —

۹ جو چیز کرنی نچاہیے اوسکی آرزو بہی نچاہیے —

۱۰ خدا کا انتقام بندون سے غصہ اور خفگی سے نہین ہوتا ہے بلکہ راستی اور تادیب سے یعنے خدا کی لاٹھی مین آواز نہین

۱۱ ایسی حیات کی تمنا نکر جسکے ساتھ موت شریک ہو

۱۲ حیات اور موت کو شمار مین نہ لا مگر یہ وسیلہ نیکی کے حاصل ہونیکا سمجھ

۱۳ آسایش وراحت پر آرام نکر جبتک اپنے نفس سے تین چیزونکا حساب نہ لے پہلے اوس دن کوئی خطا بہی ہوئی یا نہین دوسرے یہ کہ کوئی کار نیک تونے کیا یا نہین —

خاتمۃ الکتاب

تیسرے یہ کہ کسی کام مین تو نے تقصیر کی یا نہین۔
۱۴ یاد کرے کہ اصل مین تو کیا تھا اور بعد موت کے تو کیا ہو جائیگا
۱۵ دنیا مین کسیکو تکلیف ندے کہ عالم کے سارے چیزین گھٹتے بڑہتے ہین اور دنیا کا کاربار بدلا کرتا ہے۔
۱۶ بڑا بدنصیب وہ ہے جو عاقبت سے غافل ہو جائے
۱۷ کم بخت وہ ہے جو لغزش مین سنبھل نہ جائے۔
۱۸ سرمایہ اپنا ان چیزون سے نکر جو تیری ذات سے علیحدگی رکھتی ہون۔
۱۹ نیک کام مین مستحق کے سوال کا انتظار نکر۔
۲۰ قبل بیان کے حاجت کو پورا کر۔
۲۱ اوس شخص کو حکیم نجان جو دنیا کی لذت پر خوش ہو۔
۲۲ اوس شخص کو عاقل نسمجھہ جو مصیبتون مین بیتاب ہو جائے
۲۳ مرنیکو یاد رکھہ مرنیوالون پر عبرت حاصل کر۔
۲۴ ذلت آدمی کی سخن بیفایدہ مین ہے۔
۲۵ بے پوچھے جو کوئی چیز بیان کرے تو اوسے پہچان لے۔
۲۶ جو شخص دوسرے کے شر مین فکر کرے نفس اوسکا خود شریر ہے
۲۷ نکر سوچ سمجھ لے تب کہے۔

خاتمۃ الکتاب

۲۹ زمانہ ہمیشہ کروٹین لیاکرتا ہے اور ہر ایک کی حالتین بدلتی رہتی ہین
۳۰ سب کا دوست بنا رہے۔
۳۱ جلدی غصہ نکر کہ غصہ کی عادت ہو جائے گی۔
۳۲ آج اگر کسیکو احتیاج ہو توکل پر نہ ٹال معلوم نہین کہ
کل کیا ہو جائے۔
۳۳ جو شخص کسی حالت مین گرفتار ہو اوسکی مدد کرے۔
۳۴ جو اپنے فعلون مین گرفتار ہو اوسکے نزدیک نجا۔
۳۵ جبتک اچھی طرح سے نہ سمجھ لے جھگڑیکا فیصلہ نکرے۔
۳۶ باتون سے حکیم نہ بنے بلکہ قول و عمل موافق حکمت کے ہون
۳۷ زبان کی حکمت جہان مین رہتی ہے عمل کی حکمت آخرت
مین کام آتی ہے۔
۳۸ نیک کامون کی مصیبت نہین رہجاتی مگر نیک کام رہجاتا ہی
۳۹ گناہ کی لذت باقی نہین رہتی ہے مگر مواخذہ رہجاتا ہے
۴۰ اوسدن کو یاد کر جب تجکو پکارین اور تو سن سکے او بول نسکے
۴۱ دنیا سے ایسی جگہ جاتا ہے جہان دوست دشمن کچھہ نہین پہچان سکتا
۴۲ دنیا مین کسیکو نقصان نہ پہونچا ایسا نہو تیرا نقصان ہو۔
۴۳ تو ایسی جگہ جانیوالا ہے جہان آقا غلام سب برابر ہین

خاتمۃ الکتاب

پہر تکبر کس واسطے ہے —

۴۴ زاد راہ طیار رکھہ نہین معلوم کب کوچ ہو —

۴۵ خدا کی نعمتون مین حکمت سے بڑہکر کوئی چیز نہین —

۴۶ حکیم وہی ہے جو فکر اور قول کو برابر رکھے —

۴۷ نیکی کر بدی سے باز آ —

۴۸ سُن اور یاد کرے —

۴۹ ہر وقت اپنے کامونکو سمجہہ لیاکر —

۵۰ اپنے حال کو دیکہتا رہ —

۵۱ دنیا کے کسی کام مین ملال نہ اوٹھا —

۵۲ کسی کام مین سُستی اور جلد بازی نکر —

۵۳ حد اعتدال سے نیکی مین تجاوز نکر —

۵۴ کبہی برائی پر مائل نہو —

۵۵ کوئی گناہ نیک کام مین نہ ہے —

۵۶ تہوڑی مسرت کیواسطے بڑے کام کو نچھوڑ —

۵۷ ذراسی خوشی کے لیے ہمیشہ کا رنج نہ اوٹھا —

۵۸ حکمت کو دوست رکھہ اور حکما کا قول سن —

۵۹ ہوائے دنیا کو دلسے دور کر مگر آداب دنیا کو نچھوڑ —

خاتمۃ الکتاب

۶۰ وقت سے پیشتر کسی کام کو نکر۔
۶۱ جس کام کو کر سوچ سمجھہ کے کر۔
۶۲ تونگری سے غرور نہ پکڑنا۔
۶۳ مصیبت سے دل اپنا نہ توڑ۔
۶۴ دوستون سے یون رفتار کر کہ حاکم کی احتیاج نہو۔
۶۵ دشمنون سے یون معاملہ کر کہ ظفریاب ہو۔
۶۶ کسی شخص سے کبھی بیوقوفی نکر۔
۶۷ سب سے جھک جھک کر مل
۶۸ کسیکو انکسار سے حقیر نہ سمجھہ۔
۶۹ جو اپنے سے نہو سکے اوسپر دوسریکو ملامت نکر۔
۷۰ باطل پر خوش نہو۔
۷۱ قسمت پر اعتماد اور بھروسا نکر۔
۷۲ اچھے کام مین پشیمان نہو۔
۷۴ دکھلانیکو کوئی کام نکر
۷۵ عدل کا پابند رہ۔
۷۶ نیک کامون کی عادت کر۔
۷۷ بری آدمیون سے صحبت اختیار نکر یہ احسان اونکا کیا کم ہی جو برا نہ کہتے

خاتمۃ الکتاب

٧٨ اپنی اولاد کو اپنے انداز کی تعلیم نکر کہ وہ اور زمانیکے واسطے پیدا ہوے

٧٩ کسی کام مین جلدی نکر کہ کام کی اچھائی دیکھی جاتی ہے نہ جلدی

٨٠ چھوٹے کو حقیر نہ سمجھ شاید کہ تجھسے بڑا ہو۔

٨١ عالم کی سخاوت خدا کی سخاوت کے برابر ہے اسلیے کہ اوسکا دیا ہوا ابھی زائل نہین ہوتا۔

٨٢ علم کی ایک یہہ بھی فضیلت ہے کہ کوئی اوسکے طالبکی اعانت اصلی نہین کرسکتا۔

٨٣ عالم کو کوئی چھین نہین سکتا اور سب چیزین چھین جاتی ہین

٨٤ نیک سے نیکی کرنا نیکی کا چاہنا ہے بد سے نیکی کا کرنا اوسکا عادی کرنا ہے۔

٨٥ جب کوئی شخص اپنے رتبے سے زیادہ جگہ پائیگا اخلاق اوسکے خراب ہون گے۔

٨٦ بڑے آدمی برونکی قدر کرتے ہین جیسے مکھی سڑی ہوئی گوشت کو

٨٧ عاقل کو چاہیے کہ غذا کی شیرینی مین دوا کی تلخی کو نہ بھولے

٨٨ بادشاہونکو رعایا سے علیحدگی مناسب ہے ورنہ وہ بھی ایسی ہی ہو جائیگی

٨٩ بداندیش اپنی ذلت چاہنے والے ہین عزت کسیکو نہین دیتی

٩٠ کریم کی عزت یہہ ہے کہ قائل ہونے پر عزت کرے۔

خاتمۃ الکتاب

۹۱ لئیم کی پہچان یہ ہے کہ معقول ہونے پر عداوت کرے —

۹۲ بادشاہوں کو نہیں چاہیے کہ غفلت میں دوسرے کا محتاج ہو

۹۳ آزاد مزاج وہ ہے جو ادنے لوگوں کی باتوں پر زیادہ صبر کرے
بہ نسبت اغنیا اور اعلے درجے کے لوگوں کے —

۹۴ شریف وہ ہے جو ضعیفوں کا کام قوت داروں سے زیادہ کرے
چار وقتوں میں نفس جلد مغلوب ہو جاتا ہے —(۱)— غصہ کا
روکنا (۲) تنگدستی کی حالت (۳) نادانوں کی نصیحت —
(۴) بحث میں تمسخر —

۹۵ دوستی اس سے کرنا چاہیے جو تین چیزوں سے باز رہے
(۱) عیش و طرب سے (۲) عجب و خود بینی و کبر و غرور سے
(۳) پست ہمتی و دون طبعی سے

۹۶ ایسے شخص کی بات کا جو اپنے تئیں برا کہے اعتماد نہ کرے —

۹۸ حاکم کو مجرموں پر رحم کرنا چاہیے — کہ اگر وہ نہ ہوتے
تو یہ مسند حکومت نہ پاتا —

۹۹ دوست کی رائے تیرے واسطے تیری رائے سے بہتر ہے
کہ وہ تیری خواہش سے خالی ہے —

۱۰۰ بڑی حسرت کا مقام ہے اوس عقیل پر جسکا جاہل حاکم ہو

خاتمۃ الکتاب

اور اوس مرد قوی پر جو بخوبی صحت مین ہو — اور اوس مریض پر جو طبیب کا محتاج ہو —

اسکے سوا افلاطون کی ایک کتاب خاص نصیحت مین ہے جسمین بہت عمدہ عمدہ اخلاق تحریر کیے ہین جسکا نام الفاظات افلاطون ہے اور بعض بعض علما نے اوسکا ترجمہ بھی کیا ہی بخیال تطویل انہین سو نصیحتون پر اکتفا کیگئی — یہانتک بیان کرکے حکیم صاحب نے اجازت چاہی بادشاہ نے اشارہ کیا ستره پارچہ کا خلعت حاضر ہوا جیغہ و دستار اپنی ہاتھ سے حکیم صاحب کے سر پر رکھا کلمات معذرت بیان کیے اور کہا کہ آپکا تشریف رکہنا اس شہر مین موجب برکت ہے مدرسۂ شاہی مین سکونت فرمایئے افاضات علمی سے عالم کو فیضیاب کیجیے بندہ ہر طرح سے خدمت کو حاضر ہے حکیم صاحب رخصت ہوے زر نقد عمال و خدام شاہی کو تقسیم کیا خلعت پہنے ہوے فرودگاہ پر تشریف لاے قدردانی بادشاہ کا عالم مین شہرہ ہوگیا آجتک اوسکا تذکرہ باقی ہے —

تمت

عذر مولف

شکر صد شکر اوس کریم کارساز کا جسکے فضل و عنایت سے فقیر نے
ان جلسون کو تمام کیا اور کتاب کے خاتمہ کا سر انجام کیا ہر چند مضامین
عالی اور مطالب دقیقہ کا اردو مین لانا اور اصطلاحات و رموز حکمت کا
سمجھانا خالی از دقت و زحمت نہ تھا مگر جو امر فقیر کے امکان مین
تھا اور میرے قوائے بشری کے احاطہ سے ہو سکتا تھا اوسمین
دریغ نہین کیا اور حتی الامکان تشفیع جزئیات و جمع ضروریات مین
سعی وافر و جہد خاطر کی بہت سے مطالب از سر نو اضافہ کیے
اور بہت سے مضامین ذیل ترجمہ مین بڑہائے دلچسپی کا بھی خیال
رکھا اور روانی و سلاست کو بھی بالکل ہاتھ سے جانے نہین دیا
حل مطالب مین اگر ایک فقرے کے دس ہوگئے تو پروا نہین کی اور
بغرض مقاصد مین اگر تطویل سے تلخیص کی نوبت آئی تو اعتنا نہین کیا
کہ اصل انظار تو غرض پر تھی ترجمہ لفظی مقصود نہ تھا جیسا حضرت محقق نے
کتاب الطہارت کی طرف نسبت ترجمہ دی ہے حالانکہ اسکی ترتیب اور
اوسکی ترتیب مین زمین و آسمان بلکہ آسمان و ریسمان کا فرق ہے کتنا ہی
مین سہل کرتا مگر دقت مضامین و نکات حکمیہ کا آسان ہونا کیونکر
ممکن تھا بس اگر کہین اغلاق و اطلاق ناگوار خاطر ہو تو فقیر کو معذور سمجھکر

عذر مولف

معاف فرمائین اور اگر کسی سہو و نسیان عبارت پر اطلاع ہو تو عجلت تحریر و
کثرت اشتغال کو نظر مین لائین کہ ایسے وقت مین یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے
کہ ہجوم افکار و تواتر انتشار سے نفس راست کرنا دشوار تھا معلوم نہین کس طرح سے
اس کتاب کو بائی بسم اللہ سے تائی تمت تک پہونچایا اور کس توفیق غیبی نے فاتحہ
سے خاتمہ دکھلایا اوسی کیطرف الحاح والتجا ہے کہ بار الہا تو عالم الغیب ہے
دلونکا حال خوب جانتا ہے کہ محض خیر خواہی و بہتری تیرے مخلوقات
کی مقصود ہے پس ترویج و اشاعت و مرغوبی اسکی انظار اہل خرد مین
تیری ہی اعانت سے ہوگی اور تیری ہی استمداد پر مجھے تکیہ ہے پہر اسکا
امیدوار ہون کہ مجھے اسکے عمل کی توفیق عنایت کر اور میرے
دونون نور نظر اور میرے جملہ اعزا و اقارب کو اسکا پابند کر دے
اور جو شخص اس کتاب کو بنظر انصاف و رغبت ملاحظہ فرمائے
اور اس بندۂ ذلیل کی اس نذر قلیل کی قدر کرے اوسکی عزت
و حرمت کا تو حامی ہو اوسکو دین و دنیا مین تو کامل ترقی عنایت
فرما اور اس کتاب کے ثمرات کا عمدہ ذائقہ اوسکو چکھا و آخر
دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ
مُحَمَّدٍ وَّ ذُرِّیَّتِهِ الْمُنْتَجَبِیْنَ مِنْ یَوْمِنَا هٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ
ف

بماہ رجب ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ماہ مئی ۱۸۸۶ء صورت انجام یافت